الجامع المسند الصحیح المختصر من امور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ

صحیح البخاری

للإمام أبي عبد اللہ محمد بن إسمعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ
١٩٤ھ ——— ٢٥٦ھ

ہشتم

ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داؤد راز
نظر ثانی
شیخ الحدیث أبو محمد حافظ عبد الستار الحماد
مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی
تخریج
فضیلة الشیخ **احمد زهوة** فضیلة الشیخ **احمد عنایة**

دار العلم ممبئی

(جلد ہشتم)

صحیحُ بخاری

ABU UMAIMAH OWAIS

الجامع المسند الصحیح المختصر من امور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ

صحیح بخاری

للإمام أبی عبد اللہ محمد بن اسمعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ

۱۹٤ھ ——— ۲۵٦ھ

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد داؤد راز

جلد ہشتم

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد

مقدمہ

حافظ زبیر علی زئی

ابو امیمہ اویس
ABU UMAIMAH OWAIS

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

دار العلم
ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر 157

نام کتاب : صحیح البخاری

تالیف : الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری

ترجمہ وتشریح : مولانا محمد داؤد راز

جلد : ہشتم

ناشر : دار العلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت (بار اوّل) : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ستمبر ۲۰۱۲ء

دار العلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
کِتَابُ الرِّقَاقِ	21
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ”زندگی درحقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے“	21
آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے اس کا بیان	22
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ”دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے تم مسافر ہو یا عارضی طور پر......“	23
آرزو کی رسی کا دراز ہونا	23
جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا	25
ایسا کام جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو	26
دنیا کی بہار اور رونق اور اس کی ریجھ کرنے سے ڈرنا	27
آیت یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ...... کی تفسیر	31
صالحین کا گزر جانا	32
مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا	32
نبی کریم کا یہ فرمان: ”یہ دنیا کا مال بظاہر سرسبز و خوش گوار نظر آتا ہے“	34
آدمی جو مال فی سبیل اللہ دے وہی اس کا اصلی مال ہے	35
جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی آخرت میں زیادہ نادار ہوں گے	35
نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد: ”اگر احد پہاڑ کے برابر سونا میرے پاس ہو تو بھی مجھے یہ پسند نہیں۔“	38
مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو	39
فقر کی فضیلت کا بیان	40
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے گزران کا بیان اور دنیا کے مزوں سے ان کا علیحدہ رہنا	42
نیک عمل پر ہمیشگی کرنا اور درمیانی چال چلنا	46
اللہ سے خوف کے ساتھ امید بھی رکھنا	49
اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا ان سے صبر کیے رہنا	50
”جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ بھی اس کے لیے کافی ہوگا“	51
بے فائدہ بات چیت کرنا منع ہے	52
زبان کی (غلط باتوں سے) حفاظت کرنا	52
اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت کا بیان	54
اللہ سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان	55
گناہوں سے باز رہنے کا بیان	56
نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ”اگر تمہیں معلوم ہو جاتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ“	57
دوزخ کو خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے	57
جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی	58
اسے دیکھنا چاہیے جو نیچے درجہ کا ہے، اسے نہیں دیکھنا چاہیے جس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے	58
جس نے کسی نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اس کا نتیجہ کیا ہے؟	59
چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی بچتے رہنا	59
عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے ڈرتے رہنا	59
بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے	60
(آخر زمانہ میں) دنیا سے امانت داری کا اٹھ جانا	62
ریا اور شہرت طلبی کی مذمت میں	63
جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے اپنے نفس کو دبائے	64
تواضع یعنی عاجزی کرنے کے بیان میں	65
نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ”میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ (کلمہ اور بیچ کی انگلیاں) نزدیک ہیں“	66
جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے	68

مضمون	صفحہ نمبر
موت کی سختیوں کا بیان	70
صور پھونکنے کا بیان	73
اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا	75
حشر کی کیفیت کے بیان میں	76
آیت إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ کی تفسیر	80
آیت أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ...... کی تفسیر	81
قیامت کے دن بدلہ لیا جانا	82
جس کے حساب کی جانچ کی گئی اسے عذاب دیا جائے گا	84
جنت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب داخل ہوں گے	86
جنت وجہنم کا بیان	88
صراط ایک پل ہے جو دوزخ پر بنایا گیا ہے	100
حوض کوثر کا بیان	104
كِتَابُ الْقَدْرِ	112
اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہوگیا	114
اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ (بڑے ہوکر) کیا عمل کرتے	114
''اور اللہ نے جو حکم دیا ہے (تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا ہے) وہ ضرور ہوکر رہے گا''	115
عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے	117
نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی	119
لا حول ولا قوة الا بالله کی فضیلت کا بیان	120
معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے رکھے	121
آیت وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا...... کی تفسیر	122
(فرمان الٰہی) ''اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے'' کی تفسیر	123
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم وموسیٰ علیہما السلام نے جو مباحثہ کیا	123
جسے اللہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں	124
بد قسمتی اور بد نصیبی سے اللہ کی پناہ مانگنا اور برے خاتمہ سے	125
اس آیت کا بیان کہ اللہ پاک بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے	125
آیت قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا کی تفسیر	126
آیت وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ کی تفسیر	126
كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ	128
آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي...... کی تفسیر	128
رسول اللہ ﷺ کا یوں قسم کھانا "وایم اللہ!" (اللہ کی قسم!)	130
نبی کریم ﷺ قسم کس طرح کھاتے تھے؟	131
اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ	139
لات وعزیٰ اور بتوں کی قسم نہ کھائے	142
بن قسم دیے قسم کھانا کیسا ہے؟	142
جس نے اسلام کے سوا اور کسی مذہب پر قسم کھائی	142
یوں کہنا منع ہے: جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں......	143
آیت وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ کی تفسیر	144
اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں یا اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں	145
جو شخص علی عهد الله کہے تو کیا حکم ہے؟	146
اللہ کی عزت، صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا	147
کوئی شخص کہے کہ لعمر الله، یعنی اللہ کی بقا کی قسم کھانا	148
آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي...... کی تفسیر	148
اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اسے توڑ ڈالے تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں	149
یمین غموس (جھوٹی قسم) کا بیان	154
آیت إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ...... کی تفسیر	155
ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کیلئے یا غصہ کی حالت میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟	156
جب کسی نے کہا کہ واللہ! میں آج بات نہیں کروں گا	158
جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ تک نہیں	

مضمون	صفحہ نمبر
جائے گا اور مہینہ ۲۹ دن کا ہوا اور وہ اپنی عورت کے پاس گیا تو وہ حانث نہ ہوگا	160
اگر کسی نے قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیئے گا	160
جب کسی نے قسم کھائی کہ وہ سالن نہیں کھائے گا	162
قسموں میں نیت کا اعتبار ہوگا	163
جب کوئی شخص اپنا مال نذر یا توبہ کے طور پر خیرات کردے	164
اگر کوئی شخص اپنا کھانا اپنے اوپر حرام کرلے	164
منت نذر پوری کرنا واجب ہے	166
اس شخص کا گناہ جو نذر پوری نہ کرے	166
اسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے جو عبادت اور اطاعت کے کام کے لئے کی جائے نہ کہ گناہ کے لیے	167
جب کسی نے جاہلیت میں کسی شخص سے بات نہ کرنے کی نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو پھر اسلام لایا ہو؟	167
جو مر گیا اور اس پر کوئی نذر باقی رہ گئی	168
ایسی چیز کی نذر جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے یا گناہ کی	168
جس نے کچھ خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو پھر اتفاق سے ان دنوں میں بقرعید یا عید ہوگئی تو اس دن روزہ نہ رکھے	170
کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں، کھیتی اور سامان بھی آتے ہیں؟	171
قسموں کے کفاروں کا بیان	172
آیت قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ...... کی تفسیر	173
جس نے کفارہ کے ادا کرنے میں کسی تنگ دست کی مدد کی	174
کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جائے خواہ وہ قریب کے رشتہ دار ہوں یا دور کے	175
مدینہ منورہ کا صاع (ایک پیمانہ) اور نبی کریم ﷺ کا مد (ایک پیمانہ) اور اس میں برکت اور بعد میں بھی اہل مدینہ کو نسلاً بعد نسل جو صاع اور مد ورثہ میں ملا اس کا بیان	175
آیت أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ کی تفسیر	177
کفارہ میں مدبر، ام الولد، مکاتب، ولد الزنا کا آزاد کرنا	177
جب کفارہ میں غلام آزاد کرے گا تو اس کی ولا کسے حاصل ہوگی؟	178
اگر کوئی شخص قسم میں ان شاء اللہ کہہ لے	178
قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد دونوں طرح دے سکتا ہے	180
كِتَابُ الْفَرَائِضِ	183
آیت يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ...... کی تفسیر	183
فرائض کا علم سیکھنا	184
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے"	185
نبی کریم ﷺ کا ارشاد: "جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے بال بچوں و اہل خانہ کے لئے ہے"	189
لڑکے کی میراث اس کے باپ اور ماں کی طرف سے کیا ہوگی	189
لڑکیوں کی میراث کا بیان	190
اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پوتے کی میراث کا بیان	191
اگر بیٹی کی موجودگی میں پوتی بھی ہو	191
باپ یا بھائیوں کی موجودگی میں دادا کی میراث کا بیان	192
اولاد کے ساتھ خاوند کو کیا ملے گا	193
بیوی اور خاوند کو اولاد وغیرہ کے ساتھ کیا ملے گا	194
بیٹیوں کی موجودگی میں بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں	194
بہنوں اور بھائیوں کو کیا ملے گا	195
آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ...... کی تفسیر	195
اگر کوئی عورت مر جائے اور اپنے دو چچا زاد بھائی چھوڑ جائے ایک اس کا اخیافی بھائی ہو، دوسرا اس کا خاوند ہو	196
ذوی الارحام کا بیان	197
لعان کرنے والی عورت اپنے بچے کی وارث ہوگی	197

مضمون	صفحہ نمبر
بچہ اسی کا کہلائے گا جس کی بیوی یا لونڈی سے وہ پیدا ہو	197
غلام لونڈی کا ترکہ وہی لے گا جو اسے آزاد کرے اور جو لڑکا راستے میں پڑا ہوا ملے اس کا وارث کون ہوگا اس کا بیان	198
سائبہ وہ غلام یا لونڈی جسے مالک آزاد کر دے	199
جو غلام اپنے اصلی مالکوں کو چھوڑ کر دوسروں کو مالک بنائے (ان سے موالات کرے) اس کے گناہ کا بیان	200
جب کوئی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے تو وہ اس کا وارث ہوتا ہے یا نہیں	200
ولا کا تعلق عورت کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے	201
جو شخص کسی قوم کا غلام ہو، آزاد کیا گیا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا	
اسی طرح کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوگا	202
اگر کوئی وارث کافروں کے ہاتھ قید ہو گیا ہو تو اسے ترکہ ملے گا یا نہیں	202
مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا اور اگر میراث کی تقسیم سے پہلے اسلام لایا تب بھی میراث میں اس کا حق نہیں ہوگا	203
اگر کسی کا غلام نصرانی ہو یا مکاتب نصرانی ہو وہ مر جائے تو	203
جو کسی شخص کو اپنا بھائی یا بھتیجا ہونے کا دعویٰ کرے	203
جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے	204
کسی عورت کا دعویٰ کرنا کہ یہ بچہ میرا ہے	204
قیافہ شناس کا بیان	205
كِتَابُ الْحُدُوْدِ	207
حدی گناہوں کی وعید کا بیان	207
زنا اور شراب نوشی کا بیان	207
شراب پینے والوں کو مارنے کے بیان میں	208
جس نے گھر میں حد مارنے کا حکم دیا	208
شراب میں چھڑی اور جوتوں سے مارنا	208
شراب پینے والا اسلام سے نکل نہیں جاتا نہ اسے لعنت کرنی چاہیے	210
چور جب چوری کرتا ہے	211
چور کا نام لیے بغیر اس پر لعنت بھیجنا درست ہے	211
حد قائم ہونے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے	212
مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے، ہاں جب کوئی حد کا کام کرے تو اس کی پیٹھ پر مار لگا سکتے ہیں	212
حدود قائم کرنا اور اللہ کی حرمتوں کو جو کوئی توڑے اس سے بدلہ لینا	213
کوئی بلند مرتبہ شخص ہو یا کم مرتبہ سب پر برابر حد قائم کرنا	213
جب حدی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچ جائے پھر سفارش کرنا منع ہے	214
آیت وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا...... کی تفسیر	214
چور کی توبہ کا بیان	217
كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ	219
آیت إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ ...... کی تفسیر	219
نبی کریم ﷺ نے ان مرتدوں ڈاکوؤں کے (زخموں پر) داغ نہیں لگوائے یہاں تک کہ وہ مر گئے	220
مرتد لڑنے والوں کو پانی بھی نہ دینا یہاں تک کہ پیاس سے وہ مر جائیں	220
نبی کریم ﷺ کا مرتدین، لڑنے والوں کی آنکھوں میں سلائی پھروانا	221
جس نے فواحش کو چھوڑ دیا اس کی فضیلت کا بیان	222
زنا کے گناہ کا بیان	223
محصن (شادی شدہ کو زنا کی علت میں) سنگسار کرنا	225
پاگل مرد یا عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا	226
زنا کرنے والے کے لئے پتھروں کی سزا ہے	227
بلاط میں رجم کرنا	227

مضمون	صفحہ نمبر
عیدگاہ میں رجم کرنا (عیدگاہ کے پاس یا خود عیدگاہ میں)	228
جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس پر حد نہیں ہے	229
جب کوئی شخص حدی گناہ کا اقرار غیر واضح طور پر کرے تو کیا امام کو اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے	230
کیا امام زنا کا اقرار کرنے والے سے یہ کہے کہ شاید تو نے چھوا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو	231
زنا کا اقرار کرنے والے سے امام کا پوچھنا کہ کیا تم شادی شدہ ہو	231
زنا کا اقرار کرنا	232
اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے اور وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کریں گے	233
اس بیان میں کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے مارے جائیں اور دونوں کو جلاوطن کر دیا جائے	239
بدکاروں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا	240
جو شخص حاکم اسلام کے پاس نہ ہو (کہیں اور ہو) لیکن اسے حد لگانے کے لیے حکم دیا جائے	241
آیت وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا...... کی تفسیر	242
جب کوئی کنیز زنا کرائے	242
لونڈی کو شرعی سزا دینے کے بعد پھر ملامت نہ کرے نہ لونڈی جلاوطن کی جائے	243
ذمیوں کے احکام اور اگر شادی کے بعد انہوں نے زنا کیا اور امام کے سامنے پیش ہوئے تو اس کے احکام کا بیان	243
اگر حاکم کے سامنے کوئی شخص اپنی عورت کو یا کسی دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگائے	244
حاکم کی اجازت کے بغیر اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں یا کسی اور کو تنبیہ کرے	245
اس مرد کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھا اور اسے قتل کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟	246
اشارے کنائے کے طور پر کوئی بات کہنا	247

مضمون	صفحہ نمبر
تنبیہ اور تعزیر یعنی حد سے کم سزا کتنی ہونی چاہیے	248
اگر کسی شخص کی بے حیائی، بے شرمی اور آلودگی پر گواہ نہ ہوں، پھر قرائن سے یہ امر کھل جائے	250
پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا گناہ ہے	252
غلاموں پر ناحق تہمت لگانا بڑا گناہ ہے	253
اگر امام کسی شخص کو حکم کرے کہ جا فلاں شخص کو حد لگا جو غائب ہو (یعنی امام کے پاس موجود نہ ہو)	253
كِتَابُ الدِّيَاتِ	255
آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا...... کی تفسیر	255
آیت وَمَنْ أَحْيَاهَا...... کی تفسیر	257
آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ...... کی تفسیر	261
حاکم کا قاتل سے پوچھ گچھ کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار کر لے اور حدود میں اقرار (اثبات جرم کے لیے) کافی ہے	261
جس کسی نے پتھر یا ڈنڈے سے کسی کو قتل کیا	262
آیت أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ...... کی تفسیر	262
پتھر سے قصاص لینے کا بیان	263
جس کا کوئی قتل کر دیا گیا ہو اسے دو چیزوں میں ایک کا اختیار ہے	263
جو کوئی ناحق کسی کا خون کرنے کی فکر میں ہو اس کا گناہ	265
قتل خطا میں مقتول کی موت کے بعد اس کے وارث کا معاف کرنا	265
آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا...... کی تفسیر	265
جب قاتل ایک مرتبہ قتل کا اقرار کر لے تو اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا	266
عورت کے عوض اس کے قاتل مرد کو قتل کرنا	267
مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں بھی قصاص لینا	267
جس نے اپنا حق یا قصاص سلطان کی اجازت کے بغیر لے لیا	268
جو ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے اس کا کیا حکم ہے؟	268

مضمون	صفحہ نمبر
اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے	269
جب کسی نے کسی کو دانت سے کاٹا اور کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ گیا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے	270
دانت کے بدلے دانت	270
انگلیوں کا بیان	270
اگر کئی آدمی ایک شخص کو قتل کر دیں تو کیا ان سب کو سزا دی جائے گی یا ان سب سے قصاص لیا جائے گا؟	271
قسامت کا بیان	272
جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور گھر والوں نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر دیت واجب نہیں ہوگی	276
عاقلہ کا بیان	277
عورت کے پیٹ کا بچہ جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو	278
پیٹ کے بچے کا بیان اور اگر کوئی عورت خون کرے تو اس کی دیت ددھیال والوں پر ہوگی نہ کہ اس کی اولاد پر	279
جس نے کسی غلام یا بچے کو (کام کے لیے) عاریتاً مانگ لیا	280
کان میں دب کر اور کنویں میں گر کر مرنے والے کی دیت نہیں ہے	280
چوپایوں کا نقصان کرنا اس کا کچھ تاوان نہیں	281
اگر کوئی ذمی کافر کو بے گناہ مار ڈالے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا	281
مسلمان کو (ذمی) کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا	282
اگر مسلمان نے غصے میں یہودی کو طمانچہ لگایا	282
كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ	284
اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کا گناہ، دنیا اور آخرت میں اس کی سزا	284
مرتد مرد اور عورت کا حکم اور ان سے توبہ کا مطالبہ کرنا	286
جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے اور جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا	289
اگر ذمی کافر اشارے کنائے میں آپ ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے	290
خارجیوں اور بے دینوں سے ان پر دلیل قائم کر کے لڑنا	292
دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو خارجیوں کو نہ قتل کرنا	294
نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔“	295
تاویل کرنے والوں کے بارے میں	296
كِتَابُ الْإِكْرَاهِ	301
آیت إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ...... کی تفسیر	301
جس نے کفر پر مار کھانے، قتل کیے جانے اور ذلت کو اختیار کیا	302
مالیات اور غیر مالیات کی بیع میں دوسروں سے زبردستی کا معاملہ کرنا	304
جس کے ساتھ زبردستی کی جائے اس کا نکاح جائز نہیں	305
اگر کسی کو مجبور کیا گیا اور آخر اس نے غلام ہبہ کیا یا بیچا تو نہ ہبہ صحیح ہوگا نہ بیع صحیح ہوگی	306
زور زبردستی کی برائی کا بیان	307
جب عورت سے زبردستی زنا کیا گیا تو اس پر حد نہیں ہے	307
آدمی کا اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے قسم اٹھانا	308
كِتَابُ الْحِيَلِ	311
حیلے چھوڑنے کا بیان	311
نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان	312
زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان	312
نکاح میں حیلہ کرنے کا بیان	315
خرید و فروخت میں حیلہ اور فریب کرنا منع ہے	316
نجش کی کراہیت کا بیان	317

مضمون	صفحہ نمبر
خرید فروخت میں دھوکہ دینے کی ممانعت کا بیان	317
یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو اس کے ولی فریب دے کر	317
جب کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی	318
نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے تو کیا حکم ہے	319
عورت کا شوہر، سوکنوں کے ساتھ حیلہ کرنے کی ممانعت	321
طاعون سے بھاگنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے	323
ہبہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا	324
عامل کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا	326
کِتَابُ التَّعْبِیْرِ	329
سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خواب کے ذریعے ہوئی	329
صالحین کے خوابوں کا بیان	331
اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے	332
اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں سے ایک ہے	333
مبشرات کا بیان	334
حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان	335
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان	336
خواب کا توارد، یعنی ایک ہی خواب کئی آدمی دیکھیں	336
قیدیوں اور اہل شرک وفساد کے خواب کا بیان	336
نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا	339
رات کے خواب کا بیان	340
دن کے خواب کا بیان	342
عورتوں کے خواب کا بیان	343
برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے	344
دودھ کو خواب میں دیکھنا	345
جب دودھ کسی کے اعضا یا ناخن سے پھوٹ نکلے	345
خواب میں قمیص کرتہ دیکھنا	345
خواب میں کرتے کا گھسیٹنا	346
خواب میں سبزی یا ہرا بھرا باغ دیکھنا	347
خواب میں عورت کا دیکھنا	347
خواب میں ریشم کے کپڑے کا دیکھنا	348
ہاتھ میں کنجیاں خواب میں دیکھنا	348
کنڈے یا حلقے کو خواب میں پکڑ کر اس سے لٹک جانا	349
خواب میں ڈیرے کا ستون تکیہ کے نیچے دیکھنا	349
خواب میں رنگین ریشمی کپڑا دیکھنا اور بہشت میں داخلہ	349
خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا	350
خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا	351
خواب میں کنویں سے پانی کھینچنا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں	351
ایک یا دو ڈول پانی کمزوری کے ساتھ کھینچنا	352
خواب میں آرام کرنا، راحت لینا	353
خواب میں محل دیکھنا	353
خواب میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا	354
خواب میں کسی کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھنا	355
جب کسی نے اپنا بچا ہوا دودھ خواب میں کسی اور کو دیا	355
خواب میں آدمی اپنے تئیں بے ڈر دیکھے	356
خواب میں دائیں طرف لے جاتے دیکھنا	357
خواب میں پیالہ دیکھنا	358
جب خواب میں کوئی چیز اڑتی ہوئی نظر آئے	358
جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے دیکھے	358
خواب میں پھونک مارتے دیکھنا	359
جب کسی نے دیکھا کہ اس نے کوئی چیز کسی طاق سے نکالی اور اسے دوسری جگہ رکھ دیا	360
سیاہ عورت کو خواب میں دیکھنا	360
پراگندہ بال عورت خواب میں دیکھنا	361
جب خواب میں تلوار ہلائے	361
جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا	362

مضمون	صفحہ نمبر
جب کوئی برا خواب دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے	363
اگر پہلی تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا	364
صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر بیان کرنا	365
كِتَابُ الْفِتَنِ	370
آیت وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ..... کی تفسیر	370
نبی کریم ﷺ کا فرمانا کہ ”میرے بعد تم بعض کام دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے“	372
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”میری امت کی تباہی چند بیوقوف لڑکوں کی حکومت سے ہوگی“	374
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”ایک بلا سے جو نزدیک آ گئی ہے عرب کی خرابی ہونے والی ہے“	375
فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان	376
ہر زمانے کے بعد آنے والے زمانے کا بیان	378
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”جو ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے“	379
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا: ”میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا“	381
آنحضرت ﷺ کا فرمان کہ ”ایک ایسا فتنہ اٹھے گا جس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا“	384
جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟	385
جب کسی شخص کی امامت پر اعتماد نہ ہو تو لوگ کیا کریں؟	386
مفسدوں اور ظالموں کی جماعت کو بڑھانا منع ہے	387
جب کوئی برے لوگوں میں رہ جائے تو کیا کرے؟	388
فتنہ فساد کے وقت جنگل میں جا کر رہنا	389
فتنوں سے پناہ مانگنا	390
نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ”فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا“	391
اس فتنے کا بیان جو فتنہ سمندر کی طرح ٹھاٹیں مارے گا	393
جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو سب قسم کے لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں	400
نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ پاک اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا“	400
کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے، پھر اس کے پاس سے نکل کر دوسری بات کہنے لگے	402
قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کریں	403
قیامت کے قریب زمانہ کا رنگ بدلنا اور عرب میں پھر بت پرستی کا شروع ہونا	404
ملک حجاز سے آگ کا نکلنا	405
دجال کا بیان	407
دجال مدینے کے اندر نہیں داخل ہو سکے گا	411
یاجوج ماجوج کا بیان	412
كِتَابُ الْأَحْكَامِ	414
آیت أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ..... کی تفسیر	414
امیر، سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش قبیلے سے ہونا چاہیے	415
جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اس کا ثواب	417
امام اور بادشاہ کی بات سننا اور ماننا واجب ہے جب تک وہ خلاف شرع اور گناہ کی بات کا حکم نہ دے	417
جسے بن مانگے سرداری ملے تو اللہ اس کی مدد کرے گا	420
جو شخص مانگ کر حکومت یا سرداری لے اس کو اللہ پاک چھوڑ دے گا وہ جانے اس کا کام جانے	420
حکومت اور سرداری کی حرص کرنا منع ہے	420
جو شخص رعیت کا حاکم بنے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے	421

مضمون	صفحہ نمبر
جو شخص اللہ کے بندوں کو ستائے (مشکل میں پھنسائے) اللہ اس کو ستائے گا (مشکل میں پھنسائے گا)	422
چلتے چلتے راستے میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا	423
یہ بیان کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی دربان نہیں تھا	423
ماتحت حاکم قصاص کا حکم دے سکتا ہے بڑے حاکم سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں	424
قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصے کی حالت میں دینا درست ہے یا نہیں؟	425
مہر لگے خط پر گواہی دینے کا بیان (کہ یہ فلاں شخص کا خط ہے)	427
قاضی بننے کے لئے کیا کیا شرطیں ہونی ضروری ہیں	429
حکام اور حکومت کے عاملوں کا تنخواہ لینا	430
جو مسجد میں فیصلہ کرے یا لعان کرائے	432
حد کا مقدمہ مسجد میں سننا، پھر جب حد لگانے کا وقت آئے تو مجرم کو مسجد کے باہر لے جانا	433
فریقین کو امام کا نصیحت کرنا	433
اگر قاضی خود عہدہ قضا حاصل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اس کی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے؟	434
جب حاکم اعلیٰ دو شخصوں کو کسی ایک جگہ ہی کا حاکم مقرر کرے تو انہیں یہ حکم دے کہ وہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں	437
حاکم دعوت قبول کر سکتا ہے	437
حاکموں کو جو ہدیے تحفے دیے جائیں ان کا بیان	437
آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا	438
لوگوں کے نگران یا نقیب بنانا	439
بادشاہ کے سامنے خوشامد کرنا پیٹھ پیچھے برا کہنا منع ہے	440
ایک طرف فیصلہ کرنے کا بیان	440
اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے مسلمان بھائی کا مال ناحق دلا دے تو اس کو نہ لے	440
کنویں اور اس جیسی چیزوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنا	442
ناحق مال اڑانے میں جو وعید ہے وہ تھوڑے اور بہت دونوں مالوں کو شامل ہے	443
حاکم بے وقوف اور غائب لوگوں کی جائیداد، منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کو بیچ سکتا ہے	443
کسی شخص کی سرداری میں نافرمانی سے لوگ طعنہ دیں اور حاکم ان کے طعنے کی پروانہ کرے	444
جھگڑالو کا بیان	444
جب حاکم کا فیصلہ ظالمانہ ہو یا علما کے خلاف ہو	445
امام کسی جماعت کے پاس آئے اور ان میں باہم صلح کرا دے	446
فیصلہ لکھنے والا امانت دار اور عقلمند ہونا چاہیے	447
امام کا اپنے نائبوں کو اور قاضی کا اپنے عملے کو لکھنا	448
کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایک شخص کو معاملات کی دیکھ بھال کے لئے بھیجے؟	449
حاکم کے سامنے مترجم کا رہنا اور ایک ترجمان کافی ہے	450
امام کا اپنے عاملوں سے حساب طلب کرنا	451
امام کا خاص مشیر، یعنی رازدار دوست بنانا	452
امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے؟	453
جس نے دو مرتبہ بیعت کی	457
دیہاتیوں کا اسلام اور جہاد پر بیعت کرنا	458
نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا	458
بیعت کرنے کے بعد اس کا فسخ کرانا	459
جس نے کسی سے بیعت کی اور مقصد خالص دنیا کمانا ہو	459
عورتوں سے بیعت لینا	460
اس کا گناہ جس نے بیعت توڑی	462
ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے تو کیسا ہے؟	463
جھگڑا اور فسق و فجور کرنے والوں کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکالنا	467
کیا امام کے لئے جائز ہے وہ مجرموں اور گنہگاروں کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے اور ملاقات وغیرہ کرنے سے روک	

مضمون	صفحہ نمبر
دے؟	467
کِتَابُ التَّمَنِّي	469
آرزو کرنے کے بارے میں اور جس نے شہادت کی آرزو کی	469
نیک کام جیسے خیرات کی آرزو کرنا	470
نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ''اگر مجھے پہلے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا''	470
نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا: ''کاش ایسا اور ایسا ہوتا''	472
قرآن مجید اور علم کی آرزو کرنا	472
جس کی تمنا کرنا منع ہے	473
کسی شخص کا کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ ہوتی	474
دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو کرنا منع ہے	475
لفظ ''اگر مگر'' کے استعمال کا جواز اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اگر مجھے تمہارا مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی''	475
كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ	480
ایک سچے شخص کی خبر پر اذان، نماز، روزے، فرائض اور تمام احکام میں عمل ہونا	480
نبی کریم ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو اکیلے کافروں کی خبر لانے کے لئے بھیجنا	487
آیت لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا ...... کی تفسیر	488
نبی کریم ﷺ کا عاملوں اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے بھیجنا	489
وفود عرب کو نبی کریم ﷺ کی یہ وصیت کہ ''ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں دین کی باتیں پہنچادیں۔''	490
ایک عورت کی خبر کا بیان	491
كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ	493
کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا	493
نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں''	495
نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا	496
بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے	504
نبی کریم ﷺ کے کاموں کی پیروی کرنا	509
کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا	510
جو شخص بدعتی کو ٹھکانہ دے، اس کو اپنے پاس ٹھہرائے	517
دین کے مسائل میں رائے پر عمل کرنے کی مذمت، اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنے کی برائی	518
نبی ﷺ نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا	519
رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے مردوں اور عورتوں کو وہی باتیں سکھانا جو اللہ نے آپ کو سکھادی تھیں	520
نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''میری امت کی ایک جماعت حق پر غالب رہے گی اور جنگ کرتی رہے گی''	521
اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''یا وہ تمہارے کئی فرقے کردے''	522
ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا جس کا حکم اللہ نے بیان کر دیا ہے تا کہ پوچھنے والا سمجھ جائے	523
قاضیوں کو کوشش کرکے کتاب اللہ کے موافق حکم دینا چاہیے	524
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان: ''اے مسلمانو! تم اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے''	526
اس کا گناہ جو کسی گمراہی کی طرف بلائے یا کوئی بری رسم قائم کرے	526
نبی کریم ﷺ نے عالموں کے اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان	528
آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ...... کی تفسیر	537
آیت وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا...... کی تفسیر	537
آیت وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا...... کی تفسیر	539
حاکم کا ثواب، جب کہ وہ اجتہاد کرے اور صحت پر ہو یا غلطی کر جائے	540
اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام احکام	

صفحہ نمبر	مضمون
541	ہر ایک صحابی کو معلوم رہتے تھے
543	نبی کریم ﷺ سے ایک بات کہی جائے اور آپ اس پر انکار نہ کریں جسے تقریر کہتے ہیں تو یہ حجت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سوا اور کسی کی تقریر حجت نہیں
544	دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا ہوگی؟
548	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ”اہل کتاب سے دین کی کوئی بات نہ پوچھو“
549	نبی کریم ﷺ کسی چیز سے لوگوں کو منع کریں تو وہ حرام ہوگی مگر یہ کہ اس کی اباحت دلائل سے معلوم ہو جائے
551	احکام شرع میں جھگڑا کرنے کی کراہت کا بیان
552	آیت وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ...... کی تفسیر
556	**كِتَابُ التَّوْحِيدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ**
558	نبی ﷺ کا اپنی امت کو اللہ کی توحید کی دعوت دینا
561	آیت قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ...... کی تفسیر
562	آیت إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ...... کی تفسیر
563	آیت عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ...... کی تفسیر
564	آیت السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ...... کی تفسیر
564	آیت مَلِكِ النَّاسِ...... کی تفسیر
565	آیت وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ...... کی تفسیر
566	آیت وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ...... کی تفسیر
567	آیت وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا...... کی تفسیر
569	آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ...... کی تفسیر
570	اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دلوں کا پھیرنے والا ہے
571	اس بیان میں کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں
571	اللہ کے ناموں کے وسیلے سے مانگنا اور ان کے ذریعے پناہ چاہنا
574	اللہ کو ذات کہہ سکتے ہیں یہ اس کے اسماء اور صفات ہیں
575	آیت وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ...... کی تفسیر
577	آیت كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ...... کی تفسیر
577	آیت وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي...... کی تفسیر
578	آیت هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ...... کی تفسیر
579	آیت لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ...... کی تفسیر
583	نبی ﷺ کا ارشاد: ”اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں“
584	آیت قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً...... کی تفسیر
584	آیت وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ...... کی تفسیر
589	آیت تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ...... کی تفسیر
593	آیت وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا...... کی تفسیر
607	آیت إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ...... کی تفسیر
609	آیت إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ...... کی تفسیر
609	آسمانوں اور زمین اور دوسری مخلوق کے پیدا کرنے کا بیان -
611	آیت وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا...... کی تفسیر
614	آیت إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ...... کی تفسیر
616	آیت قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا...... کی تفسیر
617	مشیت اور ارادۂ خداوندی کا بیان
625	آیت وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا...... کی تفسیر
628	جبرئیل کے ساتھ اللہ کا کلام کرنا اور اللہ کا فرشتوں کو پکارنا
629	آیت أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ...... کی تفسیر
631	آیت يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ...... کی تفسیر
639	اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن انبیا اور دوسرے لوگوں سے کلام کرنا برحق ہے
645	آیت وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا...... کی تفسیر
650	اللہ تعالیٰ کا جنت والوں سے باتیں کرنا
651	اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے
652	آیت فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا...... کی تفسیر
653	آیت وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ...... کی تفسیر
654	آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ...... کی تفسیر

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ...... کی تفسیر	655	نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ”قرآن کا جید حافظ قیامت کے دن لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔“	667
آیت وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ...... کی تفسیر	656	آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ...... کی تفسیر	669
نبی ﷺ کا ارشاد کہ ”ایک شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات، دن اس میں مشغول رہتا ہے......“	657	آیت وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ...... کی تفسیر	670
آیت يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ ...... کی تفسیر	658	آیت بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيْدٌ فِيْ ...... کی تفسیر	671
آیت قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا...... کی تفسیر	661	آیت وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ...... کی تفسیر	673
نبی کریم ﷺ نے نماز کو عمل کہا اور فرمایا کہ ”جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں“	662	فاسق اور منافق کی تلاوت کا بیان اور اس کا بیان کہ ان کی آواز اور ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی	676
آیت إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا...... کی تفسیر	663	آیت وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ...... کی تفسیر	681
نبی کریم ﷺ کا اپنے رب سے روایت کرنا	663		
تورات اور اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی تفسیر اور ترجمہ عربی وغیرہ میں کرنے کا جائز ہونا	665		

تشریحی مضامین

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
لفظ رقاق کی تشریح	21	فقراء کی فضیلت	89
معطلی حضرات پر قرآنی ہدایت	35	معتزلہ اور خوارج وغیرہ کی تردید	93
اہل سنت کا مذہب گناہگار کے متعلق	39	جامع الفضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	94
سرمایہ داروں کی مذمت جو قارون بن کر رہتے ہیں	40	ابو طالب کے کچھ حالات	94
رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی درویشانہ زندگی	42	ابو طالب دوزخ کے عذاب میں	95
ایک حدیث ابو ہریرہ اور معجزہ نبوی	44	ایک اشکال کی توضیح	95
اصحاب صفہ پر ایک اشارہ	44	شفاعت کبریٰ کی تفصیلات قابل مطالعہ	97
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث	44	شفاعت پانچ قسم کی ہوگی	97
حلال دولت فضل الٰہی ہے	46	آخرت کے حالات کو دنیا پر قیاس کرنا صریح نادانی ہے	98
دخول جنت کا اصلی سبب رحمت الٰہی ہے	49	پل صراط کو پار کرنے کے کچھ کوائف	103
ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے	50	اللہ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفت سے تشبیہ نہیں دے سکتے	103
صبر کسے کہتے ہیں؟	51	حوض کوثر پر ایک تبصرہ	104
تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ	53	مرتدین منافقین اور اہل بدعت حوض کوثر پر	108
گناہوں سے باز رکھنے پر ایک مثال نبوی ﷺ	56	تقدیر پر ایک علمی تبصرہ	112
اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے	60	رحم مادر میں بچے کے کچھ کوائف زندگی	113
حلولیہ کی ایک دلیل کی تردید	66	اصل دارومدار خاتمہ پر موقوف ہے	118
صور پر قابل دید تبصرہ	74	نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدل سکتی حالانکہ	119
صور پھونکنے پر بے ہوش نہ ہونے والے	74	حضرت شیخ مجدد کے عملیات مجربہ	120
اہل جنت کی پہلی مہمانی	76	کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا ایک خزانہ ہے	120
بدعات کا طوفان برپا کرنے والے	78	معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے	122
اللہ کے شکر گزار بندے دنیا میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں	79	آدم علیہ السلام تقدیر ہی کی دلیل سے غالب ہوئے	124
مقلدین کے لئے ایک نصیحت	81	اصل دجال قیامت کے قریب ظاہر ہوگا	126
جنت ایک عظیم ملک ہے	83	معتزلہ اور قدریہ کا رد	127
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ پر ایک نشان دہی	83	لغو قسمیں منعقد نہیں ہوتی ہیں نہ ان پر کفارہ ہے	128
یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ کی آواز میں نہ آواز ہے نہ حروف	86	کسریٰ قیصر کی حکومتیں ختم ہوگئیں صدق رسول اللہ ﷺ	131
حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ایک کرامت	87	محبت رسول اللہ ﷺ پر ایک تشریح	133

مضمون	صفحہ نمبر
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول	133
حالات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	139
سلف صالحین کی اپنے تلامذہ کو ایک خاص نصیحت	146
عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی قریشی رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات	150
قابل توجہ علمائے کرام	150
نماز کے چوروں کا بیان	151
جنگ احد میں ابلیس کا دھوکہ مسلمانوں پر چل گیا	152
خضر اور موسیٰ علیہما السلام	154
خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	154
کچھ حالات ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	157
حضرت ابوبکر اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہما کا سبق آموز واقعہ	158
نبیذ جیسے دیگر مشروبات کی تفصیل	160
غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین بزرگ	164
لفظ ایمان اور کفارہ کی تشریح	172
مدنی صاع اور مُد کا وزن	175
صاع کے متعلق امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی مسلک چھوڑ دیا	176
مدبر اور ام الولد مکاتب وغیرہ الفاظ کی تشریح	178
قرآنی ہدایات بابت تقسیم ترکہ	183
فرائض کا علم حاصل کرنے کی تاکید	185
باغ فدک کے بارے میں تفصیلات	186
اپنی وراثت کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	188
ترکہ نبوی کا مقدمہ عہد فاروقی میں	188
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کر لیا تھا	188
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک فتویٰ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا رجوع کرنا	192
مقلدین جامدین کو سبق لینا چاہیے	192
دادا کی میراث کی تفصیلات	193
خاوند اپنی بیوی کے ترکہ میں اولاد کے ساتھ وارث ہوتا ہے	194
بعض دفعہ قیافہ شناس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے	206

مضمون	صفحہ نمبر
حدود وغیرہ کی تشریح فتح الباری سے	207
ذکر خیر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	218
قبیلہ عکل اور عرینہ کے چند ڈاکو	219
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجتہد اعظم	222
عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پانے والے سات خوش نصیب	223
آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہو گئی حکم باقی ہے	233
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم خطبہ	239
سقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت صدیقی کا بیان	239
اس حدیث کی تفصیلات	239
لونڈی کی سزا	242
عالم کی شان یہ ہونی چاہیے	244
تعزیر میں زیادہ سے زیادہ دس کوڑے	249
خلیفہ اسلام کی تقریری سزاؤں میں اختیار ہے	250
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	251
کبیرہ گناہوں کا بیان	253
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	256
دو احادیث میں تطبیق	256
مسلمانوں کا خون بلاوجہ حلال جان کر بہانا کفر ہونا ہے	258
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ	262
شرک کے بارے میں حضرت قاضی عیاض کی تشریح	284
زندیقوں کی ایک تاریخ	288
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے مقلد نہ تھے	289
جنگ احد میں قریش کے حق میں دعائے نبوی	292
فرقہ خوارج کا بیان	292
حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی اخوت کا بیان	295
کچھ حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ	300
بحالت اکراہ مجبوری عند اللہ قبول ہے	302
فقہا کا ایک بے اصل استحسان	310
شرعی حیلوں کا بیان	311

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
بعض فقہائے اسلام کے لئے قابل غور	311	دو شخص جو رشک کے قابل ہیں	417
متعہ اور شغار وغیرہ کی تشریح	316	جاہلیت کی موت مرنے کی وضاحت	418
خوابوں کی قسموں کا بیان	326	آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	434
ذاتی مبشرات پر ایک اشارہ	332	عہد نبوی کے قاریوں کی تفصیل	439
اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے	332	حضرت امام بخاری کی باریک فہم میں آفرین	442
اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب پر اشارہ	360	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	444
ایک عبرت انگیز خواب نبوی کا بیان مع تفصیلات	365	مقدمہ قتل سے متعلق سوالنامہ نبوی	449
فتنوں کی تشریح	370	ہرقل کی ایک پیش گوئی	451
بدعت کے برے نتائج	371	ذکر خیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	455
اطاعت امیر اسلام سے متعلق	373	بیعت کرنے کا مطلب کیا ہے؟	457
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دعا	375	عورتوں سے بیعت لینے کا بیان	460
حضرت اسامہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر	376	خلافت صدیقی کے بارے میں	463
علم دین سے متعلق ایک ضروری تشریح	380	اصل درویشی ارشاد نبوی کی روشنی میں	470
کاش کسی دل والے بھائی کے دل میں	381	اگر مگر کہنا شیطان کا کام ہے	475
عبداللہ بن عمرو حضرمی کا قصہ	383	کعبۃ اللہ کے متعلق ایک ارشاد	478
لاقانونی دور کے لئے خاص ہدایت نبوی	386	کسی حقیقی مصلحت کا پیش نظر رکھنا	478
آج کل امانت و دیانت کا جنازہ نکل چکا ہے	389	خبر واحد کی تشریح	480
کچھ مولانا لوگوں کی بے عقلی پر اشارہ	389	ذکر کسریٰ پرویز شاہ ایران	489
نجد سے عراق کا ملک مراد ہے	392	واعتصموا بحبل اللہ کی تفسیر	493
حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدی مرحوم کا ذکر خیر	392	اصل ولایت اتباع سنت میں ہے	494
فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ	395	ایک معجزہ قرآنی کا بیان	496
جنگ جمل پر ایک اشارہ	397	قرآن کی تفسیر حدیث نبوی ہے	498
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی	398	قرآن مجید ترجمہ ثنائی میں ایک اشارہ	498
قرب قیامت کے لئے ایک پیش گوئی	404	بدعت پر ایک تفصیلی مضمون	498
دجال کی تشریح	407	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	503
یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں	412	حضرت عمر پیوند لگا ہوا کرتہ پہنتے تھے	506
یاجوج ماجوج کی مزید تشریح	413	روح کے متعلق ایک تشریح	509
کتاب الاحکام کا بیان	414	قرآن و حدیث کی فقاہت بڑی چیز ہے	520
لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق	415	وقت سحر کی دعا از ناشر	528

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
معاندین کے منہ پر طمانچہ	528	لاحول ولا قوة الا باللہ عجب پر اثر کلمہ ہے	568
خلاف شرع امور میں حرمین شریفین کا اجماع کوئی حجت نہیں	528	رحمت الٰہی سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے	577
ائمہ اربعہ کی تقلید پر	528	سورج متحرک ہے	588
علمائے مدینہ کی ایک فضیلت حیات نبوی میں	528	اللہ کے لئے علو اور فوقیت ماننا فطرت انسانی ہے	590
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم خطبہ مدینہ میں	530	قیامت میں دیدار الٰہی برحق ہے	593
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عبرتناک بیان	530	مقام محمود ایک رفیع الشان درجہ ہے	603
ذکر خیر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	535	ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان	611
فضائل مدینہ منورہ	536	مسیلمہ کذاب کا ایک بیان	615
امت مسلمہ حضرت نوح علیہ السلام کی گواہ ہوگی	539	مومن کی مثال نرم کھیتی سے ہے	618
مجتہد کے ثواب اور عذاب کے بارے میں	541	فضیلت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	633
قرآن مجید اندھی تقلید کے خلاف ہے	541	حدیث بھی کلام الٰہی ہے	638
بعض مسائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی ہے	541	ایک گنہگار جس نے خوف خدا سے اپنی لاش کے جلانے کی وصیت کی	639
تقریری حدیث کی تفصیل	543		
ابن صیاد اور دجال	544	مغفرت بندگان کے لئے اللہ پاک کا حلفیہ بیان	642
اصول شرعی بنیادی طور پر صرف قرآن اور حدیث ہیں	545	ذکر خیر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	643
دلالت شرعیہ کی ایک مثال	547	بعض نیچریوں کی تردید	645
خلافت صدیقی پر ایک دلیل	548	امام بخاری پر ایک اتہام کی خود امام صاحب کی طرف......	657
حدیث قرآن کی شرح ہے	549	قرآن مجید کے ماہر کا بیان	667
بعض دفعہ امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا	552	قراءت قرآن سے متعلق پانچ حدیثوں پر اشارہ	669
اللہ کی توحید اور جہمیہ وغیرہ کی تردید	556	امام بخاری کی کتاب خلق افعال العباد پر ایک اشارہ	672
توحید کی دو قسموں کا بیان	559	بندوں کے افعال سب مخلوق ہیں	674
تفسیر سورۂ اخلاص از شاہ عبدالعزیز مرحوم	560	حدیث قرن الشیطان والی اصلی معنوں میں	678
ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا	560	اعمال کے تولے جانے پر تبصرہ	681
غیب کی کنجیاں	563	کلمات مبارکہ خاتمہ بخاری شریف کی تشریح	683
نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	563	دعائے ختم بخاری شریف از مصنف رحمہ اللہ	683
دوزخ کا ھل من مزید کہنا	566		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الرِّقَاقِ

دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ”زندگی در حقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے“

تشریح: اس کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جنہیں پڑھ کر دل میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے۔ رقاق رقیقۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں، نرمی، رحم، شرمندگی، پتلا پن۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الرقاق والرقائق جمع رقيقة، وسميت هذه الاحاديث بذالك لان في كل منها ما يحدث في القلب رقة، قال اهل اللغة الرقة الرحمة وضد الغلظ، ويقال للكثير الحياء رق وجهه استحياء۔ وقال الراغب: متى كانت الرقة في جسم فضدها الصفاقة كثوب رقيق وثوب صفيق۔ ومتى كانت في نفس فضدها القسوة كرقيق القلب وقاسي القلب۔“

(فتح الباری جلد ۱۱/ صفحہ ۲۷۵)

یعنی رقاق اور رقائق رقیقہ کی جمع ہے اور ان احادیث کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں ایسی باتیں ہیں جن سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں رقت یعنی رحم (نرمی، غیرت) اس کی ضد غلظ (سختی) ہے چنانچہ زیادہ غیرت مند شخص کے بارے میں کہتے ہیں حیا سے اس کا چہرہ شرم آلود ہو گیا۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رقۃ کا لفظ جب جسم پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد صفاقہ (موٹا پن) آتی ہے، جیسے ثوب رقیق (باریک کپڑا) اور ثوب صفیق (موٹا کپڑا) اور جب کسی ذات پر بولا جاتا ہے تو اس کی ضد قسوۃ (سختی) آتی ہے جیسے رقیق القلب (نرم دل) اور قاسی القلب (سخت دل)۔“

٦٤١٢۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)) قَالَ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسَى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ

(۶۴۱۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن سعید نے خبر دی، وہ ابو ہند کے صاحب زادے ہیں، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔“ عباس عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن سعید بن ابی ہند نے، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [ترمذي: ٢٣٠٤؛ ابن ماجه: ٤١٧٠]

کی طرح۔

٦٤١٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ))

[راجع: ٢٨٣٤]

(۶۴۱۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں، پس تو انصار و مہاجرین میں صلاح کو باقی رکھ۔''

٦٤١٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَبَصُرَ بِنَا فَقَالَ:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ))

[تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ].

[راجع: ٣٧٩٧][ترمذي: ٣٨٥٦]

(۶۴۱۴) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق کے موقع پر موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی خندق کھودتے جاتے تھے اور ہم مٹی کو اٹھاتے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے فرماتے: ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت کر۔'' اس روایت کی متابعت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

باب: آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے اس کا بیان

وَقَوْلِهِ: ﴿أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾. [الحديد: ٢٠]

اور اللہ نے سورۂ حدید میں فرمایا: ''بلاشبہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل کود کی طرح ہے اور زینت ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مال اولاد کو بڑھانے کی کوششوں کا نام ہے، اس کی مثال اس بارش کی ہے جس کے سبزہ نے کاشتکاروں کو بھالیا ہے، پھر جب اس کھیتی میں ابھار آتا ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ پک کر زرد ہو چکا ہے، پھر وہ دانہ نکالنے کے لیے روند ڈالا جاتا ہے (یہی حال زندگی کا ہے) اور آخرت میں کافروں کے لیے سخت

عذاب ہے اور مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی بھی ہے اور دنیا کی زندگی تو محض ایک دھوکے کا سامان ہے۔''

٦٤١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)). [راجع: ٢٧٩٤]

[مسلم: ٤٨٧٤]

(۶۴۱۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو تھوڑا سا چلنا بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے تم مسافر ہو یا عارضی طور پر کسی راستہ پر چلنے والے ہو''

٦٤١٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

[ترمذي: ٢٣٣٣؛ ابن ماجه: ٤١١٤]

(۶۴۱۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابو منذر طفاوی نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے مجاہد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو۔'' حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔

بَابٌ: فِي الْأَمَلِ وَطُوْلِهِ

باب: آرزو کی رسی کا دراز ہونا

وَقَوْلُهُ: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔''

[آل عمران: ١٨٥] وَقَوْلِهِ: ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ [الحجر: ٣] وَقَالَ عَلِيٌّ: ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ ﴿بِمُزَحْزِحِهِ﴾ [البقرة: ٩٦] بِمُبَاعِدِهِ.

اور سورۂ حجر میں فرمایا: ''اے نبی! ان کافروں کو چھوڑ کہ وہ کھاتے رہیں اور مزے کرتے رہیں اور آرزو ان کو دھوکے میں غافل رکھتی رہے، پس وہ عنقریب جان لیں گے جب ان کو موت اچانک دبوچ لے گی۔'' علی رضی اللہ عنہ نے کہا: دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے انسانوں میں دنیا و آخرت دونوں کے چاہنے والے ہیں، پس تم آخرت کے چاہنے والے بنو، دنیا کے چاہنے والے نہ بنو، کیونکہ آج تو کام ہی کام ہے حساب نہیں ہے اور کل حساب ہی حساب ہوگا اور عمل کا وقت باقی نہیں رہے گا۔ سورۂ بقرہ میں جو لفظ ''بمزحزحه۔'' بمعنی مباعدہ ہے اس کے معنی ہٹانے والا۔

تشریح: آیت باب میں لفظ امل سے آرزو و تمنا مراد ہے۔ یعنی خواہشات نفسانی پوری ہونے کی امید رکھنا۔ مثلاً آدمی یہ خیال کرے کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے، جلدی کیا ہے۔ آخر عمر میں توبہ کر لیں گے۔ ایسی ہی غلط آرزو کو امل کہتے ہیں۔ بڑھاپے میں ایسی آرزو کی رسی بہت دراز ہوتی جاتی ہے مگر دفعتاً موت آ کر دبوچ لیتی ہے۔ الا من رحم اللہ۔ آیت باب میں لفظ زحزح آیا تھا اس کی مناسبت سے بمزحزحه کی تفسیر بیان کر دی ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔

٦٤١٧ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ وَقَالَ: ((هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا)).

(۶۴۱۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ نے خبر دی، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے منذر بن یعلیٰ نے، ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا، پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا، اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں، پس انسان جب ایک مشکل سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔''

[ترمذي: ٢٤٥٤؛ ابن ماجه: ٤٢٣١]

تشریح: اس چوکھٹے کی شکل یوں مرتب کی گئی ہے۔ اندر والی لکیر انسان ہے جس کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر رکھا ہے اور گھیرنے والی لکیر اس کی موت ہے اور باہر نکلنے والی اس کی حرص و آرزو ہے جو موت آنے پر دھری رہ جاتی ہے۔ حیات چندروزہ کا یہی حال ہے۔

٦٤١٨ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

(۶۴۱۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا فَقَالَ: ((هَذَا الْأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ)).

یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ امید ہے اور یہ موت ہے، انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی) میں رہتا ہے کہ قریب والا خط (موت) اس تک پہنچ جاتا ہے۔''

بَابٌ: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً

باب: جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا

فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهِ: ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ﴾ [فاطر: ٣٧]

تو پھر اللہ تعالیٰ نے عمر کے بارے میں اس کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جو شخص اس میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا، پھر بھی تم نے ہوش سے کام نہیں لیا۔''

٦٤١٩ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً)) تَابَعَهُ ابْنُ عَجْلَانَ وَأَبُو حَازِمٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

(۶۴۱۹) مجھ سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی بن عطاء نے بیان کیا، ان سے معن بن محمد غفاری نے، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلہ میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔'' اس روایت کی متابعت ابو حازم اور ابن عجلان نے مقبری سے کی ہے۔

تشریح: یا اللہ! میں ستر سال کو پہنچ رہا ہوں، یا اللہ! موت کے بعد مجھ کو ذلت و خواری سے بچانا اور میرے سارے ہمدردان کرام کو بھی۔ آمین یا رب العالمین۔ (راز)

٦٤٢٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ)) قَالَ اللَّيْثُ وَحَدَّثَنِي يُونُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

(۶۴۲۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصفوان عبداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت نے فرمایا ''کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔'' لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ مجھے سعید اور ابو سلمہ نے خبر دی۔

سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ. [مسلم: ٢٤١١]

٦٤٢١ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُولُ الْعُمُرِ)) رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ. [مسلم: ٢٤١٤]

(۶۴۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں، مال کی محبت اور عمر کی درازی۔'' اس کی روایت شعبہ نے قتادہ سے کی ہے۔

تشریح: اس سند کے ذکر کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع ہو کیونکہ شعبہ تدلیس کرنے والوں سے اسی وقت روایت کرتے ہیں جب ان کے سماع کا یقین ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ

باب: ایسا کام جس سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو

فِيهِ سَعْدٌ. [راجع: ٥٦]

اس باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے نقل کی ہے۔

٦٤٢٢ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ مِنْ دَارِهِمْ. [راجع: ٧٧]

(۶۴۲۲) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی اور وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات خوب میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ انہیں یاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ایک ڈول میں سے پانی لے کر مجھ پر کلی کر دی تھی۔

٦٤٢٣ـ قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ قَالَ: غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)). [راجع: ٤٢٤]

(۶۴۲۳) انہوں نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا، پھر بنی سالم کے ایک اور صاحب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''کوئی بندہ جب قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اور اس سے اس کا مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوگی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔''

تشریح: کلمہ طیبہ کا صحیح اقرار یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل و عقیدہ بھی ہو، ورنہ محض زبانی طور پر کلمہ پڑھنا بیکار ہے۔

٦٤٢٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

(۶۴۲۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللَّهُ: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ)).

سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرلے، تو اس کا بدلہ میرے ہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔''

تشریح: مراد وہ بندہ ہے جس کا کوئی پیارا بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبر کرلے تو یقیناً اس کے لئے وہ بچہ شفاعت کرے گا۔ مگر دنیا میں ایسا کون ہے جسے یہ صدمہ پیش نہ آتا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ اللہ مجھ کو بھی صبر کی توفیق دے۔ آمین (راز)

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيْهَا

باب: دنیا کی بہار اور رونق اور اس کی رتجھ کرنے سے ڈرنا

٦٤٢٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ ابْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ فَقَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِي عُبَيْدَةَ وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوْا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ

(٦٤٢٥) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ آنحضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ لانے کے لئے بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کرلی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیے کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جب آپ ﷺ جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آگئے۔ آنحضرت انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ ابو عبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟'' انصار نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کردے گی، اللہ کی قسم! فقر و محتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کردی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کردی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کروگے جس

عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ)). [راجع: ٣١٥٨]

طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کردے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔''

تشریح: ہو بہو یہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان محبت دنیاوی میں پھنس کر اسلام اور فکر آخرت سے غافل ہو گئے جس کے نتیجہ میں بے دینی پیدا ہو گئی اور وہ آپس میں لڑنے لگے جس کا نتیجہ یہ انحطاط ہے جس نے آج دنیائے اسلام کو گھیر رکھا ہے۔

٦٤٢٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ! لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا)). [راجع: ١٣٤٤]

(٦٤٢٦) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے ابوخیر نے بیان کیا اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور جنگ احد کے شہیدوں کے لیے اس طرح نماز پڑھی جس طرح مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے، پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''آخرت میں میں تم سے آگے جاؤں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا، واللہ! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔''

اس حدیث سے نماز جنازہ غائبانہ بھی ثابت ہوئی۔

تشریح: بعد کے زمانوں میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور بیشتر اسلامی اکابر آپس میں رقابت سے تباہ ہو گئے حتیٰ کہ علمائے کرام بھی اس بیماری سے نہ بچ سکے۔ الا من شاء الله۔ مزید اگر گونم زباں سوزد.

٦٤٢٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ)) قِيْلَ: مَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: ((زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ: أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ:

(٦٤٢٧) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لیے نکال دے گا۔'' پوچھا گیا زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا: ''دنیا کی چمک دمک۔'' اس پر ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا بھلائی سے برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ اس پر خاموش ہو گئے اور میں نے خیال کیا کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، اس کے بعد آپ اپنی پیشانی کو صاف کرنے لگے اور دریافت فرمایا: ''پوچھنے والا کہاں ہے؟''

لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِينَ طَلَعَ ذَلِكَ قَالَ: ((لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخُضْرَةِ تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)). [راجع: ٩٢١]

پوچھنے والے نے کہا کہ حاضر ہوں! ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اس سوال کا حل ہمارے سامنے آ گیا تو ہم نے ان صاحب کی تعریف کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ مال سرسبز اور خوشگوار (گھاس کی طرح) ہے اور جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں اگتی ہیں وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں، سوائے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے کہ جب اس نے کھالیا اور اس کی دونوں کوکھ بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر لی اور پھر پاخانہ پیشاب کر دیا اور اس کے بعد پھر لوٹ کے کھالیا اور یہ مال بھی بہت شیریں ہے جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے اور جس نے اسے ناجائز طریقے سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔“

تشریح: اعتدال پر اشارہ ہے جسے ہریالی چرنے والے جانور کی مثال سے بیان فرمایا ہے جو جانور ہریالی بے اعتدالی سے کھا جاتے ہیں وہ بیمار بھی ہو جاتے ہیں دنیا کا بھی حال ہے یہاں اعتدال ہر حال میں ضروری ہے۔

٦٤٢٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ـ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ـ ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ)). [راجع: ٢٦٥١]

(٦٤٢٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابوجمرہ سے سنا، کہا مجھ سے زہدم بن مضرب نے بیان کیا، کہا میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا زمانہ ہے جو اس کے بعد ہوں گے۔“ عمران نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں نبی اکرم ﷺ نے اس ارشاد کو دو مرتبہ دہرایا یا تین مرتبہ، پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے کہ وہ گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور ان پر سے اعتماد جاتا رہے گا، وہ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا پھیل جائے گا۔“

تشریح: راوی کو تین دفعہ کا شبہ ہے اگر آپ نے تیسری دفعہ بھی ایسا فرمایا تو تبع تابعین بھی اس فضیلت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جن میں ائمہ اربعہ اور محدثین کی بڑی تعداد شامل ہو جاتی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسی ذیل میں آ جاتے ہیں مگر دو مرتبہ فرمانے کو ترجیح حاصل ہے۔ آخر میں پیش گوئی فرمائی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے۔ جھوٹی گواہی دینے والے، امانتوں میں خیانت کرنے والے، عہد کر کے اسے توڑنے والے آج مسلمانوں

میں کثرت سے ملیں گے۔ ایسے لوگ ناجائز پیسہ حاصل کر کے جسمانی لحاظ سے موٹی موٹی توندوں والے بھی بہت دیکھے جاسکتے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین

٦٤٢٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ)). [راجع: ٢٦٥٢]

(۶۴۲۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے، پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے کبھی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔“

تشریح: مطلب یہ ہے کہ نہ ان کو گواہی دینے میں کچھ باک ہوگا نہ قسم کھانے میں کوئی تامل ہوگا۔ گواہی دے کر قسمیں کھائیں گے کبھی قسمیں پھر اس کے بعد گواہی دیں گے۔

٦٤٣٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ. [راجع: ٥٦٧٢]

(۶۴۳۰) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد کوفی نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، اس دن ان کے پیٹ میں سات داغ لگائے گئے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنے لیے موت کی دعا کرتا۔ محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم گزر گئے اور دنیا نے ان کے (اعمال خیر میں سے) کچھ نہیں گھٹایا اور ہم نے دنیا سے اتنا کچھ حاصل کیا کہ مٹی کے سوا اس کی کوئی جگہ نہیں۔

تشریح: پہلے گزرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتوحات کا آرام نہ پانے والے ساری نیکیاں ساتھ لے گئے۔ بعد والوں نے فتوحات سے دنیاوی آرام حاصل کیا کہ بڑے بڑے مکانات کی تعمیر کر گئے اسی پر اشارہ ہے۔

٦٤٣١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا

(۶۴۳۱) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے کہا میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اپنے مکان کی دیوار بنا رہے تھے، انہوں نے کہا: ہمارے ساتھی جو گزر گئے دنیا نے ان کے نیک اعمال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی لیکن ان کے بعد ہم کو اتنا پیسہ ملا کہ ہم اس کو

نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا فِي التُّرَابِ. [راجع: ٥٦٧٢]

کہاں خرچ کریں بس اس مٹی اور پانی، یعنی عمارت میں ہم کو اسے خرچ کا موقع ملا ہے۔

تشریح: یعنی بے ضرورت عمارتیں بنوائی محض دنیاوی نام ونمود ونمائش کے لئے عمارتوں کا بنوانا امر محمود نہیں ہے۔ ہاں ضرورت کے تحت جیسے کھانا ضروری ہے اسی طرح سردی گرمی برسات سے بچنے کے لئے مکان بھی ضروری ہے۔

٦٤٣٢ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ١٢٧٦]

(۶۴۳۲) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کا قصہ بیان کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ پاک کا سورۂ فاطر میں فرمانا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهُ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ [فاطر: ٥، ٦] قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: السَّعِيْرُ جَمْعُهُ سُعُرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْغَرُوْرُ﴾: الشَّيْطَانُ.

''اللہ کا وعدہ حق ہے، پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکا میں نہ ڈال دے (کہ آخرت کو بھول جاؤ) اور نہ کوئی دھوکا دینے والی چیز تمہیں اللہ سے غافل کردے بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے، پس تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جہنمی ہو جائے۔'' امام بخاری نے فرمایا کہ آیت میں سعیر کا لفظ ہے جس کی جمع سُعُر آتی ہے۔ مجاہد نے کہا جسے فریابی نے وصل کیا کہ غرور سے شیطان مراد ہے۔

٦٤٣٣ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ، قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُوْرِهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَغْتَرُّوْا)). قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ:

(۶۴۳۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم قرشی نے بیان کیا کہ مجھے معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں ابن ابان نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی لے کر آیا وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہوں نے اچھی طرح وضو کیا اس کے بعد کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ وضو کرتے دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح وضو کیا، پھر فرمایا: ''جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ بھی فرمایا کہ ''اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ حمران بن ابان ہیں۔

هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانٍ. [راجع: ١٥٩] [مسلم: ٥٣٨؛ نسائي: ٨٥٥]

کہ سب گناہ بخش دیئے گئے اب فکر ہی کیا ہے۔

تشریح: روایت میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے بلکہ سنت نبوی پر ان کا قدم بہ قدم عمل پیرا ہونا بھی مذکور ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت کا خاص نشان ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تھا۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر ص ۹۶ میں یہ یوں مذکور ہے: "سئل ابو حنيفة عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان نفضل الشيخين اى ابا بكر وعمر نحب الختنين اى عثمان وعليا وان نرى المسح على الخفين ونصلى خلف كل بر وفاجر۔" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کی تعریف پوچھی گئی تو آپ نے بتلایا کہ ہم شیخین یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیں اور دونوں دامادوں یعنی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھیں اور ہر نیک و بد امام کے پیچھے اقتدا کریں یہی اہل سنت والجماعت کی تعریف ہے۔

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ

٦٤٣٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللَّهُ بَالَةً)). [راجع: ٤١٥٦]

باب: صالحین کا گزر جانا

(۶۴۳۴) مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اس کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ پاک کو کچھ ذرا بھی پروانہ ہوگی۔''

تشریح: بعض نسخوں میں قال ابو عبدالله الخ عبارت نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥]

٦٤٣٥ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)). [راجع ٢٨٨٦]

باب: مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ تغابن میں فرمایا کہ ''بلاشبہ تمہارے مال و اولاد تمہارے لیے اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔''

(۶۴۳۵) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی، انہیں ابوحصین (عثمان بن عاصم) نے، انہیں ابوصالح ذکوان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار و درہم کے بندے، عمدہ ریشمی چادروں کے بندے، سیاہ کملی کے بندے، تباہ ہوگئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتے ہیں۔''

تشریح: زمانہ رسالت میں ایسے بھی لوگ تھے جو دنیاوی مفاد کے تحت مسلمان ہوگئے تھے ان ہی کا یہ ذکر ہے ایسا اسلام بیکار محض ہے۔ جس سے محض

دنیا حاصل کرنا مقصود ہو۔

٦٤٣٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). [طرفه في: ٦٤٣٧] [مسلم: ٢٤١٨]

(۶۴۳۶) ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہوگا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو (دل سے) سچی توبہ کرتا ہے۔“

٦٤٣٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَا أَدْرِي مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا قَالَ: فَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ. [راجع: ٦٤٣٦]

(۶۴۳۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا میں نے عطاء سے سنا، انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر انسان کے پاس مال (بھیڑ بکری) کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں، بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ منبر پر کہتے سنا تھا۔

تشریح: سورۂ تکاثر کے نزول سے پہلے اس عبارت کو قرآن کی طرح تلاوت کیا جاتا رہا۔ پھر سورۂ تکاثر کے نزول کے بعد اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ مضمون ایک ہی ہے انسان کے حرص اور طمع کا بیان ہے۔ احادیث ذیل میں مزید وضاحت موجود ہے۔

٦٤٣٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى مِنْبَرِ مَكَّةَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مُلِيٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

(۶۴۳۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل بن سعد نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ میں منبر پر یہ کہتے سنا، انہوں نے اپنے خطبے میں کہا: اے لوگو! نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: ”اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دی جائے تو وہ دوسری کا خواہش مند رہے گا، اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہش مند رہے گا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ پاک اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔“

٦٤٣٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). [مسلم ٢٤١٧؛ ترمذي: ٢٣٣٧]

(۶۴۳۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔''

٦٤٤٠ـ وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُبَيٍّ كُنَّا نَرَى هَذَا مِنَ الْقُرْآنِ حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾. [التكاثر:١]

(۶۴۴۰) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اسے قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے یہاں تک کہ آیت ''اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ'' نازل ہوئی۔

تشریح: الفاظ حدیث ((لو ان لابن آدم واد)) الخ کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن ہی میں سے سمجھتے تھے۔ مگر سورۂ الھکم التکاثر سے ان کو معلوم ہوا کہ یہ قرآنی الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث نبوی ہے جس کا مضمون قرآن پاک کی سورۂ الھکم التکاثر میں ادا کیا گیا ہے۔ یہ سورت بہت ہی رقت انگیز ہے مگر حضور قلب کے ساتھ تلاوت کی ضرورت ہے۔ وفقنا الله آمین۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَذَا الْمَالُ خُلْوَةٌ خَضِرَةٌ))

باب: نبی کریم کا یہ فرمان: ''یہ دنیا کا مال بظاہر سر سبز وخوش گوار نظر آتا ہے''

وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ [آل عمران: ١٤] وَقَالَ عُمَرُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''انسانوں کو خواہشات کی تڑپ، عورتوں، بال بچوں، ڈھیروں سونے چاندی، نشان لگے ہوئے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتوں میں محبوب بنا دی گئی ہے، یہ چند روزہ زندگی کا سرمایہ ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! ہم تو سوائے اس کے کچھ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ جس چیز سے تو نے ہمیں زینت بخشی ہے اس پر ہم طبعی طور پر خوش ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ اس مال کو تو حق جگہ پر خرچ کرانا۔

٦٤٤١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ

(۶۴۴۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا میں نے زہری سے سنا، وہ کہتے تھے کہ مجھے عروہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی، انہیں حکیم بن حزام نے، کہا میں نے نبی

حِزَامٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا الْمَالُ)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِي: ((يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)). [راجع: ١٤٧٢]

کریم ﷺ سے مانگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا اور آپ نے عطا فرمایا، پھر میں نے مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا، پھر فرمایا: ''یہ مال۔'' اور بعض اوقات سفیان نے یوں بیان کیا کہ (حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) ''اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے، پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی رہے گی اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھا جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

تشریح: اوپر کا ہاتھ سخی کا ہاتھ اور نیچے کا ہاتھ صدقہ وخیرات لینے والے کا ہاتھ ہے۔ سخی کا درجہ بہت اونچا ہے اور لینے والے کا نیچا۔ مگر آیت کریمہ: ﴿لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ (۲/ البقرۃ: ۲۶۴) کے تحت معطی کا فرض ہے کہ دینے والے کو حقیر نہ جانے اس پر احسان نہ جتلائے نہ اور کچھ ذہنی تکلیف دے ورنہ اس کے صدقہ کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

بَابٌ: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

باب: آدمی جو مال اللہ کی راہ میں دے دے وہی اس کا اصلی مال ہے

٦٤٤٢- حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟)) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ: ((فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ)). [نسائي: ٣٦١٤]

(۶۴۴۲) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، مجھ سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن سوید نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کا مال وہی ہے جو اس نے (موت سے پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے) آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا۔''

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی میں آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ اثاثہ جمع کر سکیں اور اللہ کے راستہ سے مراد اسلام ہے جس کی اشاعت اور خدمت میں مال اور جان سے پرخلوص حصہ لینا مسلمان کی زندگی کا واحد نصب العین ہونا چاہیے۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضی۔

بَابٌ: اَلْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ

باب: جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی آخرت میں زیادہ نادار ہوں گے

وَقَوْلُهُ: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُوْنَ٥ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ٥﴾. [هود: ١٥، ١٦]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہود میں فرمایا: ”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا طالب ہے تو ہم اس کے تمام اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں اسے بھرپور دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے لیے کسی طرح کی کمی نہیں کی جاتی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا کی زندگی میں کیا وہ (آخرت کے حق) میں بیکار ثابت ہوا اور جو کچھ (اپنے خیال میں) وہ کرتے ہیں سب بیکار محض ہے۔“

تشریح: کیوں کہ انہوں نے آخرت کی بہبودی کے لئے تو کوئی کام نہ کیا تھا بلکہ یہی خیال رہا کہ لوگ اس کی تعریف کریں سو یہ مقصد ہوا اب آخرت میں کچھ نہیں۔ ریاکاروں کا یہی حال ہے۔ نیک کام وہ دنیا میں کرتے ہیں (اخروی نتیجہ کے لحاظ سے) وہ سب باطل ہیں۔

٦٤٤٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: أَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ)) فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ: ((اجْلِسْ هَاهُنَا)) قَالَ: فَأَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيْ: ((اجْلِسْ هَاهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟)) قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ

(۶۴۴۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے، ان سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آنحضرت ﷺ اسے پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ اس وقت کوئی رہے، اس لیے میں چاند کے سائے میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا: ”کون ہے؟“ میں نے عرض کیا: ابوذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ نے فرمایا: ”ابوذر! یہاں آؤ!“ بیان کیا کہ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کیے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے، سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔“ (ابوذر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا پھر تھوڑی دیر تک میں آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ نے فرمایا: ”یہاں بیٹھ جاؤ۔“ آپ ﷺ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا: ”یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔“ پھر آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل

أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ! وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)) قَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهَذَا وَعَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَ ذَلِكَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: وَحَدِيْثُ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا وَرَدْنَاهُ لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: اضْرِبُوْا عَلَى حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ عَبْدِاللَّهِ: حَدِيْثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: هَذَا إِذَا تَابَ وَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِنْدَالْمَوْتِ. [راجع: ١٢٣٧]

ہو گئے۔ آپ وہاں رہے اور دیر تک وہیں رہے، پھر میں نے آپ سے سنا، آپ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے: ''چاہے چوری کی ہو، چاہے زنا کیا ہو۔'' ابوذر کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے، اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرئیل علیہ السلام تھے پتھریلی زمین (حرہ) کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا: اپنی امت کو خوش خبری سنا دو کہ جو بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا، میں نے عرض کیا: اے جبرئیل! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے پھر عرض کیا، خواہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو؟ جبرئیل نے کہا: ہاں، خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔'' نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی (کہا) اور ہم سے حبیب بن ابی ثابت، اعمش اور عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے اسی طرح بیان کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابوصالح نے جو اسی باب میں ابودرداء سے روایت کی ہے وہ منقطع ہے (ابوصالح نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا) اور صحیح نہیں ہے ہم نے یہ بیان کر دیا تاکہ اس حدیث کا حال معلوم ہو جائے اور صحیح ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) کسی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: عطاء بن یسار نے بھی تو یہ حدیث ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا وہ بھی منقطع ہے اور صحیح نہیں ہے۔ آخر صحیح وہی ابوذر کی حدیث نکلی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابودرداء کی حدیث کو چھوڑو (وہ سند لینے کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ منقطع ہے) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابوذر کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت آدمی لا الہ الا اللہ کہے اور توحید پر خاتمہ ہو (تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا، خواہ کتنا ہی گنہگار ہو)۔

تشریح: زید بن وہب کی سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالعزیز کا سماع زید بن وہب سے ثابت کر دیا اور تدلیس کے شبہ کو رفع کر دیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:
((مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا)).

٦٤٤٤ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا شَيْءٌ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ)) ثُمَّ مَشَى ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ)) ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي: ((لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ)) فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد:
”اگر احد پہاڑ کے برابر سونا میرے پاس ہو تو بھی مجھے یہ پسند نہیں۔“ آخر حدیث تک۔

(۶۴۴۴) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے علاقہ میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”اے ابوذر!“ میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ”مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے سوائے اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے چھوڑوں بلکہ میں اسے اللہ کے بندوں میں اس طرح خرچ کروں اپنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے۔“ پھر آنحضرت ﷺ چلتے رہے، اس کے بعد فرمایا: ”زیادہ مال جمع رکھنے والے ہی قیامت کے دن مفلس ہوں گے سوائے اس شخص کے جو اس مال کو اس اس طرح دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے خرچ کرے اور ایسے لوگ کم ہیں۔“ پھر مجھ سے فرمایا: ”یہیں ٹھہرے رہو، یہاں سے اس وقت تک نہ جانا جب تک میں نہ آ جاؤں۔“ پھر آنحضرت ﷺ رات کی تاریکی میں چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی جو بلند تھی، مجھے ڈر لگا کہ کہیں آنحضرت ﷺ کو کوئی دشواری نہ پیش آ گئی ہو۔ میں نے آپ کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد یاد آیا کہ ”اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، جب تک میں نہ آ جاؤں۔“ چنانچہ جب تک آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے میں وہاں سے نہیں ہٹا، پھر آپ آئے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی، مجھے ڈر لگا لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا تم نے سنا تھا؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: ”وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور انہوں

زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)). [راجع: ١٢٣٧]

نے کہا: آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا، میں نے پوچھا: خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو، انہوں نے کہا: ہاں، زنا اور چوری ہی کیوں نہ کی ہو۔''

تشریح: اہل سنت کا مذہب گناہگار مؤمن کے بارے میں جو بغیر توبہ کیے مرجائے یہی ہے کہ اس کا معاملہ اللہ کی مرضی پر ہے خواہ گناہ معاف کر کے اس کو بلاعذاب جنت میں داخل کرے یا چند روز عذاب کر کے اسے بخش دے لیکن مرجیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی مؤمن ہو تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہ کرے گا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ بلاتوبہ مرجائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہ ہر دو قول غلط ہیں اور اہل سنت ہی کا مذہب صحیح ہے۔ مؤمن مسلمان کے لئے بہر حال بخشش مقرر ہے۔ یا اللہ! اپنی بخشش سے ہم کو بھی سرفراز فرما۔ آمین

٦٤٤٥ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ)). [راجع: ٢٣٨٩]

(۶۴۴۵) مجھ سے احمد بن شبیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو بھی مجھے اس میں خوشی ہوگی کہ تین دن بھی مجھ پر اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے میرے پاس کچھ بھی باقی بچے، البتہ اگر کسی کا قرض دور کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ادائیگی قرض کے لئے سرمایہ جمع کرنا شرعاً معیوب نہیں ہے۔

بَابٌ: اَلْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

باب: مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو

وَقَوْلُهُ: ﴿أَيَحْسَبُونَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مِنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ﴾ [المؤمنون: ٥٥، ٦٣] قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَعْمَلُوهَا، لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوهَا.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مؤمنون میں فرمایا: ''کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو مال اور اولاد دے کر ان کے مدد کیے جاتے ہیں۔'' آخر آیت: ''مِنْ دُوْنِ ذَالِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ'' تک۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: ''هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ'' سے مراد یہ ہے کہ ابھی وہ اعمال انہوں نے نہیں کیے لیکن ضرور ان کو کرنے والے ہیں۔

٦٤٤٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

(۶۴۴۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حصین نے بیان کیا، ان سے ابو صالح ذکوان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تونگری

((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)). [مسلم: ٢٤٢٠؛ ترمذي: ٢٣٧٣]

یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔''

تشریح: دل غنی ہو تو تھوڑا ہی بہت ہے، دل غنی نہ ہو تو پہاڑ برابر دولت ملنے سے بھی پیٹ نہیں بھر سکتا۔

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ

٦٤٤٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: ((مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا؟)) فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، هَذَا وَاللَّهِ! حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَلَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا)). [راجع: ٥٠٩١]

باب: فقر کی فضیلت کا بیان

(۶۴۴۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص ابوذر غفاری ؓ سے جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کہ ''اس شخص (گزرنے والے) کے متعلق تم کیا کہتے ہو!'' انہوں نے کہا: یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے اگر یہ سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کر لی جائے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے، اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے متعلق بھی پوچھا کہ ''ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ صاحب مسلمانوں کے غریب طبقہ سے ہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان کا نکاح نہ کیا جائے، اگر یہ کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہے تو ان کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ''(اللہ کے نزدیک یہ پچھلا محتاج) شخص اگلے مالدار شخص سے (گو ویسے آدمی زمین بھر کر ہوں) بہتر ہے۔''

تشریح: فقیری سے مراد مال و دولت کی کمی ہے۔ لیکن دل کے غنا کے ساتھ یہ فقیری محمود اور سنت ہے۔ انبیا اور اولیا کی، لیکن دل میں اگر فقیری کے ساتھ حرص لالچ ہو تو اس فقیری سے نبی کریم ﷺ نے اللہ سے پناہ مانگی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو محتاجگی سے بچائے (آمین) نبی کریم ﷺ نے مالدار کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر ساری دنیا ایسے مالداروں، متکبروں، کافروں سے بھر جائے تو ان سب سے ایک مؤمن مخلص شخص جو بظاہر فقیر نظر آ رہا ہے یہ ان سب سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے ان سرمایہ داروں کی برائی واضح ہوئی جو قارون بن کر مغرور رہتے ہیں۔

٦٤٤٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

(۶۴۴۸) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ان سے اعمش نے، کہا میں نے ابووائل سے سنا، کہا ہم نے خباب بن ارت ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی

نُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

کریم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی، چنانچہ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا، پس ہم میں سے کوئی تو گزر گیا اور اپنا اجر (اس دنیا میں) نہیں لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (انہی) میں سے تھے، وہ جنگ احد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے اور ایک چادر چھوڑی تھی۔ (اس چادر کا ان کو کفن دیا گیا تھا) اس چادر سے ہم اگر ان کا سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ اور کوئی ہم میں سے ایسے ہوئے جن کے پھل خوب پکے اور وہ مزے سے چن چن کر کھا رہے ہیں۔

تشریح: یعنی ان کو دنیا کی فتوحات ہوئیں، خوب مال و دولت ملا اور وہ اپنی زندگی آرام سے گزار رہے ہیں۔

٦٤٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ ابْنُ زَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). [راجع: ٣٢٤١] [مسلم: ٦٩٢٨؛ ترمذي: ٢٦٠٢]

(۶۴۴۹) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء عمران تمیم نے بیان کیا، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے رہنے والیاں اکثر عورتیں تھیں۔''

تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ ابْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ابو رجاء کے ساتھ اس حدیث کو ایوب سختیانی اور عوف اعرابی نے بھی روایت کیا ہے اور صخر بن جویریہ اور حماد بن نجیح دونوں نے اس حدیث کو ابو رجاء سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

تشریح: ایوب کی روایت کو امام نسائی رحمہ اللہ نے اور عوف کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ جنت میں غریب لوگوں سے فقرائے موحدین متبع سنت مراد ہیں اور دوزخ میں عورتوں سے بدکار عورتیں مراد ہیں۔

٦٤٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ. [راجع: ٥٣٨٦] [ترمذي: ٢٣٦٣؛ ابن

(۶۴۵۰) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن محمد بن عمرو بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ اور نہ وفات تک آپ نے کبھی باریک چپاتی تناول فرمائی۔

ماجه: ٣٢٩٣]

٦٤٥١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ. [راجع: ٣٠٩٧]

(٦٤٥١) ہم سے ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے توشہ خانہ میں کوئی غلہ نہ تھا جو کسی جاندار کے کھانے کے قابل ہوتا، سوا تھوڑے سے جو کے جو میرے توشہ خانہ میں تھے، میں ان ہی میں سے کھاتی رہی آخر اکتا کر جب بہت دن ہو گئے تو میں نے انہیں ماپا تو وہ ختم ہو گئے۔

تشریح: یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ماپا اس میں برکت ہوگی، اس سے مراد یہ ہے کہ بیع اور شرا کے وقت ماپ لینا بہتر ہے لیکن گھر میں خرچ کرتے وقت اللہ کا نام لے کر خرچ کیا جائے برکت ہوگی۔

بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے گزران کا بیان اور دنیا کے مزوں سے ان کا علیحدہ رہنا

تشریح: رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی درویشانہ زندگی اس طرز کی تھی کہ آج سے مقابلہ کیا جائے تو آسمان زمین کا فرق نظر آئے گا ان کا نعمائے آخرت پر ایمان کامل تھا وہ آخرت ہی کو ہر آن ترجیح دیتے اور زندگی کو بے حد سادگی کے ساتھ گزارتے۔ آج کل کے رہن سہن کو دیکھ کر اس سادہ زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آج ہر شخص دنیاوی عیش و آرام میں غرق نظر آ رہا ہے۔ الا ماشاء الله۔

٦٤٥٢ـ حَدَّثَنِي أَبُوْ نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ: آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ! إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ

(٦٤٥٢) مجھ سے ابونعیم نے یہ حدیث آدھی کے قریب بیان کی اور آدھی دوسرے شخص نے، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا ہم سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے میں زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم گزرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ

بِيْ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ: ((أَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْحَقْ)) وَمَضَى فَاتَّبَعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ ((مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟)) قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ قَالَ: ((أَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ:لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي)) قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذَلِكَ فَقُلْتُ:وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقَّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ؟ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ: ((يَا أَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((خُذْ فَأَعْطِهِمْ)) فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ [فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ

نہیں کیا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ گزرے اور آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''ابا ہر!'' میں نے عرض کیا: لبیک، یارسول اللہ! فرمایا: ''میرے ساتھ آجاؤ۔'' اور آپ چلنے لگے۔ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ پھر آپ ﷺ اندر گھر میں تشریف لے گئے، پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی۔ جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ دریافت فرمایا: ''یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟'' کہا: فلان یا فلانی نے آپ کے لیے تحفہ میں بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ابا ہر!'' میں نے عرض کیا لبیک، یارسول اللہ! فرمایا: ''اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔'' کہا: اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈھتے، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس! جب آنحضرت ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو اسے آپ ﷺ انہی کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ رکھتے، البتہ جب آپ کے پاس تحفہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے، چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو، اس کا حق دار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا جب صفہ والے آئیں گے تو آنحضرت ﷺ مجھ سے فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچائی، وہ آگئے اور اجازت چاہی انہیں اجازت مل گئی، پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابا ہر!'' میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: ''لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو۔'' بیان کیا کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا، پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا، پھر پیالہ مجھے واپس

الْقَدَحَ] حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ)) قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((اقْعُدْ فَاشْرَبْ)) فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ: ((اشْرَبْ)) فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ: ((اشْرَبْ)) حَتَّى قُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا قَالَ: ((فَأَرِنِي)) فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. [راجع: ٥٣٧٥]

کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر، پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا، اس طرح میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ آخر میں آنحضرت ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: ''اباہر!'' میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: ''اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ اور پیو۔'' میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور آپ ﷺ برابر فرماتے رہے کہ ''اور پیو'' آخر مجھے کہنا پڑا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے دے دو۔'' میں نے پیالہ آپ کو دے دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔

تشریح: مسجد نبوی ﷺ کے سائبان کے نیچے ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا جس پر بے گھر، بے در مشتاقان علم قرآن و حدیث سکونت رکھتے تھے، یہی اصحاب صفہ تھے۔ ان ہی میں سے حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی تھے حدیث میں آپ کے کھلے ہوئے ایک بابرکت معجزہ کا ذکر ہے اور حضرت ابو ہریرہ ؓ نے جو بے صبری کا خیال کیا تھا کہ دیکھئے دودھ میرے لئے بچتا ہے یا نہیں اس پر نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے۔ سچ ہے۔ خلق الانسان ھلوعا۔

٦٤٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي. [راجع: ٣٧٢٨]

(۶۴۵۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس نے بیان کیا، کہا میں نے سعد بن ابی وقاص ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز حبلہ کے پتوں اور اس ببول کے سوا نہیں تھی اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہم پاخانہ کیا کرتے تھے۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھے اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں، پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔ (میری ساری محنت وکوشش اکارت گئی)۔

تشریح: بنو اسد نے ان پر کچھ ذاتی اعتراض کئے تھے جو غلط تھے ان کے بارے میں انہوں نے یہ بیان دیا ہے۔ حدیث میں فقر کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔ یہ بنو اسد وفات نبوی کے بعد مرتد ہو کر طلیحہ بن خویلد کے پیرو ہو گئے تھے جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کو مار کر پھر مسلمان بنایا ان لوگوں نے حضرت عمر ؓ سے سعد بن ابی وقاص ؓ کی شکایت کی تھی۔ سعد کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت سعد ؓ نے فرمایا کہ اگرچہ کل کے مسلمان مجھ کو پڑھانے بیٹھے ہیں۔ حبلہ اور سمر کانٹے دار درخت ہوتے ہیں۔

٦٤٥٤۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ. [راجع: ٥٤١٦]

(۶۴۵۴) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے جریر بن عبدالحمید نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اوران سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لیے نہیں ملی، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی روح قبض ہوگئی۔

٦٤٥٥۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ. [مسلم: ٧٤٤٨]

(۶۴۵۵) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بغوی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا، ان سے مسعر بن کدام نے، ان سے ہلال نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اوران سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے گھرانہ نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا تو ضرور اس میں ایک وقت صرف کھجوریں ہوتی تھیں۔

٦٤٥٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ. [مسلم: ٥٤٤٧]

(۶۴۵۶) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے خبردی اوران سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اوراس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تشریح: یہ تھا رسول کریم ﷺ کا بستر وتکیہ۔ آج اکثر مدعیان عمل بالسنہ کیا ایسی زندگی پر قناعت کر سکتے ہیں جن کے عیش کو دیکھ کر شاید فرعون وہامان بھی محوحیرت ہوجائیں۔

٦٤٥٧۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ فَقَالَ: كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأَى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ. [راجع: ٥٣٨٥]

(۶۴۵۷) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان کا نان بائی وہیں موجود ہوتا (جو روٹیاں پکا پکا کر دیتا جاتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہتے کہ کھاؤ میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو پتلی روٹی کھاتے نہیں دیکھا اور نہ آپ ﷺ نے کبھی اپنی آنکھ سے سموچی بھنی ہوئی بکری دیکھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

٦٤٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنِي أَبِي

(۶۴۵۸) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبردی اوران

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ. [راجع: ٢٥٦٧]

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمارے اوپر ایسا مہینہ بھی گزر جاتا تھا کہ ہمارا چولھا نہیں جلتا تھا۔ صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا ہاں، اگر کبھی کسی جگہ سے کچھ تھوڑا سا گوشت آ جاتا تو اسے بھی کھا لیتے تھے۔

٦٤٥٩ـ حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنَ أُخْتِي! إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ فَقُلْتُ: مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتِ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَيَسْقِينَاهُ. [راجع: ٢٥٦٧]

(٦٤٥٩) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے یزید بن رومان نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے کہا، بیٹے! ہم دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ (کی بیویوں) کے گھروں میں چولھا نہیں جلتا تھا۔ میں نے پوچھا: پھر آپ لوگ زندہ کس چیز پر رہتی تھیں؟ بتلایا کہ صرف دو کالی چیزوں پر، کھجور اور پانی، ہاں! آپ ﷺ کے کچھ انصاری پڑوسی تھے جن کے ہاں دودھیل اونٹنیاں تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ بھیج دیتے اور آپ ہمیں وہی دودھ پلا دیتے تھے۔

٦٤٦٠ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا)). [مسلم: ٢٤٢٧، ٧٤٤٠، ٧٤٤١، ٧٤٤٢؛ ترمذي: ٢٣٦١؛ ابن ماجه: ٤١٣٩]

(٦٤٦٠) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! آل محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔''

تشریح: جملہ احادیث مذکورہ کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان اگر دنیا میں زیادہ عیش و آرام کی زندگی نہ گزار سکیں تو بھی ان کو شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی ان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہاں حلال طرائق سے طلب رزق سراپا محمود ہے اور اس طور پر جو دولت حاصل ہو وہ بھی عین فضل الٰہی ہے۔ اصحاب نبوی میں حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے مالدار حضرات بھی موجود تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

باب: نیک عمل پر ہمیشگی کرنا اور درمیانی چال چلنا (نہ کمی ہو نہ زیادتی)

٦٤٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ

(٦٤٦١) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد عثمان بن جبلہ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے اشعث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے

سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتِ: الدَّائِمُ قُلْتُ: فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. [راجع: ١١٣٢]

والد ابوشعثاء سلیم بن اسود سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے سنا، کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کون سی عبادت نبی کریم ﷺ کو زیادہ پسند تھی؟ فرمایا کہ جس پر ہمیشگی ہو سکے۔ میں نے پوچھا: آپ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔

تشریح: مرغ پہلی بانگ آدھی رات کے بعد دیتا ہے۔ اس وقت آپ تہجد کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

٦٤٦٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. [راجع: ١١٣٢]

(٦٤٦٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک بن انس نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل تھا جسے آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

تشریح: نیک عمل کبھی کرنا کبھی چھوڑ دینا محمود نہیں جو بھی ہو اس پر مداومت ہونی محمود ہے۔

٦٤٦٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ)) قَالُوْا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا)). [راجع: ٣٩]

(٦٤٦٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اور آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا: ”اور مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے، پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔“

تشریح: مقصود یہ ہے کہ آدمی صبح اور شام کو اسی طرح رات کو تھوڑی سی عبادت کرلیا کرے اور ہمیشہ کرتا رہے۔ یہ تین وقت نہایت متبرک ہیں آیت: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ (١٧/ بنی اسرائیل: ٧٨) سے ظہر اور ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (٢/ البقرة: ٢٣٨) سے عصر اس طرح سے قرآن کریم سے پنج وقتہ عبادت کا تقاضا ہے۔

٦٤٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا

(٦٤٦٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو، تم میں سے کسی کا

وَاعْلَمُوْا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَى اللّٰهِ وَإِنْ قَلَّ)). [راجع: ٧٢٩] [مسلم: ٧١٢٢، ٧١٢٣]

عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا، میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے، خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔“

تشریح: فرائض الٰہی میں کمی بیشی کا سوال ہی نہیں ہے۔ یہ جملہ نفل عبادتوں کا ذکر ہے۔

٦٤٦٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) وَقَالَ: ((اكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ)). [راجع: ٧٢٩] [مسلم: ١٨٢٨]

(۶۴۶۵) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: ”جس پر ہمیشگی کی جائے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔“ اور فرمایا: ”نیک کام کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے (جو ہمیشہ نبھ سکے)۔“

٦٤٦٦ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَطِيْعُ. [راجع: ١٩٨٧]

(۶۴۶۶) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ام المومنین! نبی کریم ﷺ کیونکر عبادت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ نے کچھ خاص دن خاص کر رکھے تھے؟ بتلایا کہ نہیں آنحضرت ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور تم میں کون ہے جو ان عملوں کی طاقت رکھتا ہو جن کی نبی اکرم ﷺ طاقت رکھتے تھے؟

تشریح: ساری رات عبادت میں گزار دینا حتیٰ کہ پیروں میں ورم ہو جانا سوائے ذات قدسی صفات فداہ روحی کے اور کس میں ایسی طاقت ہو سکتی ہے۔

٦٤٦٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ)) قَالُوْا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ))

(۶۴۶۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زبرقان نے، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جائے بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا: ”اور میں بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے

قَالَ: أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا)) قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [النساء: ٩] وَسَدَادًا: صِدْقًا. [راجع: ٧٢٩]

سائے میں مجھے ڈھانک لے۔'' مدینی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ حدیث ابو سلمہ سے ابو نضر کے واسطے سے سنی ہے۔ ابو سلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اور عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا: ''درستی کے ساتھ عمل کرو اور خوش رہو۔'' اور مجاہد نے بیان کیا کہ ''سدیدا'' سدادا ہر دو کے معنی صدق کے ہیں۔

تشریح: یعنی سچائی کو ہر حال میں اختیار کرو تم اعمال خیر کرو گے تم کو جنت کی بلکہ دنیا کی بھی کامیابی کی بشارت ہے۔ قرآن کی آیت: ﴿قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ (۳۳/الاحزاب: ۷۰) کی طرف اشارہ ہے۔ عفان بن مسلم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں اس سند کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن عبداللہ مدینی کا گمان رفع کیا کہ اگلی روایت منقطع ہے کیونکہ اس میں موسیٰ کے سماع کی ابو سلمہ سے صراحت ہے حدیث میں ((سددوا)) کا لفظ آیا تھا ((سدیدًا)) کا بھی وہی مادہ ہے اس مناسبت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یہاں بیان کر دی۔

قرآن شریف میں جو ہے: ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (۴۳/الزخرف: ۷۲) اس کے معارض نہیں ہے کیونکہ عمل صالح بھی منجملہ اسباب دخول جنت ایک سبب ہے لیکن اصلی سبب رحمت اور عنایت الٰہی ہے بعض نے کہا آیت میں ترقی درجات مراد ہے نہ محض دخول جنت اور ترقی اعمال صالحہ کے لحاظ سے ہوگی اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں اعمال صالحہ کرنے والے کو بہشت میں لے جانا اللہ پر واجب ہے۔ معاذ اللہ منہ۔

٦٤٦٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ قَالَ: ((قَدْ أُرِيتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قُبُلِ هَذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)) مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٩٣]

(٦٤٦٨) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''اس وقت جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو مجھے اس دیوار کی طرف جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی میں نے (ساری عمر میں) آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراونی، میں نے آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراونی چیز۔'' یہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ کہا۔

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

باب: اللہ سے خوف کے ساتھ امید بھی رکھنا

وَقَالَ سُفْيَانُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ

اور سفیان بن عیینہ نے کہا: قرآن کی کوئی آیت مجھ پر اتنی سخت نہیں گزری

مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾. [المائدة: ٦٨]

جتنی (سورۂ مائدہ) کی یہ آیت ہے کہ ''اے پیغمبر کے اقربا! تمہارا طریق (مذہب) کوئی چیز نہیں ہے جب تک توراۃ اور انجیل اور ان کتابوں پر جو تم پر اتری ہیں پورا عمل نہ کرو۔''

تشریح: اس آیت کی سختی کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ اللہ نے اس میں یہ فرمایا کہ جب تک کتاب الٰہی پر پورا پورا عمل نہ ہو اس وقت تک دین و ایمان کوئی چیز نہیں ہے۔

٦٤٦٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَاللَّهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ٦٠٠٠]

(۶۴۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا تو اس کے سو حصے کیے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لیے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا، پس اگر کفار کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے نا امید نہ ہو اور اگر مؤمن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو وہ دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔''

تشریح: یہی امید اور خوف ہے جس کے درمیان ایمان ہے امید بھی کامل اور خوف بھی پورا پورا۔ اللھم ارزقنا آمین۔ مؤمن کتنے بھی نیک اعمال کرتا ہو لیکن ہر وقت اس کو ڈر رہتا ہے شاید میری نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ برا ہو جائے۔ ابو عثمان نے کہا گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی امید رکھنا بدبختی کی نشانی ہے علما نے کہا کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے رحم وکرم کی امید زیادہ رکھے۔

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ

باب: اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا ان سے صبر کیے رہنا

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ١٠] وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ.

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے سب سے عمدہ زندگی صبر ہی میں پائی ہے۔ صبر کے معنی نفس کو اطاعت الٰہی کے لیے تیار کرنا۔

تشریح: صبر کہتے ہیں بری بات سے نفس کو روکنا اور زبان سے کوئی شکوہ و شکایت کا کلمہ نہ نکالنا۔ اللہ کے رحم وکرم کا منتظر رہنا حضرت ذوالنون مصری ؒ نے کہا ہے صبر کیا ہے بری باتوں سے دور رہنا، بلا کے وقت اطمینان رکھنا، کتنی ہی محتاجی آئے مگر بے پرواہ رہنا۔ ابن عطاء نے کہا صبر کیا ہے بلائے الٰہی پر

ادب کے ساتھ سکوت کرنا۔ یا اللہ! میں نے بھی ۷۶ء میں بحالت سفر ایک پیش آمدہ مصیبت عظمیٰ پر ایسا ہی صبر کیا ہے پس مجھ کو اجر بے حساب عطا فرما۔ آمین (راز)

٦٤٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ أَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدَيْهِ: ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرُهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [راجع: ١٤٦٩]

(۶۴۷۰) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عطاء بن یزید نے خبر دی اور انہیں ابو سعید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا اور جس نے بھی آپ سے مانگا آپ نے اسے دیا، یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا جب سب کچھ ختم ہو گیا جو آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''جو بھی اچھی چیز میرے پاس ہو گی میں اسے تم سے بچا کے نہیں رکھتا ہوں، بات یہ ہے جو تم میں (سوال سے) بچتا رہے گا اللہ بھی اسے غیب سے دے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا اور جو بے پروا رہنا اختیار کرے گا اللہ بھی اسے بے پروا کر دے گا اور اللہ کی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں ملی۔''

تشریح: صبر تلخ است ولیکن برشیریں دارد ...... صبر عجیب نعمت ہے صابر آدمی کی طرف آخر میں سب کے دل مائل ہو جاتے ہیں سب اس کی ہمدردی کرنے لگتے ہیں سچ ہے۔ واللہ مع الصابرین۔

٦٤٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ حَتَّى تَرِمَ أَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُوْلُ: ((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) [راجع: ١١٣٠]

(۶۴۷۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر بن کدام نے بیان کیا، کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا، کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے قدموں میں ورم آ جاتا یا کہا کہ آپ کے قدم پھول جاتے۔ آنحضرت ﷺ سے عرض کی جاتی کہ آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے: ''تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

بَابٌ: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ٣]

باب: ''جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ بھی اس کے لیے کافی ہو گا''

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ: مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ.

اور ربیع بن خثیم تابعی نے بیان کیا کہ مراد ہے کہ تمام انسانی مشکلات میں اللہ پر بھروسہ اختیار کرے۔

٦٤٧٢۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ

(۶۴۷۲) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا،

حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)).

[راجع: ٣٤١٠]

انہوں نے کہا میں سعید بن جبیر کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ستر ہزار لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

تشریح: بھروسہ کا یہ مطلب نہیں کہ اسباب کا حاصل کرنا چھوڑ دے بلکہ اسباب کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے لیکن عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ جو بھی ہوگا اللہ کے فضل وکرم سے ہوگا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ:

باب: بے فائدہ بات چیت کرنا منع ہے

٦٤٧٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيْرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى مُغِيْرَةَ: أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) [ثَلَاثَ مَرَّاتٍ] وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ.

[راجع: ٨٤٤]

وَعَنْ هُشَيْمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٤٤]

(۶۴۷۳) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ایک سے زیادہ کئی آدمیوں نے خبر دی جن میں مغیرہ بن مقسم اور فلاں نے (مجالد بن سعید، ان کی روایت کو ابن خزیمہ نے نکالا) اور ایک تیسرے صاحب داؤد بن ابی ہند بھی ہیں، انہیں شعبی نے، انہیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہو وہ مجھے لکھ کے بھیجو۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے، آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ یہ تین مرتبہ پڑھتے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ بے فائدہ بات چیت کرنے، زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، اپنی چیز بچا کر رکھنے اور دوسروں کی چیز مانگتے رہنے، ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور ہشیم سے روایت ہے، انہیں عبدالملک بن عمیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے وراد سے سنا، وہ یہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے اور وہ نبی کریم ﷺ سے۔

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ

باب: زبان کی (غلط باتوں سے) حفاظت کرنا

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ

اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان

خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) وَقَوْلِهِ: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾. [ق: ١٨]

رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر چپ رہے۔" اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ "انسان جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے تو اس کے (لکھنے کے لئے) ایک چوکیدار فرشتہ تیار رہتا ہے۔"

٦٤٧٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)). [طرفه في: ٦٨٠٧]

[ترمذي: ٢٤٠٨]

(۶۴۷۴) ہم سے محمد بن ابوبکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا، انہوں نے ابوحازم سے سنا، انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دے دے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دے دوں گا۔"

٦٤٧٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)). [راجع: ٥١٨٥]

(۶۴۷۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

تشریح : قسطلانی نے کہا اللہ کی رضامندی کی بات یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بھلائی کی بات کہے جس سے اس کو فائدہ پہنچے اور ناراضگی کی بات یہ ہے کہ مثلاً ظالم بادشاہ یا حاکم سے مسلمان بھائی کی برائی کرے اس نیت سے کہ اس کو ضرر پہنچے۔ ابن عبدالبر سے ایسا ہی منقول ہے۔ ابن عبدالسلام نے کہا ناراضگی کی بات سے وہ بات مراد ہے جس کا حسن اور قبح معلوم نہ ہو ایسی بات منہ سے نکالنا حرام ہے۔ تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ اور اصل الاصول یہ ہے کہ آدمی سوچ کر بات کہے بن سوچے جو منہ پر آئے کہہ دینا نادانوں کا کام ہے، بہت لوگ ایسے ہیں کہ بات جان کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے اور ٹرٹر بے فائدہ باتیں کئے جاتے ہیں ایسا علم بغیر عمل کے کیا فائدہ دے گا۔

٦٤٧٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ)) قِيلَ مَا جَائِزَتُهُ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ

(۶۴۷۶) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابوشریح خزاعی نے بیان کیا، کہا میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے یاد رکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: "مہمانی تین دن کی ہوتی ہے مگر جو لازی ہے وہ تو پوری کرو۔" پوچھا گیا: لازی کتنی ہے؟ فرمایا: "ایک دن اور ایک

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ)). [راجع: ٦٠١٩]

رات اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے۔"

٦٤٧٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ)). [طرفه في: ٦٤٧٨] [مسلم: ٧٤٨١؛ ترمذي: ٢٣١٤]

(۶۴۷۷) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبداللہ نے ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے عیسیٰ بن طلحہ تیمی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "بندہ ایک بات زبان سے نکالتا اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنی پچھم سے پورب دور ہے۔"

٦٤٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)). [راجع: ٦٤٧٧]

(۶۴۷۸) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابونضر سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو صالح نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بندہ اللہ کی رضا مندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔"

بَابُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

باب: اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت کا بیان

٦٤٧٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ: رَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)). [راجع: ٦٦٠]

(۶۴۷۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں پناہ دے گا (ان میں) ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔"

تشریح: اس کا رونا اللہ کو پسند آ گیا اسی سے اس کی نجات ہو سکتی ہے اور وہ عرش الٰہی کے سایہ کا حق دار بن سکتا ہے۔

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللَّهِ

باب: اللہ سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان

٦٤٨٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي فَذَرُّونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوا بِهِ فَجَمَعَهُ اللَّهُ وَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِي إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ)). [راجع: ٣٤٥٢]

(٦٤٨٠) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پچھلی امتوں میں سے ایک شخص جسے اپنے برے عملوں کا ڈر تھا اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو میرا لاشہ ریزہ ریزہ کر کے گرم دن میں اٹھا کے دریا میں ڈال دینا، اس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اس سے پوچھا: یہ جو تم نے کیا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: پروردگار! مجھے اس پر صرف تیرے خوف نے آمادہ کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت فرما دی۔''

٦٤٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا ((فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيهِ: أَيَّ أَبٍ كُنْتُ؟ قَالُوا: خَيْرًا قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا- فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ- وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللَّهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ: فَاسْهَكُونِي ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ذَلِكَ فَقَالَ اللَّهُ: كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فَقَالَ: أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ)) فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ: ((فَأَذْرُونِي

(٦٤٨١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد عطا فرمائی تھی فرمایا کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا، باپ کی حیثیت سے میں نے کیسا اپنے آپ کو ثابت کیا؟ لڑکوں نے کہا: بہترین باپ، پھر اس شخص نے کہا: اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں جمع کی ہے۔ قتادہ نے (لم یبتئر) کی تفسیر (لم یدخر) (نہیں جمع کی) سے کی ہے اور اس نے یہ بھی کہا: اگر اسے اللہ کے حضور میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا (اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ) دیکھو! جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس دینا اور کسی تیز ہوا کے دن مجھے اس میں اڑا دینا، اس نے اپنے لڑکوں سے اس پر وعدہ لیا، چنانچہ لڑکوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہو جا۔ چنانچہ وہ ایک مرد کی شکل میں کھڑا نظر آیا، پھر فرمایا: میرے بندے! یہ تو نے کیا کرایا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا، اس نے کہا: تیرے خوف نے، اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا

فِي الْبَحْرِ)) أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٤٧٨]

کہ اس پر رحم فرمایا۔" میں نے یہ حدیث عثمان سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان سے سنا، البتہ انہوں نے یہ لفظ بیان کیے کہ "مجھے دریا میں بہا دینا" یا جیسا کہ انہوں نے بیان کیا اور معاذ نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ سے سنا، انہوں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

بَابُ الْإِنْهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِيْ

باب: گناہوں سے باز رہنے کا بیان

٦٤٨٢ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوْا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ)). [طرفه في: ٧٢٨٣] [مسلم: ٥٩٥٤]

(۶۴۸۲) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اور جو کچھ کلام اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا: میں نے (تمہارے دشمن کا) لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں واضح ڈرانے والا ہوں، پس بھاگو پس بھاگو (اپنی جان بچاؤ!) اس پر ایک جماعت نے اس کی بات مان لی اور رات ہی رات اطمینان سے کسی محفوظ جگہ پر نکل گئے اور نجات پائی لیکن دوسری جماعت نے اسے جھٹلایا اور دشمن کے لشکر نے صبح کے وقت اچانک انہیں آ لیا اور تباہ کر دیا۔"

تشریح: یہ عرب میں ایک مثل ہوگئی ہے ہوا یہ تھا کہ کسی زمانہ میں دشمن کی فوجیں ایک ملک پر چڑھ گئی تھیں۔ ان ملک والوں میں سے ایک شخص ان فوجوں کو ملا انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کے کپڑے اتار لئے وہ اسی حال میں ننگ دھڑنگ بھاگ نکلا اور اپنے ملک والوں کو جا کر خبر دی کہ جلدی اپنا بندوبست کرلو دشمن آن پہنچا۔ اس کے ملک والوں نے اس کی تصدیق کی چونکہ وہ برہنہ اور ننگا بھاگتا آ رہا تھا اور اس کی عادت ننگے پھرنے کی نہ تھی۔ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو گناہوں سے اور نافرمانی سے ڈرایا اور خبر دی کہ اللہ کا عذاب گناہگاروں کے لئے تیار ہے تو گناہوں سے توبہ کر کے اپنا بچاؤ کرلو پھر جس نے آپ کی بات مانی اسلام قبول کیا شرک وکفر اور گناہ سے توبہ کی وہ تو بچ گیا اور جس نے نہ مانی وہ صبح ہوتے ہی یعنی مرتے ہی تباہ ہو گیا عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا۔

٦٤٨٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا

(۶۴۸۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اور یہ کیڑے

حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا)). [راجع: ٣٤٢٦]

مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے، اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔“

٦٤٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)). [راجع: ١٠]

(۶۴۸۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔“

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا)).

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ”اگر تمہیں معلوم ہو جاتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔“

٦٤٨٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [طرفه في: ٦٦٣٧]

(۶۴۸۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔“

٦٤٨٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [راجع: ٩٣]

(۶۴۸۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔“

بَابٌ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب: دوزخ کو خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے

تشریح: جو شخص نفسانی خواہشوں میں پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اٹھا دیا۔ اب دوزخ میں پڑ جائے گا۔ قرآن شریف میں بھی یہی مضمون ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ طَغٰى وَآثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (۷۹/ النازعات: ۳۷، ۳۸)

٦٤٨٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ

(۶۴۸۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)). [مسلم: ٧١٣٠]

کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔''

بَابٌ: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

باب: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آدمی ثواب کی بات کو گو وہ ادنیٰ درجہ کی ہو حقیر نہ سمجھے۔ شاید وہی اللہ کو پسند آ جائے اور اس کو نجات مل جائے۔ اسی طرح بری اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے شاید اللہ تعالیٰ کو ناپسند آ جائے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا بنائے۔

٦٤٨٨ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ)).

(۶۴۸۸) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور و اعمش نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔''

٦٤٨٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ)). [راجع: ٣٨٤١]

(۶۴۸۹) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا ہے یہ ہے، ہاں اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد ہیں۔''

تشریح: اس سے اگلا مصرعہ یہ ہے: وکل نعیم لا محالة زائل ترجمہ منظوم مولانا وحید الزماں نے یوں کیا ہے:

فانی ہے جو کچھ ہے غیر اللہ   کوئی مزہ رہتا نہیں ہرگز سدا

بَابٌ: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ [هُوَ] فَوْقَهُ

باب: اسے دیکھنا چاہیے جو نیچے درجہ کا ہے، اسے نہیں دیکھنا چاہیے جس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے

٦٤٩٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ

(۶۴۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو

إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ)). [مسلم: ٧٤٢٨]

دیکھے جو مال اور شکل وصورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہیے جو اس سے کم درجے کا ہے۔"

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ سَيِّئَةٍ

باب: جس نے کسی نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اس کا نتیجہ کیا ہے؟

٦٤٩١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْدٌ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ قَالَ: قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ بِهَا عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)). [مسلم: ٣٣٨]

(۶۴۹۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے جعد ابو عثمان نے بیان کیا، ان سے ابو رجاء عطاردی نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کردی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کردیا ہے، پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کرسکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے ہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے ہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اپنے ہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔"

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ

باب: چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی بچتے رہنا

تشریح: ان کو حقیر نہ سمجھنا۔ گناہ ہر حال میں برا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا اور بندے کو کیا معلوم شاید اللہ پاک اسی پر مواخذہ کر بیٹھے۔

٦٤٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ إِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ. قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ.

(۶۴۹۲) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا، ان سے غیلان نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا: تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (تم اسے حقیر سمجھتے ہو، بڑا گناہ نہیں سمجھتے) اور ہم لوگ نبی ﷺ کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاک کردینے والا سمجھتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: حدیث میں جو لفظ موبقات ہے اس کا معنی ہلاک کرنے والے ہے۔

بَابٌ: الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا

باب: عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے

يُخَافُ مِنهَا

ڈرتے رہنا

٦٤٩٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ غَنَاءً عَنْهُمْ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا)) فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا)). [راجع: ٢٨٩٨]

(۶۴۹۳) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکین سے جنگ میں مصروف تھا، یہ شخص مسلمانوں کے صاحب مال ودولت لوگوں میں سے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چاہتا ہے کہ کسی جہنمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے۔'' اس پر ایک صحابی اس شخص کے پیچھے لگ گئے وہ شخص برابر لڑتا رہا اور آخر زخمی ہو گیا، پھر اس نے چاہا کہ جلدی مر جائے، پس اپنی تلوار ہی کی دھار اپنے سینے کے درمیان رکھ کر اس پر اپنے آپ کو ڈال دیا اور تلوار اس کے شانوں کو چیرتی ہوئی نکل گئی (اس طرح وہ خودکشی کر کے مر گیا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے ایک دوسرا بندہ لوگوں کی نظر میں اہل جہنم کے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اعمال کا اعتبار تو خاتمہ پر موقوف ہے۔''

تشریح: یعنی آخر مرتے وقت جس نے جیسا کام کیا اسی کا اعتبار ہوگا اگر ساری عمر عبادت اور تقویٰ میں گزاری لیکن مرتے وقت گناہ میں گرفتار ہوا تو پچھلے نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے اللہ سوئے خاتمہ سے بچائے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو گو وہ فاسق فاجر ہو یا صالح اور پرہیزگار ہم قطعی طور پر دوزخی یا جنتی نہیں کہہ سکتے۔ معلوم نہیں کہ اس کا خاتمہ کیسا ہوتا ہے اور اللہ کے ہاں اس کا نام کن لوگوں میں لکھا ہوا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمان کو اپنے اعمال صالحہ پر مغرور نہ ہونا چاہیے اور سوئے خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ بزرگوں نے تجربہ کیا ہے کہ اہل حدیث اور اہل بیت نبوی سے محبت رکھنے والوں کا خاتمہ اکثر بہتر ہوتا ہے۔ یا اللہ! مجھ ناچیز کو بھی ہمیشہ اہل حدیث اور آل رسول ﷺ سے محبت رہی ہے اور جس کو سادات سے پایا دل سے اس کا احترام کیا ہے مجھ ناچیز حقیر گناہگار کو بھی خاتمہ بالخیر نصیب فرمانا کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ۔ آمین

بَابٌ: اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السُّوْءِ

باب: بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے

٦٤٩٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ح وَقَالَ

(۶۴۹۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: سوال

مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَرَجُلٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)) تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِيْ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي الْيَمَانِ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ. [راجع: ٢٧٨٦]

کیا گیا اے اللہ کے رسول! (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: یا رسول اللہ! کون شخص سب سے اچھا ہے؟ فرمایا کہ ”وہ شخص جس نے اپنی جان اور مال کے ذریعہ جہاد کیا اور وہ شخص جو کسی پہاڑ کی کھوہ میں ٹھہرا ہوا اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہے۔“ اس روایت کی متابعت زبیری، سلیمان بن کثیر اور نعمان نے زہری سے کی۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عطاء یا عبید اللہ نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور یونس وابن مسافر اور یحییٰ بن سعید نے ابن شہاب (زہری) سے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: زبیدی کی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور سلیمان کی روایت کو ابوداؤد نے اور نعمان کی روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا ہے۔

٦٤٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١٩]

(۶۴۹۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ”لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ایک مسلمان کا سب سے بہتر مال بھیڑیں ہوں گی اور وہ انہیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اس دن وہ اپنے دین ایمان کو لے کر فسادوں سے ڈر کر وہاں سے بھاگ جائے گا۔“

تشریح: آج کے دور میں ایسی آزادانہ چوٹیاں بھی نابود ہو گئی ہیں اب ہر جگہ خطرہ ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں عزلت بہتر ہے کبھی لوگوں سے مل کر رہنا بہتر ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ عزلت کرنے والا شخص شہرت اور ریا و نمود کی نیت سے عزلت نہ کرے بلکہ گناہوں سے بچنے کی نیت ہو اور جمعہ، جماعت وغیرہ فرائض اسلام ترک نہ کرے زیادہ تفصیل احیاء العلوم میں ہے۔ (مذکورہ احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث میں جو عزلت کی ترغیب اور فضیلت بیان ہوئی ہے اس سے فتنوں کا زمانہ مراد ہے اور ماحول میں لوگوں سے ملنے کی صورت میں گناہوں سے بچنا مشکل ہو۔ ورنہ اسلام عام حالت میں تعلق جوڑنے اور آبادی بڑھانے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ آپ سوچیں کہ تیمارداری کا ثواب، سلام کرنے، صلہ رحمی کا

ثواب وغیرہ یہ جملہ نیکیاں تب ممکن ہیں جب آبادی میں رہائش ہوگی۔ (عبدالرشید تونسوی) عزلت کے معنی لوگوں سے الگ تھلگ تنہا دور رہنے کے ہیں:

تو برائے وصل کردن آمدی نہ برائے فصل کردن آمدی

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ

باب: (آخر زمانہ میں) دنیا سے امانت داری کا اٹھ جانا

٦٤٩٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)). [راجع: ٥٩]

(٦٤٩٦) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔“ پوچھا: یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: ”جب کام نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔“

تشریح: ابن بطال نے کہا اللہ پاک نے حکومت کے ذمہ داروں پر یہ امانت سونپی ہے کہ وہ عہدہ اور مناصب ایماندار اور دیانت دار آدمیوں کو دیں اگر ذمہ دار لوگ ایسا نہ کریں گے تو عند اللہ خائن ٹھہریں گے۔ آج کے نام نہاد جمہوری دور میں یہ ساری باتیں خواب و خیال ہو کر رہ گئی ہیں۔ الا ما شاء اللہ۔

٦٤٩٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا: ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا

(٦٤٩٧) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ان سے زید بن وہب نے، کہا ہم سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن سے، پھر حدیث سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے۔“ اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا: ”آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور اس سے بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا، پھر ایک اور نیند لے گا تو اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اسے

وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ! وَمَا أَظْرَفَهُ! وَمَا أَجْلَدَهُ! وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا)). [طرفاه في: ٧٠٨٦، ٧٢٧٦] [مسلم: ٣٦٨، ترمذي: ٢١٧٩، ابن ماجه: ٤٠٥٣]

پھولا دیکھا ہے، پر اندر کچھ نہیں ہوتا، پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہوگا، کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔ کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گزارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسے اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت ہی نہیں کرتا۔"

تشریح: چند ہی آدمی اس قابل ہیں کہ ان سے معاملہ کروں۔ متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت اور زیادہ ہے: "قال الفربري قال ابو جعفر حدثت ابا عبدالله فقال سمعت ابا احمد بن عاصم ...... يقول سمعت ابا عبيد يقول قال الاصمعي وابو عمرو وغيرهما جذر قلوب الرجال الجذر الاصل من كل شيء والوكت اثر الشيء اليسير والمجل اثر العمل في الكف اذا غلظ۔"

یعنی محمد بن یوسف فربری نے کہا ابوجعفر محمد بن حاتم جو امام بخاری رحمہ اللہ کے منشی تھے ان کی کتابیں لکھا کرتے تھے، کہتے تھے کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے میں نے ابواحمد بن عاصم بلخی سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابوعبید سے سنا، وہ کہتے تھے عبدالملک بن قریب اصمعی اور ابوعمرو بن علاء قاہری وغیرہ لوگوں نے سفیان ثوری سے کہا۔ جذر کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کا معنی جڑ اور وکت کہتے ہیں ہلکے خفیف داغ کو اور مجل وہ موٹا چھالا جو کام کرنے سے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔

٦٤٩٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً)). [مسلم: ٦٤٩٩؛ ترمذي: ٢٨٧٢؛ ابن ماجه: ٣٩٩٠]

(۶۴۹۸) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، سو میں بھی ایک تیز سواری کے قابل نہیں ملتا۔"

تشریح: آج مسلمان بکثرت ہر جگہ موجود ہیں مگر حقیقی مسلمان تلاش کیے جائیں تو مایوسی ہوگی۔ پھر بھی اللہ والوں سے زمین خالی نہیں ہے۔ کم من عباد الله لو اقسم على الله لابره۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

باب: ریا اور شہرت طلبی کی مذمت میں

٦٤٩٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

(۶۴۹۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے

عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ)). [طرفه في: ٧١٥٢] [مسلم: ٧٤٧٧، ٧٤٧٨، ٧٤٧٩؛ ابن ماجه: ٤٢٠٧]

سفیان نے، کہا مجھ سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے آپ کے سوا کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ کی بندگی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اسے سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔''

تشریح: ریا کاری سے بچنے کے لئے نیک کام چھپا کر کرنا بہتر ہے مگر جہاں اظہار کے بغیر چارہ نہ ہو جیسے فرض نماز جماعت سے ادا کرنا یا دین کی کتابیں تالیف اور شائع کرنا اسی طرح جو شخص دین کا پیشوا ہو اس کو بھی اپنا عمل ظاہر کرنا چاہیے تا کہ دوسرے لوگ اس کی پیروی کریں۔ بہر حال حدیث انما الاعمال بالنیات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ریا کو شرک خفی کہا گیا ہے۔ جس کی مذمت کے لئے یہ حدیث کافی وافی ہے۔

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ

باب: جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے اپنے نفس کو دبائے اس کی فضیلت کا بیان

٦٥٠٠ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ

(٦٥٠٠) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا سوائے کجاوے کے آخری حصے کے میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا: لبیک وسعدیک، یارسول اللہ! پھر تھوڑی دیر آپ ﷺ چلتے رہے پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا: لبیک وسعدیک یارسول اللہ! پھر تھوڑی دیر مزید آپ ﷺ چلتے رہے۔ پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا: لبیک وسعدیک یارسول اللہ! فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے

سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)). [راجع: ٢٨٥٦]

ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔" پھر آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا: "اے معاذ بن جبل!" میں نے عرض کیا: لبیک وسعدیک، یا رسول اللہ! فرمایا: "تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ کرلیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟" میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: "بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔"

تشریح: حدیث میں توحید اور شرک کا بیان ہے توحید یعنی عبادت میں اللہ کو ایک ہی جاننا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خالص اسی ایک کی عبادت کرنا ہر قسم کے شرک سے بچنا یہ دخول جنت کا موجب ہے۔

بَابُ التَّوَاضُعِ

باب: تواضع یعنی عاجزی کرنے کے بیان میں

تشریح: یہ تمام اخلاق حسنہ کا اصل الاصول ہے اگر تواضع نہ ہو تو کوئی عبادت کام نہ آئے گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد الٰہی نقل کیا گیا ہے کہ تواضع کرو اور کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔

٦٥٠١ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُوْدٍ لَهُ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)). [ابوداود: ٤٨٠٢]

(۶۵۰۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی (دوسری سند امام بخاری نے کہا) اور مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو فزاری نے اور ابو خالد احمر نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام "عضباء" تھا (کوئی جانور دوڑ میں) اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا، پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔ مسلمانوں پہ معاملہ بڑا شاق گزرا اور کہنے لگے: افسوس عضباء پیچھے رہ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: "اللہ نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ جب دنیا میں وہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے تو اسے وہ گھٹاتا بھی ہے۔"

تشریح: ترقی کے ساتھ تنزلی اور ادبار کے ساتھ اقبال بھی لگا ہوا ہے ﴿تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (۳/آل عمران: ۱۴۰) کا یہی مطلب ہے۔

٦٥٠٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

(۶۵۰۲) ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن مخلد نے، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ)).

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھے بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مؤمن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کے راوی خالد بن مخلد کو منکر الحدیث کہا ہے۔ میں وحید الزماں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دوسرے طریق بھی بیان کئے ہیں گو وہ اکثر ضعیف ہیں۔ مگر یہ سب طریق مل کر حدیث حسن ہو جاتی ہے اور خالد بن مخلد کو ابوداؤد نے صدوق کہا ہے۔ (وحیدی)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین خدا ہو جاتا ہے جیسے معاذ اللہ اتحادیہ اور حلولیہ کہتے ہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلاف شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ (اور اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے جس کا ارتکاب موجب دخول نار ہے۔ توحید اور شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ کرنا چاہیے عربی حضرات ''الدین الخالص'' کا مطالعہ کریں۔ وباللہ التوفیق)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)) ﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾. [النحل: ٧٧]

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد:

''میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ (کلمہ اور بیچ کی انگلیاں) نزدیک ہیں'' (سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ''اور قیامت کا معاملہ تو بس آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا وہ اس سے بھی جلد ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

٦٥٠٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا)). [راجع: ٤٩٣٦]

(٦٥٠٣) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت اتنے نزدیک بھیجے گئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا، پھر ان دونوں کو پھیلایا۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مجھ میں اور قیامت میں اب کسی نئے پیغمبر و رسول کا فاصلہ نہیں ہے اور میری امت آخر امت ہے اسی پر قیامت آئے گی۔

٦٥٠٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)). [مسلم: ٧٤٠٤، ٧٤٠٥؛ ترمذي: ٢٢١٤]

(٦٥٠٤) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ اور ابوتیاح نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔''

٦٥٠٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ:] ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ، تَابَعَهُ إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ. [ابن ماجه: ٤٠٤٠]

(٦٥٠٥) ہم سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، انہیں ابوحصین نے، انہیں ابوصالح نے، انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔'' آپ کی مراد دو انگلیوں سے تھی۔ ابوبکر بن عیاش کے ساتھ اس حدیث کو اسرائیل نے بھی ابوحصین سے روایت کیا ہے جسے ہم نے وصل کیا ہے۔

بَابٌ

باب

تشریح: اس میں کوئی ترجمہ نہیں ہے گویا اگلے باب کی فصل ہے۔

٦٥٠٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ)) ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

(٦٥٠٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، یہی وہ وقت ہوگا جب کسی کے لیے اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کمایا ہو۔ پس قیامت آ جائے گی اور

[الانعام: ١٥٨] وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا)). [راجع: ٨٥]

دو آدمی کپڑا ادرمیان میں (خرید و فروخت کے لیے) پھیلائے ہوئے ہوں گے ابھی خرید فروخت بھی نہیں ہو چکی ہوگی اور نہ انہوں نے اسے لپیٹا ہی ہوگا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آ رہا ہوگا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کرا رہا ہوگا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پائے گا۔‘‘

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت اچانک ہی آ جائے گی کسی کو خبر بھی نہ ہوگی لوگ اپنے اپنے دھندوں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

بَابٌ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ.

باب: جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے

٦٥٠٧ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكِ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)) اخْتَصَرَهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدٍ عَنْ

(٦٥٠٧) ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے، کہا ہم سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ اور عائشہ رضی اللہ عنہا یا نبی ﷺ کی بعض ازواج رضی اللہ عنہن نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے ہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی

عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: ٦٨٢٠، ٦٨٢١، ٦٨٢٢، ٦٨٢٣؛ ترمذي: ١٠٦٦، ١٠٦٧؛ نسائي: ١٨٣٥، ١٨٣٦، ١٨٣٧؛ ابن ماجه: ٤٢٦٤]

جو اس کے آگے ہوتی ہے وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' ابوداؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے اس حدیث کو شعبہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے زرارہ بن ابی اوفیٰ نے، ان سے سعد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

تشریح: خوش بختی یہ ہے کہ موت کے وقت اللہ کی ملاقات کا شوق غالب ہو اور ترک دنیا کا غم نہ ہو۔ اللہ ہر مسلمان کو اس کیفیت کے ساتھ موت نصیب کرے۔ آمین. کلمہ طیبہ اس وقت پڑھنے کا بھی مقصد یہی ہے مومن کو موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کا انجام راحت ابدی ہے۔

٦٥٠٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)). [مسلم: ٦٨٢٨]

(٦٥٠٨) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابو بردہ نے، ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ موت بہر حال آنی ہے اسے برا نہ جاننا چاہیے۔

٦٥٠٩ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ: وَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ ﷺ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيْقَ

(٦٥٠٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے چند علم والوں کے سامنے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ خاصے تندرست تھے فرمایا تھا: ''کسی نبی کی اس وقت تک روح قبض نہیں کی جاتی جب تک جنت میں اس کے رہنے کی جگہ اسے دکھا نہ دی جاتی ہو اور پھر اسے (دنیا یا آخرت کے لیے) اختیار دیا جاتا ہے۔'' پھر جب آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ پر تھوڑی دیر کے لیے غشی چھا گئی، پھر جب آپ کو ہوش آیا تو آپ چھت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے، پھر فرمایا: "اللهم الرفيق الاعلىٰ" میں نے کہا: اب آنحضرت ﷺ ہمیں ترجیح نہیں دے سکتے اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمائی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے اپنی زبان مبارک سے

الْأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٣٥]

ادا فرمایا، یعنی یہ ارشاد کہ "اللهم الرفيق الاعلىٰ" یعنی یا اللہ! مجھے بلند رفیقوں کا ساتھ پسند ہے۔"

تشریح: مراد باشندگان جنت انبیا و مرسلین و صالحین و ملائکہ ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو نیک لوگوں صالحین کی صحبت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

باب: موت کی سختیوں کا بیان

٦٥١٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيْهَا مَاءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ)) ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى)) حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [راجع: ٨٩٠]

(٦٥١٠) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھے ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو ذکوان نے خبر دی کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ (کی وفات کے وقت) آپ کے سامنے ایک بڑا پانی کا پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا یہ عمر کو شبہ ہوا کہ ہانڈی کا کونڈا تھا۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالتے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر ملتے اور فرماتے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بلاشبہ موت میں تکلیف ہوتی ہے۔" پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے: "فی الرفيق الاعلىٰ" یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک قبض ہوگئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ موت کی سختی کوئی بری نشانی نہیں ہے بلکہ نیک بندوں پر اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے درجات بلند ہوں۔

٦٥١١ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ: ((إِنْ يَعِشْ هَذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ)) قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي: مَوْتَهُمْ. [مسلم: ٧٤٠٩]

(٦٥١١) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ چند بدوی جو ننگے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے اور آپ سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت ﷺ ان میں سب سے کم عمر والے کو دیکھ کر فرمانے لگے: "اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تم پر تمہاری قیامت آجائے گی۔" ہشام نے کہا: آنحضرت ﷺ کی مراد (قیامت) سے ان کی موت تھی۔

تشریح: آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کبریٰ کا وقت تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہر آدمی کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے۔ باب سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ آپ نے موت کو قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (٣٩/الزمر: ٦٨) موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے یہی ترجمہ باب ہے۔

٦٥١٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ: ((مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ)). [طرفه في: ٦٥١٣] [مسلم: ٢٢٠٢، ٢٢٠٣؛ نسائي: ١٩٢٩، ١٩٣٠]

(۶۵۱۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے، ان سے معبد بن کعب نے، ان سے ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "مُسْتَرِیْحٌ یا مُسْتَرَاحٌ ہے۔ یعنی اسے آرام مل گیا، یا اس سے آرام مل گیا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! "مُسْتَرِیْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْہُ" کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے وہ مستریح ہے اور مستراح منہ وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔"

تشریح: بندے اس طرح آرام پاتے ہیں کہ اس کے ظلم وستم اور برائیوں سے چھوٹ جاتے ہیں خس کم جہاں پاک ہوا۔ ایماندار تکالیف دنیا سے آرام پا کر داخل جنت ہوتا ہے۔

٦٥١٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَلْحَلَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ)). [راجع: ٦٥١٢]

(۶۵۱۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن سعید نے، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے طلحہ بن کعب نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ مرنے والا یا تو آرام پانے والا ہے یا دوسرے بندوں کو آرام دینے والا ہے۔"

تشریح: ایمان دار بندہ تو آرام ہی پاتا ہے۔ جعلنا اللہ منهم۔ آمین

٦٥١٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ)). [مسلم: ٧٤٢٤؛ ترمذي: ٢٣٧٩؛ نسائي: ١٩٣٦]

(۶۵۱۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک ﷺ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آ جاتی ہیں صرف ایک کام اس کے ساتھ رہ جاتا ہے، اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے اس کے گھر والے اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔"

تشریح: دوسری حدیث میں ہے اس کا نیک عمل اچھے خوبصورت شخص کی صورت میں بن کر اس کے پاس آ کر اسے خوشی کی بشارت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ باب کی مناسبت اس طرح سے ہے کہ میت کے ساتھ لوگ اس وجہ سے جاتے ہیں کہ موت کی سختی اس پر حال ہی میں گزری ہوتی ہے تو اس کی تسکین اور تسلی کے لئے ہمراہ رہتے ہیں۔

٦٥١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تُبْعَثَ)). [راجع: ١٣٧٩]

(٦٥١٥) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح وشام (جب تک وہ برزخ میں ہے) اس کے رہنے کی جگہ اسے ہر روز دکھائی جاتی ہے یا دوزخ ہو یا جنت اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ تو اٹھایا جائے۔“ (یعنی قیامت کے دن تک)

تشریح: موت کی سختیوں میں سے ایک سختی یہ بھی ہے کہ اسے صبح وشام اس کا ٹھکانہ بتلا کر اسے رنج دیا جاتا ہے۔ البتہ نیک بندے کے لئے خوشی ہے کہ وہ جنت کی بشارت پاتا ہے۔

٦٥١٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوْا)). [راجع: ١٣٩٣]

(٦٥١٦) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ مر گئے ان کو برا نہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس کے پاس وہ خود پہنچ چکے ہیں انہوں نے برے بھلے جو بھی عمل کیے تھے ویسا بدلہ پا لیا۔“

تشریح: اب برا کہنے سے کیا فائدہ۔ لوگ ان مردوں کو برا کہا کرتے تھے جو موت کے وقت بہت سختی اٹھاتے تھے جو ہونا تھا ہوا اب برا کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں جو برے ہیں وہ برے ہی رہیں گے، کفار مشرکین وغیرہ وغیرہ جن کے لئے خلود فی النار کا فیصلہ قطعی ہے۔ حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مرنے کے بعد برے لوگوں کو بھی گالی گلوچ سے یاد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ کئے عملوں کا بدلہ پا چکے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ اللہ عمل کی توفیق دے۔ آمین

خاتمہ: الحمد لله والمنة کہ آج بخاری شریف ترجمہ اردو کے پارہ نمبر ٢٦ کی تسوید سے فراغت حاصل ہو رہی ہے یہ پارہ کتاب الاستیذان کتاب الدعوات اور کتاب الرقاق پر مشتمل ہے جس میں تہذیب واخلاق اور دعاؤں اور پند ونصائح کی بہت سی قیمتی باتیں جناب فخر بنی آدم حضرت رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے بیان میں آئی ہیں جن کے بغور مطالعہ کرنے اور جن پر عمل پیرا ہونے سے دین ودنیا کی بے شمار سعادتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس پارے کی تسوید پر بھی مثل سابق بہت سا قیمتی وقت صرف کیا گیا ہے۔ متن وترجمہ وتشریحات کے لفظ لفظ کو بہت ہی غور وخوض کے بعد حوالہ قلم کیا گیا ہے اور سفر وحضر ورنج وراحت اور حوادث کثیرہ وامراض قلبی کے باوجود نہایت ہی ذمہ داری کے ساتھ اس عظیم خدمت کو انجام دیا گیا ہے پھر بھی بہت سی خامیوں کا امکان ہے اس لئے ماہرین فن سے باادب چشم عفو سے کام لینے کے لئے امیدوار ہوں اگر واقعی لغزشوں کے لئے اہل علم حضرات میری حیات مستعار میں مطلع فرمائیں گے تو بصد شکریہ طبع ثانی کے موقع پر اصلاح کردی جائے گی اور میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر ویسے اغلاط کو معلوم فرمانے والے بھائی اپنی قلم سے درستگی فرمالیں گے اور مجھ کو دعائے خیر سے یاد کریں گے تو میں بھی ان کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یااللہ! حیات مستعار بہت تیزی کے ساتھ خاتمہ کی طرف جارہی ہے جس طرح یہاں تک تو نے مجھے پہنچایا ہے اسی طرح بقایا خدمت کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطافرما اور اس خدمت کو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے والدین اور اولاد اور جملہ معاونین کرام اور قدردانان عظام کے حق میں قبول فرما کر بطور ایصال ثواب اس عظیم نیکی کو قبول عام اور حیات دوام عطافرما۔ آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك ياارحم الراحمين آمين۔

خادم محمد داؤد راز السلفی ساکن موضع رہپواہ۔ نزد قصبہ بنگواں ضلع گوڑگاؤں ہریانہ بھارت۔ (۱۰ جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ)

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ: الصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ ﴿زَجْرَةٌ﴾ [الصافات: ١٩] صَيْحَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿النَّاقُوْرِ﴾ [المدثر: ٨] الصُّوْرِ ﴿الرَّاجِفَةُ﴾ النَّفْخَةُ الْأُوْلَى وَ﴿الرَّادِفَةُ﴾ [النازعات: ٧] النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ.

باب: صور پھونکنے کا بیان

مجاہد نے کہا کہ صور ایک سینگ کی طرح ہے اور (سورۂ یٰسین میں جو ہے فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ) تو "زجرة" کے معنی چیخ کے ہیں (دوسری بار) پھونکنا اور صَيْحَةٌ پہلی بار پھونکنا۔ اور ابن عباس نے کہا ناقور (جو سورۂ مائدہ میں ہے) صور کو کہتے ہیں "الراجفة" (جو سورۂ والنازعات میں ہے) پہلی بار صور کا پھونکنا، "الرادفة" (جو اسی سورت میں ہے) دوسری بار کا پھونکنا۔

تشریح: صور ایک جسم ہے جس کو اللہ نے پیدا کر کے حضرت اسرافیل نامی فرشتے کے حوالہ کیا ہوا ہے۔ اس میں اتنے سوراخ ہیں جتنی دنیا میں روحیں ہیں۔ اس صور کو پھونکتے ہی وہ روحیں نکل نکل کر اپنے اپنے بدنوں میں داخل ہوجائیں گی۔ یہ دوسرا پھونکنا ہے۔ پہلی بار پھونکنے پر وہ بدنوں سے نکل نکل کر صور میں آجائیں گی۔ کرمانی شارح بخاری فرماتے ہیں: "اختلف في عددها فاصح انها نفختان قال الله ﴿ونفخ في الصور فصعق من في السموات ومن في الارض الامن شاء الله ثم نفخ فيه اخرىٰ فاذا هم قيام ينظرون﴾ والقول الثاني انها ثلاث نفخات نفخة الفزع فيفزع اهل السموات والارض بحيث يذهل كل مرضعة عما ارضعت ثم نفخة الصعق ثم نفخة البعث فاجيب بان الاوليين عائد تان الى واحدة فزعوا الى ان صعقوا والله اعلم۔" (كرماني) یعنی نفخ صور کے عدد میں اختلاف کیا گیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ دو نفخے ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور صور پھونکا جائے گا جس کے بعد زمین وآسمان والے سب بے ہوش ہوجائیں گے مگر جسے اللہ بچانا چاہے گا وہ بے ہوش نہ ہوگا پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا، جس کے بعد اچانک تمام ذی روح کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے۔'' دوسرا قول یہ ہے کہ نفخے تین ہوں گے۔ پہلا نفخہ فزع کا ہوگا جس کے بعد تمام زمین وآسمان والے گھبرا جائیں گے اور اس طور کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے غافل ہوجائیں گی پھر دوسرا نفخہ بے ہوشی کا ہوگا۔ پھر تیسرا نفخہ ہوگا جس کے بعد تمام زمین وآسمان والے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ یعنی وہ پہلے نفخہ پر ایسے گھبرائیں گے کہ گھبراتے گھبراتے بے ہوش ہوجائیں گے۔

یااللہ! آج عشرۂ محرم ۱۳۹۶ھ کا مبارک ترین وقت سحر ہے، میں اس پارے کی تسوید کا آغاز کر رہا ہوں۔ پروردگار! میں نہایت ہی عاجزی سے اس مقدس ساعت میں تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوں کہ مثل سابق اس پارے کو بھی اشاعت میں لانے کے لیے غیب سے اسباب مہیا فرمادے اور تکمیل صحیح بخاری کے شرف عظیم سے مشرف فرما اور میرے سارے مخلصین کو اس خدمت کے ثواب عظیم میں حصہ وافر عطافرما اور مجھ کو امراض قلبی وقالبی اور افکار ظاہری وباطنی سے خلاصی بخش دیجئے اور میرے تمام ساتھیوں کے ساتھ میری اولاد ذکور واناث کو بھی برکات دارین عطافرما اور باقی پاروں کی

تسوید اور اشاعت کے لئے بھی نصرت فرما تا کہ یہ خدمت تکمیل کو پہنچ کر جملہ اہل اسلام کے لئے باعث رشد و ہدایت بن سکے۔

یا اللہ! اس خدمت کے سلسلہ میں مجھ سے جو لغزش اور کوتاہی ہو جائے اس کو بھی معاف فرما دینا۔ آج رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کا پہلا جمعہ اور ساتواں روزہ ہے کہ نظر ثالث کے بعد اسے بعون اللہ تبارک وتعالیٰ کاتب صاحبان کی خدمت میں برائے کتابت حوالہ کر رہا ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصل على حبيبك محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

راقم خادم محمد داؤد راز۔ ۷ رمضان ۱۳۹۶ھ وارد حال کتب خانہ محمدیہ جامع اہلحدیث نمبر ۱۷ نیو مارکیٹ روڈ بنگور۔ دار السرور۔ (حرسها الله من شرور الدهور آمين)

٦٥١٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ: فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ فِي أَوَّلِ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مُوسَى فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ)). [راجع: ٢٤١١]

(۶۵۱۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور عبدالرحمٰن اعرج نے بیان کیا، ان دونوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی جن میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی تھا مسلمان نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا! یہودی نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا! راوی نے بیان کیا کہ مسلمان یہودی کی بات سن کر خفا ہو گیا اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو موسیٰ (علیہ السلام) پر مجھ کو فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ صور پھونکتے ہی تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا، جسے ہوش آئے گا میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش الٰہی کا کونہ تھامے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں ہوں گے جو بے ہوش ہوئے تھے اور پھر مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے تھے یا ان میں سے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کر دیا۔''

تشریح: فرمایا الا ما شاء الله۔ کہتے ہیں کہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور حاملان عرش اور ملائکہ علیہم السلام اور بہشت کے حور و غلمان وغیرہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ آپ نے یہ از راہ تواضع فرمایا ورنہ آپ سارے انبیا سے افضل ہیں۔ (علیہم السلام)

٦٥١٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَصْعَقُ النَّاسُ

(۶۵۱۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے ہوشی کے وقت تمام لوگ بے ہوش

حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوْسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ)) رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٢٤١١]

ہو جائیں گے اور سب سے پہلے اٹھنے والا میں ہوں گا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا کونہ تھامے ہوں گے اب میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش بھی ہوں گے یا نہیں۔" اس حدیث کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: جو اوپر کتاب الاشخاص میں موصولاً گزر چکی ہے۔

بَابٌ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

باب: اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس امر کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: جو کتاب التوحید میں موصولاً آئے گا۔

٦٥١٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ؟)) [راجع: ٤٨١٢] [مسلم: ٧٠٥٠؛ ابن ماجه: ١٩٢]

(٦٥١٩) ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا کہ اب میں ہوں بادشاہ آج زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟"

تشریح: جو اپنی بادشاہت پر نازاں تھے۔

٦٥٢٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ

(٦٥٢٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی میزبانی کے لیے اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا جس طرح تم دسترخوان پر روٹی الٹ پلٹ کرتے ہو۔" پھر ایک یہودی آیا اور بولا، ابوالقاسم! تم پر رحمٰن برکت نازل کرے کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی سب سے پہلی ضیافت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: "کیوں نہیں۔" تو

الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((بَلَى!)) قَالَ: تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ؟ قَالَ: إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُونٌ قَالُوا: وَمَا هَذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا. [مسلم: ۷۰۵۷]

اس نے (بھی یہی) کہا کہ ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، پھر آنحضرت ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے جس سے آپ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے پھر (اس نے) پوچھا کیا میں تمہیں اس کے سالن کے متعلق خبر نہ دوں؟ (پھر خود ہی) بولا کہ ان کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ ؓ نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی جس کی کلیجی کے ساتھ زائد چربی کے حصے کو ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

تشریح: اللہ اکبر کتنی عظیم الشان نعمت سے مہمانی کی جائے گی۔ بالام عبرانی لفظ ہے، اس کے معنی بیل ہی کے صحیح ہیں اور نون مچھلی کو کہتے ہیں، یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں بھی مچھلی کے لئے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ مذکورہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم آمین۔

٦٥٢١۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ)) قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ، لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ. [مسلم: ۷۰۵۵]

(۶۵۲۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی ؓ سے سنا کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید و سرخی آمیز زمین پر ہوگا جیسے میدہ کی روٹی صاف و سفید ہوتی ہے اس زمین پر کسی (چیز) کا کوئی نشان نہ ہوگا۔''

تشریح: یعنی اس میں کوئی مکان، راستہ، باغ، ٹیلہ یا پہاڑ نہ ہوگا۔ آیات قرآنیہ بتاتی ہیں کہ حشر کی زمین اور ہوگی جیسا کہ آیت: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ (۱۴/ابراہیم:۴۸) سے ظاہر ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ الْحَشْرُ؟

باب: حشر کی کیفیت کے بیان میں

٦٥٢٢۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ وَرَاهِبِينَ وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا

(۶۵۲۲) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے والد طاؤس نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہوگا (ایک فرقے والے) لوگ رغبت کرنے نیز ڈرنے والے ہوں گے (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین ہوں گے، کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (اہل شرک

وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا)). [مسلم: ٧٢٠٢؛ نسائي: ٢٠٨٤]

کا یہ تیسرا فرقہ ہوگا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہوگی، جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہوگی، جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہوگی اور جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہوگی۔"

تشریح: علمائے اسلام نے اس آگ سے مراد کئی ناری واقعات کو لیا ہے۔ باقی اصل حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ صدق رسول اللہ ﷺ۔

٦٥٢٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا. [راجع: ٤٧٦٠]

(۶۵۲۳) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نحوی نے بیان کیا، کہا ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے نبی! قیامت میں کافروں کو ان کے چہرے کے بل کس طرح حشر کیا جائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ ذات جس نے انہیں دنیا میں دو پاؤں پر چلایا اسے اس پر قدرت نہیں ہے کہ قیامت کے دن انہیں چہرے کے بل چلا دے۔" قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور ہے ہمارے رب کی عزت کی قسم! بے شک وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

٦٥٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا)).

[راجع: ٣٣٤٩][مسلم: ٧٢٠٠؛ نسائي: ٢٠٨٠]

قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

(۶۵۲۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "تم اللہ سے قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور پیدل چل کر بن ختنہ ملو گے۔"

سفیان نے کہا کہ یہ حدیث ان (نو یا دس حدیثوں) میں سے ہے جن کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خود ان کو نبی کریم ﷺ سے سنا۔

٦٥٢٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ

(۶۵۲۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے

عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)). [راجع: ٣٣٤٩، ٦٥٢٤]

سنا کہ آپ منبر پر خطبے میں فرما رہے تھے: ''تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ ہو گے۔''

٦٥٢٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ﴾ [الانبياء: ١٠٤] الآيَةَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي فَيَقُوْلُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الْحَكِيْمُ﴾ [المائدة: ١١٧، ١١٨] فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)). [راجع: ٣٣٤٩]

(٦٥٢٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم لوگ قیامت کے دن اس حال میں جمع کئے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس طرح ہم نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹا دیں گے۔'' اور تمام مخلوقات میں سب سے پہلے جسے کپڑا پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے اور میری امت کے بہت سے لوگ لائے جائیں گے جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے میں اس پر کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی بدعات نکالی تھیں، اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ) نے کہا کہ ''یا اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔'' رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ فرشتے (مجھ سے) کہیں گے کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے ہی رہے۔'' (مرتد ہوتے رہے)

تشریح: اس حدیث میں مرتدین لوگ مراد ہیں جن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لئے کمر باندھی تھی اور وہ لوگ بھی مراد ہیں جنہوں نے اسلام میں بدعات کا طومار بپا کر کے دین حق کا حلیہ بگاڑ دیا۔ آج کل قبروں اور بزرگوں کے مزارات پر ایسے لوگ بکثرت دیکھے جا سکتے ہیں جن کے لئے کہا گیا ہے:

شکوہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے
اگر بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔ پھر جب تو نے خود مجھے لے لیا پھر تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز سے پورا باخبر ہے اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے غلام ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو زبردست غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

٦٥٢٧۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ:

(٦٥٢٧) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن ابی صغیرہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر نے بیان کیا اور

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ: ((الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ)). [مسلم: ٧١٩٨؛ نسائي: ٢٠٨٣؛ ابن ماجه: ٤٢٧٦]

ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، بلا ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! تو کیا مرد عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔“

تشریح: سب پر قیامت کی ایسی دہشت غالب ہوگی کہ ہوش و حواس جواب دے جائیں گے۔ الا ماء شاء الله۔

٦٥٢٨۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ)). [طرفه: ٦٦٤٢] [مسلم: ٥٢٩، ٥٣١؛ ترمذي: ٢٥٤٧؛ ابن ماجه: ٤٢٨٣]

(٦٥٢٨) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟“ ہم نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم ایک تہائی رہو!“ ہم نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم نصف رہو؟“ ہم نے کہا: جی ہاں، پھر آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہوگے اور ایسا اس لیے ہوگا کہ جنت میں فرمانبردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہوگے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔“

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے جیسے سفید بیل میں ایک بال کالا ہو۔ مقصود یہ ہے کہ دنیا میں مشرکوں اور فاسقوں کی تعداد بہت زیادہ ہی رہی ہے اور اللہ کے موحد و مؤمن بندے ان مشرکوں اور کافروں سے ہمیشہ کم ہی رہے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے: ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (۳۴/سبا:۱۳) ”میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں“۔ عام طور پر یہی حال ہے اور مسلمانوں میں توحید و سنت والوں کی تعداد بھی ہمیشہ تھوڑی ہی چلی آ رہی ہے جو لوگ آج کل اہل سنت والجماعت کہلانے والے ہیں ان کی تعداد عرسوں میں اور تعزیوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مشرکین و مبتدعین بکثرت ملیں گے۔ اہل توحید، پابند شریعت، فدائے سنت بالکل اقل قلیل ہیں۔ اللہ پاک ہم کو توحید و سنت کا عامل اور اسلام کا سچا تابع فرمان بنائے۔ آمین

٦٥٢٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ عليه السلام فَتَرَاآى ذُرِّيَّتُهُ فَيُقَالُ: هَذَا أَبُوكُمْ آدَمُ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! كَمْ أُخْرِجُ؟ فَيَقُولُ: أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَمَاذَا يَبْقَى مِنَّا قَالَ: ((إِنَّ أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ)).

(٦٥٢٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ثور نے، ان سے ابوغیث نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو پکارا جائے گا، پھر ان کی نسل ان کو دیکھے گی تو کہا جائے گا کہ یہ تمہارے بزرگ دادا آدم ہیں۔ (پکارنے پر) وہ کہیں گے کہ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنی نسل میں سے دوزخ کا حصہ نکال لو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے: اے پروردگار! کتنوں کو نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایک فی صد۔“ (ننانوے فی صد دوزخی ایک جنتی) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ہم میں سے سو میں ننانوے نکال دیے جائیں تو پھر باقی کیا رہ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام امتوں میں میری امت اتنی ہی تعداد میں ہوگی جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔“

تشریح: اس لئے اگر ننانوے فی صدی بھی دوزخ میں جائیں تو تم کو فکر نہ کرنا چاہیے ایک فی صدی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سارے سچے مسلمان آ جائیں گے۔ بلکہ دوسری امتوں کے موحد اشخاص بھی ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوزخ کی مردم شماری جنت کی مردم شماری سے کہیں زیادہ ہوگی۔

بَابٌ:

باب: (ارشاد باری تعالیٰ)

﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ [الحج: ١] ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ [النجم: ٥٧] ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ [القمر:١]

”قیامت کی ہل چل ایک بڑی مصیبت ہوگی۔“ اور سورۂ نجم اور سورۂ انبیاء میں فرمایا ”قیامت قریب آ گئی۔“

٦٥٣٠۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا آدَمُ! فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ: يَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ

(٦٥٣٠) مجھ سے یوسف بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر بن عبدالحمید نے خبر دی، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں، فرماں بردار ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے انہیں نکال لو آدم علیہ السلام پوچھیں گے جہنم میں ڈالے جانے والے لوگ کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے

﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾)) [الحج: ٢] فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ! إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ! إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ)). [راجع: ٣٣٤٨]

یہی وہ وقت ہوگا جب بچے غم سے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھو گے، حالانکہ وہ ہرگز نشے کی حالت میں نہ ہوں گے اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات بہت سخت معلوم ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر ہم میں سے وہ (خوش نصیب) شخص کون ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تمہیں خوشخبری ہو، ایک ہزار یاجوج وماجوج کی قوم سے ہوں گے اور تم میں سے وہ ایک جنتی ہوگا۔" پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوگے۔" راوی نے بیان کیا کہ ہم نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تکبیر کہی، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ آدھا حصہ اہل جنت کا تم لوگ ہوگے، تمہاری مثال دوسری امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بالوں کی (معمولی تعداد) ہوتی ہے یا وہ سفید داغ جو گدھے کے آگے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔"

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ٤، ٦] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ [البقرة: ١٦٦] الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"کیا یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ لوگ پھر ایک عظیم دن کے لیے اٹھائے جائیں گے، اس دن جب تمام لوگ رب العالمین کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ" کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے رشتے ناطے جو یہاں ایک دوسرے سے تھے وہ ختم ہو جائیں گے۔

تشریح: یہاں تک کہ جو دنیا میں جھوٹے پیر و مرشد پکڑ رکھے تھے وہ سب بھی بیزار ہو جائیں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہونے کے بجائے الٹے دشمن بن جائیں گے۔ قرآن شریف کی آیت: ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا﴾ (۲۵/الفرقان: ۲۷) وغیرہ میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ اللہ پاک مقلدین جامدین کو بھی نیک سمجھ دے جو خود اپنے اماموں کے خلاف چل کر ان کی ناراضگی مول لیں گے۔ الا ماشاء اللہ۔

٦٥٣١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿يَوْمَ يَقُومُ

(۶۵۳۱) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے "يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ قَالَ: ((يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)). [راجع: ٤٩٣٨] [مسلم: ٧٢٠٤؛ ترمذي: ٢٤٢٢، ٣٣٣٦؛ ابن ماجه: ٤٢٧٨]

الْعَالَمِينَ" کی تفسیر میں فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی سارے جہانوں کے رب کے آگے کھڑا ہوگا اس حال میں کہ اس کا پسینہ کانوں کی لو تک پہنچا ہوا ہوگا۔"

٦٥٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ)). [مسلم: ٧٢٠٥]

(٦٥٣٢) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو غیث نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ تم میں سے ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔"

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب: قیامت کے دن بدلہ لیا جانا

وَهِيَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ لِأَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُورِ الْحَقَّةُ وَ﴿الْحَاقَّةُ﴾ وَاحِدٌ وَ﴿الْقَارِعَةُ﴾ وَالْغَاشِيَةُ وَ﴿الصَّاخَّةُ﴾ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ.

قیامت کو حاقہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس دن بدلہ ملے گا اور وہ کام ہوں گے جو ثابت اور حق ہیں۔ حقہ اور حاقہ کے ایک ہی معنی ہیں اور قارعہ اور غاشیہ اور صاخہ بھی قیامت ہی کو کہتے ہیں اسی طرح یوم التغابن بھی کیونکہ اس دن جنتی کافروں کی جائیداد دبا لیں گے۔

٦٥٣٣- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ)). [طرفه في: ٦٨٦٤] [مسلم: ٤٣٨١، ٤٣٨٢؛ ترمذي: ١٣٩٦، ١٣٩٧؛ نسائي: ٤٠٠٣، ٤٠٠٧؛ ابن ماجه: ٢٦١٥]

(٦٥٣٣) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان ہوگا وہ ناحق خون کے بدلے کا ہوگا۔"

٦٥٣٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا

(٦٥٣٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو اسے چاہیے کہ اس سے (اس دنیا میں) معاف کرا لے، اس لیے کہ آخرت

دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٤٤٩] [ترمذي: ٢٤١٩]

میں روپے پیسے نہیں ہوں گے، اس سے پہلے (معاف کرالے) کہ اس کے بھائی کے لیے اس کی نیکیوں میں سے حق دلایا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس (مظلوم) بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

تشریح: حقوق العباد ہرگز معاف نہ ہوں گے جب تک بندے وہ حقوق نہ چکادیں۔

٦٥٣٥۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾ [الاعراف: ٤٣] قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا)). [راجع: ٢٤٤٠]

(٦٥٣٥) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا اس آیت کے بارے میں "وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ" کہا کہ ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابو متوکل ناجی نے اور ان سے ابو سعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ و جنت کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک کے دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔"

تشریح: اس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ میں ہر ایک آدمی کو صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ جیسے قرآن و حدیث میں ہے۔ اب یہ جو عبداللہ بن مبارک نے زہد میں نکالا کہ فرشتے دائیں بائیں سے ان کو جنت کے راستے بتلائیں گے یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ اپنا مکان پہچان لینے سے یہ ضروری نہیں کہ شہر کے سب راستے بھی معلوم ہوں اور بہشت تو بہت بڑا شہر ہی نہیں بلکہ ایک ملک عظیم ہوگا۔ اس کے سامنے ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں فرمایا: ﴿عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ﴾ (۳/آل عمران: ۱۳۳) یعنی جنت وہ ہے جس کے عرض میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں۔ صدق الله تبارك وتعالىٰ۔

اسی باب میں دوسری حدیث کی سند میں امام مالک ؒ بھی ہیں۔ یہ بڑے ہی جلیل القدر اور عظیم المرتبت امام ہیں۔ فقہ اور حدیث میں امام حجاز کہلاتے ہیں۔ امام شافعی ؒ ان کے شاگرد ہیں اور امام بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی ؒ وغیرہ سبھی کے یہ امام ہیں۔ امام ابو حنیفہ ؒ نے ان کے درس میں بیٹھ کر ایک مہینے تک حدیث کا سماع کیا ہے۔ امام محمد ؒ فن حدیث میں امام مالک ؒ کے شاگرد ہیں اور امام احمد بن حنبل ؒ بھی امام مالک ؒ کے شاگرد کے شاگرد ہیں اور بھی بہت سے زبردست ائمہ و محدثین علم حدیث میں ان ہی کے شاگرد ہیں، استاذ الائمہ اور معلم الحدیث ہونے کا امتیاز زبردست شرف ائمہ اربعہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ مؤطا امام مالک حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ ۹۵ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور چوراسی (۸۴) سال کی عمر پائی ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ علم حدیث کی بہت ہی زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ رحمه الله رحمة واسعة۔

بَابٌ: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

باب: جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی اسے عذاب دیا جائے گا

٦٥٣٦ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ [الانشقاق: ٨] قَالَ: ((ذٰلِكِ الْعَرْضُ)).

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ.

وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأَيُّوْبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٠٣]

(٦٥٣٦) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی اس کو ضرور عذاب ہوگا۔“ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ ”پھر عنقریب ان سے ہلکا حساب لیا جائے گا“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد صرف پیشی ہے۔“

مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے، کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ایسا ہی سنا اور اس روایت کی متابعت ابن جریج، محمد بن سلیم، ایوب اور صالح بن رستم نے ابن ابی ملیکہ سے کی ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: عثمان بن اسود کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج اور محمد بن سلیم اور ایوب سختیانی اور صالح بن رستم نے بھی ابن ابی ملیکہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابن جریج اور محمد بن سلیم کی روایتوں کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور ایوب سختیانی کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں اور صالح کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

٦٥٣٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ

(٦٥٣٧) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن ابی صغیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا پس وہ ہلاک ہوا۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا ہے کہ ”پس جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو عنقریب اس سے ایک آسان حساب لیا جائے گا۔“ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو صرف پیشی ہوگی۔ (اللہ

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: ٧، ٨] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ)). [راجع: ١٠٣]

رب العزت کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ) قیامت کے دن جس کے بھی حساب میں کھود کرید کی گئی اسے عذاب یقینی ہوگا۔“

٦٥٣٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ: قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ)). [راجع: ٣٣٣٤] [مسلم: ٧٠٨٥، ٧٠٨٦]

(٦٥٣٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس ؓ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: ”قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر زمین بھر کر تمہارے پاس سونا ہو تو کیا سب کو (اپنی نجات کے لیے) فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا: ہاں، تو اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ تم سے اس سے بہت آسان چیز کا (دنیا میں) مطالبہ کیا گیا تھا۔“

تشریح: اور تم نے اسے بھی پورا نہیں کیا یعنی شرک سے باز نہیں آئے اور توحید سے دور رہے۔

٦٥٣٩ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). [راجع: ١٤١٣] [مسلم: ٢٣٤٨؛ ترمذي: ٢٤١٥؛ ابن ماجه: ١٨٥]

(٦٥٣٩) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خیثمہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن حاتم ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی، پس تم میں سے جو شخص بھی چاہے کہ وہ آگ سے بچے تو وہ اللہ کی راہ میں خیر خیرات کرتا رہے، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔“

٦٥٤٠۔ قَالَ الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

(٦٥٤٠) عدی بن حاتم ؓ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جہنم سے بچو۔“ پھر آپ نے چہرہ پھیر لیا، پھر فرمایا: ”جہنم سے

((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ١٤١٢]

بچو۔'' اور پھر اس کے بعد چہرۂ مبارک پھیر لیا، پھر فرمایا: ''جہنم سے بچو۔'' تین مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا، ہم نے اس سے یہ خیال کیا کہ آپ جہنم کو دیکھ رہے ہیں، پھر فرمایا: ''جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے اور جسے یہ بھی نہ ملے تو اسے (لوگوں میں) کسی اچھی بات کہنے کے ذریعہ سے ہی (جہنم سے) بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ بے حجاب اور بے ترجمان کے یعنی کھلم کھلا اللہ پاک کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے بات کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کی طرف سے کوئی مترجم بات کرے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں صدہا زبانیں ہیں تو اللہ پاک ہر زبان میں بات کرے گا اور یہ کلام حروف اور آواز کے ساتھ ہوگا ورنہ آدمی اس کی بات کیسے سمجھیں گے اور کیونکر سنیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور جہمیہ تو یہ کہتے ہیں وہ کلام ہی نہیں کرتا کسی دوسری چیز میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دیتا ہے۔ الفاظ فتستقبلہ النار کی مزید تشریح مسلم میں یوں آئی ہے کہ دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ بائیں طرف دیکھے گا تو بھی اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ سامنے نظر کرے گا تو منہ کے سامنے دوزخ نظر آئے گی۔ اچھی بات وہ ہے جس سے کسی کو ہدایت ہو، اللہ اور رسول کی باتیں یا جس سے کوئی جھگڑا رفع ہو، لوگوں میں ملاپ ہو جائے یا جس سے کسی کا غصہ دور ہو جائے، ایسی عمدہ بات کہنے میں بھی ثواب ملے گا۔ حدیث کے آخری الفاظ کا یہی مطلب ہے۔ ہمدردی، غمخواری، محبت وشفقت، اتفاق وحسن اخلاق کی باتیں کرنا یہ بھی سب کلمات طیبات میں داخل ہیں اور ان سے بھی صدقہ خیرات کا ثواب ملتا ہے مگر کتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو یہ بھی نصیب نہیں، اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

بَابٌ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

باب: جنت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب داخل ہوں گے

٦٥٤١ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ؛ح: وَحَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ وَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ هَؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ: لَا وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا

(٦٥٤١) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے اسید بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے حصین نے کہ میں سعید بن جبیر کی خدمت میں موجود تھا اس وقت انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں کسی نبی کے ساتھ پوری امت گزری، کسی نبی کے ساتھ چند آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے اور کوئی نبی تنہا گزرا، پھر میں نے دیکھا تو لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت دور سے نظر آئی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ افق کی طرف دیکھو! میں نے دیکھا تو ایک بہت زبردست جماعت دکھائی دی۔ فرمایا کہ یہ ہے آپ

حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ: وَلِمَ قَالَ: كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ ابْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

[راجع: ٣٤١٠]

کی امت اور یہ جو آگے آگے ستر ہزار کی تعداد ہے ان لوگوں سے نہ حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر عذاب ہوگا۔ میں نے پوچھا: ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے، دم جھاڑ نہیں کرواتے تھے، شگون نہیں لیتے تھے، اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔" پھر آنحضرت ﷺ کی طرف عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھ کر بڑھے اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔" اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ اس میں تم سے آگے بڑھ گئے۔"

تشریح: یہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ بنی امیہ کے حلیف ہیں۔ جنگ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ایک چھڑی دے دی جوان کے ہاتھ میں تلوار ہوگئی۔ بعد کی لڑائیوں میں بھی شریک رہے۔ فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو خلافت صدیقی میں بعمر ۴۵ سال فوت ہوئے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور ان کی بہن ام قیس رضی اللہ عنہم ان سے روایت کرتے ہیں۔ سند میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا نام آیا ہے جنہیں حجاج بن یوسف نے شعبان ۹۵ھ میں ظلم وجور سے قتل کیا تھا۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی بددعا سے کچھ دنوں بعد حجاج کا اس بری طرح خاتمہ ہوا کہ وہ لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں مفصل حالات مطالعہ کئے جا سکتے ہیں۔ ہم نے بھی کچھ تفصیل کسی جگہ پیش کی ہے۔ من شاء فلینظر الیه۔

٦٥٤٢۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ)).

(۶۵۴۲) ہم سے معاذ بن اسد مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اپنی دھاری دار کملی جوان کے جسم پر تھی، اٹھاتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ "اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔" اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں

[راجع: ٥٨١١]

سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔“

تشریح: اب ہر روز عید نیست که حلوه خورد کسے۔

٦٥٤٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا۔ أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِيْ أَحَدِهِمَا۔ مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)). [راجع: ٣٢٤٧]

(٦٥٤٣) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ (راوی کو ان میں سے کسی ایک تعداد میں شک تھا) آدمی اس طرح داخل ہوں گے کہ بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور اس طرح ان میں کے اگلے پچھلے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔“

٦٥٤٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ خُلُوْدٌ)). [انظر: ٦٥٤٨] [مسلم: ٧١٨٣]

(٦٥٤٤) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کے درمیان کھڑا ہو کر پکارے گا کہ اے جہنم والو! اب تمہیں موت نہیں آئے گی اور اے جنت والو! تمہیں بھی موت نہیں آئے گی بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا۔“

٦٥٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ! يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ! خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ)).

(٦٥٤٥) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت سے کہا جائے گا کہ اے اہل جنت! ہمیشہ (تمہیں یہیں) رہنا ہے، تمہیں موت نہیں آئے گی اور اہل دوزخ سے کہا جائے گا کہ اے دوزخ والو! ہمیشہ (تم کو یہیں) رہنا ہے، تم کو موت نہیں آئے گی۔“

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب: جنت وجہنم کا بیان

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ))

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلے کھانا جسے اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کی بڑھی ہوئی چربی

﴿عَدْنٌ﴾ [التوبه: ٧٢] خُلْدٌ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ ﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ [القمر:٥٥] فِي مَنْبِتِ صِدْقٍ.

ہوگی۔" عدن کے معنی ہمیشہ رہنا، عرب لوگ کہتے ہیں "عَدَنْتُ بِأَرْضٍ" یعنی میں نے اس جگہ قیام کیا اور اسی سے معدن آتا ہے "فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ" یعنی سچائی پیدا ہونے کی جگہ۔

تشریح: چونکہ یہ باب جنت کے بیان میں ہے اور قرآن شریف میں جنت کا نام عدن آیا ہے اس لیے امام بخاری ؒ نے عدن کی تفسیر کردی۔

٦٥٤٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). [راجع: ٣٢٤١]

(٦٥٤٦) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے بیان کیا، ان سے ابو رجاء عمران عطاردی نے، ان سے عمران بن حصین ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا: "میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو وہاں رہنے والے اکثر غریب لوگ تھے اور میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا (شب معراج میں) تو وہاں عورتیں بہت تھیں۔"

٦٥٤٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)). [راجع: ٥١٩٦]

(٦٥٤٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، انہیں ابوعثمان نہدی نے، انہیں اسامہ بن زید ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو وہاں اکثر داخل ہونے والے محتاج لوگ تھے اور محنت مزدوری کرنے والے تھے اور مالدار لوگ ایک طرف روکے گئے ہیں۔ ان کا حساب لینے کے لیے باقی ہے اور جو لوگ دوزخی تھے وہ تو دوزخ کے لئے بھیج دیے گئے اور میں نے جہنم کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ یہ مالدار جو بہشت کے دروازے پر روکے گئے وہ لوگ تھے جو دین دار اور بہشت میں جانے کے قابل تھے لیکن دنیا کی دولت مندی کی وجہ سے وہ روکے گئے اور فقرا لوگ جھٹ جنت میں پہنچ گئے۔ باقی جو لوگ کافر تھے وہ تو دوزخ میں بھجوا دیے گئے۔ یہ حدیث بظاہر مشکل ہے کیونکہ ابھی جنت اور دوزخ میں جانے کا وقت کہاں سے آیا۔ مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی اور مستقبل اور حال کے سب واقعات یکساں موجود ہیں تو اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو یہ واقعہ نیند میں خواب کے ذریعہ یا شب معراج میں اس طرح دکھلا دیا جیسے اب ہو رہا ہے۔

٦٥٤٨۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى

(٦٥٤٨) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عمر بن محمد بن زید نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح

يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ)).

[راجع: ٦٥٤٤] [مسلم: ٧١٨٤]

کر دیا جائے گا، پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی، اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔''

تشریح: یہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں مجسم کر کے لائی جائے گی۔ اس لئے اس کا ذبح کیا جانا عقل کے خلاف قطعی نہیں ہے۔

٦٥٤٩ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! يَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ؟ فَيَقُوْلُ: فَأَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالُوْا: يَا رَبِّ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)). [طرفه: ٧٥١٨]

[مسلم: ٧١٤٠؛ ترمذي: ٢٥٥٥]

(۶۵۴۹) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضا مندی کو ہمیشہ کے لیے دائمی کر دوں گا، یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم، لطف و عنایت سے یہ شرف و فضیلت ہم کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

٦٥٥٠ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ

(۶۵۵۰) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق ابراہیم بن محمد نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ وہ اس وقت نوعمر تھے تو ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں گی اور صبر پر ثواب کی امیدوار رہوں گی اور

فَقَالَ: ((وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ)). [راجع: ٢٨٠٩]

اگر کوئی اور بات ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کے لئے کیا کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''افسوس کیا تم پاگل ہوگئی ہو جنت ایک ہی نہیں ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (حارثہ ؓ) جنت الفردوس میں ہے۔''

تشریح: یہ حارثہ بن سراقہ انصاری ؓ ہیں۔ ان کی ماں کا نام ربیع بنت نضر ہے جو انس بن مالک ؓ کی پھوپھی ہیں۔ یہی حارثہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ یہ پہلے انصاری نوجوان ہیں جو جنگ بدر میں انصار میں سے شہید ہوئے۔ (ؓ)

٦٥٥١- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ)). [مسلم: ٧١٨٦]

(۶۵۵۱) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی، کہا ہم کو فضیل نے خبر دی، انہیں حازم نے انہیں ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کافر کے دونوں شانوں کے درمیان، تیز چلنے والے کے لیے تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔''

٦٥٥٢- وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا)). [مسلم: ٧١٣٨]

(۶۵۵۲) اور اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن سلمہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلنے کے بعد بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔''

٦٥٥٣- قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ ابْنَ أَبِي عَيَّاشٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا)). [مسلم: ٧١٣٩]

(۶۵۵۳) ابوحازم نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوسعید ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے سایہ میں عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال تک چلتا رہے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔''

تشریح: یا اللہ! یہ جنت ہر بخاری شریف پڑھنے والے بھائی بہن کو عطا فرما۔ آمین

٦٥٥٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ- لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ

(۶۵۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابوحازم بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی جنت میں جائیں گے۔'' راوی کو شک ہوا

أَيُّهُمَا قَالَ. مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)).

[راجع: ٣٢٤٧] [مسلم: ٥٢٦]

کہ سہل سے کون سی تعداد بیان ہوئی تھی (وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ) ”وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے اگلا ابھی اندر داخل نہ ہونے پائے گا کہ جب تک آخری بھی داخل نہ ہو جائے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔“

تشریح: راوی حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ وفات نبوی کے وقت یہ ۱۵ سال کے تھے یہ مدینہ میں آخری ہیں جو ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین

٦٥٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ)).

[مسلم: ٧١٤١]

(۶۵۵۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے ان کے والد حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جنت والے (اپنے اوپر کے درجوں) کے بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔“

٦٥٥٦۔ قَالَ أَبِي: فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيهِ: ((كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ)).

[راجع: ٣٢٥٦] [مسلم: ٧١٤٢]

(۶۵۵۶) راوی (عبدالعزیز) نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا اور اس میں وہ اس لفظ کا اضافہ کرتے تھے: ”جیسے تم مشرقی اور مغربی کناروں میں ڈوبتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔“

تشریح: بعض نے غارب کے بدل اس کو غابر پڑھا ہے یعنی اس ستارے کو جو باقی رہ گیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے یہ ستارہ بہت دور اور چمکتا نظر آتا ہے ویسے ہی بہشت میں بلند درجے والے جنتیوں کے مکانات دور سے نظر آئیں گے۔ اے اللہ! تو اپنے فضل وکرم سے ہم کو بھی ان میں شامل فرمادے۔ آمین

٦٥٥٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ فَيَقُولُ: أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي

(۶۵۵۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوعمران جونی نے بیان کیا، کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کے سب سے کم عذاب پانے والے سے پوچھے گا (یعنی ابوطالب سے) اگر تمہیں روئے زمین کی ساری چیزیں میسر ہوں تو کیا تم ان کو فدیہ میں (اس عذاب سے نجات پانے کے لئے) دے دو گے۔ وہ کہے گا: ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تم سے اس سے بھی

صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي)). [راجع: ٣٣٣٤]

سہل چیز کا اس وقت مطالبہ کیا تھا جب تم آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تم نے (توحید کا) انکار کیا اور نہ مانا آخر شرک ہی کیا۔"

٦٥٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ)) قُلْتُ: مَا الثَّعَارِيرُ؟ قَالَ: ((الضَّغَابِيسُ)) وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: أَبَا مُحَمَّدٍ! سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ؟ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ)) قَالَ: نَعَمْ. [مسلم: ٤٧١]

(۶۵۵۸) ہم سے ابونعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کچھ لوگ دوزخ سے شفاعت کے ذریعہ اس طرح نکلیں گے گویا کہ 'ثعاریر' ہوں۔" حماد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ ثعاریر کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد چھوٹی ککڑیاں ہیں اور ہوا یہ تھا کہ آخر عمر میں عمرو بن دینار کے دانت گر گئے تھے۔ حماد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا: اے ابومحمد! (یہ عمرو بن دینار کی کنیت ہے) کیا آپ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "جہنم سے شفاعت کے ذریعہ لوگ نکلیں گے؟" انہوں نے کہا: ہاں، بے شک سنا ہے۔

تشریح: بعض نے کہا کہ ثعاریر ایک قسم کی دوسری ترکاری ہے جو سفید ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے دوزخ میں جل جل کر کوئلہ کی طرح کالے پڑ جائیں گے۔ پھر جب شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلیں گے اور ماء الحیاۃ میں نہلائے جائیں گے تو ثعاریر کی طرح سفید ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مؤمن دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کی بھی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ شفاعت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، جیسے معتزلہ اور خوارج کا قول ہے۔ بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے خطبہ سنایا فرمایا اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رجم کا انکار کریں گے، دجال کا انکار کریں گے، قبر کے عذاب کا انکار کریں گے، شفاعت کا انکار کریں گے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہوگی جو میری امت میں کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ اللهم ارزقنا شفاعة محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحمن الراحمين آمين۔

٦٥٥٩ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ)). [طرفه في: ٧٤٥٠]

(۶۵۵۹) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک جماعت جہنم سے نکلے گی اس کے بعد کہ جہنم کی آگ نے ان کو جلا ڈالا ہوگا اور پھر جنت میں داخل ہوں گے اہل جنت ان کو جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔"

تشریح: پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو ان کا یہ لقب مٹا دیا جائے گا۔ اس حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری ؓ خزرجی ہیں۔ ماں ام سلیم بنت ملحان ؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت ان کی عمر دس سال کی تھی۔ شروع سے خدمت نبوی میں حاضر رہے اور پورے دس سال ان کو خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت فاروقی میں معلم بن کر بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ جملہ اصحاب کرام کے بعد جو بصرہ میں مقیم تھے، ۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے انتقال کے وقت ایک سو کی تعداد میں اولاد چھوڑ گئے۔ بڑے ہی مشہور جامع الفضائل صحابی ہیں۔ (رضی الله عنه وارضاه) صحیح مسلم کی روایت کے مطابق بعد میں دوزخیوں کا یہ لقب ختم کر دیا جائے گا۔

٦٥٦٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ وَقَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ـ أَوْ قَالَ: ـ حَمِيَّةِ السَّيْلِ)) وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً)).

[راجع: ٢٢]

(٦٥٦٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو اسے دوزخ سے نکال لو، اس وقت ایسے لوگ نکالے جائیں گے اور وہ اس وقت جل کر کوئلے کی طرح ہو گئے ہوں گے۔ اس کے بعد انہیں ”نہر حیاۃ“ (زندگی بخش دریا) میں ڈالا جائے گا۔ اس وقت وہ اس طرح تروتازہ اور شگفتہ ہو جائیں گے جس طرح سیلاب کی جگہ پر کوڑے کرکٹ کا دانہ (اسی رات یا دن میں) اگ آتا ہے۔“ یا راوی نے (حمیل السیل کے بجائے) حمیۃ السیل کہا ہے یعنی جہاں سیلاب کا زور ہو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اس دانہ سے زرد رنگ کا لپٹا ہوا بارونق پودا اگتا ہے۔“

٦٥٦١۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهُ)). [طرفه في: ٦٥٦٢]

[مسلم: ٥١٦، ٥١٧؛ ترمذي: ٢٦٠٤]

(٦٥٦١) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسحاق سبیعی سے سنا، کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر ؓ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن عذاب کے اعتبار سے سب سے کم وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔“

صحیح مسلم میں آگ کے دو جوتے پہنانے کا ذکر ہے۔ اس سے ابوطالب مراد ہیں۔

تشریح: ابوطالب نبی کریم ﷺ کے نہایت ہی معزز چچا ہیں۔ ان کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ ؓ ان کے فرزند ہیں۔ ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی حمایت کرتے رہے مگر قوم کے تعصب کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات کے پانچ دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان دونوں کی جدائی سے رسول اللہ ﷺ کو بے حد رنج ہوا مگر صبر و استقامت کا دامن آپ نے نہیں چھوڑا، یہاں تک

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب فرمایا۔

٦٥٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ)). [راجع: ٦٥٦١]

(۶۵۶۲) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا کہ دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا جس طرح ہانڈی اور کیتلی جوش کھاتی ہے۔“

تشریح: کیتلی سے چائے دانی کی طرح کا برتن مراد ہے جس میں پانی کو جوش دیتے ہیں بعض نسخوں میں والقمقم کی جگہ بالقمقم ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح لفظ والقمقم ہی ہے۔ یہ واؤ عاطفہ ہے لیکن اسماعیلی رحمہ اللہ کی روایت میں او القمقم ہے۔

٦٥٦٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ١٤١٣]

(۶۵۶۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمان نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور روئے مبارک پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی، پھر جہنم کا ذکر کیا اور چہرۂ مبارک پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی، اس کے بعد فرمایا: ”دوزخ سے بچو صدقہ دے کر خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے، جسے یہ بھی نہ ملے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے۔“

٦٥٦٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ)). [راجع: ٣٨٨٥]

(۶۵۶۴) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: ”ممکن ہے قیامت کے دن میری شفاعت ان کے کام آ جائے اور انہیں جہنم میں ٹخنوں تک رکھا جائے گا جس سے ان کا بھیجا کھولتا رہے گا۔“

تشریح: قرآن شریف میں ہے: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ (۷۴/ مدثر: ۴۸) ”ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کام نہ دے گی۔“ لیکن آیت میں نفع سے یہ مراد ہے کہ وہ دوزخ سے نکال لئے جائیں، یہ فائدہ کافروں اور مشرکوں کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں حدیث اور آیت میں اختلاف نہیں رہے گا۔ مگر دوسری آیت میں جو یہ فرمایا: ﴿فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ﴾ (۲/ البقرۃ: ۸۶) ”یعنی ان سے عذاب کم نہیں کیا جائے گا۔“ اس کا جواب یوں بھی دے سکتے ہیں کہ جو عذاب ان پر شروع ہوگا وہ ہلکا نہیں ہوگا یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ بعض کافروں پر شروع ہی سے

ہلکا عذاب مقرر کیا جائے، بعض کے لئے سخت ہو۔

٦٥٦٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِاسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللَّهُ فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللَّهُ خَلِيْلًا فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ ائْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللَّهُ فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ ائْتُوْا عِيْسَى فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُقَالُ لِيْ: ارْفَعْ رَأْسَكَ فَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ)) وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَ هَذَا: أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. [راجع: ٤٤]

(٦٥٦٥) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا، اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں، چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ہی وہ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں، پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم کے پاس جاؤ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ کے پاس جاؤ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں، چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اس وقت میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدے میں رہنے دے گا، پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھا لو، مانگو، دیا جائے گا، کہو، سنا جائے گا، شفاعت کرو، شفاعت قبول کی جائے گی میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا، پھر شفاعت کروں

[مسلم: ٤٧٥]

گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی، اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے۔" (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ ہے) قتادہ اس موقع پر کہا کرتے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا ہے۔

تشریح: یہاں شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو نبی کریم ﷺ دوزخ والوں کی خبر سن کر امتی امتی فرمائیں گے۔ پھر ان سب لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے جن میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ لیکن وہ شفاعت جو میدان حشر سے بہشت میں لے جانے کے لئے ہوگی وہ پہلے ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان لوگوں کو جو حساب کے بعد بہشت میں جائیں گے۔ قاضی عیاض نے کہا شفاعتیں پانچ ہوں گی۔ ایک تو حشر کی تکالیف سے نجات دینے کے لئے، یہ ہمارے پیغمبر ﷺ سے خاص ہے۔ اس کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں اور مقام محمود بھی اسی مرتبہ کا نام ہے۔ دوسری شفاعت بعض لوگوں کو بے حساب جنت میں لے جانے کے لئے۔ تیسری حساب کے بعد ان لوگوں کو جو عذاب کے لائق ٹھہریں گے اور ان کو بے عذاب جنت میں لے جانے کے لئے۔ چوتھی شفاعت ان گناہگاروں کے لئے جو دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، ان کے نکالنے کے لئے۔ پانچویں شفاعت جنتیوں کی ترقی درجات کے لئے ہوگی۔

انبیائے کرام نے اپنی اپنی جن لغزشوں کا ذکر کیا وہ لغزشیں ایسی ہیں جو اللہ کی طرف سے معاف ہو چکی ہیں لیکن پھر بھی بڑوں کا مقام بڑا ہوتا ہے، اللہ پاک کو حق ہے وہ چاہے تو ان لغزشوں پر ان کو گرفت میں لے لے۔ اس خطرے کی بنا پر انبیائے کرام نے وہ جوابات دیئے جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔ آخری معاملہ نبی کریم ﷺ پر ٹھہرالیا۔ وہ مقام محمود ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے: ﴿عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (١٧/بنی اسرائیل: ٧٩) قرآن نے جن کو جہنم کے لئے ہمیشہ کے واسطے روکا ان سے مراد مشرکین ہیں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ﴾ (٤/النساء: ٤٨) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ ہی کو شفاعت کا اہل سمجھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس موقع پر فرماتے ہیں:

"ثم احتج عیسیٰ بانه صاحب الشفاعة لانه قد غفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر بمعنی ان الله اخبرانه لا یواخذه بذنبه لو وقع منه وهذا من النفائس التی فتح الله بها فی فتح الباری فلله الحمد۔"

یعنی یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اس معنی سے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے چکا ہے کہ اگر آپ سے کوئی گناہ واقع ہو بھی جائے تو اللہ آپ سے اس کے بارے میں مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ اس لئے شفاعت کا منصب درحقیقت آپ ہی کے لئے ہے۔ یہ ایک نہایت نفیس وضاحت ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے فتح الباری میں کھولی ہے۔ (فتح الباری جلد ١١ صفحہ ٥٣٢)

٦٥٦٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ)).

(٦٥٦٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حسن بن ذکوان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک جماعت جہنم سے محمد کی شفاعت کی وجہ سے نکلے گی اور جنت میں داخل ہوگی جن کو جہنمی کے نام سے پکارا جائے گا۔"

[ابوداود: ٤٧٤٠؛ ترمذي: ٢٦٠٠]

٦٥٦٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا: ((هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ أَمْ جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى)). [راجع: ٢٨٠٩]

(٦٥٦٧) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں ایک نامعلوم تیر لگ جانے کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے تو اس پر میں نہیں رووں گی، ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ”بیوقوف ہوئی ہو کیا! کوئی جنت ایک ہی ہے، جنتیں تو بہت سی ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ (جنت کے اونچے درجے) میں ہے۔“

٦٥٦٨ـ وَقَالَ: ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمِهِ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

[راجع: ٢٧٩٢]

(٦٥٦٨) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے ایک صبح یا ایک شام سفر کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بڑھ کر ہے اور جنت میں تمہاری ایک کمان کے برابر جگہ یا ایک قدم کے فاصلے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت روئے زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو آسمان سے لے کر زمین تک منور کر دے اور ان تمام کو خوشبو سے بھر دے اور اس کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔“

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی اوڑھنی کے سامنے سورج کی روشنی ایسی ماند پڑ جائے جیسے بتی کی روشنی سورج کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ اگر اپنی ہتھیلی دکھائے تو ساری خلقت اس کے حسن کی شیدا ہو جائے۔ بعض ملحدوں نے اس قسم کی احادیث پر یہ شبہ کیا ہے کہ جب حور کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہے یا وہ اتنی معطر ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اس کی خوشبو پہنچتی ہے تو بہشتی لوگ اس کے پاس کیونکر جا سکیں گے اور اتنی خوشبو اور روشنی کی تاب کیونکر لا سکیں گے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت میں ہم لوگوں کی زندگی اور طاقت اور قسم کی ہوگی جو ان سب باتوں کا تحمل کر سکیں گے۔ جیسے دوسری آیتوں اور احادیث میں دوزخیوں کے ایسے ایسے عذاب بیان ہوئے ہیں کہ اگر دنیا میں اس کا دسواں حصہ بھی عذاب دیا جائے تو فوراً مر جائیں لیکن دوزخی ان عذابوں کا تحمل کر سکیں گے اور زندہ رہیں گے۔ بہر حال آخرت کے حالات کو دنیا کے حالات پر قیاس کرنا اور ہر ایک بات میں استبعاد کرنا صریح نادانی ہے۔ روایت میں مذکور حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی مراد ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ربیع بن نضر ہے۔ (رضی اللہ عنہما)

٦٥٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ،

(٦٥٦٩) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً)).

سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جو بھی داخل ہوگا اسے اس کا جہنم کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا کہ اگر نافرمانی کی ہوتی (تو وہاں اسے جگہ ملتی) تا کہ وہ اور زیادہ شکر کرے اور جو بھی جہنم میں داخل ہوگا اسے اس کا جنت کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا کہ اگر اچھے عمل کیے ہوتے (تو وہاں جگہ ملتی) تا کہ اس کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہو۔''

٦٥٧٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَّا يَسْأَلَنِي أَحَدٌ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ)).

(٦٥٧٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لئے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہا ہوگا۔''

[راجع: ٩٩]

تشریح: خلوص دل سے کہا اور عملی جامہ پہنایا کہ ساری عمر توحید پر قائم رہا اور شرک کی ہوا بھی نہ لگی۔ یقیناً اسے شفاعت حاصل ہوگی اور توحید کی برکت سے اور عملی تگ ودو سے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

٦٥٧١ - حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ

(٦٥٧١) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہوگا، ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، چنانچہ وہ واپس

الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يُقَالُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً». [طرفه في: ٧٥١١] [مسلم: ٤٦١، ٤٦٢؛ ترمذي: ٢٥٩٥؛ ابن ماجه: ٤٣٣٩]

آئے گا اور عرض کرے گا، اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے، حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجہ والا شخص ہوگا۔“

تشریح: بلند درجے والوں کا کیا کہنا، ان کو کیسے کیسے وسیع مکانات ملیں گے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ کلام بھی دوسری روایت سے نکلتا ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید سے نکالا۔ (وحیدی)

٦٥٧٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ؟ [راجع: ٣٨٨٣]

(۶۵۷۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن حارث بن نوفل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے ابوطالب کو کوئی نفع پہنچایا؟

تشریح: یہ روایت مختصر ہے۔ دوسری جگہ ہے کہ آپ نے فرمایا، ہاں پہنچایا۔ وہ گھٹنوں تک عذاب میں ہیں اور اگر میری یہ شفاعت نہ ہوتی تو وہ دوزخ کے نیچے والے درجہ میں داخل ہوتا۔

بَابٌ: اَلصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

باب: صراط ایک پل ہے جو دوزخ پر بنایا گیا ہے

تشریح: اسی کو پل صراط کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر یوں ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ (۱۹/ مریم: ۷۱، ۷۲)

٦٥٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] ح: وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

(۶۵۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو سعید اور عطاء بن یزید نے خبر دی اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے، کہا ہم کو معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے

أُنَاسٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهِ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ

رب کو دیکھ سکیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے جب کہ اس پر کوئی بادل، ابر وغیرہ نہ ہو؟'' صحابہ ؓ نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا جب کوئی بادل نہ ہو تو تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''پھر تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح قیامت کے دن دیکھو گے اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ تم میں سے جو شخص جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اسی کے پیچھے لگ جائے چنانچہ جو لوگ سورج کی پرستش کیا کرتے تھے وہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور جو لوگ چاند کی پوجا کرتے تھے وہ اس کے پیچھے ہولیں گے جو لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ ان کے پیچھے لگ جائیں گے اور آخر میں یہ امت باقی رہ جائے گی اور اس میں منافقین کی جماعت بھی ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے نہ ہوں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے تجھ سے اللہ کی پناہ ہم اپنی جگہ پر اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے سامنے نہ آئے۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے (کیونکہ وہ حشر میں ایک بار اسے پہلے دیکھ چکے ہوں گے) پھر حق تعالیٰ اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا (آؤ! میرے ساتھ ہو لو) میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے، پھر اسی کے پیچھے ہو جائیں گے اور جہنم پر پل بنا دیا جائے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اس پل کو پار کروں گا اور اس دن رسولوں کی دعا یہ ہوگی کہ اے اللہ! مجھ کو سلامت رکھ۔ اے اللہ! مجھ کو سلامت رکھ اور وہاں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔ تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟'' صحابہ کرام ؓ نے کہا ہاں، دیکھے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا: ''وہ پھر سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے، البتہ اس کی لمبائی چوڑائی اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں کو ان

يُخْرِجُوْهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنَ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِامْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ فَيَقُوْلُ: لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ: يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ: أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ: لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلُنِيْ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللَّهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ فَيُقَرِّبُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ: أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتَّى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى حَتَّى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ

کے اعمال کے مطابق اچک لیں گے اور اس طرح ان میں سے بعض تو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہوگا، پھر وہ نجات پا جائے گا۔ آخر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائے گا اور جہنم سے انہیں نکالنا چاہے گا جنہیں نکالنے کی اس کی مشیت ہوگی۔ یعنی وہ جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دی ہوگی اور اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالیں۔ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ابن آدم کے جسم میں سجدوں کے نشان کو کھائے۔ چنانچہ فرشتے ان لوگوں کو نکالیں گے یہ جل کر کوئلے ہو چکے ہوں گے، پھر ان پر پانی چھڑکا جائے گا جسے ماء الحیاۃ (زندگی بخشنے والا پانی) کہتے ہیں اس وقت وہ اس طرح تروتازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے بعد زرخیز زمین میں دانہ اگ آتا ہے۔ ایک ایسا شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا اور وہ کہے گا: اے میرے رب! اس کی بدبو نے مجھے پریشان کر دیا ہے اور اس کی لپیٹ نے مجھے جھلسا دیا ہے اور اس کی تیزی نے مجھے جلا ڈالا ہے، ذرا میرا منہ آگ کی طرف سے دوسری طرف پھیر دے۔ وہ اسی طرح اللہ سے دعا کرتا رہے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں تو کہیں تو کوئی دوسری چیز مانگنی شروع نہ کر دے۔ وہ شخص عرض کرے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں مانگوں گا چنانچہ اس کا چہرہ جہنم کی طرف سے دوسری طرف پھیر دیا جائے گا اب اس کے بعد وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے ابھی یقین نہیں دلایا تھا کہ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگے گا افسوس اے ابن آدم! تو بہت زیادہ وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ برابر اسی طرح دعا کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیری یہ دعا قبول کر لوں تو تو پھر اس کے علاوہ کچھ اور چیز مانگنے لگے گا۔ وہ شخص کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا اور کوئی چیز تجھ سے نہیں مانگوں گا اور وہ اللہ سے عہد و پیمان کرے گا کہ اس کے سوا اب

لَهُ: هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا.

[راجع: ٨٠٦]

کوئی اور چیز نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے قریب کردے گا جب وہ جنت کے اندر کی نعمتوں کو دیکھے گا تو جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا، پھر کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ اب تو اس کے سوا کوئی چیز نہیں مانگے گا، اے ابن آدم! افسوس، تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ شخص عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق کا سب سے بدبخت بندہ نہ بنا وہ برابر دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنس دے گا جب اللہ ہنس دے گا تو اس شخص کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ جب وہ اندر چلا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز کی خواہش کر، چنانچہ وہ اس کی خواہش کرے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز کی خواہش کرو، چنانچہ وہ پھر خواہش کرے گا یہاں تک کہ اس کی خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ کی طرف سے کہا جائے گا کہ تیری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں اور اتنی ہی زیادہ نعمتیں اور دی جاتی ہیں۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی سند سے کہا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا ہوگا۔

٦٥٧٤ - قَالَ: وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ: ((هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ: ((مِثْلُهُ مَعَهُ)).

[راجع: ٢٢]

(۶۵۷۴) عطاء نے بیان کیا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے ان کی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا لیکن جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے اس ٹکڑے تک پہنچے کہ "تمہاری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں اور اتنی ہی اور زیادہ نعمتیں دی جاتی ہیں۔" تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری یہ ساری خواہشات پوری کی جاتی ہیں۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میں نے یوں ہی سنا ہے: "یہ سب چیزیں اور اتنی ہی اور۔"

تشریح: اس حدیث میں پروردگار کی دو صفات کا اثبات ہے۔ ایک آنے کا، دوسری صورت کا، متکلمین ایسی صفات کی دور از کار تاویلات کرتے ہیں مگر اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آ سکتا ہے، جا سکتا ہے، اتر سکتا ہے، چڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔ اس کو سب طرح کی قدرت ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفت سے مشابہت نہیں دے سکتے۔

اس حدیث میں بہت سی باتیں بیان میں آئی ہیں۔ پل صراط کا بھی ذکر ہے جس کے بارے میں دوسری روایت میں ہے کہ اس پل پر سے پار

ہونے والا سب سے پہلے میں ہوں گا اور میری امت ہوگی۔ پل صراط پر سعدان نامی درخت کے جیسے آنکڑوں کا ذکر ہے جو سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہوں گے، مقدار میں نہیں کیونکہ مقدار میں تو وہ بہت بڑے ہوں گے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سعدان عرب کی ایک گھاس کا نام ہے جس میں ٹیڑھے منہ کے کانٹے ہوتے ہیں۔ آگے روایت میں دوزخ پر نشان سجدہ اور مقام سجدہ کے حرام ہونے کا ذکر ہے۔ سجدے کے مقام پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم یا صرف پیشانی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سارا بدن جل کر کوئلہ ہوگیا ہوگا مگر یہ مقامات سجدہ سالم ہوں گے جن کو دیکھ کر فرشتے پہچان لیں گے کہ یہ موحد مسلمان نمازی تھے۔ آہ! بے نمازی مسلمانوں کے پاس کیا علامت ہوگی جس کی وجہ سے انہیں پہچان کر دوزخ سے نکالا جائے گا؟ آگے روایت میں سب کے بعد جنت میں جانے والے ایک شخص کا ذکر ہے یہ وہ ہوگا جو دوزخ میں سات ہزار برس گزار چکا ہوگا۔ اس کے بعد نکل کر بایں صورت جنت میں جائے گا۔ اسی شخص سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا ذکر ہے۔ یہ بھی اللہ کی ایک صفت ہے جس کا انکار یا تاویل اہل حدیث نہیں کرتے، نہ اسے مخلوق کی ہنسی سے مشابہت دیتے ہیں۔

بَابٌ: فِي الْحَوْضِ

باب: حوض کوثر کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ [الكوثر: ١] وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)). [راجع: ٤٣٣٠]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر میں فرمایا: ''بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔'' اور عبداللہ بن زید مازنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''تم اس وقت تک صبر کئے رہنا کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو۔''

تشریح: حوض کوثر جنت کی ایک نہر ہے کوثر کا یہی معنی صحیح اور مشہور اور حدیث سے ثابت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ خیر کثیر مراد ہے۔ کوثر وہ حوض ہے جو قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کو ملے گا۔ آپ کی امت کے لوگ اس سے پانی پئیں گے۔ اس بارے میں صحیح یہی ہے کہ پل صراط کے اوپر گزرنے سے پہلے ہی جنتی پانی پئیں گے کیونکہ پہلے قبروں سے پیاسے اٹھیں گے۔ لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اس باب کو پل صراط کے بعد لائے ہیں، اس سے یہ نکلتا ہے کہ پل صراط سے گزرنے کے بعد اس میں سے پئیں گے اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے آپ سے شفاعت چاہی۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ اس نے کہا اس دن آپ کہاں ملیں گے۔ فرمایا پہلے مجھ کو پل صراط کے پاس دیکھنا، ورنہ پھر ترازو کے پاس، اگر وہاں بھی نہ پاسکو تو حوض کوثر کے پاس دیکھنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر پیغمبر کو ایک حوض ملے گا جس میں سے وہ اپنی امت والوں کو پانی پلائے گا اور لکڑی لئے وہیں کھڑا رہے گا۔ سند میں مذکور حضرت عبداللہ بن زید مازنی انصاری صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جو جنگ احد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو وحشی بن حرب کے ساتھ مل کر قتل کرنے میں یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ شریک تھے۔ ۶۳ھ میں حرہ کی لڑائی میں یہ ۷۲ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٦٥٧٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ)). [طرفاه في: ٦٥٧٦، ٧٠٤٩] [مسلم: ٥٩٧٨، ٥٩٧٩، ٥٩٨٠]

(۶۵۷۵) ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے پہلے ہی حوض پر موجود ہوں گا۔''

٦٥٧٦۔ ح: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ:

(۶۵۷۶) (دوسری سند) اور مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٥٧٥]

[مسلم: ٥٩٨٠]

بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ نے، کہا کہ میں نے ابووائل سے سنا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔'' اس روایت کی متابعت عاصم نے ابووائل سے کی، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا۔

٦٥٧٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَامَكُمْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ)). [مسلم: ٥٩٨٥]

(۶۵۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سامنے ہی میرا حوض ہو گا وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔''

تشریح: جرباء اور اذرح شام کے ملک میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی راہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرا حوض ایک مہینے کی راہ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور صنعاء میں ہے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاء میں ہے۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ سے عدن تک ہے۔ پانچویں حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ سے جحفہ تک ہے۔ یہ سب آپ نے تقریباً لوگوں کو سمجھانے کے لئے فرمایا جو جو مقام وہ پہچانتے تھے وہ بیان فرمائے۔ ممکن ہے کسی روایت میں طول کا بیان ہو اور کسی میں عرض کا۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہیں یعنی آدھے مہینے کی مسافت یا اس سے کچھ زائد۔

٦٥٧٨ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ. قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيْدٍ: إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ: النَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ. [راجع: ٤٩٦٦]

(۶۵۷۸) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوبشر اور عطاء بن سائب نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کوثر سے مراد بہت زیادہ بھلائی (خیر کثیر) ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی ہے۔

ابوبشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے تو انہوں نے کہا کہ جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر (بھلائی) کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی ہے۔

٦٥٧٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبْ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا)).

[مسلم: ٥٩٧١]

(٦٥٧٩) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو نافع بن عمر نے خبر دی، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی (میدان محشر میں) پیاسا نہ ہوگا۔“

٦٥٨٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ قَدْرَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ)). [مسلم: ٥٩٩٥]

(٦٥٨٠) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے حوض کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی ایلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان کی لمبائی ہے اور وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔“

٦٥٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيْبُهُ أَوْ طِيْنُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ)) شَكَّ هُدْبَةُ.

[راجع: ٣٥٧٠]

(٦٥٨١) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ ”میں جنت میں چل رہا تھا کہ ایک نہر پر پہنچا، اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے میں نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی خوشبو یا مٹی تیز مشک جیسی تھی۔“ راوی ہدبہ کو شک تھا۔

٦٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوْا

(٦٥٨٢) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے کچھ ساتھی حوض پر میرے سامنے لائے جائیں گے اور میں انہیں پہچان بھی لوں گا لیکن پھر وہ میرے

دُوْنِي فَأَقُوْلُ: أَصْحَابِي فَيَقُوْلُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)). [مسلم: ٥٩٩٦]

سامنے سے ہٹا دیے جائیں گے میں اس پر کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔"

تشریح: مرتدین منافقین اور اہل بدعت مراد ہیں۔

٦٥٨٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)). [طرفه في: ٧٠٥٠]

(٦٥٨٣) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے، ان سے سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا جو شخص بھی میری طرف سے گزرے گا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو اس کا پانی پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور وہاں کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا۔"

٦٥٨٤۔ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ ابْنُ أَبِي عَيَّاشٍ، فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا: ((فَأَقُوْلُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي)) [طرفه في: ٧٠٥١] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَسُحْقًا﴾ [الملك: ١١] بُعْدًا ﴿سَحِيْقٌ﴾ [الحج: ٣١] بَعِيْدٌ سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ.

(٦٥٨٤) ابو حازم نے بیان کیا، کہ یہ حدیث مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنی اور کہا کہ کیا یونہی آپ نے سہل ؓ سے سنی تھی یہ حدیث؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری ؓ سے یہ حدیث سنی تھی اور وہ اس حدیث میں کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ (یہ کہ آنحضرت ﷺ فرمائیں گے کہ) "میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ میں سے ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس پر میں کہوں گا کہ دور ہو جائے وہ شخص جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی تھی۔" ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ سحقا بمعنی بُعدا ہے۔ "سحیق" یعنی بعید، اسحقه یعنی ابعده۔

٦٥٨٥۔ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ الْحَبَطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ

(٦٥٨٥) احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے، ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے ایک جماعت مجھ پر پیش کی جائے گی۔ پھر وہ حوض سے دور کر دیے جائیں گے۔

أَصْحَابِي فَيُحَلَّؤُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى)) [طرفه في: ٦٥٨٦] ؛ح: وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَيُجْلَوْنَ)) وَقَالَ عُقَيْلٌ: ((فَيُحَلَّؤُونَ)) وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

میں عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں گھڑ لی تھیں۔ یہ لوگ (دین سے) الٹے قدموں واپس لوٹ گئے تھے۔"

(دوسری سند) شعیب بن ابی حمزہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے "فَيُجْلَوْنَ" (بجائے فَيُحَلَّؤُونَ) کے بیان کرتے تھے۔ اور عقیل "فَيُحَلَّؤُونَ" بیان کرتے تھے اور زبیدی نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے محمد بن علی نے، ان سے عبیداللہ بن ابی رافع نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جنہوں نے دین میں نئی نئی بدعات نکال کر دین کا حلیہ بگاڑ دیا تھا مجالس مولود مرجہ، تیجہ، فاتحہ، قبر پرستی اور عرس کرنے والے، تعزیہ پرستی کرنے والے، اولیائے اللہ کے مزارات کو مثل مساجد بنانے والے، مکار قسم کے پیر، فقیر، مرشد و امام یہ سارے لوگ اس حدیث کے مصداق ہیں ظاہر میں مسلمان نظر آتے ہیں لیکن اندر سے شرک و بدعات میں غرق ہو چکے ہیں۔ اللہ پاک ایسے اہل بدعت کو آپ کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب نہیں کرے گا۔ پس بدعات سے بچنا ہر مخلص مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ روایت میں لفظ "اصحابی" سے وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے جن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا تھا۔

٦٥٨٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيُحَلَّؤُونَ عَنْهُ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى)). [راجع: ٦٥٨٥]

(٦٥٨٦) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابن مسیب نے، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "حوض پر میرے صحابہ کی ایک جماعت آئے گی پھر انہیں اس سے دور کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا میرے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں، یہ الٹے پاؤں (اسلام سے) واپس لوٹ گئے تھے۔"

٦٥٨٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ

(٦٥٨٧) ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے، کہا ہم سے ہمارے والد نے، کہا کہ مجھ سے ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان

مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ: هَلُمَّ فَقُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ وَاللَّهِ! قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ: هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ وَاللَّهِ! قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ فِيهِمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ)).

کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ! میں کہوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا کہ واللہ! جہنم کی طرف، میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں (دین سے) واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا اور جب میں انہیں بھی پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان میں سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ! میں پوچھوں گا کہ کہاں؟ تو وہ کہے گا، اللہ کی قسم! جہنم کی طرف، میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ فرشتہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گروہوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا۔ ان سب کو دوزخ میں لے جائیں گے۔"

٦٥٨٨- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)).

[راجع: ١١٩٦]

(٦٥٨٨) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے، ان سے حفص بن عاصم نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (کا حصہ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔"

٦٥٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ)). [مسلم: ٥٩٦٦، ٥٩٦٧]

(٦٥٨٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے عبدالملک نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جندب رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "میں حوض پر تم سے پہلے سے موجود ہوں گا۔"

٦٥٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ

(٦٥٩٠) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید نے، ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور شہدائے احد کے لیے اس طرح دعا کی جس طرح میت کے لیے جنازہ میں دعا کی جاتی ہے پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "لوگو! میں تم سے آگے جاؤں گا اور تم پر

عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)). [راجع: ١٣٤٤]

گواہ رہوں گا اور میں واللہ اپنے حوض کی طرف اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ یا فرمایا کہ زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کے لالچ میں پڑ کر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے۔"

٦٥٩١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ خَالِدٍ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ: ((كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ)). [مسلم: ٥٩٨٢]

(۶۵۹۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معبد بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے حارثہ بن وہب ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے حوض کا ذکر کیا اور فرمایا: "(وہ اتنا بڑا ہے) جتنی مدینہ اور صنعاء کے درمیان دوری ہے۔"

٦٥٩٢ـ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ)) فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ: الْأَوَانِي؟ قَالَ: لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: ((تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ)). [راجع: ٦٥٩١]

(۶۵۹۲) اور ابن ابی عدی محمد بن ابراہیم نے بھی شعبہ سے روایت کیا، ان سے معبد بن خالد نے اور ان سے حارثہ ؓ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سنا، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ "آپ کا حوض اتنا لمبا ہوگا جتنی صنعاء اور مدینہ کے درمیان دوری ہے۔" اس پر حضرت مستورد نے کہا: کیا آپ نے برتنوں والی روایت نہیں سنی؟ انہوں نے کہا: نہیں، مستورد نے کہا کہ اس میں برتن (پینے کے) اس طرح نظر آئیں گے جس طرح آسمان میں ستارے نظر آتے ہیں۔

تشریح: یعنی بے شمار اور چمک دار ہوں گے۔

٦٥٩٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ؟ وَاللَّهِ! مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)) [طرفه في: ٧٠٤٨] [مسلم: ٥٩٧٢] فَكَانَ ابْنُ أَبِي

(۶۵۹۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے نافع بن عمر نے، کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے اسماء بنت ابی بکر ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں حوض پر موجود ہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، پھر کچھ لوگوں کو مجھ سے الگ کر دیا جائے گا، میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ہی آدمی ہیں اور میری امت کے لوگ ہیں مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہیں معلوم بھی ہے انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے تھے؟ واللہ! یہ مسلسل الٹے پاؤں لوٹتے رہے۔" (دین اسلام سے پھر گئے) ابن ابی ملیکہ (جو کہ یہ

مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ ﴿عَلَى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ [المؤمنون: ٦٦] تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقَبِ.

حدیث حضرت اسماء سے روایت فرماتے ہیں) کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں (دین سے) لوٹ جائیں یا اپنے دین کے بارے میں فتنے میں ڈال دیے جائیں۔ ابوعبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سورۂ مؤمنون میں جو فرمانِ الٰہی ہے: "عَلَى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ" اس کا معنی بھی یہی ہے کہ تم دین سے اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر گئے تھے یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْقَدَرِ

تقدیر کا بیان

تشریح: تقدیر پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ اکثر نسخوں میں یہاں صرف باب فی القدر ہے۔ فتح الباری میں اس طرح ہے جیسا کہ یہاں نقل کیا گیا۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (۵۴/القمر:۴۹) ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے تحت پیدا کیا ہے۔ "قال ابو المظفر بن السمعانی فی سبیل معرفة هذا الباب التوقیف من الكتاب والسنة دون محض القیاس والعقل فمن عدل عن التوقیف فیه ضل وتاه فی بحار الحیرة ولم یبلغ شفاء العین ولا ما یطمئن به القلب لان القدر سر من اسرار الله تعالى اختص العلیم الخبیر به وضرب دونه الاستار وحجبه عن عقول الخلق ومعارفهم لما علمه من الحكمة فلم یعلمه نبی مرسل ولا ملك مقرب...... الخ۔" (فتح الباری جلد ۱۱ صفحه ٥٨٤) خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ "تقدیر کا باب صرف کتاب وسنت کی روشنی میں سمجھنے پر موقوف ہے۔ اس میں قیاس اور عقل کا مطلق دخل نہیں ہے جو شخص کتاب وسنت کی روشنی سے ہٹ کر اسے سمجھنے کی کوشش میں لگا وہ گمراہ ہو گیا اور حیرت واستعجاب کے دریا میں ڈوب گیا اور اس نے چشمہ شفا کو نہیں پایا اور نہ اس چیز تک پہنچ سکا جس سے اس کا دل مطمئن ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ تقدیر اللہ کے بھیدوں میں سے ایک خاص بھید ہے۔ اللہ نے اپنی ذات علیم وخبیر کے ساتھ اس سر کو خاص کیا ہے اور مخلوق کی عقلوں اور ان کے علوم کے اور تقدیر کے بیچ میں پردے ڈال دیئے ہیں۔ یہ ایسی حکمت ہے جس کا علم کسی مرسل نبی علیہ السلام اور مقرب فرشتے کو بھی نہیں دیا گیا۔"

پس تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے اور جزو ایمان ہے یعنی جو کچھ برا بھلا، چھوٹا بڑا دنیا میں قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ٹھہر چکا ہے۔ اسی کے مطابق ظاہر ہو گا اور بندے کو ایک ظاہری اختیار دیا گیا ہے جسے کسب کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ بندہ نہ بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار ہے۔ اہل سنت والجماعت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جماعت سلف صالحین رحمہم اللہ کا یہی اعتقاد تھا۔ پھر قدریہ اور جبریہ پیدا ہوئے۔ قدریہ کہنے لگے کہ بندے کے افعال میں اللہ تعالیٰ کو کچھ دخل نہیں ہے، وہ اپنی افعال کا خود خالق ہے اور جو کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ جبریہ کہنے لگے کہ بندہ جمادات کی طرح بالکل مجبور ہے، اس کو اپنے کسی فعل کا کوئی اختیار نہیں۔ ایک نے افراط کی راہ دوسرے نے تفریط کی راہ اختیار کی۔ اہل سنت بیچ بیچ میں ہیں۔ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے) نے فرمایا: "لا جبر و لا تفویض ولكن امر بین امرین۔" امام ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تقدیر اللہ پاک کا ایک راز ہے جو دنیا میں کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ پیغمبروں پر بھی نہیں، بایں ہمہ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ تقدیر میں لکھے ہوئے امور بلا کسی ظاہری سبب کے ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک یہ بخاری شریف مترجم اردو کی اشاعت بھی ہے ورنہ میں کسی بھی صورت سے اس عظیم خدمت کا اہل نہ تھا کان امر الله مفعولا۔ وكان امر الله قدرا مقدورا۔ فلله الحمد حمدا كثیرا۔ تقبله الله آمین۔

٦٥٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ

(۶۵۹۴) ہم سے ابو ولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے سلیمان اعمش نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کو رسول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: قَالَ آدَمُ: ((إِلَّا ذِرَاعٌ)). [راجع: ۳۲۰۸]

اللہ ﷺ نے یہ بیان سنایا اور آپ ﷺ سچوں کے سچے تھے اور آپ کی سچائی کی زبردست گواہی دی گئی۔ فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے، پھر اتنی ہی مدت میں علقہ یعنی خون کی پھٹکی (بستہ خون) بنتا ہے، پھر اتنے ہی عرصہ میں مضغہ (یعنی گوشت کا لوتھڑا) پھر چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کے بارے میں (ماں کے پیٹ ہی میں) چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کی روزی کا، اس کی موت کا، اس کا کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت، پس واللہ! تم میں سے ایک شخص دوزخ والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ یا ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب جاتی ہے اور وہ جنت والوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں جاتا ہے، اسی طرح ایک شخص جنت والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔“ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آدم بن ابی ایاس نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ ”جب ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔“

تشریح: یعنی اس سے جنت یا دوزخ کا فاصلہ اتنا ہی رہ جاتا ہے قسمت غالب آتی ہے اور وہ تقدیر کے مطابق جنت یا دوزخ میں داخل کیا جاتا ہے۔
اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِيْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَامْحُهُ فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ۔ آمین

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس میں روح پھونکتا ہے، تو روح چار مہینے کے بعد پھونکی جاتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یوں ہے کہ چار مہینے دس دن کے بعد۔ قاضی عیاض نے کہا اس پر علما کا اتفاق ہے کہ روح ایک سو بیس دن کے بعد پھونکی جاتی ہے اور مشاہدہ اور جنین کی حرکت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ اس زمانے کے حکیموں اور ڈاکٹروں نے مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی جنین میں جان پڑ جاتی ہے۔ اب جن روایتوں میں روح پھونکنے کا ذکر نہیں ہے جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے ان میں تو کوئی اشکال ہی نہ ہوگا لیکن جن روایتوں میں اس کا ذکر ہے تو حدیث غلط نہیں ہو سکتی بلکہ حکیموں اور ڈاکٹروں کا دعویٰ غلط ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح حیوانی چار مہینے سے پہلے ہی جنین میں پڑ جاتی ہے لیکن حدیث میں روح سے مراد روح انسانی یعنی نفس ناطقہ ہے۔ وہ چار مہینے دس دن کے بعد ہی بدن سے متعلق ہوتا ہے۔

٦٥٩٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ

(٦٥٩٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابو بکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَكَّلَ اللَّهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ! عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ! فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ: يَا رَبِّ! أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ؟ فَمَا الْأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)). [راجع: ٣١٨]

نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے، اے رب! اب علقہ یعنی جما ہوا خون بن گیا ہے، اے رب! اب مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بن گیا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو وہ پوچھتا ہے، اے رب! لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا برا، اس کی روزی کیا ہوگی؟ اس کی موت کب ہوگی؟ اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔'' دنیا میں اسی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔

بَابٌ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ

وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ﴾ [الجاثية: ٢٣] وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ)) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَهَا سَابِقُونَ﴾ [المؤمنون: ٦١] سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

باب: اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہو گیا

اور اللہ نے فرمایا: ''جیسا اللہ کے علم میں تھا اس کے مطابق ان کو گمراہ کر دیا۔'' (یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں مذکور ہے جسے امام احمد اور ابن حبان نے نکالا ہے) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے، اس پر قلم خشک ہو چکا ہے۔'' (وہ لکھا جا چکا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''لها سابقون'' کی تفسیر میں فرمایا: نیک بختی پہلے ہی ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔

٦٥٩٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرِّشْكُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ ابْنَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: ((كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ)). [طرفه في: ٧٥٥١]

[مسلم: ٦٧٣٧] [ابو داود: ٤٧٠٩]

(۶۵۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید رشک نے بیان کیا، انہوں نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے سنا، وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک صاحب نے (یعنی خود انہوں نے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ جہنمیوں میں سے پہچانے جا چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لیے اسے سہولت دی گئی ہے۔''

تشریح: رشک بکسر یزید کا لقب ہے، ان کی ڈاڑھی بہت ہی لمبی تھی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ نیک کاموں کی کوشش کرے اور اللہ سے جنتی ہونے کی دعا بھی کرے کیونکہ دعا سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا کرنا بھی تقدیر سے ہے۔

بَابٌ: اَللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

باب: اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرتے

٦٥٩٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ١٣٨٣]

(۶۵۹۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرتے۔''

٦٥٩٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ١٣٨٤]

(۶۵۹۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن یزید نے خبر دی، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے۔''

٦٥٩٩- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا)). [راجع: ١٣٥٨] [مسلم: ٦٧٦٠]

(۶۵۹۹) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جیسا کہ تمہارے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں کیا ان میں کوئی کان کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم ہی اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔''

٦٦٠٠- قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ١٣٨٤]

(۶۶۰۰) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر یا رسول اللہ! اس بچے کے متعلق کیا خیال ہے جو بچپن ہی میں مرگیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ (بڑا ہو کر) کیا عمل کرتا۔''

تشریح: اولاد مشرکین کے بارے میں بہت سے قول ہیں بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو ہونے والا ہے۔ مالک اپنے ملک کا مختار ہے۔ سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم۔

بَابٌ: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا﴾ [الأحزاب: ٣٨]

باب: ''اور اللہ نے جو حکم دیا ہے (تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا ہے) وہ ضرور ہو کر رہے گا''

٦٦٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)). [راجع: ٢١٤٠] [ابوداود: ٢١٧٦]

(٦٦٠١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابوزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت اپنی کسی (دینی) بہن کی طلاق کا مطالبہ (شوہر سے) نہ کرے کہ اسکے گھر کو اپنے ہی لیے خاص کرنا چاہے بلکہ اسے نکاح (دوسری عورت کی موجودگی میں بھی) کر لینا چاہیے کیونکہ اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں ہوگا۔“

تشریح: یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عدل وانصاف کے ساتھ ہردو کے حق ادا کر سکے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (۴/النساء: ۳) اگر ہردو بیویوں کے حقوق ادا نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی بہتر ہے۔

٦٦٠٢- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا: ((لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطَى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)). [راجع: ١٢٨٤]

(٦٦٠٢) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک کا بلاوا آیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سعد، ابی بن کعب اور معاذ رضی اللہ عنہم موجود تھے بلانے والے نے آ کر کہا کہ ان کا بچہ (آپ ﷺ کا نواسہ) نزع کی حالت میں ہے آپ ﷺ نے کہلا بھیجا: ”اللہ ہی کا ہے جو وہ لیتا ہے، اس لیے وہ صبر کریں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔“

تشریح: یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لیے لائے ہیں کہ اس سے ہر چیز کی مدت مقرر ہونا اور ہر کام کا اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہونا نکلتا ہے۔

٦٦٠٣- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ: أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ؟ لَا

(٦٦٠٣) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم کو عبداللہ بن محیریز جمحی نے خبر دی، انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ انصار کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لونڈیوں سے ہم بستری کرتے ہیں اور مال سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کا عزل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا تم ایسا کرتے ہو، تمہارے لیے کچھ قباحت نہیں اگر تم ایسا نہ کرو، کیونکہ جس جان کی بھی پیدائش اللہ نے لکھ دی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے

عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللَّهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ)).

[راجع: ٢٢٢٩]

گی۔''

تشریح: اس کا تجربہ آج کے دور میں بھی برابر ہو رہا ہے۔ صدق النبی ﷺ۔ انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینا عزل کہلاتا ہے۔ آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔

٦٦٠٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُهُ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

[مسلم: ٧٢٦٣؛ ابوداود: ٤٢٤٠]

(٦٦٠٤) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی (دینی) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو، جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا، جب میں ان کی کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

٦٦٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ الْآيَةَ. [الليل: ٥]

[راجع: ١٣٦٢]

(٦٦٠٥) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے اور آپ نے (اسی اثنا میں) فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کا جہنم کا یا جنت کا ٹھکانا لکھا جا چکا ہے۔'' ایک شخص نے اس پر عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کر لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں عمل کرو کیونکہ ہر شخص (اپنی تقدیر کے مطابق) عمل کی آسانی پاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ ''پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔''

بَابٌ: اَلْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ

باب: عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے

٦٦٠٦۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

(٦٦٠٦) ہم سے حبان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے

الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الَّذِي تُحَدِّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ فَبَيْنَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهِ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((يَا بِلَالُ! قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ فَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).**

[راجع: ٣٠٦٢]

اور ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں موجود تھے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں جو آپ کے ساتھ شریک جہاد تھا اور اسلام کا دعویدار تھا فرمایا: ''یہ جہنمی ہے۔'' جب جنگ ہونے لگی تو اس شخص نے بہت جم کے لڑائی میں حصہ لیا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہے جس کے بارے میں ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو اللہ کے راستے میں بہت جم کر لڑا ہے اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اب بھی یہی فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' ممکن تھا کہ بعض مسلمان شبہ میں پڑ جاتے لیکن اس عرصہ میں اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر اپنا ترکش کھولا اور اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے آپ کو ذبح کر لیا، پھر بہت سے مسلمان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دکھائی، اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاک کر کے اپنی جان خود ہی ختم کر ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ''اے بلال اٹھو! اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت و مدد بے دین آدمی سے بھی کراتا ہے۔''

تشریح: بظاہر وہ شخص جہاد کر رہا تھا، مگر بعد میں اس نے خودکشی کر کے اپنے سارے اعمال کو ضائع کر دیا۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ فی الواقع عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو توحید و سنت اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت پر خاتمہ نصیب کرے اور دم آخریں کلمہ طیبہ پر جان نکلے۔ آمین

٦٦٠٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَاءً

(٦٦٠٧) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد ؓ نے کہ ایک شخص جو مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور اس

عَنِ الْمُسْلِمِينَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا)) فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْرِعًا فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: قُلْتَ لِفُلَانٍ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ)) وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ)).

[راجع: ٢٨٩٨]

غزوہ میں نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور فرمایا: ”جو کسی جہنمی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔“ چنانچہ وہ شخص جب اسی طرح لڑنے میں مصروف تھا اور مشرکین کو اپنی بہادری کی وجہ سے سخت تر تکالیف میں مبتلا کر رہا تھا تو ایک مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چلا، آخر وہ شخص زخمی ہو گیا اور جلدی سے مرجانا چاہا، اس لیے اس نے اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر لگالی اور تلوار اس کے شانوں کو پار کرتی ہوئی نکل گئی، اس کے بعد پیچھا کرنے والا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بات کیا ہے؟“ ان صاحب نے کہا کہ آپ نے فلاں شخص کے بارے میں فرمایا تھا: ”جو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔“ حالانکہ وہ شخص مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا۔ میں سمجھا کہ وہ اس حالت میں نہیں مرے گا لیکن جب وہ زخمی ہو گیا تو جلدی سے مرجانے کی خواہش میں اس نے خودکشی کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے (اسی طرح دوسرا بندہ) جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے، بلاشبہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔“

بَابُ إِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ

باب: نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی، ہوگا وہی جو تقدیر میں ہے

تشریح: اکثر لوگوں کا قاعدہ ہے کہ یوں تو اللہ کی راہ میں اپنا پیسہ خرچ نہیں کرتے جو کوئی مصیبت آن پڑے اس وقت طرح طرح کی منتیں اور نذریں مانتے ہیں۔ باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نذر اور منت ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے۔ مسلم کی حدیث میں صاف یوں ہے کہ نذر نہ مانا کرو اس لئے کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ حالانکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ مگر آپ نے جس نذر سے منع فرمایا وہ اس نذر سے جس میں یہ اعتقاد ہو کہ نذر ماننے سے بلا ٹل جائے گی جیسے اکثر جاہلوں کا عقیدہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ جان کر نذر کرے کے نافع اور ضار اللہ ہی ہے اور جو اس نے قسمت میں لکھا ہے وہی ہوگا تو ایسی نذر منع نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ایک عبادت اور واجب ہے۔ اب ان لوگوں کے حال پر بہت ہی افسوس ہے جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے بزرگوں یا درویشوں کی نذر مانیں وہ علاوہ گنہگار ہونے کے اپنا ایمان بھی کھوتے ہیں کیونکہ نذر ایک مالی عبادت ہے اس لئے غیر اللہ کی نذر ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے۔

٦٦٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

(٦٦٠٨) ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [طرفه في: ٦٦٩٢، ٦٦٩٣] [مسلم: ٤٢٣٧، ٤٢٣٨، ٤٢٣٩، ٤٢٤٠؛ ابوداود: ٣٢٨٧؛ نسائي: ٣٨١٠، ٣٨١١، ٣٨١٢؛ ابن ماجه: ٢١٢٢]

عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا: ”نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی، نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔“

تشریح: یوں تو اس کے دل سے پیسہ نکلتا نہیں جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو نذر مانتا ہے اور اتفاق سے اس کا مطلب پورا ہو گیا تو اب پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے جھک مار کر اس وقت خرچ کرنا پڑتا ہے الغرض سارے معاملات تقدیر ہی کے تحت انجام پاتے ہیں۔ یہی ثابت کرنا حضرت امام قدس سرہ کا مقصد ہے۔

٦٦٠٩۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْتِ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [طرفه في: ٦٦٩٤] [مسلم: ٤٢٤١]

(٦٦٠٩) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) منت انسان کو کوئی چیز نہیں دیتی جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو، بلکہ وہ تقدیر دیتی ہے جو میں نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے، البتہ اس کے ذریعے میں بخیل کا مال نکلوا لیتا ہوں۔“

بَابُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

باب: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت کا بیان

تشریح: یہ بڑی برکت کا کلمہ ہے اور شیطان اور تمام بلاؤں سے بچنے کی عمدہ سپر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو گناہ یا بلا سے بچانے والا اور عبادت کی توفیق اور طاقت اور نعمت دینے والا اللہ ہی ہے۔ ہمارے مرشد حضرت شیخ احمد مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو وہ ہر روز پانچ سو بار لاحول ولا قوة الا بالله پڑھے، اس طرح کہ اول اور آخر سو سو بار درود پڑھے، تو اللہ اس کی مصیبت دور کر دے گا۔ ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر وقت جب فرصت ہو کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے اس ذکر پر مواظبت کی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

اس ذکر میں عجیب برکت ہے، جو کوئی آدمی ہمیشہ اس ذکر پر مواظبت کرے اس کو وسعت رزق، غنا اور تونگری حاصل ہوتی ہے، ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہوتی ہے کہ اس کے سب گناہ معاف کر دیے جائیں، رات اور دن میں ہر وقت یہ ذکر کرتا رہے اور صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھ لیا کرے: بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبُّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهٗ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَاْتِيْ بِالْخَيْرِ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَابِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

اور شام کو سورۂ ملک یعنی تبارك الذی اور سورۂ واقعہ اور تہجد کی آٹھ رکعات میں سورۂ یٰسین پڑھا کرے۔ (وحیدی)

٦٦١٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْ شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِيْ وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ: فَدَنَا مِنَّا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ٢٩٩٢]

(٦٦١٠) ہم سے ابوحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو خالد حذاء نے خبر دی، انہیں ابوعثمان نہدی نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے اور جب بھی ہم کسی بلندی پر چڑھتے یا کسی نشیبی علاقہ میں اترتے تو تکبیر بلند آواز سے کہتے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے قریب آئے اور فرمایا: ''اے لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکارتے بلکہ تم اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس! (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ سکھا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے (وہ کلمہ ہے) لاحول ولاقوۃ الا باللہ (طاقت وقوت اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں)۔''

بَابٌ: أَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ

﴿عَاصِمٌ﴾ [هود: ٤٣] مَانِعٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: سَدًى عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ. ﴿دَسَّاهَا﴾ [الشمس: ١٠] أَغْوَاهَا.

باب: معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے رکھے

سورۂ ہود میں اللہ نے فرمایا: "لا عاصم الیوم من امر اللّٰہ" عاصم کے معنی روکنے والا۔ مجاہد نے کہا یہ جو سورۂ یٰسین میں فرمایا: ''وجعلنا من بین ایدیهم سدا'' یعنی ہم نے حق بات کے ماننے سے ان پر آڑ کردی وہ گمراہی میں ڈگمگا رہے ہیں۔ سورۂ شمس میں جو لفظ "دَسَّاهَا" ہے اس کا معنی گمراہ کیا گیا۔

تشریح: بعض نسخوں میں سدا کی جگہ سدیٰ اور کرمانی نے اپنی شرح میں اس کا اظہار کیا ہے اور حدیث اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُتْرَكَ سُدًی کو مراد لیا ہے مگر حافظ نے کہا کہ سدیٰ کی شرح میں مجاہد سے میں نے یہ روایت نہیں پائی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم کی مناسبت سے سدا کی بھی تفسیر بیان کردی، کیونکہ لفظ عاصم کے معنی مانع کے ہوئے اور سد بھی مانع ہوتی ہے۔ اب سد کی مناسبت سے دساها کی بھی تفسیر کی کیونکہ سد اور دس کے حروف ایک ہی ہیں تقدیم اور تاخیر کا فرق ہے: "المعصوم من عصمه الله بان حماه من الوقوع فی الهلاك اوما یجر الیه وعصمة الانبیاء علی نبینا وعلیهم السلام حفظهم من النقائص وتخصیصهم بالکمالات النفسیة والنصرة والثبات فی الامور

وانزال السكينة والفرق بينهم وبين غيرهم ان العصمة فى حقهم بطريق الوجوب وفى حق غيرهم بطريق الجواز۔"

(فتح الباری جلد ۱۱ صفحه ۶۱۳)

معصوم وہ ہے جس کو اللہ پاک ہلاک کرنے والے گناہوں میں واقع ہونے سے بچالے اور نقائص سے انبیا علیہم السلام کا معصوم ہونا بطریق وجوب ہے اور ان کی خصوصیات میں سے ہے کہ نفیس کلمات ان کی زبانوں سے ادا ہوتے ہیں، ان کو آسمانی مدد ملتی ہے اور کاموں میں ان کو ثبات حاصل ہوتا ہے اور ان پر من جانب اللہ تسکین نازل ہوتی ہے اور ان میں اور ان کے غیر میں فرق یہ ہے کہ ان کو یہ خصوصیات بطریق وجوب ودیعت ہوتی ہیں اور ان کے غیر کو بطریق جواز۔

٦٦١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ:أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ)). [طرفه في: ٧١٩٨] [نسائي: ٤٢١٣]

(٦٦١١) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی شخص حاکم ہوتا ہے تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر ابھارتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور اس پر اسے ابھارتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔''

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ [الانبياء: ٩٥] وَقَوْلِهِ: ﴿لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ [هود: ٣٦] ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ [نوح: ٢٧]

وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِرْمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ: وَجَبَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''اور اس بستی پر ہم نے حرام کر دیا ہے جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ اب دنیا میں لوٹ نہیں سکیں گے'' اور فرمایا: ''یہ کہ جو لوگ تمہاری قوم کے ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اور کوئی اب ایمان نہیں لائے گا۔'' اور یہ کہ ''وہ بدکرداروں کے سوا اور کسی کو نہیں جنیں گے۔''

اور منصور بن نعمان نے عکرمہ سے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرم حبشی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ضرور اور واجب کے ہیں۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ان آیات سے تقدیر کا ثابت کرنا ہے جو ظاہر ہے۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

٦٦١٢۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ

(٦٦١٢) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ابن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ جو لمم کا لفظ قرآن میں آیا ہے تو میں لمم کے مشابہ اس بات سے زیادہ کوئی بات نہیں جانتا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے،

النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ)) [راجع: ٦٢٤٣] وَقَالَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔" اور شبابہ نے بیان کیا کہ ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پھر اس حدیث کو نقل کیا۔

تشریح: اس حدیث کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ طاؤس نے یہ حدیث خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے جیسے اگلی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے کہا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ زنا کرنے والا بھی تقدیر کے تحت زنا کرتا ہے۔

بَابٌ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الاسرآء: ٦٠]

باب: (فرمان الٰہی) "اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے" کی تفسیر

٦٦١٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾. قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.

[راجع: ٣٨٨٨]

(٦٦١٣) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: "اور وہ رؤیا (خواب) جو ہم نے تمہیں دکھایا ہے اسے ہم نے صرف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے" کے متعلق کہا کہ اس سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات دکھایا گیا تھا جب آپ کو بیت المقدس تک رات کو لے جایا گیا تھا۔ کہا کہ قرآن مجید میں "الشجرة الملعونة" سے مراد "زقوم" کا درخت ہے۔

تشریح: بعض شارحین نے حدیث اور باب کی مطابقت اس توجیہ کے ساتھ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی تقدیر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ وہ معراج کا قصہ جھٹلائیں گے اور اسی طرح سے ہوا۔

بَابٌ: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى

باب: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم و موسیٰ علیہما السلام نے جو مباحثہ کیا اس کا بیان

٦٦١٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(٦٦١٤) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو سے اس حدیث کو یاد کیا، ان سے طاؤس نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آدم اور

قَالَ: ((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسَى! اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)) ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٤٠٩] [مسلم: ٦٧٤٢؛ ابو داود: ٤٧٠١؛ ابن ماجه: ٨٠]

موسیٰ نے مباحثہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا: آدم! آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ ہی نے ہمیں محروم کیا اور جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: موسیٰ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لئے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات کو لکھا۔ کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آخر آدم علیہ السلام بحث میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔'' تین مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا۔ سفیان نے اسی سند سے بیان کیا، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

تشریح: ظاہر یہی ہے کہ یہ بحث اسی وقت ہوئی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں تھے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے دن یہ بحث ہوگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عنداللہ کہہ کر یہی اشارہ کیا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی اے رب! ہم کو آدم دکھلا جس نے ہم کو جنت سے نکالا اس پر یہ ملاقات ہوئی۔ آدم علیہ السلام تقدیر کا حوالہ دے کر غالب ہوئے یہی کتاب القدر سے مناسبت ہے۔

بَابٌ: لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللَّهُ

باب: جسے اللہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں

٦٦١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ. فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهَذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ. [راجع: ٨٤٤]

(٦٦١٥) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ کے غلام وراد نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا لکھ کر بھیجو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد کرتے سنی ہے۔ چنانچہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لکھوایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! جو تو دینا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے سامنے دولت والے کی دولت کچھ کام نہیں دے سکتی۔'' اور ابن جریج نے کہا کہ مجھے عبدہ نے خبر دی اور انہیں وراد نے خبر دی، پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کو اس دعا کے پڑھنے کا حکم دے رہے تھے۔

تشریح: الفاظ دعا سے ہی کتاب القدر سے مناسبت نکلی۔ عبدہ بن ابی لبابہ کی سند ذکر کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ عبدہ کا سماع وراد سے ثابت ہوا۔ کیونکہ اگلی روایت میں اس سماع کی صراحت نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ

باب: بدقسمتی اور بدنصیبی سے اللہ کی پناہ مانگنا اور برے خاتمہ سے

وَقَوْلِهِ: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾. [الفلق: ١، ٢]

اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”کہہ دیجئے! میں صبح کی روشنی کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس کی مخلوقات کی بدی سے۔“

٦٦١٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)). [راجع: ٦٣٤٧]

(۶۶۱۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بدبختی کی پستی، برے خاتمے اور دشمن کے ہنسنے سے۔“

بَابٌ: يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

باب: اس آیت کا بیان کہ اللہ پاک بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

٦٦١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَثِيرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)).

[طرفاه في: ٦٦٢٨، ٧٣٩١] [مسلم: ١٥٤٠]

(۶۶۱۷) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم ﷺ قسم کھایا کرتے تھے کہ ”نہیں، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔“

٦٦١٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ: الدُّخُّ قَالَ: ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)) قَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ: ((دَعْهُ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيقُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)).

[راجع: ١٣٥٤]

(۶۶۱۸) ہم سے علی بن حفص اور بشر بن محمد نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا: ”میں نے تیرے لئے ایک بات دل میں چھپا رکھی ہے۔“ (بتا وہ کیا ہے؟) اس نے کہا کہ ”دھواں“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بدبخت! اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، اگر یہ وہی (دجال) ہوا تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر یہ وہ نہ ہوا تو اسے قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں۔“

تشریح: حضرت عمر ؓ نے یہ اس لئے کہا کہ خس کم جھاں پاک آیندہ دجال کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ اس حدیث کی مناسبت کتاب القدر سے یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو تم اسے مار ہی نہ سکو گے کیونکہ اللہ نے تقدیر یوں لکھی ہے کہ وہ قیامت کے قریب نکلے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا آخر حضرت عیسیٰ ؑ کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ تقدیر کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دجال کے لفظی معنی کے لحاظ سے ابن صیاد بھی دجالوں کی فہرست ہی کا ایک فرد تھا اس کے سارے کاموں میں دجل اور فریب کا پورا پورا دخل تھا، ایسے لوگ امت میں بہت ہوئے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور آیندہ بھی ہوتے رہیں گے ان کو دجالون کذابون کہا گیا ہے۔

بَابٌ:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ [التوبة: ٥١] قَضَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِفَاتِنِينَ﴾ [الصافات: ١٦٢] بِمُضِلِّيْنَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيْمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدَى﴾ [الاعلى: ٣] قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

٦٦١٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ: ((كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِي بَلْدَةٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلْدَةِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ)).

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

"اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے: ہمیں صرف وہی درپیش آئے گا جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔" اور مجاہد نے "بفاتنین" کی تفسیر میں کہا تم کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر اسے جس کی قسمت میں اللہ نے دوزخ لکھ دی ہے اور مجاہد نے آیت "وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی" کی تفسیر میں کہا کہ جس نے نیک بختی اور بدبختی سب تقدیر میں لکھ دی اور جس نے جانوروں کو ان کی چراگاہ بتائی۔

(٦٦١٩) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا نضر نے ہمیں خبر دی، کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا اور انہیں عائشہ ؓ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ عذاب تھا اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اسے بھیجتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مؤمنوں کے لئے رحمت بنادیا، کوئی بھی بندہ اگر کسی ایسے شہر میں ہے جس میں طاعون کی وبا پھوٹی ہوئی ہے اور وہ اس میں ٹھہرا ہے اور اس شہر سے بھاگا نہیں صبر کئے ہوئے ہے اور اس پر اجر کا امیدوار ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس تک صرف وہی چیز پہنچ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔"

[راجع: ٣٤٧٤]

تشریح: طاعون ایک ورم سے شروع ہوتا ہے جو بغل یا گردن میں ظاہر ہوتا ہے اس سے بخار ہوکر آدمی جلد ہی مرجاتا ہے۔ اللهم احفظنا آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ [الاعراف: ٤٣] ﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ

باب: آیت ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ﴾ الخ کی تفسیر

"اور ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ کی ہوتی۔"

"اگر اللہ نے مجھے ہدایت کی ہوتی تو میں متقیوں میں سے ہوتا۔"

الْمُتَّقِيْنَ﴾. [الزمر: ٥٧]

تشریح: ان آیتوں کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلہ اور قدریہ کے مذہب کا رد کیا ہے کیونکہ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ امام ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا معتزلہ سے تو کافر ہی بہتر ہوگا جو آخرت میں یوں کہے گا۔ ﴿لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (۳۹/الزمر: ۵۷)

٦٦٢٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

((وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا))

[راجع: ٢٨٣٦]

(۶۶۲۰) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر بن حازم نے بیان کیا، انہیں ابو اسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے:

”واللہ! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے، پس اے اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما اور جب آمنا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور مشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے، جب وہ کسی فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ

قسموں اور نذروں کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾.

[المآئدة: ٨٩]

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تم کو نہیں پکڑے گا، البتہ ان قسموں پر پکڑے گا جنہیں تم پکے طور پر کھاؤ، پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو معمولی کھانا کھلانا ہے، اس اوسط کھانے کے مطابق جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا، پس جو شخص یہ چیزیں نہ پائے تو اس کے لیے تین دن کے روزے رکھنا ہے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جس وقت تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے حکموں کو کھول کر بیان کرتا ہے شاید کہ تم شکر کرو۔''

تشریح: آیت سے یہ اصول قائم ہوا کہ لغو قسمیں منعقد نہیں ہوتی ہیں نہ ان پر کفارہ ہے ہاں جو دل سے کھائی جائیں ان پر شرعی احکام لازم آتے ہیں۔ مزید تفصیلات آگے آ رہی ہیں جو بغور مطالعہ فرمانے والے معلوم فرمائیں گے۔ والله هو الموفق۔

٦٦٢١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ قَطُّ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ: لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ. [راجع: ٤٦١٤]

(٦٦٢١) ہم سے ابوحسن محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی اپنی قسم نہیں توڑتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا اس وقت انہوں نے کہا کہ اب اگر میں کوئی قسم کھاؤں گا اور اس کے سوا کوئی چیز بھلائی کی ہوگی تو میں وہی کام کروں گا جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

٦٦٢٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦٦٢٢) ہم سے ابونعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے

الْحَسَنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)). [أطرافه في: ٦٧٢٢، ٧١٤٦، ٧١٤٧] [مسلم: ٤٢٨١، ٤٢٨٢؛ ابوداود: ٢٩٢٩؛ ترمذي: ٥١٢٩؛ نسائي: ٣٧٩١، ٣٧٩٢، ٣٨٩٣، ٣٨٩٨، ٣٧٩٩، ٣٨٠٠]

عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمان بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا کہ تو جان، تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھالو اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔''

٦٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ: لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) قَالَ: ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ نَلْبَثَ ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا- أَوْ قَالَ بَعْضُنَا- وَاللَّهِ! لَا يُبَارَكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنُذَكِّرُهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ: ((مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللَّهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي)).

[راجع: ٣١٣٣] [مسلم: ٤٢٦٣؛ ابوداود: ٣٢٧٦؛

(٦٦٢٣) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے غیلان بن جریر نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں اشعری قبیلہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سواری مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ! میں تمہارے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا اور نہ میرے پاس کوئی سواری کا جانور ہے۔'' بیان کیا پھر جتنے دنوں اللہ نے چاہا ہم یونہی ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد تین اچھی قسم کی اونٹنیاں لائی گئیں اور آپ ﷺ نے انہیں ہمیں سواری کے لئے عنایت فرمایا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہم نے کہا یا ہم میں سے بعض نے کہا، واللہ! ہمیں اس میں برکت نہیں حاصل ہوگی۔ ہم آپ ﷺ کی خدمت میں سواری مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہمارے لئے سواری کا انتظام نہیں کر سکتے اور اب آپ نے ہمیں سواری عنایت فرمائی ہے ہمیں نبی اکرم ﷺ کے پاس جانا چاہیے اور آپ کو قسم یاد دلانی چاہیے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے اور میں واللہ! کوئی بھی اگر قسم کھالوں گا اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھوں گا تو اپنی قسم کا

نسائي: ٣٧٨٩؛ ابن ماجه: ١١٠٧]

کفارہ دے دوں گا۔ جس میں بھلائی ہوگی یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) وہی کروں گا جس میں بھلائی ہوگی اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا۔“

٦٦٢٤ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٢٣٨]

(٦٦٢٤) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کی، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبردی، کہا ہم کو معمر نے خبردی، ان سے ہمام بن منبہ نے بیان کیا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہم آخری امت ہیں اور قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔“

٦٦٢٥ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). [طرفه في: ٦٦٢٦] [مسلم: ٤٢٩٣]

(٦٦٢٥) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”واللہ! (بسا اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کردیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔“

٦٦٢٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَلَجَّ فِيْ أَهْلِهِ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لَيْسَ تُغْنِي الْكَفَّارَةُ)).

[راجع: ٦٦٢٥] [ابن ماجه: ٢١١٤م]

(٦٦٢٦) ہمیں اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جو اپنے گھر والوں کے معاملہ میں قسم پر اڑا رہتا ہے وہ اس سے بڑا گناہ کرتا ہے کہ اس قسم کا کفارہ ادا کردے۔“

تشریح: اس میں یہ اشارہ ہے کہ غلط قسم پر اڑے رہنا کوئی عمدہ کام نہیں ہے بلکہ اسے توڑ کر اس کا کفارہ ادا کردینا یہی بہتر ہے ذیل کی احادیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ قسم کھانے میں غور و احتیاط کی بہت ضرورت ہے اور قسم صرف اللہ کے نام کی کھانی چاہیے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَايْمُ اللّٰهِ!))

باب: رسول اللہ ﷺ کا یوں قسم کھانا ”وایم اللہ“ (اللہ کی قسم!)

٦٦٢٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ

(٦٦٢٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ بعض لوگوں نے ان کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اگر تم

كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيْمُ اللَّهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ۳۷۳۰] [مسلم: ٦٢٦٤؛ ترمذي: ۳۸۱٦م]

لوگ اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد زید کے امیر بنائے جانے پر بھی اعتراض کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! (وایم اللہ) زید (رضی اللہ عنہ) امیر بنائے جانے کے قابل تھے اور مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔''

بَابٌ: كَيْفَ كَانَ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ؟

باب: نبی کریم ﷺ قسم کس طرح کھاتے تھے؟

وَقَالَ سَعْدٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!)) [راجع: ۳۲۹٤] وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ: لَاهَا اللَّهِ إِذًا يُقَالُ: وَاللَّهِ وَبِاللَّهِ وَتَاللَّهِ.

اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!'' اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کہا: نہیں، واللہ! اس لئے واللہ باللہ اور تاللہ کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔

٦٦٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ!)) [راجع: ٦٦١٧]

(٦٦٢٨) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے اور ان سے سالم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی قسم بس اتنی تھی کہ ''نہیں، دلوں کے پھیرنے والے کی قسم!''

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللہ کی کسی صفت کے ساتھ قسم کھانا صحیح ہوگا اور وہ شرعی قسم ہوگی، بوقت ضرورت اس کا کفارہ بھی لازم ہوگا۔

٦٦٢٩- حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ۳۱۲۱]

(٦٦٢٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، ان سے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔''

تشریح: "فلا قیصر بعدہ الخ فی الشام وھذا قالہ ﷺ تطییبا لقلوب اصحابہ من قریش وتبشیرا لھم بان ملکھما سیزول عن الاقلیمین المذکورین لانھم کانوا یاتونھما للتجارۃ فلما اسلموا خافوا انقطاع سفرھم الیھما فاما کسریٰ فقد فرق اللہ ملکہ بدعائہ ﷺ کما فرق کتابہ ولم تبق لہ بقیۃ وزال ملکہ من جمیع الارض واما قیصر فانہ لما ورد الیہ کتاب النبی ﷺ اکرمہ ووضعہ فی المسک فدعا لہ ﷺ ان یثبت اللہ ملکہ فثبت ملکہ فی الروم وانقطع من الشام۔" (قسطلانی)

یعنی اس کے ہلاک ہونے کے بعد شام میں اب اور کوئی قیصر نہیں ہو سکے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو بطور بشارت

فرمایا تھا کہ عنقریب اب کسریٰ وقیصر کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ قریشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبل اسلام ان ملکوں میں تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کو اس سفر میں خدشہ نظر آیا اس لئے آپ ﷺ نے ان کو یہ بشارت سنائی۔ کسریٰ نے تو نبی کریم ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک چاک کیا تھا نبی کریم ﷺ کی بددعا سے اس کا ملک چاک چاک ہو گیا اور ساری روئے زمین سے اس کا نام ونشان مٹ گیا۔ قیصر نے آپ کے نامہ مبارک کو باعزت واکرام رکھا تھا۔ اس کے ملک کے باقی رہنے کی آپ نے دعا فرمائی۔ پس اس کا ملک شام سے منقطع ہو کر روم میں باقی رہ گیا ملک شام سے متعلق آپ کی ہر دو حکومتوں کے متعلق پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ (ﷺ)

٦٦٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ٣٠٢٧]

(٦٦٣٠) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ (بادشاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں پیدا ہوگا اور جب قیصر (بادشاہ روم) ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں پیدا ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ ایران اور روم دونوں مسلمانوں نے فتح کر لئے اور ان کے خزانے سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ اس دن سے آج تک ایران مسلمانوں ہی کے زیر نگیں ہے۔ (صدق رسول اللہ ﷺ)

٦٦٣١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [راجع: ١٠٤٤]

(٦٦٣١) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے امت محمد! واللہ! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔“

٦٦٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ

(٦٦٣٢) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی

مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْآنَ يَا عُمَرُ!)) [راجع: ٣٦٩٤]

زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔" عمر ؓ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔"

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی محبت آپ کی اقتدا و فرمانبرداری سب سے بلند و بالا ہے۔ استاد ہو یا پیر۔ مرشد یا امام مجتہد سب سے مقدم جناب رسول کریم ﷺ کی شخصیت ہے۔ محبت کے یہی معنی ہیں یہ نہیں کہ زبان سے رسول اللہ پکار لیا یا آپ کا نام مبارک سن کر انگلیوں کو چوم لیا یا نسبتاً عقائد تصنیف کر لئے یہ سب رسمی اور بدعی طریقے اللہ کے ہاں کام آنے والے نہیں ہیں قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۳/آل عمران/۳۱) اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میرے قدم بہ قدم چلو، اس صورت میں اللہ بھی تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ اس لئے کہا گیا ہے: دَعُوْا كُلَّ قَوْلٍ عِنْدَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ۔ یعنی جہاں رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے کسی بھی امام یا مجتہد یا پیر مرشد کسے باشد بھی کا قول آپ کے قول سے ٹکرائے وہاں آپ ﷺ کے قول مبارک کو مقدم رکھو اور مخالف طور پر سارے اقوال کو چھوڑ دو۔ بس صرف اتنی ہی بات ہے جو مقلدین جامدین کو پسند نہیں گو امام ابو حنیفہ ؒ جو بہت بڑے امام بزرگ ہیں نے خود صاف فرما دیا ہے کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ جب صحیح حدیث مل جائے اور میرا قول اس کے خلاف ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو اور صحیح حدیث پر عمل کرو کیونکہ میرا مذہب بھی وہی ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے مگر اس بات کو سن کر مقلدین جامدین اہل حدیث کو گستاخ اور لا مذہب غیر مقلد ناموں سے مشہور کر کے اپنی غلط روی کا ثبوت دیتے ہیں ایسے لوگ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ جب اللہ پاک پوچھے گا کہ میرے اور میرے رسول کے صریح حکم کے خلاف تم نے اپنے امام مجتہد کی بات کو کیوں مذہب بنایا تھا اس لئے اللہ والوں نے صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ اللہ نے ہر شخص پر مسلمان ہونا فرض قرار دیا ہے یہ فرض نہیں کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی نہیں بلکہ صرف مسلمان مؤمن فرض قرار دیا ہے۔

مگر مقلدین کا حال دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ﴿فَمَالِ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا﴾ (۴/النساء:۷۸)

٦٦٣٣، ٦٦٣٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَحَدُهُمَا: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ: الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ أَتَكَلَّمُ قَالَ: ((تَكَلَّمْ)) قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا۔ قَالَ: مَالِكٌ: وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ۔ زَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ إِنِّيْ

(۶۶۳۳،۳۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود نے، انہیں ابو ہریرہ ؓ نے اور زید بن خالد ؓ نے خبر دی کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں اپنا جھگڑا پیش کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ دوسرے نے جو زیادہ سمجھ دار تھا کہا کہ ٹھیک ہے، یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ اس معاملہ میں کچھ عرض کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کہو" ان صاحب نے کہا: میرا لڑکا اس شخص کے ہاں "عسیف" تھا۔ عسیف اجیر کو کہتے ہیں۔ (اجیر کے معنی مزدور کے ہیں) اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اب میرے لڑکے کو سنگسار کیا جائے گا۔ اس لئے (اس سے نجات دلانے کے لئے) میں نے سو بکریوں اور ایک

سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ)) وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. [راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

لونڈی کا انہیں فدیہ دے دیا، پھر میں نے دوسرے علم والوں سے اس مسئلہ کو پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کی سزا یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا جائے، سنگساری کی سزا صرف اس عورت کو ہوگی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس ہوگی۔'' اور پھر آپ نے اس کے لڑکے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا۔ پھر آپ نے انیس اسلمی سے فرمایا کہ مدعی کی بیوی کو لائے اور اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دے۔ اس عورت نے زنا کا اقرار کر لیا اور وہ سنگسار کر دی گئی۔

٦٦٣٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ تَمِيْمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَأَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ)). [راجع: ٣٥١٥]

(٦٦٣٥) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بھلا بتلاؤ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے قبائل اگر تمیم، عامر بن صعصعہ، غطفان اور اسد والوں سے بہتر ہوں تو یہ تمیم، عامر، غطفان اور اسد والے گھاٹے میں پڑے اور نقصان میں رہے یا نہیں؟'' صحابہ ؓ نے عرض کیا: جی ہاں، بے شک۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (پہلے جن قبائل کا ذکر ہوا) ان (تمیم وغیرہ) سے بہتر ہیں۔''

٦٦٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهُ: ((أَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا)) ثُمَّ

(٦٦٣٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ ثقفی نے خبر دی، انہیں ابو حمید ساعدی ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عامل مقرر کیا، عامل اپنے کام پورے کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر ہی میں کیوں نہیں بیٹھے رہے اور پھر دیکھتے کہ تمہیں کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ خطبہ کے

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ: هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ أَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهُ خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ)) فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ حَتَّى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَلُوْهُ. [راجع: ٩٢٥]

لئے کھڑے ہوئے رات کی نماز کے بعد اور کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کے بعد فرمایا: ''اما بعد! ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں۔ (جزیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے لئے) اور وہ پھر ہمارے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اور دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا، اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہوگی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ وہ بلبلا رہا ہوگا، اگر گائے کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آ رہی ہوگی اور اگر بکری کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں آئے گا کہ وہ ممیا رہی ہوگی۔ بس میں نے تم تک پہنچا دیا۔'' حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اتنا اوپر اٹھایا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم ﷺ سے سنی تھی، تم لوگ ان سے بھی پوچھ لو۔

٦٦٣٧ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا)). [راجع: ٦٤٨٥]

(٦٦٣٧) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم بھی آخرت کی وہ مشکلات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔''

٦٦٣٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ: ((هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!)) قُلْتُ: مَا شَأْنِيْ؟ أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ؟ مَا شَأْنِيْ؟ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ

(٦٦٣٨) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے معرور نے، ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے: ''کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔'' میں نے کہا کہ حضور، میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات

يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ۔ وَتَغَشَّانِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)).

[راجع: ١٤٦٠]

نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آنحضرت ﷺ فرماتے جا رہے تھے، میں آپ کو خاموش نہیں کرا سکتا تھا اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہو گئی۔ میں نے پھر عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے۔ لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرح (یعنی دائیں اور بائیں بے دریغ مستحقین پر) اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا۔“

٦٦٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَأَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ)). [راجع: ٢٨١٩] [نسائي: ٣٨٤٠]

(۶۶۳۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہا کہ آج میں رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک کے یہاں ایک گھوڑ سوار بچہ پیدا ہوگا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ اس پر ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجیے لیکن سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک عورت کے سوا کسی کو حمل نہیں ہوا اور اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو (تمام بیویوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے) اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوتے۔“

تشریح: حضرات انبیا علیہم السلام اگرچہ معصوم ہوتے ہیں مگر سہو، نسیان انسانی فطرت ہے اس سے انبیا علیہم السلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔

٦٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُوْنَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِيْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَا

(۶۶۴۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو احوص نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہدیہ کے طور پر آیا تو لوگ اسے دست بدست اپنے ہاتھوں میں لینے لگے اور اس کی خوبصورتی اور نرمی پر حیرت کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ”تمہیں اس پر حیرت ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے

رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا)) قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!))

فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس سے بھی اچھے ہیں۔'' شعبہ اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے الفاظ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے'' کا ذکر نہیں کیا۔

[راجع: ٣٢٤٩][ابن ماجه: ١٥٧]

تشریح: حضرت سعد بن معاذ انصاری اشہلی رضی اللہ عنہ اوس میں سے ہیں۔

٦٦٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ- أَوْ خِبَائِكَ- شَكَّ يَحْيَى ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ!)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ؟ قَالَ: ((لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ)).

[راجع: ٢٢١١]

(٦٦٤١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ساری زمین پر جتنے ڈیرے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے تھے) ان میں کسی کا ذلیل وخوار ہونا مجھے اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپ کا۔ یحییٰ بن بکیر راوی کو شک ہے (کہ ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) اب کوئی ڈیرہ والا یا ڈیرے والے ان کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو آپ کے ڈیرے والوں سے زیادہ پسند نہیں ہے (یعنی اب میں آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی کیا ہے تو اور بھی زیادہ خیر خواہ بنے گی۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے!'' پھر ہند کہنے لگی یا رسول اللہ! ابوسفیان تو ایک بخیل آدمی ہے مجھ پر گناہ تو نہیں ہوگا اگر میں اس کے مال میں سے (اپنے بال بچوں کو کھلاؤں) آپ نے فرمایا: ''نہیں، اگر تو دستور کے موافق خرچ کرے۔''

تشریح: حضرت ہند رضی اللہ عنہا کا باپ عتبہ جنگ بدر میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ لہٰذا ہند (رضی اللہ عنہا) کو نبی کریم ﷺ سے سخت عداوت تھی۔ یہاں تک کہ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو ہند (رضی اللہ عنہا) نے ان کا جگر نکال کر چبایا بعد اس کے جب مکہ فتح ہوا تو اسلام لائیں۔

٦٦٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو

(٦٦٤٢) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، کہا کہ میں نے عمرو بن

ابْنَ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قَالُوْا: بَلَى! قَالَ: ((أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) قَالُوْا: بَلَى! قَالَ: ((فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ٦٥٢٨]

میمون سے سنا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ جب یمنی چمڑے کے خیمہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش ہو کہ تم اہل جنت کے ایک چوتھائی رہو؟'' انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم اہل جنت کے ایک تہائی حصہ ہو جاؤ۔'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھے تم ہی ہو گے۔''

٦٦٤٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٥٠١٣]

(٦٦٤٣) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے سنا کہ ایک دوسرے صحابی سورۂ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" بار بار پڑھتے ہیں جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، وہ صحابی اس سورت کو کم سمجھتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ (سورۂ اخلاص) قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔''

٦٦٤٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ: قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ)). [راجع: ٤١٩]

(٦٦٤٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''رکوع اور سجدہ پورے طور پر ادا کیا کرو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنی کمر کے پیچھے سے تم کو دیکھ لیتا ہوں جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو۔''

تشریح: حدیث میں آپ کی قسم مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٦٦٤٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ

(٦٦٤٥) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک انصاری خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت

الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ مَعَهَا أَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ. [راجع: ٣٧٨٦]

میں حاضر ہوئی، اس کے ساتھ اس کے بچے بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ بھی مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز ہو۔'' یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔

تشریح: انصاری لوگوں نے کام ہی ایسے کئے کہ رسول کریم ﷺ انصار سے بہت زیادہ خلوص برتتے تھے۔ انصار ہی نے آپ کو مدینہ میں مدعو کیا اور پوری وفاداری کے ساتھ قول واقرار پورا کیا۔ آپ کے ساتھ ہو کر اسلام کے دشمنوں سے لڑے۔ اشاعت وسطوت اسلام میں انصار کا بڑا مقام ہے۔ (رضی اللہ عنہم)

بَابٌ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ

باب: اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ

٦٦٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٢٦٧٩]

(٦٦٤٦) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے نافع نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، جسے قسم کھانی ہے اسے (بشرط صدق) چاہئے کہ اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔''

تشریح: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین کا لقب فاروق اور کنیت ابو حفصہ ہے۔ نسبتاً وہ عدوی اور قریشی ہیں۔ انہوں نے ٦ نبوی میں اسلام قبول کیا اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ نبوت کے پانچویں سال اسلام قبول کیا جب کہ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں اور کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ مردوں کی چالیس تعداد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری ہوئی۔ ان کے اسلام لانے سے اسلام کو بڑا غلبہ نصیب ہوا۔ اسی واسطے ان کو فاروق کہا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا نام فاروق کب سے ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے تین دن پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اس کے بعد اللہ نے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے اپنی زبان سے کہا ''اللہ ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں، اس کے نیک نام ہیں اور زمین میں کوئی ذات میرے نزدیک حضرت محمد ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں، تو میری بہن نے جواب دیا کہ وہ ارقم کے مکان میں ہیں، تو میں ارقم کے مکان کے پاس گیا۔ جہاں حمزہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم حویلی میں بیٹھے تھے اور نبی کریم ﷺ گھر میں تھے تو جب میں نے دستک دی تو لوگ نکلے۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آیا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور میرا دامن کھینچا اور پوچھا کہ تو باز آنے والا نہیں ہے۔ تو میں نے کلمہ پڑھا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' تو سب حویلی والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس کو مسجد والوں نے سن لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں، زندہ رہیں یا مر جائیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک تم دین حق پر ہو۔ زندہ رہو یا مر جاؤ۔ تو میں نے کہا کہ ہم چھپ کر کیوں رہیں، قسم

ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، ہم ضرور باہر نکلیں۔ چنانچہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو باہر نکلنے کے لئے کہا اور آپ کو دو صفوں میں لے لیا ایک صف میں میں اور دوسری صف میں حضرت حمزہ ؓ تھے۔ اسی طرح ہم مسجد میں پہنچے تو ہم لوگوں کو دیکھ کر قریش نے کہا کہ ابھی ایک غم ختم نہیں ہوا کہ دوسرا غم سامنے آ گیا۔ اسی دن سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور لوگ مجھ کو فاروق کہنے لگے۔ اس لئے کہ میرے سبب سے اللہ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔

داؤد بن حصین اور زہری فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ؓ مسلمان ہوئے تو حضرت جبریل ؑ اترے اور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے سے آسمان والوں کو خوشی ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں حضرت عمر ؓ کے علم سے خوب واقف ہوں، اگر ان کا علم ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور تمام مخلوق کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر ؓ کا پلہ بھاری ہو جائے اور انہوں نے کہا کہ جب حضرت عمر ؓ کی وفات ہوئی تو گویا وہ علم کا ایک بڑا حصہ لے کے گئے۔

حضرت عمر ؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہے اور وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کو امیر المؤمنین کہا گیا۔ ان کی خلافت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وفات کے بعد ہی قائم ہوئی۔ اس لئے کہ صدیق اکبر ؓ نے انہیں کے نام کی وصیت کی تھی اور ان کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے بدھ کے روز زخمی کیا ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو۔ اور وہ اتوار کے روز محرم کے عشرہ اولیٰ ۲۴ھ میں دار آخرت کو تشریف لے گئے۔ (ؓ)

٦٦٤٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)) قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوْ أَثْرَةٍ مِنْ عِلْمٍ﴾ [الأحقاف:٤] يَأْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ.

[راجع: ٢٦٧٩] [مسلم: ٤٢٥٦؛ ترمذي: ١٥٣٣؛ نسائي: ٣٧٧٥]

(۶۶۴۷) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم نے کہ ابن عمر ؓ نے کہا کہ میں نے عمر ؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔'' حضرت عمر ؓ نے بیان کیا واللہ! پھر میں نے ان کی رسول اللہ ﷺ سے ممانعت سننے کے بعد کبھی قسم نہیں کھائی، اپنی طرف سے غیر اللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبان سے نقل کی۔ مجاہد نے کہا سورۂ احقاف میں جو ''او اثارة من علم'' ہے اس کا معنی یہ ہے کہ علم کی کوئی بات نقل کرتا ہو۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل اور محمد بن ولید زبیدی اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا اور سفیان بن عیینہ اور معمر نے اس کو زہری سے روایت کیا، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر ؓ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہ آپ نے حضرت عمر ؓ کو غیر اللہ کی قسم کھاتے سنا۔

٦٦٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا

(۶۶۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔''

تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)). [راجع: ٢٦٧٩]

٦٦٤٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ فَقَالَ: قُمْ فَلَأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ: ((أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟)) فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ حَلَفَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا؟ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَمِيْنَهُ؟ وَاللَّهِ! لَا تُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا قَالَ: ((إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَاللَّهِ! لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)). [راجع: ٣١٣٣]

(٦٦٤٩) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے، ان سے ایوب نے، ان سے ابوقلابہ اور قاسم تمیمی نے اور ان سے زہدم نے بیان کیا کہ ان قبائل جرم اور اشعر کے درمیان بھائی چارہ تھا ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے تو ان کے لئے کھانا لایا گیا۔ اس میں مرغی بھی تھی۔ ان کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ کا آدمی بھی موجود تھا۔ غالباً وہ غلاموں میں سے تھا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے پر بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تو مجھے گھن آئی اور پھر میں نے قسم کھالی کہ اب میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ! تو میں تمہیں اسکے بارے میں ایک حدیث سناؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہء اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور ہم نے آپ ﷺ سے سواری کا جانور مانگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں دے سکتا اور نہ میرے پاس ایسا کوئی جانور ہے جو تمہیں سواری کے لئے دے سکوں۔'' پھر آپ ﷺ کے پاس کچھ مال غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اشعری لوگ کہاں ہیں؟'' پھر آپ نے ہم کو پانچ عمدہ قسم کے اونٹ دیے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم ان کو لے کر چلے تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا رسول اللہ ﷺ تو قسم کھا چکے تھے کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے اور درحقیقت آپ کے پاس اس وقت سواری موجود بھی نہ تھی، پھر آپ نے ہم کو سوار کرادیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قسم سے غافل کردیا اللہ کی قسم! ہم اس حرکت کے بعد کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے پس ہم آپ کی طرف لوٹ کر آئے اور آپ سے ہم نے تفصیل بالا کو عرض کیا کہ ہم آپ کے پاس آئے تھے تاکہ آپ ہم کو سواری پر سوار کرادیں آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ ہم کو سوار نہیں کرائیں گے اور درحقیقت اس وقت آپ کے پاس سواری موجود بھی نہ تھی۔ آپ نے یہ سب سن کر فرمایا: ''میں نے تم کو سوار نہیں کرایا بلکہ اللہ نے تم کو سوار کرادیا اللہ کی قسم! جب میں کوئی قسم کھالیتا ہوں بعد میں اس سے بہتر اور معاملہ دیکھتا ہوں تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور اس قسم کا کفارہ ادا

کر دیتا ہوں۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ غیر مفید قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑ دینا سنت نبوی ﷺ ہے۔

بَابٌ: لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ

باب: لات وعزیٰ اور بتوں کی قسم نہ کھائے

٦٦٥٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى! فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [راجع: ٤٨٦٠]

(٦٦٥٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھائی اور کہا کہ لات عزیٰ کی قسم تو اسے پھر کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لینا چاہیے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ (اس کے کفارہ میں) صدقہ کرے۔"

تشریح: ہر چند غیر اللہ کی قسم کھانا مطلقاً منع ہے مگر بتوں، دیوتاؤں یا پیروں ولیوں کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے۔ اگر کوئی قسم کھالے تو ایسے شخص کو پھر کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہونا چاہیے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَمْ يُحَلَّفْ

باب: بن قسم دیئے قسم کھانا کیسا ہے؟

٦٦٥١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتِمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ)) فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. [راجع: ٥٨٦٥]

(٦٦٥١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور آپ اسے پہنتے تھے، اس کا نگینہ ہتھیلی کے حصہ کی طرف رکھتے تھے، پھر لوگوں نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوالیں اس کے بعد ایک دن آپ ﷺ منبر پر بیٹھے اور اپنی انگوٹھی اتار دی اور فرمایا: "میں اسے پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی جانب رکھتا تھا۔" پھر آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: "اللہ کی قسم! میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔" پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

[مسلم: ٥٤٧٣؛ نسائي: ٥٣٠٥]

تشریح: معلوم ہوا کہ کسی غیر شرعی چیز کے چھوڑ دینے پر قسم کھانا جائز ہے کہ اب میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى

باب: اس شخص کے بارے میں جس نے اسلام

الْإِسْلَامِ

کے سوا اور کسی مذہب پر قسم کھائی

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) [راجع: ٤٨٦٠] وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لات اور عزیٰ کی (اتفاقاً بغیر قصد اور عقیدت کے) قسم کھائی اسے بطور کفارہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ پڑھ لینا چاہیے۔“ (ایسے بھول چوک میں قسم کھانے والے کو) آپ نے کفر کی طرف منسوب نہیں فرمایا۔

٦٦٥٢ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ ابْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٦٣]

(٦٦٥٢) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، انہوں نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے ثابت بن ضحاک سے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے، پس وہ ایسا ہی ہے جیسی اس نے قسم کھائی ہے اور جو شخص اپنے نفس کو کسی چیز سے ہلاک کرے وہ دوزخ میں اسی چیز سے عذاب دیا جاتا رہے گا اور مؤمن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مؤمن پر کفر کا الزام لگایا، پس وہ بھی اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔“

بَابٌ: لَا يَقُولُ:

مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُولُ: أَنَا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ؟

باب: یوں کہنا منع ہے:

جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہ ہوگا) اور کیا کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو اللہ کا آسرا ہے پھر آپ کا؟

٦٦٥٣ـ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِي إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [راجع: ٣٤٦٤]

(٦٦٥٣) اور عمرو بن عاصم نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ نے، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”بنی اسرائیل میں تین شخص تھے اللہ نے ان کو آزمانا چاہا (پھر سارا قصہ بیان کیا) فرشتے کو کوڑھی کے پاس بھیجا وہ اس سے کہنے لگا میری روزی کے سارے ذریعے کٹ گئے ہیں اب اللہ ہی کا آسرا ہے، پھر تیرا۔“ (یا اب اللہ ہی کی مدد درکار ہے پھر تیری) پھر پوری حدیث کو ذکر کیا۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ پہلے مطلب کے لئے کوئی حدیث نہیں لائے حالانکہ اس باب میں صریح حدیثیں وارد ہیں کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ ہوں گی۔ وہ حدیث نسائی، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور آپ ﷺ چاہیں بلکہ یوں کہے کہ جو اللہ اکیلا چاہے وہ ہوگا۔ باب کے دوسرے حصے کا مطلب حدیث کے آخری جملہ سے نکلتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ [الانعام: ١٠٩] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ)). [راجع: ٧٠٤٦]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”یہ منافق اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں۔“ اور ابن عباس ؓ نے کہا کہ ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھ سے بیان فرمایئے میں نے تعبیر دینے میں کیا غلطی کی؟ آپ نے فرمایا: ”قسم مت کھا۔“

تشریح: یہ حدیث لا کر امام بخاری ؒ نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے کہ قسم دینے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے کیونکہ اگر قسم منعقد ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ ضرور بیان فرماتے کہ ابوبکر ؓ نے فلاں فلاں بات میں غلطی کی ہے اس لئے کہ آپ نے قسم کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے۔

٦٦٥٤ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. [راجع: ١٢٣٩]

(۶۶۵۴) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے اشعث بن ابی الشعثاء سے، انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، انہوں نے براء بن عازب ؓ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے اشعث سے، انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، انہوں نے براء ؓ سے، انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم فرمایا۔

تشریح: یعنی جو بات وہ چاہے اس کو پورا کرے تاکہ اس کی قسم سچی ہو۔

٦٦٥٥ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ ابْنَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُسَامَةُ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ أَوْ وَأُبَيٌّ- أَنَّ ابْنِي قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۶۶۵۵) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی، کہا میں نے ابوعثمان سے سنا، وہ اسامہ سے نقل کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی ایک صاحبزادی (زینب) نے آپ ﷺ کو بلوا بھیجا اس وقت آپ کے پاس اسامہ بن زید اور سعد بن عبادہ اور ابی بن کعب ؓ بھی بیٹھے تھے۔ صاحبزادی صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ ان کا بچہ مرنے کے قریب ہے آپ تشریف لایئے۔ آپ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا میرا سلام کہو اور کہو: ”سب اللہ کا مال ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے عنایت فرمایا اور ہر چیز کا اس کے پاس وقت مقرر ہے، صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔“ صاحبزادی صاحبہ نے قسم دے کر پھر کہلا بھیجا کہ نہیں آپ ضرور تشریف لایئے۔ اس وقت آپ ﷺ اٹھے، ہم لوگ بھی ساتھ اٹھے جب آپ ﷺ صاحبزادی صاحبہ کے گھر پر پہنچے اور وہاں

فَقَالَ سَعْدٌ: مَا هٰذَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)).

[راجع: ١٢٨٤]

جا کر بیٹھے تو بچے کو اٹھا کر آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اسے گود میں بٹھالیا وہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ حال پر ملال دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے اور اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم رکھتا ہے یا یہ ہے کہ اللہ اپنے ان ہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔''

تشریح: اس حدیث میں قسم دینے کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

٦٦٥٦ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوْتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)). [راجع: ١٢٥١]

(٦٦٥٦) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف قسم اتارنے کے لئے۔''

[مسلم: ٦٦٩٦؛ ترمذي: ١٠٦٠؛ نسائي: ١٨٧٤]

تشریح: قسم سے مراد اللہ کا یہ فرمودہ ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (١٩/مریم:٧١) یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے ہو کر نہ جائے۔

٦٦٥٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ)). [راجع: ٤٩١٨]

(٦٦٥٧) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معبد بن خالد نے، کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا، کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''میں تم کو بتلاؤں بہشتی کون لوگ ہیں؟ ہر ایک غریب ناتواں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے (اس کی قسم پوری کردے) اور دوزخی کون لوگ ہیں؟ ہر ایک موٹا، لڑاکا، مغرور اور فسادی۔''

بَابٌ: إِذَا قَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

باب: اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں یا اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں

٦٦٥٨ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ

(٦٦٥٨) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ)).

سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون لوگ اچھے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرا زمانہ، پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے، اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جس کی گواہی قسم سے پہلے زبان پر آ جایا کرے گی اور قسم گواہی سے پہلے۔''

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ أَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

ابراہیم نے کہا کہ ہمارے اساتذہ جب ہم کم عمر تھے تو ہمیں قسم کھانے سے منع کیا کرتے تھے کہ ہم گواہی یا عہد میں قسم کھائیں۔

[راجع: ٢٦٥٢]

تشریح: مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے میں ان کو کوئی باک نہ ہوگا نہ جھوٹ بولنے سے ڈریں گے۔ جلدی میں کبھی پہلے قسم کھالیں گے پھر گواہی دیں گے پھر قسم کھائیں گے۔ اس لئے بزرگان سلف صالحین اپنے تلامذہ کو گواہی دینے اور قسم کھانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اشهد بالله یا علی عهد الله جیسے کلمات منہ سے نکالنے سے بھی منع کرتے تھے تاکہ موقع بے موقع قسم کھانے کی عادت نہ ہو جائے۔

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ

باب: جو شخص علی عهد الله کہے تو کیا حکم ہے

تشریح: یعنی اللہ کا عہد مجھ پر ہے میں فلاں کام کروں گا۔ نیت کرنے پر یہ بھی قسم کھانا ہی ہے۔ آیت میں آگے لفظ: ﴿يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ (٣/آل عمران:٧٧) سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب نکالا ہے یہاں بھی عہد اللہ سے اللہ کی قسم کھانا مراد ہے۔

٦٦٥٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔ أَوْ قَالَ: أَخِيْهِ۔ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾. [آل عمران: ٧٧]

[راجع: ٢٣٥٦]

(٦٦٥٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان و منصور نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹی قسم اس مقصد سے کھائی کہ کسی مسلمان کا مال اس کے ذریعہ ناجائز طریقے پر حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل کی (قرآن مجید میں کہ) ''بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں۔''

٦٦٦٠۔ قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيْثِهِ: فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُاللّٰهِ؟ قَالُوْا لَهُ: فَقَالَ الْأَشْعَثُ: نَزَلَتْ فِيَّ وَفِي

(٦٦٦٠) سلیمان نے بیان کیا کہ پھر اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور پوچھا کہ عبداللہ تم سے کیا بیان کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے بیان کیا تو اشعث نے کہا کہ یہ آیت میرے اور میرے ایک ساتھی کے

صَاحِبٍ لِي فِي بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا. [راجع: ٢٣٥٧]

بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ایک کنویں کے سلسلے میں ہم دونوں کا جھگڑا تھا۔

بَابُ الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ

باب: اللہ تعالیٰ کی عزت، اس کی صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ)) [طرفه في: ٧٣٨٣] وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا)) [راجع: ٨٠٦] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ: لَكَ ذَلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) [راجع: ٦٥٧٤] وَقَالَ أَيُّوبُ: ((وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ)). [راجع: ٢٧٩]

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: ''(اے اللہ!) میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں۔'' اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ ''ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا اور عرض کرے گا، اے میرے رب! میرا چہرہ دوزخ سے دوسری طرف پھیر دے، ہرگز نہیں، تیری عزت کی قسم! میں کچھ اور تجھ سے نہیں مانگوں گا۔'' ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے لئے یہ ہے اور اس کے دس گنا اور زیادہ۔'' ایوب علیہ السلام نے کہا کہ ''اور تیری عزت کی قسم! تیری برکت سے میں بے پروا نہیں ہو سکتا۔''

تشریح: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت ایوب علیہ السلام پر اللہ نے دولت کی بارش کی اور اسے سمیٹنے لگے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اے ایوب (علیہ السلام)! اب تم دولت سمیٹنے لگے تو اس پر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تھا جو یہاں مذکور ہے۔ لفظ ((بعزتك)) سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٦٦٦١ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ)) رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ. [راجع: ٤٨٤٨] [مسلم: ٧١٧٧؛ ترمذي: ٣٢٧٢]

(٦٦٦١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جہنم برابر یہی کہتی رہے گی کہ کیا کچھ اور ہے کیا کچھ اور ہے؟ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تو وہ کہہ اٹھے گی بس بس میں بھر گئی، تیری عزت کی قسم! اور اس کا بعض حصہ بعض کو کھانے لگے گا۔'' اس روایت کو شعبہ نے قتادہ سے نقل کیا۔

تشریح: روایت میں قدم کا لفظ آیا ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کی حقیقت کے اندر بحث کرنا بدعت ہے اور حقیقت کو علم الٰہی کے حوالہ کر دینا کافی ہے۔ سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ پاک ہر تشبیہ سے منزہ ہے۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (۴۲/الشوریٰ:۱۱) پس یہی کہنا مناسب ہے امنا بالله كما هو باسمائه وصفاته بلا تاويل وتكييف۔ سند میں مذکور حضرت قتادہ بن نعمان انصاری بدری ہیں۔ بعد کی سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ ۲۳ھ میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ فضلائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَعَمْرُ اللَّهِ

باب: کوئی شخص کہے کہ لعمر اللہ، یعنی اللہ کی بقا کی قسم کھانا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَعَمْرُكَ﴾ [الحجر: ٧٢] لَعَيْشُكَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "لَعَمْرُكَ" کے بارے میں کہا کہ اس سے لعیشك مراد ہے۔

تشریح: ﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ (۱۵/الحجر:۷۲) میں لعمرك سے مراد نبی کریم ﷺ کی زندگی ہے۔ اللہ پاک نے قوم لوط کی حالت بدکاری کو آپ ﷺ کی عمر کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع کرنے کے لئے سعید کی روایت کو بیان فرمایا ہے کیونکہ حضرت شعبہ ان ہی لوگوں سے روایت کرتے تھے۔ جن کے سماع کا حال ان پر کھل جاتا تھا۔

٦٦٦٢ـ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ. [راجع: ٢٥٩٣]

(٦٦٦٢) ہم سے اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، کہا میں نے زہری سے سنا، کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کے متعلق سنا کہ جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور اللہ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا اور ہر شخص نے مجھ سے پوری بات کا کوئی ایک حصہ ہی بیان کیا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی کے بارے میں مدد چاہی۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم (لَعَمْرُ اللّٰه!) ہم ضرور اسے قتل کردیں گے۔ مفصل حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [البقرة: ٢٢٥]

"وہ تمہاری لغو قسموں کے بارے میں تم سے پکڑ نہیں کرے گا بلکہ ان قسموں کے بارے میں کرے گا جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہوگا اور اللہ بڑا ہی مغفرت کرنے والا بہت بردبار ہے۔"

٦٦٦٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِيْ قَوْلِهِ: لَا وَاللَّهِ! وَبَلَى

(٦٦٦٣) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت: "اللہ تعالیٰ تم سے لغو قسموں کے بارے میں پکڑ نہیں کرے گا۔" راوی نے بیان کیا کہ حضرت ام

وَاللّٰهِ! [راجع: ٤٦١٣]

المؤمنین نے کہا کہ یہ آیت "لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ" (بے ساختہ جو قسمیں عادت بنالی جاتی ہیں) کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح: اکثر لوگوں کا تکیہ کلام ہی قسم کھانا بن جاتا ہے۔ ایسی عادت اچھی نہیں ہے تاہم لغو قسموں کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنی کا مفہوم ہے۔

بَابٌ: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

باب: اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اسے توڑ ڈالے تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں

تشریح: اہلحدیث کا قول یہ ہے کہ کفارہ واجب نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی میلان اسی طرف ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ [الأحزاب: ٥] وَقَالَ: ﴿وَلَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ﴾ [الكهف: ٧٣]

اور اللہ عزوجل نے فرمایا: ''تم پر اس قسم کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو غلطی سے تم کھا بیٹھو۔'' اور فرمایا: ''بھول چوک میں مجھ پر مؤاخذہ نہ کرو۔''

تشریح: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا تھا جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بھول چوک پہلی شریعتوں میں بھی معاف تھی۔

٦٦٦٤۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُرَارَةُ ابْنُ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ۔ أَوْ حَدَّثَتْ۔ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ)). [راجع: ٢٥٢٨]

(٦٦٦٤) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر بن کدام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زرارہ بن اوفیٰ نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان غلطیوں کو معاف کیا ہے جن کا صرف دل میں وسوسہ گزرے یا دل میں اس کے کرنے کی خواہش پیدا ہو، مگر اس کے مطابق عمل نہ ہو اور نہ بات کی ہو۔''

تشریح: قلبی وساوس جو یونہی صادر ہو کر خود ہی فراموش ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان سب کو معاف کیا ہے ایسے وساوس کا آنا بھی فطرت انسانی میں داخل ہے۔

٦٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا

(٦٦٦٥) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا یا ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے عثمان بن ہیثم سے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے کہا کہ میں نے ابن شہاب سے سنا، کہا کہ مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے بیان کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع میں) قربانی کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں فلاں ارکان کو فلاں فلاں ارکان سے پہلے خیال کرتا تھا (اس لئے

قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)) لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)). [راجع: ٨٣]

غلطی سے ان کو آگے پیچھے ادا کیا) اس کے بعد دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں ارکان حج کے متعلق یونہی خیال کرتا تھا ان کا اشارہ (حلق، رمی اور نحر) کی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یونہی کرلو (تقدیم وتاخیر کرنے میں) آج ان میں سے کسی کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' چنانچہ اس دن آنحضرت ﷺ سے جس مسئلہ میں بھی پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا: ''کرلو کوئی حرج نہیں۔''

تشریح: یہ آپ نے محض بھول چوک کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ قصداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ نکالا کہ حج کے کاموں میں بھول چوک پر نبی کریم ﷺ نے کسی کفارے کا حکم نہیں دیا نہ فدیہ کا تو اسی طرح قسم بھی اگر بھول چوک سے توڑ ڈالے تو کفارہ لازم نہ ہوگا (وحیدی) سند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی مذکور ہوئے ہیں جو بڑے زبردست عابد، عالم، حافظ، قاری قرآن تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کی احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تھی اور ان کو اجازت دی گئی۔ چنانچہ یہ احادیث نبوی کے اولین جامع ہیں۔ رات کو چراغ بجھا کر نماز میں کھڑے ہوتے اور بہت ہی زیادہ روتے۔ چنانچہ ان کی آنکھیں خراب ہوگئی تھیں۔ جنگ حرہ کے دنوں میں بماہ ذی الحجہ ٦٣ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) آمین

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ مگر شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت لاکر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ تیسری بار وہ شخص کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے سچائی کے ساتھ آپ کو بھیجا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ایسی قسم بھی آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ (٢/البقرہ:٢٢٥) میں داخل ہے۔

٦٦٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((لَا حَرَجَ)) قَالَ آخَرُ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: ((لَا حَرَجَ)) قَالَ آخَرُ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((لَا حَرَجَ)). [راجع: ٨٤]

(٦٦٦٦) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے کہا، میں نے رمی کرنے سے پہلے طواف زیارت کرلیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' تیسرے نے کہا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی ذبح کرلیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

تشریح: یہ حجۃ الوداع کی باتیں ہیں۔ ان سے دین کے آسان ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ان علمائے کرام کے لئے قابل توجہ ہے جو ذرا سی باتوں میں نہ صرف لوگوں سے گرفت کرتے بلکہ فسق اور کفر کے تیر چلانے لگ جاتے ہیں۔ آج کے دور نازک میں بہت دوررس نگاہوں کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک علمائے اسلام کو یہ مرتبہ عطا کرے۔ آمین

٦٦٦٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

(٦٦٦٧) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز

أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: فَأَعْلِمْنِي قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)).

[راجع: ۷۵۷]

پڑھنے کے لئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کنارے تشریف رکھتے تھے۔ پھر وہ صحابی آئے اور سلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا پھر نماز پڑھ، اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گئے اور پھر نماز پڑھ کر آئے اور سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی ان سے فرمایا: ''واپس جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' آخر تیسری مرتبہ میں وہ صحابی بولے کہ پھر مجھے نماز کا طریقہ سکھا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کرلیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر کہو اور جو کچھ قرآن مجید تمہیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور جب سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدے سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو اور جب اطمینان سے سجدہ کرلو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز درحقیقت وہی صحیح ہے جو رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ، قومہ وغیرہ ارکان کو ٹھیک طور پر ادا کر کے پڑھی جائے۔ جو نمازی محض مرغ کی ٹھونگ لگاتے ہیں ان کو نماز کا چور کہا گیا ہے اور ایسے نمازیوں کی نماز ان کے منہ پر ماری جاتی ہے بلکہ وہ نماز اس نمازی کے حق میں بددعا کرتی ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت یہ ہے کہ بھول چوک معاف تو ہے مگر نماز میں اگر کوئی شخص بھول چوک کو مستقل معمول بنالے تو ایسی بھول چوک معافی کے قابل نہیں ہے۔ خاص طور پر نماز میں ایسی بھول چوک بہت زیادہ خطرناک ہے۔

٦٦٦٨۔ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيْهِمْ فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ: أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ! أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ فَقَالَ: أَبِيْ أَبِيْ فَوَاللّٰهِ! مَا انْحَجَزُوْا حَتَّى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ: فَوَاللّٰهِ! مَا زَالَتْ فِيْ

(٦٦٦٨) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب احد کی لڑائی میں مشرک شکست کھا گئے اور اپنی شکست ان میں مشہور ہوگئی تو ابلیس نے چیخ کر کہا (مسلمانوں سے) کہ اے اللہ کے بندو! پیچھے دشمن ہے، چنانچہ آگے کے لوگ پیچھے کی طرف پل پڑے اور پیچھے والے (مسلمانوں ہی سے) لڑ پڑے۔ اس حالت میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ ان کے مسلمان والد کو بے خبری میں مار رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ تو میرے والد ہیں جو مسلمان ہیں، میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! لوگ

حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

[راجع: ٣٢٩٠]

پھر بھی باز نہیں آئے اور آخر انہیں قتل ہی کر ڈالا۔ حذیفہ نے کہا، اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد کی اس طرح شہادت کا آخر وقت تک رنج اور افسوس ہی رہا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

تشریح: جنگ احد میں ابلیس ملعون نے دھوکا دیا پیچھے سے مسلمان ہی آرہے تھے مگران کو کافر بتلا کر آگے والے مسلمانوں کو ان سے ڈرایا وہ گھبراہٹ میں اپنے ہی لوگوں پر پلٹ پڑے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمان کو شہید کر دیا۔ اس روایت کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر کہا۔ بعض نے یہ مطابقت بتلائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان مسلمانوں سے کچھ نہیں کہا جنہوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ کو بھول سے مار دیا تھا تو اس طرح بھول چوک سے اگر قسم توڑ دے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ کا خاص راز داں کہا گیا ہے۔ شہادت عثمان کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں ان کا انتقال ہوا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

ایک روایت میں بقية خير کا لفظ ہے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ پر مرتے دم تک اس خیر و برکت کا اثر رہا یعنی اس دعا کا جو انہوں نے مسلمانوں کے لئے کی تھی کہ اللہ تم کو بخشے اس روایت کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر کہا فوالله مازالت فی حذيفة۔

٦٦٦٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ)). [راجع: ١٩٣٣] [ترمذي: ٧٢٢؛ ابن ماجه: ١٦٧٣]

(٦٦٦٩) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عوف اعرابی نے بیان کیا، ان سے خلاس بن عمرو اور محمد بن سیرین نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزہ رکھا ہو اور بھول کر کھا لیا ہو تو اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔“

تشریح: اس حدیث کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے جب روزہ نہیں ٹوٹتا تو اسی قیاس پر بھول کر قسم کے خلاف کرنے سے قسم بھی نہیں ٹوٹے گی۔

٦٦٧٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ فَمَضَى فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ

(٦٦٧٠) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعات کے بعد بیٹھنے سے پہلے ہی اٹھ گئے اور نماز پوری کر لی۔ جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سلام کا انتظار کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا، پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور دوبارہ تکبیر کہہ کر سجدہ کیا، پھر سجدے

رَأْسَهُ وَسَلَّمَ. [راجع: ٨٢٩]

سے سر اٹھایا اور سلام پھیرا۔

تشریح: نماز میں ایسی مذکورہ بھول چوک کا کفارہ سجدہ سہو کرنا ہے اس حدیث میں سجدہ سہو ادا کرنے کی وہی ترکیب بیان ہوئی ہے جو اہلحدیث کا معمول ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔

٦٦٧١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا۔ قَالَ مَنْصُوْرٌ: لَا أَدْرِيْ إِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ۔ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلَاتِهِ أَوْ نَقَصَ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ)). [راجع: ٤٠١]

(٦٦٧١) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے عبدالعزیز بن عبدالصمد سے سنا، کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی اور نماز میں کوئی چیز زیادہ یا کم کر دی۔ منصور نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں ابراہیم کو شبہ ہوا تھا یا علقمہ کو۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! نماز میں کچھ کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس طرح نماز پڑھائی ہے۔ بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دو سجدے (سہو کے) کئے اور فرمایا: ''یہ دو سجدے اس شخص کے لئے ہیں جسے یقین نہ ہو کہ اس نے اپنی نماز میں کمی یا زیادتی کر دی ہے اسے چاہیے کہ صحیح بات تک پہنچنے کے لئے ذہن پر زور ڈالے اور جو باقی رہ گیا ہو اسے پورا کرے پھر دو سجدے (سہو کے) کر لے۔''

٦٦٧٢ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ: ((كَانَتِ الْأُوْلَى مِنْ مُوْسَى نِسْيَانًا)). [راجع: ٧٤]

(٦٦٧٢) ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آیت ﴿لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا﴾ کے متعلق کہ ''پہلی مرتبہ اعتراض موسیٰ علیہ السلام سے بھول کر ہوا تھا۔''

٦٦٧٣ـ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَأَمَرَ

(٦٦٧٣) ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ محمد بن بشار نے مجھے لکھا کہ ہم سے معاذ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا، کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان کے ہاں کچھ ان کے مہمان ٹھہرے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنے گھر والوں

أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الذَّبْحَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عِنْدِي عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ وَيَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ وَيَقُولُ: لَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا؟ [راجع: ٩٥١] رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سے کہا کہ ان کے واپس آنے سے پہلے جانور ذبح کر لیں تا کہ ان کے مہمان کھائیں، چنانچہ انہوں نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے جانور ذبح کر لیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے حکم دیا کہ نماز کے بعد دوبارہ ذبح کریں۔ براء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے زیادہ دودھ والی بکری ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بڑھ کر ہے۔ ابن عون، شعبی کی حدیث کے اس مقام پر ٹھہر جاتے تھے اور محمد بن سیرین سے اسی حدیث کی طرح حدیث بیان کرتے اور اس مقام پر رک کر کہتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں، یہ رخصت دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے یا صرف براء رضی اللہ عنہ کے لئے ہی تھی۔ اس کی روایت ایوب نے ابن سیرین سے کی ہے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے نوف بکالی کا قول نقل کیا تھا کہ وہ خضر والے موسیٰ کو اسرائیلی موسیٰ نہیں بلکہ اور کوئی دوسرا موسیٰ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نوف بکالی کے قول کی تردید کرتے ہوئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کر کے بتلایا کہ وہ موسیٰ اسرائیلی موسیٰ علیہ السلام ہی تھے، جن کو اس شرط کا خیال نہیں رہا تھا جو وہ خضر علیہ السلام سے کر چکے تھے اس پر لفظ لا تؤاخذنی الخ انہوں نے کہا۔ وجہ مناسبت وہی ہے کہ سہو اور نسیان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مواخذہ کے قابل نہیں سمجھا حضرت خضر علیہ السلام نے بھی اس نسیان کو معاف ہی کر دیا تھا۔ حضرت انس بن مالک خزرجی رضی اللہ عنہ دس سال کی عمر میں خدمت نبوی میں آئے اور آخر تک خاص خدمات کا شرف حاصل ہوا۔ عہد فاروقی میں بصرہ میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے مقیم ہوئے اور ۹۱ھ میں بعمر ۱۰۳ سال بصرہ ہی میں انتقال ہوا۔ مرتے وقت سو کے قریب اولاد چھوڑ کر گئے ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہے۔

٦٦٧٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ)). [راجع: ٩٨٥]

(٦٦٧٤) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے کہا کہ میں نے جندب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تک موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہوا سے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہ کیا ہو اسے چاہیے کہ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرے۔''

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کا جانور نماز عید پڑھ کر ہی ذبح کرنا چاہیے ورنہ وہ بجائے قربانی کے معمولی ذبیحہ ہوگا۔

بَابُ الْيَمِينِ الْغَمُوسِ

باب: یمین غموس (جھوٹی قسم) کا بیان

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ

اور اللہ نے سورۂ نحل میں فرمایا: ''اپنی قسموں کو آپس میں فساد کی بنیاد نہ بناؤ، اس لئے کہ اسلام پر لوگوں کا قدم جمے اور پھر اکھڑ جائے اور اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٥﴾ [النحل: ٩٤] ﴿دَخَلًا﴾: مَكْرًا وَخِيَانَةً.

روکنے کے بدلے تم کو دوزخ کا عذاب چکھنا پڑے تم کو سخت سزا دی جائے۔" اس آیت میں جو "دَخَلًا" کا لفظ ہے اس کے معنی دغا اور فریب کے ہیں۔ غمس کے معنی ڈبو دینا۔

تشریح: یہ قسم بھی قسم کھانے والے کو دوزخ کی آگ میں ڈبو دے گی۔ آیت کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ مکروفریب کی قسم پر اس میں سخت وعید ہے ایسا ہی یمین غموس قسم میں بھی سمجھنا چاہیے یمین غموس دوزخ میں ڈبو دینے والی قسم کو کہتے ہیں۔

٦٦٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ)). [طرفاه في: ٦٨٧٠، ٦٩٢٠]

[ترمذي: ٣٠٢١؛ نسائي: ٤٠٢٢، ٤٨٨٣]

(٦٦٧٥) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا ہم سے فراس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور یمین غموس۔" قصداً جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ آل عمران میں فرمانا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [آل عمران: ٧٧] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ٢٢٤] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الْآيَةَ [النحل: ٩٥] وَقَوْلِهِ: ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا﴾ الْآيَةَ. [النحل: ٩١]

"جو لوگ اللہ کا نام لے کر عہد کر کے قسمیں کھا کر اپنی قسموں کے بدلے میں تھوڑی پونجی (دنیا کی مول لیتے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نیک نہیں ہوگا اور اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نظر ہی کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں ارشاد "اور اللہ کو قسمیں کھا کر نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں میل کرا دینے کی روک نہ بناؤ اور اللہ سنتا جانتا ہے" اور سورۂ نحل میں فرمایا: "اللہ کا عہد کر کے دنیا کا تھوڑا سا مول مت لو اللہ کے پاس جو کچھ ثواب اور اجر ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو" اور اسی سورت میں فرمایا: "اور اللہ کا نام لے کر جو عہد کرو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد پھر نہ توڑو (کیسے توڑو گے) تم اللہ کی ضمانت اپنی بات پر دے چکے ہو۔"

تشریح: یعنی اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔

٦٦٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:

(٦٦٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ٢٣٥٦]

بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹی قسم اس طور پر کھائی کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غصہ ہوگا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق وحی کے ذریعے نازل کی: ''بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں معمولی دنیا کی پونجی خریدتے ہیں۔'' آخر آیت تک

٦٦٧٧۔ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ فَقَالُوا: كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ)) قُلْتُ: إِذَنْ يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). [راجع: ٢٣٥٧]

(٦٦٧٧) حضرت عبداللہ یہ حدیث بیان کر چکے تھے، اتنے میں اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا کہ ابوعبدالرحمٰن نے تم لوگوں سے کیا حدیث بیان کی ہے؟ لوگوں نے کہا اس اس مضمون کی۔ انہوں نے کہا کہ اجی یہ آیت تو میری ہی بارے میں نازل ہوئی تھی میرے ایک چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا اس کے جھگڑے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے گواہ لاؤ ورنہ مدعاعلیہ سے قسم لی جائے گی۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر وہ تو جھوٹی قسم کھالے گا۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹی قسم بدنیتی کے ساتھ اس لئے کھائی کہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر جائے تو قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر انتہائی غضب ناک ہوگا۔''

بَابُ الْيَمِينِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَالْيَمِينُ فِي الْغَضَبِ

باب: ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کیلئے یا غصہ کی حالت میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

تشریح: ملک حاصل ہونے سے پہلے اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی قسم کھالے میں لونڈی کو آزاد نہیں کروں گا یا اپنی عورت کو طلاق نہیں دوں گا اور ابھی اس کے پاس نہ کوئی لونڈی ہو نہ کوئی عورت نکاح میں ہو اس کے بعد لونڈی خریدے یا کسی عورت سے نکاح کرے پھر لونڈی کو آزاد کرے یا عورت کو طلاق دے تو قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی کسی عورت کی نسبت کہے اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا اگر میں لونڈی خریدوں تو وہ آزاد ہے پھر اس عورت سے نکاح کرے یا وہ لونڈی خریدے تو نہ طلاق پڑے گی نہ لونڈی آزاد ہوگی۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کے خلاف کہا ہے (مولانا وحیدالزماں) حدیث باب میں سواریاں دینے کی قسم کا ذکر ہے۔ اس وقت وہ سواریاں آپ ﷺ کی ملک میں نہ تھیں جب ملک میں آئیں اس وقت دینے سے نہ قسم ٹوٹی نہ کفارہ لازم ہوا۔ یہ حدیث غصہ میں قسم کھالینے کی بھی مثال ہو سکتی ہے۔ (وحیدی)

٦٦٧٨۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

(٦٦٧٨) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ)) وَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: ((انْطَلِقْ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ اللّٰهَ أَوْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ)).

[راجع: ٣١٣٣، ٤٤١٥]

نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سواری کے جانور مانگنے کے لئے بھیجا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہارے لئے کوئی سواری کا جانور نہیں دے سکتا'' (کیونکہ موجود نہیں ہیں) جب میں آپ کے سامنے آیا تو آپ کچھ خفگی میں تھے۔ پھر جب دوبارہ آیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھیوں کے پاس جا اور کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یا (یہ کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے سواری کا انتظام کر دیا۔''

تشریح: بعد میں انتظام ہو جانے پر آپ ﷺ نے اپنی قسم کو توڑ دیا اور اس کا کفارہ ادا فرما دیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام لائے، حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اہل سفینہ کے ساتھ حبشہ سے واپس ہوئے، ۲۰ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم بنا دیا ۵۲ھ میں وفات پائی۔ (رضی الله عنه و ارضاه)

٦٦٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ [النور: ١١] الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِيْ بَرَاءَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ: وَاللّٰهِ! لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبَى﴾ [النور: ٢٢] الْآيَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بَلَى وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ

(٦٦٧٩) ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن میسب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے سنا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کی بات کے متعلق، جب ان پر اتہام لگانے والوں نے اتہام لگایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس اتہام سے بری قرار دیا تھا، ان سب لوگوں نے ان کو اس اتہام سے بری قرار دیا تھا، ان سب لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کوئی ایک ٹکڑا بیان کیا (ایک حدیث میں یہ بھی ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''بلاشبہ جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے'' دس آیتوں تک۔ جو سب کی سب میری پاکی بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرابت کی وجہ سے ان کا خرچ اپنے ذمہ لئے ہوئے تھے، کہا کہ اللہ کی قسم! اب کبھی مسطح پر کوئی چیز ایک پیسہ خرچ نہیں کروں گا۔ اس کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس طرح کی جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبَى'' الخ ابوبکر رضی اللہ عنہ

يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا. [راجع: ٢٥٩٣]

نے اس پر کہا، کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں تو یہی پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ انہوں نے پھر مسطح کو وہ خرچ دینا شروع کر دیا جو اس سے پہلے انہیں دیا کرتے تھے اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں اب خرچ دینے کو کبھی نہیں روکوں گا۔

تشریح: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑ دیا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ حضرت مسطح بن اثاثہ قریشی مطلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۳۴ھ میں بعمر ۵۶ سال وفات پائی۔ سبحان اللہ! ایمانداری اور خدا ترسی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ختم تھی باوجودیکہ مسطح رضی اللہ عنہ نے ایسا بڑا قصور کیا تھا کہ ان کی پیاری بیٹی پر جو خود مسطح رضی اللہ عنہ کی بھی بھتیجی لگتی تھیں اس قسم کا طوفان جوڑا اور قطع نظر اس سلوک کے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے کیا کرتے تھے اور قطع نظر احسان فراموشی کے انہوں نے قرابت کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بدنامی خود مسطح رضی اللہ عنہ کی بھی ذلت اور خواری تھی مگر وہ شیطان کے چکمہ میں آ گئے۔ شیطان اسی طرح آدمی کو ذلیل کرتا ہے، اس کی عقل اور فہم بھی سلب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو مسطح رضی اللہ عنہ نے یہ حرکت ایسی کی تھی کہ ساری عمر سلوک کرنا تو کجا ان کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہ کرتا مگر آخر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدا ترسی اور مہربانی اور شفقت پر قربان کہ انہوں نے مسطع رضی اللہ عنہ کا معمول بدستور جاری کر دیا اور ان کے قصور سے چشم پوشی کی۔ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک نیکی کی بات یعنی عزیزوں سے سلوک ترک کرنے پر قسم کھائی تھی تو اس قسم کو توڑ ڈالنے کا حکم ہوا پھر کوئی گناہ کرنے پر قسم کھائے اس کو تو بطریق اولیٰ یہ قسم توڑ ڈالنا ضروری ہوگا۔ یہ غصہ میں قسم کھانے کی بھی مثال ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے غصہ ہی میں قسم کھالی تھی کہ میں مسطح سے سلوک نہ کروں گا۔ (تقریر مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ)

٦٦٨٠- حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ: ((وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)). [راجع: ٣١٣٣]

(٦٦٨٠) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے قاسم نے، ان سے زہدم نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں قبیلہ اشعر کے چند ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ غصہ کی حالت میں تھے، پھر ہم نے آپ سے سواری کا جانور مانگا تو آپ نے قسم کھالی کہ آپ ہمارے لئے اس کا انتظام نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد فرمایا: ”واللہ! اللہ نے چاہا تو میں کبھی بھی اگر کوئی قسم کھالوں گا اور اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھوں گا تو وہی کروں گا جس میں بھلائی ہوگی اور قسم توڑ دوں گا۔“

تشریح: معلوم ہوا کہ قسم پر جمے رہنا امر محمود نہیں ہے۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ

باب: جب کسی نے کہا کہ واللہ! میں آج بات نہیں کروں گا

فَصَلَّى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ

پھر اس نے نماز پڑھی، قرآن مجید کی تلاوت کی، تسبیح کی، حمد یا لا الہ الا اللہ کہا

فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ)) وَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ: ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ [آل عمران: ٦٤] [راجع:٧] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كَلِمَةُ التَّقْوَى: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

تو اس کا حکم اس کی نیت کے موافق ہوگا۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”افضل کلام چار ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر۔“ اور ابو سفیان نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہرقل کو لکھا تھا: ”آ جاؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر مانا جاتا ہے۔“ مجاہد نے کہا کہ ”کلمة التقوىٰ“ لا الہ الا اللہ ہے۔

تشریح: جمہور کا قول ہے کہ مطلقاً حانث نہ ہوگا اس لئے کہ بات کرنا عرف میں اس کو کہتے ہیں کہ دنیا کی بات کسی آدمی سے کرے اور قرآن میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے روزہ رکھا تھا کہ میں آج کسی سے بات نہیں کروں گی باوجودیکہ وہ عبادت ہی میں مشغول رہیں۔ گو یہ کلمات مذکورہ بھی کلام کے حکم میں آتے ہیں لیکن عرف عام میں ان پر کلام کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اس لئے اگر قسم کھاتے وقت ان کو بھی شامل رکھنے کی نیت کی ہو تو ان کے کرنے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں۔

٦٦٨١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)).

(٦٦٨١) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی، ان کے والد (حضرت مسیب رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جب جناب ابو طالب کی موت کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ”آپ کہہ دیجئے کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو میں آپ کے لئے اللہ کے ہاں جھگڑ سکوں گا۔“

[راجع: ١٣٦٠]

تشریح: تا کہ اللہ آپ کو بخش دے مگر ابو طالب اس کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ ان کا نام عبد مناف تھا اور یہ عبد المطلب کے بیٹے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔

٦٦٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)). [راجع: ٦٤٠٦]

(٦٦٨٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو زرعہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو پر (آخرت میں) بھاری ہیں اور اللہ رحمان کے ہاں پسندیدہ ہیں وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔“

تشریح: ان کلمات کے منہ پر لانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہاں یہ حدیث لانے سے یہی مقصد ہے۔

٦٦٨٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:

(٦٦٨٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد

حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى قَالَ: ((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ أُخْرَى: مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

[راجع: ۱۲۳۸]

نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کلمہ فرمایا اور میں نے (اسی پر قیاس کرتے ہوئے) دوسرا کلمہ کہا (کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:) ”جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہوگا تو وہ جہنم میں جائے گا۔“ اور میں نے دوسری بات کہی کہ جو شخص اس حال میں مرجائے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔

تشریح: مقصد یہ ہے کہ ان کلمات سے حانث نہ ہوگا۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَهْلِهِ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ

باب: جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائے گا اور مہینہ ۲۹ دن کا ہوا اور وہ اپنی عورت کے پاس گیا تو وہ حانث نہ ہوگا

٦٦٨٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتِ: انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ)). [راجع: ۳۷۸]

(۶۶۸۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ ایلاء کیا (یعنی قسم کھائی کہ آپ ان کے ہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے) اور آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اپنے بالاخانہ میں انتیس دن تک قیام پذیر رہے۔ پھر وہاں سے اترے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایلاء ایک مہینے کے لئے کیا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔“

بَابٌ: إِنْ حَلَفَ أَلَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا

فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهِ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهُ.

باب: اگر کسی نے قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیئے گا

پھر قسم کے بعد اس نے انگور کا پکا ہوا میٹھا پانی یا کوئی نشہ آور چیز یا انگور سے نچوڑا ہوا پانی پیا تو بعض لوگوں کے قول کے مطابق اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ یہ چیزیں ان کی رائے میں 'نبیذ نہیں' ہیں۔

تشریح: نبیذ کھجور کے نچوڑے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ دیگر مذکورہ چیزیں نبیذ نہیں ہیں اس لئے اس کا قسم اٹھانا ٹوٹ نہ سکے گا مگر نشہ آور چیز کا پینا قطعاً اس لئے حرام ہے کہ وہ بھی شراب میں داخل ہے۔ نبیذ کا بھی یہی حکم ہے جو نشہ آور ہوتی ہے۔ عرب لوگوں میں نبیذ کے دو معنی ہیں ایک تو ہر قسم کی شراب جس میں نشہ ہو دوسری کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو کر اس کا میٹھا شربت بنانا جس میں نشہ نہیں ہوتا اور جسے طلاء کہتے ہیں۔ انگور کے شیرے کو جو پکایا جائے

حنفیہ کہتے ہیں جب ایک تہائی جل جائے اگر دو تہائی جل جائے تو وہ مثلث ہے آدھا جل جائے تو وہ منصف ہے تھوڑا سا جلے تو وہ باذق یعنی بادہ ہے۔ سکر کہتے ہیں انگور کی شراب کو۔ عصیر کہتے ہیں انگور یا کھجور کے شیرے کو۔ حافظ نے کہا طلاء کو اتنا پکائیں کہ وہ جم جائے تو اس کو دبس اور رب کہتے ہیں اس وقت اس کو نبیذ نہیں کہیں گے۔ اگر پتلا رہے تو البتہ نبیذ کہیں گے عرف میں۔ خیر یہ تو ہوا۔ اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول صحیح ہے۔ نبیذ نہ پینے کی قسم کھائے تو طلاء یا سکر یا عصیر پینے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ نام زبان عرب میں ہیں اور نبیذ یا نقیع تو اسی کو کہتے ہیں جو کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو دیں اس کا شربت لیں اور سہل اور سودہ کی حدیث سے اس مطلب پر استدلال کیا کیونکہ سہل کی حدیث میں نقیع سے اور سودہ کی حدیث میں نبیذ سے یہی مراد ہے اس لئے کہ طلاء اور سکر وغیرہ تو حلال نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ ان کا استعمال کیسے فرماتے۔ میرے (مولانا وحید الزماں کے) نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ احادیث لا کر حنفیہ کے قول کی تائید کی ہے۔ ابن بطال وغیرہ کئی شارحین نے یہ کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حنفیہ کا رد منظور ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توجیہ یوں کی کہ سہل کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کھجور یا انگور ابھی تھوڑے عرصہ سے بھگوئے جائیں تو اس کے پانی کو نبیذ کہتے ہیں گو اس کا پینا درست ہے اور سودہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے مگر یہ توجیہ میری (مولانا وحید الزماں) سمجھ میں نہیں آتی اس لئے کہ سہل اور سودہ کی احادیث میں یہ صراحت کہاں ہے کہ طلاء یا سکر کو بھی نبیذ کہتے ہیں۔ پھر حنفیہ کا رد کیونکر ہوگا۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اکثر علما کا قول یہ ہے کہ ایسی قسم میں جس شراب کو عرف میں نبیذ کہتے ہیں اس کے پینے سے قسم ٹوٹ جائے گی البتہ اگر کسی خاص شراب کی نیت کرے تو اس کی نیت کے موافق حکم ہوگا۔ (وحیدی)

٦٦٨٥۔ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ الْعَرُوسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: هَلْ تَدْرُونَ مَا سَقَتْهُ؟ قَالَ: أَنْقَعَتْ لَهُ تَمْرًا فِي تَوْرٍ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَيْهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ. [راجع: ٥١٧٦] [مسلم: ٥٢٣٣؛ ابن ماجه: ١٩١٢]

(٦٦٨٥) مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے عبدالعزیز بن ابی حازم سے سنا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ابو اسید رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور نبی اکرم ﷺ کو اپنی شادی کے موقع پر بلایا۔ دلہن ہی ان کی میزبانی کا کام کر رہی تھی۔ پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: تمہیں معلوم ہے، میں نے آنحضرت ﷺ کو کیا پلایا تھا۔ کہا کہ رات میں آنحضرت ﷺ کے لئے میں نے کھجور ایک بڑے پیالے میں بھگو دی تھی اور صبح کے وقت اس کا پانی آپ کو پلایا تھا۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ وفات نبوی کے وقت ۱۵ سال کے تھے۔ ۹۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ مدینہ میں فوت ہونے والے یہ آخری صحابی ہیں۔

٦٦٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهِ حَتَّى صَارَ شَنًّا. [نسائي: ٤٢٥١]

(٦٦٨٦) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی صاحبہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کی ایک بکری مر گئی تو اس کے چمڑے کو ہم نے دباغت دے دیا، پھر ہم اس کی مشک میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔

تشریح: بہرحال نبیذ کا استعمال ثابت ہوا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

بَابٌ: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ

فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْأُدْمُ.

باب: جب کسی نے قسم کھائی کہ وہ سالن نہیں کھائے گا

پھر اس نے روٹی کھجور کے ساتھ کھائی یا کسی اور سالن کے طور پر استعمال ہوسکنے والی چیز کھائی (تو اس کو سالن ہی مانا جائے گا)۔

٦٦٨٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ. فَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهَذَا. [راجع: ٥٤٢٣]

(۶۶۸۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آل محمد ﷺ کبھی پے در پے تین دن تک سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی نہیں کھا سکے یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے اور ابن کثیر نے بیان کیا کہ ہم کو سفیان نے خبر دی کہ ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عابس کی ملاقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہو جائے۔ کیونکہ اگلی روایت عن عن کے ساتھ ہے۔

٦٦٨٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُوْمُوْا)) فَانْطَلَقُوْا

(۶۶۸۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنی بیوی) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں سن کر آ رہا ہوں رسول اللہ ﷺ کی آواز (فاقوں کی وجہ سے) کمزور پڑ گئی ہے اور میں نے آواز سے آپ کے فاقہ کا اندازہ لگایا ہے، کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی لے کر روٹی کو اس کے ایک کونے سے لپیٹ دیا اور اسے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ میں لے کر گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ ہیں، میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔'' میں نے عرض کی: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھ والے

وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا عِنْدَكِ)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ قَالَ: فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتَّى شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

لوگوں سے کہا: ''اٹھو! اور چلو۔'' میں ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔ آخر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا اور ان کو اطلاع دی۔ ابوطلحہ نے کہا ام سلیم! جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس تو کوئی ایسا کھانا نہیں جو سب کو پیش کیا جا سکے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ملے، اس کے بعد آپ اور ابوطلحہ گھر کی طرف بڑھے اور اندر گئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لاؤ'' وہ یہی روٹیاں لائیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان روٹیوں کو چورا کر دیا گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک (گھی کی) کپی کو نچوڑا گویا یہی سالن تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ اللہ نے چاہا دعا پڑھی اور فرمایا: ''دس آدمیوں کو اندر بلاؤ۔'' انہیں بلایا گیا وہ آئے اور سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کو اندر بلاؤ'' وہ آئے اور سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کو اندر بلاؤ۔'' اور اس طرح سب لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ حاضرین کی تعداد ستر یا اسی آدمیوں کی تھی۔

[راجع: ٤٢٢]

تشریح: گھی کو بطور سالن استعمال کیا گیا ہے یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے جس میں ایک معجزہ نبوی کا بیان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے لوگوں کو خود کھانے سے پہلے اپنے دیگر متعلقین کا بھی فکر کرنا ضروری ہے بلکہ ان سب کو پہلے کھلانا اور بعد میں خود کھانا تا کہ کوئی بھی بھوکا نہ رہ جائے۔ اللہ پاک آج کل کے نام نہاد پیروں مرشدوں کو نیز تمام علما کو اور سب لوگوں کو ان اخلاق حسنہ کی توفیق بخشے۔ آمین

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

باب: قسموں میں نیت کا اعتبار ہوگا

تشریح: جیسا کہ حدیث ((انما الاعمال بالنیات)) سے ظاہر ہے۔

٦٦٨٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

(٦٦٨٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ''بلاشبہ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). [راجع: ۱]

ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی تو واقعی وہ انہیں کے لئے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔"

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا منشا یہ ثابت کرنا ہے کہ قسم کھانے پر اس کی پختگی یا برعکس کا فیصلہ کرنا خود قسم کھانے والے کی سوچ سمجھ پر موقوف ہے اس کی جیسی نیت ہوگی وہی حکم لگایا جائے گا۔

بَابٌ: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

باب: جب کوئی شخص اپنا مال نذر یا توبہ کے طور پر خیرات کردے

٦٦٩٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ۔ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ۔ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهِ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ [التوبة: ۱۱۸] فَقَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)).

[راجع: ۲۷۵۷]

(٦٦٩٠) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہوگئے تو ان کی اولاد میں ایک یہی کہیں آنے جانے میں ان کے ساتھ رہتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے واقعہ اور آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ کے سلسلہ میں سنا، انہوں نے اپنی حدیث کے آخر میں کہا کہ (میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ پیش کش کی کہ) اپنی توبہ کی خوشی میں میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے دین کی خدمت میں صدقہ کردوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: "اپنا کچھ مال اپنے پاس ہی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

تشریح: آیت مبارکہ: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ الخ (۹/التوبۃ:۱۱۸) میں ان تین صحابیوں کا ذکر ہے جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور رسول کریم ﷺ نے ان سے سخت باز پرس کی تھی وہ تین حضرات کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں۔ پچھلے دو نے تو معذرت وغیرہ کرکے چھٹکارا حاصل کرلیا تھا مگر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور کوئی معذرت کرنا مناسب نہ جانا۔ آخر رسول کریم ﷺ نے وحی الٰہی کے انتظار میں ان سے بولنا وغیرہ بند کردیا آخر بہت کافی دنوں بعد ان کی توبہ کی قبولیت کی بشارت ملی اور ان کو مبارک باد دی گئی۔ انصاری خزرجی ہیں اور دوسری بیعت عقبہ میں یہ شریک تھے ۷۷ سال کی عمر پاکر ۵۰ھ میں جب کہ بصارت چلی گئی تھی ان کا انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) آمین

بَابٌ: إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

باب: اگر کوئی شخص اپنا کھانا اپنے اوپر حرام کرلے

وَقَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ [التحريم: ١، ٢] وَقَوْلُهُ: ﴿لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾. [المائدة: ٨٧]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم میں فرمایا: ''اے نبی! آپ کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے، آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی قسموں کا کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔'' اور سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''حرام نہ کرو ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔''

تشریح: ایسے مواقع پر قسموں کا توڑ ڈالنا ضروری ہے مگر کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

٦٦٩١۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ: ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ)) فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ [التحريم: ٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: ((بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا)) وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ: ((وَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)). [راجع: ٤٩١٢]

(٦٦٩١) مجھ سے حسن بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے کہ عطاء کہتے تھے کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا، کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ (ام المؤمنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں رکتے تھے اور شہد پیتے تھے، پھر میں نے اور (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا نے عہد کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ آئیں تو وہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، آپ نے مغافیر تو نہیں کھائی ہے؟ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب ایک کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات آپ سے پوچھی۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ میں نے شہد پیا ہے زینب بنت جحش کے ہاں اور اب کبھی نہیں پیوں گا۔'' (کیونکہ آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ واقعی اس میں مغافیر کی بو آتی ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے نبی! آپ ایسی چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے۔'' ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ میں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے اور ''وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ'' سے اشارہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ ''نہیں، میں نے شہد پیا ہے۔'' اور مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: ''اب کبھی میں شہد نہیں پیوں گا میں نے قسم کھالی ہے تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔'' (پھر آپ نے اس قسم کو توڑ دیا)۔

تشریح: حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے خاوند اول حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ ۳ھ میں ان کا نکاح ثانی رسول کریم ﷺ سے ہوا۔ بہت ہی نیک خاتون تھیں۔ نماز روزہ کا بہت اہتمام کرنے والی ۴۵ھ ماہ شعبان میں انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہا)

بَابُ الْوُفَاءِ بِالنَّذْرِ

وَقَوْلِهِ: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾. [الدهر: ٧]

٦٦٩٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: أَوَلَمْ تُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ)). [راجع: ٦٦٠٨]

باب: منت نذر پوری کرنا واجب ہے

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ دہر میں ارشاد ”وہ جو اپنی منت نذر پوری کرتے ہیں۔“

(٦٦٩٢) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا: کیا لوگوں کو نذر سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نذر کسی چیز کو نہ آگے کر سکتی ہے نہ پیچھے، البتہ اس کے ذریعہ بخیل کا مال نکالا جا سکتا ہے۔“

٦٦٩٣ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ)). [راجع: ٦٦٠٨]

(٦٦٩٣) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، کہا ہم کو عبداللہ بن مرہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا: ”وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی، البتہ اس کے ذریعہ بخیل کا مال نکالا جا سکتا ہے۔“

٦٦٩٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قُدِّرْتُهُ وَلٰكِنَّهُ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ فَيُؤْتِيْنِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِي عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ)). [راجع: ٦٦٠٩]

(٦٦٩٤) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو، البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال نکلواتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں صدقہ کر دیتا ہے جس کی اس سے پہلے اس سے امید نہیں کی جا سکتی تھی۔“

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَفِي بِالنَّذْرِ

٦٦٩٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. قَالَ:

باب: اس شخص کا گناہ جو نذر پوری نہ کرے

(٦٦٩٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوجمرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہدم بن مضرب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمران بن حصین سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان کا جو اس کے قریب ہوں گے اس کے بعد وہ جو اس

عِمْرَانُ: لَا أَدْرِي ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهِ. ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ)).

[راجع: ٢٦٥١]

سے قریب ہوں گے۔" عمران نے بیان کیا کہ مجھے یاد نہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو کا ذکر کیا تھا یا تین کا (فرمایا کہ) "پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانے گی اور اسے پورا نہیں کرے گی۔ خیانت کرے گی اور ان پر اعتماد نہیں رہے گا۔ وہ گواہی دینے کے لئے تیار رہیں گے جب کہ ان سے گواہی کے لئے کہا بھی نہیں جائے گا اور ان میں مٹاپا عام ہو جائے گا۔"

بَابٌ: اَلنَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ

باب: اسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے جو عبادت اور اطاعت کے کام کے لئے کی جائے نہ کہ گناہ کے لیے

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾. [البقرة: ٢٧٠]

اللہ نے فرمایا: "جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو یا شیطان کی راہ میں اللہ کو اس کی خبر ہے اسی طرح جو نذر تم مانو اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

٦٦٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ)). [طرفه في: ٦٧٠٠] [ابوداود: ٣٢٨٩؛ ترمذي: ١٥٢٦؛ نسائي: ٣٨١٥، ٣٨١٧؛ ابن ماجه: ٢١٢٦]

(٦٦٩٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن عبدالملک نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہیے لیکن جس نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہو اسے نافرمانی نہ کرنی چاہیے۔"

بَابٌ: إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

باب: جب کسی نے جاہلیت میں (اسلام لانے سے پہلے) کسی شخص سے بات نہ کرنے کی نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو پھر اسلام لایا ہو؟

٦٦٩٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ)).

[راجع: ٢٠٣٢]

(٦٦٩٧) ہم سے ابوحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عبیداللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اپنی نذر پوری کر۔"

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

باب: جو مر گیا اور اس پر کوئی نذر باقی رہ گئی

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلَى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ: صَلِّي عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے، جس کی ماں نے قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی، کہا کہ اس کی طرف سے تم پڑھ لو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی کہا تھا۔

تشریح: امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نکالا کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے۔ اب ان دونوں قولوں میں یوں تطبیق دی گئی ہے کہ زندہ زندہ کی طرف سے نماز روزہ نہیں کرسکتا مردہ کی طرف سے کرسکتا ہے۔ (وحیدی)

٦٦٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ. [راجع: ٢٧٦١]

(٦٦٩٨) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمہ باقی تھی اور ان کی وفات نذر پوری کرنے سے پہلے ہوگئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں فتویٰ دیا کہ نذر وہ اپنی ماں کی طرف سے پوری کردیں، چنانچہ بعد میں یہی طریقہ مسنونہ قرار دیا۔

٦٦٩٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاقْضِ اللَّهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)). [راجع: ١٨٥٢]

(٦٦٩٩) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کریں گی لیکن اب ان کا انتقال ہو چکا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر ان پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟'' انہوں نے عرض کی، ضرور ادا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا قرض پورا ادا کیا جائے۔''

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

باب: ایسی چیز کی نذر جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے یا گناہ کی

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں جو احادیث بیان کی ہیں۔ ان سے ترجمہ باب کا جزو ثانی یعنی گناہ کی نذر کا حکم مفہوم ہوتا ہے مگر جزو اول یعنی نذر فیما لا یملک کا حکم نہیں نکلتا اس کا جواب یوں ہوسکتا ہے کہ نذر معصیت کا حکم نکلنے سے نذر فیما لا یملک کا بھی حکم نکل آیا کیونکہ دوسرے کی ملک میں تصرف کرنا بھی معصیت میں داخل ہے۔

٦٧٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ)). [راجع: ٦٦٩٦]

(٦٧٠٠) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے طلحہ بن عبدالملک نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ اطاعت کرے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی ہو پس وہ گناہ نہ کرے۔“

تشریح: بلکہ ایسی نذر ہرگز پوری نہ کرے وفاداری کا یہی تقاضا ہے۔

٦٧٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ)) وَرَآهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ١٨٦٥]

(٦٧٠١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے کہ یہ شخص اپنی جان کو عذاب میں ڈالے۔“ آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چل رہا تھا اور فزاری نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

تشریح: ایسی ناجائز نذر ماننا جو حد اعتدال سے باہر ہو اسے توڑ دینے کا حکم ہے اس شخص کے پیر فالج زدہ تھے اور اس نے حج کرنے کے لئے اپنے دو بچوں کے کندھوں کے سہارے چل کر حج کرنے کی نذر مانی تھی آپ نے اسے اس طرح چلنے سے منع فرما دیا۔

٦٧٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ. [راجع: ١٦٢٠]

(٦٧٠٢) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے سلیمان احول نے، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کعبہ کا طواف لگام یا اس کے سوا کسی اور چیز کے ذریعے کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے اسے کاٹ دیا۔

٦٧٠٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ: أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ! أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ. [راجع: ١٦٢٠]

(٦٧٠٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں طاؤس نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ گزرے تو ایک شخص اس طرح کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ دوسرا شخص اس کی ناک میں رسی باندھ کر اس کے آگے سے اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ رسی اپنے ہاتھ سے کاٹ دی، پھر حکم دیا کہ ہاتھ سے اس کی رہنمائی کرے۔

تشریح: غالباً وہ شخص نابینا یا بوڑھا ہوگا۔ یہ تکلیف مالا یطاق ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

٦٧٠٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:

(٦٧٠٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے،

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ)) قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[ابوداود: ٣٣٠٠؛ ابن ماجه: ٢١٣٦م]

کہا ہم سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل نامی ہیں۔ انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے ہی رہیں گے، بیٹھیں گے نہیں، نہ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھیں گے اور نہ کسی سے بات کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہو کہ بات کریں، سایہ کے نیچے بیٹھیں اٹھیں اور اپنا روزہ پورا کرلیں۔'' عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی ان غلط قسموں کو تڑوادیا۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

باب: جس نے کچھ خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو پھر اتفاق سے ان دنوں میں بقرعید یا عید ہوگئی تو اس دن روزہ نہ رکھے

٦٧٠٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ الْأَسْلَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الاحزاب: ٢١] لَمْ يَكُنْ يَصُومُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ وَلَا يَرَى صِيَامَهُمَا. [راجع: ١٩٩٤]

(٦٧٠٥) مجھ سے محمد بن ابوبکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکیم بن ابی حرہ اسلمی نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نذر مانی ہو کہ کچھ مخصوص دنوں میں روزے رکھے گا، پھر اتفاق سے انہی دنوں میں بقرعید یا عیدالفطر کے دن پڑ گئے ہوں؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ آنحضرت ﷺ بقرعید اور عیدالفطر کے دن روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں میں روزے کو جائز سمجھتے تھے۔

٦٧٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ: نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمٍ ثُلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ

(٦٧٠٦) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زیاد بن جبیر نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا۔ اتفاق سے اسی دن کی بقرعید پڑ گئی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نذر پوری

فَقَالَ: أَمَرَ اللَّهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِينَا أَنْ نَصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ. [راجع: ١٩٩٤]

کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں بقرعید کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے اس شخص نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو آپ نے پھر اس سے صرف اتنی ہی بات کہی اس پر کوئی زیادتی نہیں کی۔

تشریح: بہترین دلیل پیش کی کہ سچے مسلمانوں کے لئے اسوۂ نبی ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔

بَابٌ: هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

باب: کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں، کھیتی اور سامان بھی آتے ہیں؟

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَصَدَّقْتَ بِهَا)) [راجع: ٢٧٣٧] وَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ لِحَائِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةِ الْمَسْجِدِ. [راجع: ١٤٦١]

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا: مجھے ایسی زمین مل گئی ہے کہ کبھی اس سے عمدہ مال نہیں ملا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار صدقہ کر دو۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: بیرحاء نامی باغ مجھے اپنے تمام اموال میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے ایک باغ تھا۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ داخل ہوں گے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے باغ کو مال کہا۔

٦٧٠٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَأَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ: رِفَاعَةُ ابْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ

(٦٧٠٧) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید دیلی نے بیان کیا، ان سے ابن مطیع کے غلام ابوغیث نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی لڑائی کے لئے نکلے۔ اس لڑائی میں ہمیں سونا چاندی غنیمت میں نہیں ملا تھا بلکہ دوسرے اموال، کپڑے اور سامان ملا تھا۔ پھر بنی ضبیب کے ایک شخص رفاعہ بن زید نامی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غلام ہدیے میں دیا غلام کا نام مدعم تھا۔ پھر آنحضرت وادیٔ قریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور جب آپ وادیٔ قریٰ میں پہنچ گئے تو مدعم کو جب کہ وہ آپ ﷺ کا کجاوہ درست کر رہا تھا۔ ایک انجان تیر آ کر لگا اور اس کی موت ہوگئی۔ لوگوں نے کہا کہ جنت اسے مبارک ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ کمبل جو اس نے تقسیم سے پہلے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرا لیا تھا، وہ اس پر آگ کا انگارہ بن کر بڑھک رہا ہے۔'' جب لوگوں نے یہ بات سنی تو

لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)) فَلَمَّا سَمِعَ بِذَلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ)). [راجع: ٤٢٣٤]

ایک شخص چپل کا تسمہ یا دو تسمے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ آگ کا تسمہ ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔“

[مسلم: ٣١٠؛ ابوداود: ٢٧١١]

تشریح: روایت میں اونٹ بکریوں وغیرہ کو بھی لفظ سامان اموال سے تعبیر کیا گیا ہے اسی سے باب کا مطلب نکلا اور یہ بھی نکلا کہ خیانت اور چوری ایسے گناہ ہیں جن کی مجاہد کے لئے بھی بخشش نہیں ہے۔

بَابُ كَفَّارَاتِ الأَيْمَانِ

باب: قسموں کے کفاروں کا بیان

تشریح: لفظ ایمان کے بارے میں حافظ صاحب لکھتے ہیں: "الایمان بفتح الھمزة جمع یمین واصل الیمین فی اللغة الید الیمنی واطلقت علی الحلف لانھم کانوا اذا تحالفوا اخذ کل بیمین صاحبه...... الخ۔" یعنی لفظ یمین لغت میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں اور اس لفظ کا اطلاق قسم پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اہل عرب جب کسی معاملہ میں باہمی حلفیہ معاہدہ کرتے تو ہر شخص اپنے ساتھی کا دایاں ہاتھ پکڑتا اور قسم کھا کر وعدہ پختہ کرتا۔ اس لئے یمین کا لفظ قسم پر استعمال ہونے لگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ دایاں ہاتھ طاقت کے لحاظ سے جسے پکڑے اس کی حفاظت کی شان رکھتا ہے پس قسم کا لفظ بھی یمین پر بولا جانے لگا، اس لئے کہ اس سے جس چیز پر قسم کھائی جائے وہ چیز پھر محفوظ ہو جاتی ہے۔ لفظ کفارات کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وسمیت کفارة لانھا تکفر الذنب ای تستره ومنه قیل للمزارع کافر لانه یغطی البذر واصل الکفر الستر یقال کفرت الشمس النجوم سترتھا ویسمی السحاب الذی یستر الشمس کافراً اویسمی اللیل کافراً لانه یستر الاشیاء عن العیون وتکفر الرجل بالسلاح اذا تستر به۔" (فتح جلد١١/ صفحه٧٢٧) کفارہ گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کاشتکار کو کافر اس لئے بولا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے لفظ کفر دراصل پردہ کرنے کو، چھپا دینے کو کہتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ سورج نے تاروں کو چھپا دیا اور بادل جو سورج کو چھپا دیتا ہے اس پر بھی لفظ کافر بولا جاتا ہے اور رات کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ آنکھوں سے ہر چیز پر پردہ ڈال دیتی ہے اور آدمی جب ہتھیاروں سے ڈھانک دیا جاتا ہے تو اس پر بھی لفظ کافر بولا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کفارہ ان عملوں پر بولا جاتا ہے جن کے کرنے سے گناہوں پر معافی کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ (فتح الباری)

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ﴾ [المائدة: ٨٩] وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ نَزَلَتْ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦] وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ: مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ: أَوْ أَوْ، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

اور سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”پس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے“ اور یہ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ”پھر روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا ہے۔“ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء وعکرمہ سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں اَوْ اَوْ (بمعنی یا) کا لفظ آتا ہے تو اس میں اختیار بتانا مقصود ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے کعب رضی اللہ عنہ کو فدیہ کے معاملہ میں اختیار دیا تھا۔ (کہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں یا ایک بکرے کا صدقہ کریں)

٦٧٠٨ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ادْنُ)) فَدَنَوْتُ: فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ)) وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ: الصِّيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ. [راجع: ١٨١٤]

(٦٧٠٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب عبداللہ بن نافع نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے، ان سے کعب بن عجرہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہوجا'' میں قریب ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تمہارے سر کے کیڑے تکلیف دے رہے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر روزے صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے دے۔'' اور مجھے ابن عون نے خبر دی، ان سے ایوب نے بیان کیا کہ روزے تین دن کے ہوں گے اور قربانی ایک بکری کی اور (کھانے لئے) چھ مسکین ہوں گے۔

تشریح: کعب بن عجرہ ؓ کی حدیث حج کے فدیہ کے بارے میں ہے اس کو قسم کے فدیہ سے کوئی تعلق نہ تھا مگر امام بخاری ؒ اس باب میں اس کو اس لئے لائے کہ جیسے حج کے فدیہ میں اختیار ہے تینوں میں سے جو چاہے وہ کرے ایسے ہی قسم کے کفارہ میں بھی قسم کھانے والے کو اختیار ہے کہ تینوں کفاروں میں سے جو قرآن میں مذکور ہیں جو کفارہ چاہے ادا کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ [التحريم: ٢]

وَمَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ؟

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔''

اور مالدار اور محتاج پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

تشریح: جو حدیث امام بخاری ؒ نے اس باب میں بیان کی ہے وہ رمضان کے کفارے کے بیان میں ہے مگر قسم کے کفارے کو اسی پر قیاس کیا ہے۔

٦٧٠٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((أَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)) قَالَ: لَا

(٦٧٠٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ان کی زبان سے سنا وہ حمید بن عبدالرحمٰن سے بیان کرتے تھے، ان سے حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں تو تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' عرض کیا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتا ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا

قَالَ: ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ- وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ- قَالَ: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ: ((أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ)). [راجع: ١٩٣٦]

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' وہ صاحب بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں (عرق ایک بڑا پیمانہ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے جا اور اسے پورا صدقہ کر دے۔'' انہوں نے پوچھا: کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر (صدقہ کردوں؟) اس پر نبی اکرم ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے اور پھر آپ نے فرمایا: ''اپنے بیوی بچوں ہی کو کھلا دینا۔''

بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

٦٧١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَقَالَ: وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((تَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ ((فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ- وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ- فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ: أَعَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)). [راجع: ١٩٣٦]

باب: جس نے کفارہ کے ادا کرنے کے لئے کسی تنگ دست کی مدد کی

(٦٧١٠) ہم سے محمد بن محبوب بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے معمر بن راشد نے، ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں تو تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا بات ہے۔'' انہوں نے کہا: میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کوئی غلام ہے۔'' انہوں نے کہا کہ نہیں، دریافت فرمایا: ''متواتر دو مہینے روزے رکھ سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ دریافت فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک انصاری صحابی ''عرق'' لے کر حاضر ہوئے، عرق ایک پیمانہ ہے، اس میں کھجوریں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے جا اور صدقہ کر دے۔'' انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان دونوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا اور اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔''

تشریح: اس حدیث کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ کفارہ ہر شخص پر واجب ہے گو وہ محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ یہ شخص بہت محتاج تھا مگر نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تجھ کو کفارہ معاف ہے۔ بلکہ کفارہ دینے میں اس کی مدد فرمائی۔ عرق وہ ٹوکرا جس میں پندرہ صاع کھجوریں سما جاتی ہیں۔

بَابٌ: يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِينَ قَرِيبًا كَانَ أَوْ بَعِيدًا

باب: کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جائے خواہ وہ قریب کے رشتہ دار ہوں یا دور کے

تشریح: بلکہ قریب والوں کو کھلانے میں ثواب اور بھی زیادہ ہے۔

٦٧١١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا. ثُمَّ قَالَ: ((خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

[راجع: ١٩٣٦]

(٦٧١١) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں تو تباہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’کیا بات ہے؟‘‘ کہا: میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے آزاد کر سکو؟‘‘ انہوں نے کہا: نہیں۔ دریافت فرمایا: ’’کیا متواتر دو مہینے تم روزے رکھ سکتے ہو؟‘‘ کہا: نہیں۔ دریافت فرمایا: ’’ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟‘‘ عرض کیا: اس کے لئے بھی میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اسے لے جا اور صدقہ کر۔‘‘ انہوں نے پوچھا: اپنے سے زیادہ محتاج پر؟ ان دونوں میدانوں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اچھا اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔‘‘

تشریح: گھر والوں میں دور اور نزدیک کے سب رشتہ دار آ گئے گو یہ حدیث کفارہ رمضان کے باب میں ہے مگر قسم کے کفارے کو بھی اسی پر قیاس کیا۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِينَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ وَبَرَكَتِهِ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذَلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

باب: مدینہ منورہ کا صاع (ایک پیمانہ) اور نبی کریم ﷺ کا مد (ایک پیمانہ) اور اس میں برکت اور بعد میں بھی اہل مدینہ کو نسلاً بعد نسل جو صاع اور مد ورثہ میں ملا اس کا بیان

تشریح: مدینہ والوں کا مد ایک رطل اور تہائی رطل تھا اور یہی نبی کریم ﷺ کا مد بھی تھا اور صاع چار مد کا تھا یعنی پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ ہر رطل ایک سو اٹھائیس درم اور ۷/۴۔ ایک کا صاع کے چھ سو پچاسی اور ۵۷ درم ہوئے۔ تمام اہلحدیث سلف اور خلف کا صاع اور مد میں اسی پر عمل رہا ہے کیونکہ شریعت ساری مدینۃ المنورہ سے جاری ہوئی اور مدینہ میں جو رواج تھا اسی پر سب احکام لئے جائیں گے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاع آٹھ رطل اور مد دو رطل کا رکھا ہے۔ کوفہ والوں میں اسی کا رواج تھا مگر ہم کو کوفہ والوں سے کیا غرض، ہمارے رسول ﷺ مدنی تھے ہم کو مدینہ والوں کا چال چلن

پسند ہے اور اسی کا ہم کو اتباع کرنا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور ان سے ہارون رشید رحمہ اللہ کے سامنے امام مالک رحمہ اللہ نے صاع اور مد کے بارے میں بحث کی، آخر میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اہل کوفہ کا قول ترک کر کے مدینہ والوں کا قول اختیار کیا۔ انصاف پسندی اسی کا نام ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد ہیں۔ انہوں نے بھی کتاب الحج میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بہت سے اقوال چھوڑ کر اہل مدینہ کے ساتھ اتفاق کیا ہے جگہ جگہ لکھتے ہیں: قول اهل المدينة فی ذالك احب الی من قول ابی حنيفة سچے حنفی یہ حضرات تھے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہدایت کے موافق چلتے تھے ان کا یہی ارشاد ہے کہ قرآن و حدیث صحیح کی پیروی کرو اور میرا جو قول حدیث صحیح کے خلاف پاؤ اسے چھوڑ دو۔ اگر ہمارے معزز حنفی حضرات آج بھی امام موصوف رحمہ اللہ کی اس پاکیزہ ہدایت پر عمل پیرا ہو جائیں تو سارے جھگڑے ختم ہو کر مسلمانوں میں اتفاق باہمی ہو سکتا ہے۔ اللہ توفیق بخشے (آمین)

سائب نے جس وقت یہ حدیث بیان کی اس وقت مد چار رطل کا تھا اس پر ایک تہائی اور بڑھائی جائے تو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل ہوا۔ نبی کریم ﷺ کا صاع اتنا ہی تھا۔ معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں صاع کتنا بڑھ گیا تھا۔ بعد کے زمانوں میں بنی امیہ نے مد کی مقدار بڑھا دی ایک مد دو رطل کا ہو گیا اور صاع آٹھ رطل کا۔ کوفیوں نے نبی کریم ﷺ کا صاع چھوڑ کر بنو امیہ کی پیروی کی ان میں وہی صاع آج تک مروج ہے مگر یہ صاع مسنونہ نہیں ہے۔ دعوا كل فعل عند فعل محمد ﷺ۔

٦٧١٢ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيْدَ فِيْهِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ. [راجع: ١٨٥٩]

(٦٧١٢) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قاسم بن مالک مزنی نے بیان کیا، کہا ہم سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع تمہارے زمانہ کے مد سے ایک مد اور تہائی کے برابر ہوتا تھا۔ بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں اس میں زیادتی کی گئی۔

تشریح: مگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا صاع ہی لیا جائے گا۔

٦٧١٣ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ: الْمُدُّ الْأَوَّلِ وَفِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ: قَالَ لَنَا مَالِكٌ: مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِي مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ لِي مَالِكٌ: لَوْ جَاءَكُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ؟ قُلْتُ: كُنَّا نُعْطِي بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَفَلَا

(٦٧١٣) ہم سے منذر بن ولید جارودی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوقتیبہ سلم شعیری نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کا فطرانہ نبی کریم ﷺ ہی کے پہلے مد کے وزن سے دیتے تھے اور قسم کا کفارہ بھی آنحضرت ﷺ کے مد سے ہی دیتے تھے۔ ابوقتیبہ نے اسی سند سے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا کہ ہمارا مد تمہارے مد سے بڑا ہے اور ہمارے نزدیک ترجیح صرف آنحضرت ﷺ ہی کے مد کو ہے۔ اور مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ اگر ایسا کوئی حاکم آیا جو آنحضرت ﷺ کے مد سے چھوٹا مد مقرر کر دے تو تم کس حساب سے (صدقہ فطر وغیرہ) نکالو گے؟ میں نے عرض کیا کہ ایسی صورت میں ہم آنحضرت ﷺ ہی کے مد کے حساب سے نکالا کریں گے؟

تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلَى مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

انہوں نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ معاملہ ہمیشہ نبی ﷺ ہی کے مد کی طرف لوٹتا ہے۔

تشریح: اسی لئے کوئی مد اور صاع نا قابل اعتبار ہیں۔

٦٧١٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ)). [راجع: ٢١٣٠]

(٦٧١٤) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان کے کیل (پیمانے) میں ان کے صاع اور ان کے مد میں برکت عطا فرما۔''

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ [المائدة: ٨٩] وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى؟

یعنی ''قسم کے کفارہ میں ایک غلام کی آزادی'' اور کس طرح کے غلام کی آزادی افضل ہے۔

تشریح: قسم کے کفارے میں اللہ پاک نے یہ قید نہیں لگائی کہ غلام مؤمن ہو جیسے قتل کے کفارے میں لگائی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مؤمن کافر ہر طرح کا غلام کفارے میں آزاد کرنا درست رکھا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر کفارے میں خواہ وہ قسم کا ہو یا ظہار کا یا رمضان کا مؤمن غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔

٦٧١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)). [راجع: ٢٥١٧]

(٦٧١٥) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے داؤد بن رشید نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے ابوغسان محمد بن مطرف نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے علی بن حسین نے، ان سے سعید بن مرجانہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد کرے گا۔ یہاں تک کہ غلام کی شرمگاہ کے بدلے آزاد کرنے والے کی شرمگاہ بھی دوزخ سے آزاد ہو جائے گی۔''

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

باب: کفارہ میں مدبر، ام الولد اور مکاتب اور ولد الزنا کا آزاد کرنا درست ہے

وَقَالَ طَاوُسٌ: يُجْزِيءُ أُمُّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرُ.

اور طاؤس نے کہا کہ مدبر اور ام الولد کا آزاد کرنا کافی ہوگا۔

تشریح: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کے مالک نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری موت کے بعد غلام آزاد ہے۔ ام الولد وہ لونڈی جس کے پیٹ سے مالک کا کوئی بچہ ہو۔ ایسی کنیز مالک کی موت کے بعد شریعت کی رو سے خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔ مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے کسی مقررہ مدت میں ایک خاص رقم کی ادائیگی کا معاہدہ لکھ دیا ہو کہ اس مدت میں اگر وہ رقم ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ ان تمام صورتوں میں غلام مکمل غلام نہیں ہے اور نہ اسے آزاد ہی کہا جاتا ہے۔ مصنف نے بحث یہ کی ہے کہ کیا اس صورت میں بھی کفارہ میں ان کی آزادی ایک غلام کی آزادی کے حکم میں مانی جا سکتی ہے؟

٦٧١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ. [راجع: ٢١٤١]

[مسلم: ٤٣١٤]

(٦٧١٦) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی، انہیں عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلۂ انصار کے ایک صاحب نے اپنے غلام کو مدبر بنا لیا اور ان کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ نے دریافت فرمایا: ”مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟“ نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں آنحضرت ﷺ سے اسے خرید لیا۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ وہ ایک قبطی غلام تھا اور پہلے ہی سال مر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے نیلام فرما کر اس رقم سے اسے مکمل آزاد کرا دیا۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ وَأَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ وَلَاؤُهُ

باب: جب کفارہ میں غلام آزاد کرے گا تو اس کی ولاء کسے حاصل ہوگی؟

٦٧١٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٤٥٦]

(٦٧١٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتیبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو (آزاد کرنے کے لئے) خریدنا چاہا، تو ان کے پہلے مالکوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگائی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”خرید لو، ولاء تو اسی سے ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔“

بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْأَيْمَانِ

باب: اگر کوئی شخص قسم میں ان شاء اللہ کہہ لے

٦٧١٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ:

(٦٧١٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے غیلان بن جریر نے، ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)) ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ بِشَائِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ لَا يَحْمِلُنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ! إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[راجع: ۳۱۳۳]

کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا اور آپ سے سواری کے لئے جانور مانگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔“ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے اور جب کچھ اونٹ آئے تو تین اونٹ ہمیں دیے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم انہیں لے کر چلے تو ہم میں سے بعض نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہمیں اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری کے جانور مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواری کے جانور نہیں دے سکتے اور آپ نے عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہارے لئے جانور کا انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو جب بھی میں کوئی قسم کھالوں گا اور پھر اس کے سوا کسی اور چیز میں اچھائی ہوگی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہی کام کروں گا جس میں اچھائی ہوگی۔“

٦٧١٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ: ((إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ)).

[راجع: ۳۱۳۳]

(۶۷۱۹) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے (اس روایت میں یہ ترتیب اسی طرح) بیان کی کہ ”میں قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہ کام کروں گا جس میں اچھائی ہوگی یا (اس طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا:) میں کام وہ کروں گا جس میں اچھائی ہوگی اور کفارہ ادا کردوں گا۔“

٦٧٢٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِتِسْعِينَ امْرَأَةً كُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ. قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي الْمَلَكَ. قُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ

(۶۷۲۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حجیر نے، ان سے طاؤس نے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ”سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک بچہ جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی، سفیان نے کہا یعنی فرشتے نے ان سے کہا اجی ان شاء اللہ تو کہو لیکن آپ بھول گئے اور پھر تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک بیوی کے سوا جس کے

بِشِقِّ غُلَامٍ)) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ: ((لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا فِي حَاجَتِهِ)) وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوِ اسْتَثْنٰى)) قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[راجع: ٢٨١٩] [مسلم: ٤٢٨٦]

ہاں ناتمام بچہ ہوا تھا۔ کسی بیوی کے ہاں بھی بچہ نہیں ہوا۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو ان کی قسم بیکار نہ جاتی اور اپنی ضرورت کو پا لیتے۔" اور ایک مرتبہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: "اگر انہوں نے استثناء کر دیا ہوتا۔" اور ہم سے ابوزناد نے اعرج سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

باب: قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد دونوں طرح دے سکتا ہے

٦٧٢١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسٰى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ: فَقُدِّمَ طَعَامُهُ قَالَ: وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ: وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى۔ قَالَ: فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوْسٰى: ادْنُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَلَّا أَطْعَمَهُ أَبَدًا قَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ۔ قَالَ أَيُّوْبُ: أَحْسِبُهُ قَالَ: وَهُوَ غَضْبَانُ۔ قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)) قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقَالَ: ((أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟ أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟)) فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ

(٦٧٢١) ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے قاسم تمیمی نے، ان سے زہدم جرمی نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے قبیلے اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارگی اور باہمی حسن معاملہ کی روش تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر کھانا لایا گیا اور کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا راوی نے بیان کیا کہ حاضرین میں بنی تیم اللہ کا ایک شخص سرخ رنگ کا بھی تھا جیسے مولیٰ ہو۔ بیان کیا کہ وہ شخص کھانے پر نہیں آیا تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ شریک ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا تھا جب سے اس سے گھن آنے لگی اور اسی وقت میں نے قسم کھالی کہ کبھی اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا: قریب آؤ میں تمہیں اس کے متعلق بتاؤں گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے یہاں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور میں نے آپ سے سواری کا جانور مانگا۔ آپ ﷺ اس وقت صدقہ کے اونٹوں میں سے اونٹ تقسیم کر رہے تھے۔ ایوب نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس وقت غصہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو سواری کے لئے میں تمہیں دے سکوں۔" بیان کیا کہ پھر ہم واپس آ گئے پھر

غُرُّ الذُّرَى قَالَ: فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَمِيْنَهُ وَاللَّهِ! لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوْا بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا. أَوْ فَعَرَفْنَا. أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ: ((انْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللَّهُ إِنِّيْ وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)). [راجع: ۳۱۳۳]

آنحضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے، تو پوچھا گیا: ''اشعریوں کی جماعت کہاں ہے؟ اشعری لوگ کہاں ہیں؟'' ہم حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں پانچ عمدہ اونٹ دیے جانے کا حکم دیا۔ بیان کیا کہ ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم پہلے آنحضرت ﷺ کے پاس سواری کے لئے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ سواری کا انتظام نہیں کر سکتے، پھر ہمیں بلا بھیجا اور سواری کے جانور عنایت فرمائے۔ آپ اپنی قسم بھول گئے ہوں گے۔ واللہ! اگر ہم نے آپ ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غفلت میں رکھا تو ہم کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ چلو ہم سب آپ کے پاس واپس چلیں اور آپ کو آپ کی قسم یاد دلائیں، چنانچہ ہم واپس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم پہلے آئے تھے اور آپ سے سواری کا جانور مانگا تھا تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ آپ اس کا انتظام نہیں کر سکتے، ہم نے سمجھا کہ آپ اپنی قسم بھول گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ، تمہیں اللہ نے سواری دی ہے، واللہ! اگر اللہ نے چاہا تو میں جب بھی کوئی قسم کھالوں اور پھر دوسری چیز کو اس کے مقابل بہتر سمجھوں تو وہی کروں گا جو بہتر ہوگا اور اپنی قسم توڑ دوں گا۔''

تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهَذَا. حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهَذَا.

اس روایت کی متابعت حماد بن زید نے ایوب سے کی، ان سے ابوقلابہ اور قاسم بن عاصم کلیبی نے۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابوقلابہ اور قاسم تمیمی نے اور ان سے زہدم نے یہی حدیث نقل کی۔ ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے، ان سے قاسم نے اور ان سے زہدم نے یہی حدیث بیان کی۔

۶۷۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا

(۶۷۲۲) مجھ سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر بن فارس نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی، انہیں حسن بصری نے، ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تم حکومت کا عہدہ طلب نہ کرنا کیونکہ اگر بن مانگے تمہیں یہ مل جائے گا تو اس میں تمہاری منجانب اللہ مدد کی جائے گی، لیکن اگر مانگنے پر

وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ)) تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُوْرٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِيْعُ. [راجع: ٦٦٢٢]

ملا تو سارا بوجھ تمہی پر ڈال دیا جائے گا اور اگر تم کوئی قسم کھالو اور اس کے سوا کوئی اور بات بہتر نظر آئے تو وہی کرو جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔“ عثمان بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو اشہل بن حاتم نے بھی عبداللہ بن عون سے روایت کیا، اس کو ابو عوانہ اور حاکم نے وصل کیا اور عبداللہ بن عون کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور سماک بن عطیہ اور سماک بن حرب، حمید، قتادہ، منصور، ہشام اور ربیع نے بھی روایت کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْفَرَائِضِ

فرائض یعنی ترکہ کے حصوں کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

”اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ مرد بچے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا، اگر میت کا بیٹا نہ ہو صرف بیٹیاں ہوں دو یا دو سے زائد تو ان کو دو تہائی ترکہ ملے گا۔ اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو اسے آدھا ترکہ ملے گا اور میت کے ماں باپ ہر ایک کو ترکہ میں سے چھٹا، چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کی اولاد ہو (بیٹا یا بیٹی، پوتا یا پوتی) اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ (باقی سب باپ کو ملے گا) اگر ماں باپ کے سوا میت کے کچھ بھائی بہن ہوں تب ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یہ سارے حصے میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ادا کئے جائیں گے (مگر وصیت میت کے تہائی مال تک جہاں تک پوری ہو سکے پوری کریں گے۔ باقی دو تہائی وارثوں کا حق ہے اور قرض کی ادائیگی سارے مال سے کی جائے گی اگر کل مال قرض میں چلا جائے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا) تم کیا جانو باپ یا بیٹوں میں سے تم کو کس سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے (اس لئے اپنی رائے کو دخل نہ دو) یہ حصے اللہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں (وہ اپنی مصلحت کو خوب جانتا ہے) کیونکہ اللہ بڑے علم اور حکمت والا ہے اور تمہاری بیویاں جو مال اسباب چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو (نہ بیٹا نہ بیٹی) تب تو تم کو آدھا ترکہ ملے گا، اگر اولاد ہو تو چوتھائی یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ملے گا اسی طرح تم جو مال و اسباب چھوڑ جاؤ اور تمہاری اولاد بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو تو تمہاری بیویوں کو اس میں سے چوتھائی ملے گا اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ یہ بھی وصیت اور قرضہ ادا کرنے کے بعد اور اگر کوئی مرد یا

مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾.

[النساء: ١١، ١٢]

عورت مرجائے اور وہ کلالہ ہو (نہ اس کا باپ ہو نہ بیٹا) بلکہ ماں جائے ایک بھائی یا بہن ہو (یعنی اخیافی) تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر اسی طرح کئی اخیافی بھائی بہن ہوں تو سب مل کر ایک تہائی پائیں گے یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ میت نے وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لئے وصیت نہ کی ہو۔" (یعنی ثلث مال سے زیادہ کی) یہ سارا فرمان ہے اللہ پاک کا اور اللہ ہر ایک کا حال جانتا ہے وہ بڑے تحمل والا ہے (جلدی عذاب نہیں کرتا)۔"

تشریح: "كتاب الفرائض جمع فريضة كحديقة وحدائق والفريضة فعلية بمعنى مفروضة ماخوذة من الفرض وهو القطع يقال فرضت لفلان كذا اى قطعت له شيئا من المال قاله الخطابي وخصت المواريث باسم الفرائض من قول تعالىٰ ﴿نصيبا مفروضا﴾ اى مقدرا او معلوما او مقطوعا عن غيرهم۔" (خلاصه فتح الباری جلد١٢/ صفحه٢) لفظ فرائض فريضة کی جمع ہے جیسے حديقة کی جمع حدائق ہے اور لفظ فريضة بمعنی مفروضة ہے جو فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے اتنا مال فلاں کے لئے کاٹ کر الگ رکھ دیا۔ مواریث کو نام فرائض سے خاص کیا گیا ہے جیسا کہ آیت میں ہے: ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ حصہ مقرر کیا ہوا یعنی ان کے غیر سے کاٹا ہوا۔

کتاب الفرائض میں ترکہ کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں جو ترکہ سے حق داروں کو بطور حصہ ملتے ہیں۔ فرائض کا ایک مستقل علم ہے جس کی تفصیلات بہت ہیں یہ علم ہر کسی کو نہیں آتا اس میں علم ریاضی حساب کی کافی ضرورت پڑتی ہے۔ ہماری جماعت میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن بجوادی علم فرائض کے امام تھے۔ آپ نے فتاویٰ ثنائیہ حصہ دوم میں کتاب الفرائض پر ایک جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ غفر الله له۔ آمین

٦٧٢٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ، يَقُولُ: مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَا لِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَا لِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ. [راجع: ١٩٤]

(٦٧٢٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، دونوں حضرات پیدل چل کر آئے تھے۔ جب آئے تو مجھ پر غشی طاری تھی، رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی میرے اوپر چھڑکا مجھے ہوش ہوا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال کی (تقسیم) کس طرح کروں؟ یا اپنے مال کا کس طرح فیصلہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ میراث کی آیتیں نازل ہوئیں۔

بَابُ تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ

باب: فرائض کا علم سیکھنا

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: تَعَلَّمُوا قَبْلَ الظَّانِّينَ

عقبہ بن عامر نے کہا کہ دین کا علم سیکھو اس سے پہلے کہ اٹکل پچو کرنے

يَعْنِي الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِالظَّنِّ.

والے پیدا ہوں یعنی جو رائے اور قیاس سے فتویٰ دیں، حدیث اور قرآن سے جاہل ہوں۔

تشریح: عقبہ کے قول میں گو فرائض کی تخصیص نہیں مگر وہ علم فرائض کو بھی شامل ہے۔ امام احمد اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہما نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا۔ فرائض کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور وہ زمانہ قریب ہے کہ یہ علم دنیا سے اٹھ جائے گا۔ دو آدمی ترکہ میں جھگڑا کریں گے کوئی فیصلہ کرنے والا ان کو نہ ملے گا۔ ترمذی میں بھی ایک ایسی ہی حدیث مروی ہے: "وقوله قبل الظانين فيه اشعار بان اهل ذلك العصر كانوا يقفون عند النصوص ولا يتجاوزونها وان نقل عن بعضهم الفتوىٰ بالرأى فهو قليل بالنسبة وفيه انذار بوقوع ما حصل من كثرة القائلين بالرأى وقيل مربوهٔ قبل اندراس العلم وحدوث من يتكلم بمقتضى ظنه غير مستند الى علم قال ابن المنير وانما خص البخارى قول عقبة بالفرائض لانها أدخل فيه من غيرها لان الفرائض الغالب عليها النعبد وانحسام وجوه الرأى والخوض فيها بالظن لا انضباط له بخلاف غير ها من ابواب العلم فان للرأى فيها مجالا والا نضباط فيها ممكن غالبا ويوخذ من هذا التقرير مناسبة الحديث المرفوع۔" (فتح البارى جلد١٢/ صفحه٣)

لفظ قبل الظانین میں ادھر اشارہ کرنا ہے کہ سلف صالحین کے زمانہ میں لوگ نصوص کے آگے ٹھہر جاتے تھے اور ان سے آگے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کسی سے کوئی فتویٰ رائے سے نقل ہے تو وہ بہت ہی قلیل ہے۔ اس میں بکثرت رائے سے فتویٰ دینے والوں کا ڈرانا بھی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علم کے حاصل نہ ہونے سے پہلے کی بات ہے اور ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ جو محض اپنے ظن سے کلام کریں گے اور علم کی کوئی سند ان کے پاس نہ ہوگی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ کے قول کو خاص مسائل فرائض کے ساتھ مختص کیا ہے اس لئے کہ اس علم فرائض میں غالب طور پر یہ مختلف قسم کی رائے قیاس وظن کو دخل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کا کوئی مدون شدہ ضابطہ نہیں ہے بخلاف علم کے دوسرے شعبوں کے کہ ان میں رائے قیاس کو دخل ہے۔ اس تقدیر سے حدیث مرفوع کی مناسبت نکلتی ہے۔ حدیث ذیل مراد ہے۔

٦٧٢٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)).

[راجع: ٥١٤٣]

(٦٧٢٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچتے رہو، کیونکہ گمان (بدظنی) سب سے جھوٹی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی تلاش میں نہ لگے رہو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو، بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔''

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح پر ہے کہ جب آدمی کو قرآن وحدیث کا علم نہ ہوگا تو اپنے گمان سے فیصلہ کرے گا حکم دے گا اس میں علم فرائض بھی آ گیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ))

باب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے''

٦٧٢٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ:

(٦٧٢٥) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَهُمَا يَوْمَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. [راجع: ٣٠٩٢]

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ کرنے آئے، یہ فدک کی زمین کا مطالبہ کر رہے تھے اور خیبر میں بھی اپنے حصہ کا۔

٦٧٢٦۔ فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ)) قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ. [راجع: ٣٠٩٣، ٣٧١١]

(٦٧٢٦) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے، بلاشبہ آل محمد اسی مال میں سے اپنا خرچ پورا کرے گی۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ! میں کوئی ایسی بات نہیں ہونے دوں گا، بلکہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہوگا وہ میں بھی کروں گا۔ بیان کیا کہ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے تعلق کاٹ لیا اور موت تک ان سے کلام نہیں کیا۔

تشریح: شرح وحیدی میں ہے کہ بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا۔

٦٧٢٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). [راجع: ٤٠٣٤]

(٦٧٢٧) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہماری وراثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ بھی چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔''

٦٧٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ:

(٦٧٢٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی اس حدیث کا ایک حصہ ذکر کیا تھا، پھر میں خود مالک بن اوس کے پاس گیا اور ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر ان کے حاجب یرفاء نے جا کر ان سے کہا کہ عثمان، عبدالرحمٰن بن زبیر اور سعد آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھا آنے دو، چنانچہ انہیں اندر آنے کی اجازت دی، پھر کہا، کیا آپ علی و عباس کو بھی آنے کی اجازت دیں گے؟ کہا کہ ہاں، آنے دو،

عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ؟ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ: ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ﴾ إِلَى ﴿قَدِيْرٌ﴾ [الحشر: ٦] فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ! مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْ هَذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذَلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ فَتَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ

چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب راہ لِلّٰہ صدقہ ہے؟“ اس سے مراد آپ ﷺ کی خود اپنی ہی ذات تھی۔ جملہ حاضرین بولے: ہاں، آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ پھر عمر، علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر میں اب آپ لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مال فے کے معاملہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ حصہ مخصوص کر دیا جو آپ کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ”مَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ“ ارشاد ”قَدِيْرٌ“ تک تو یہ خاص رسول اللہ ﷺ کا حصہ تھا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے اسے تمہارے لئے ہی مخصوص کیا تھا اور تمہارے سوا کسی کو اس پر ترجیح نہیں دی تھی، تمہی کو اس سے دیتے تھے اور تقسیم کرتے تھے۔ آخر اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا اور آنحضرت ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچہ لیتے تھے، اس کے بعد جو کچھ باقی بچتا اسے ان مصارف میں خرچ کرتے جو اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل آپ کی زندگی بھر رہا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ لوگوں کو یہ معلوم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں۔ پھر نبی ﷺ کی وفات ہوگئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب میں آپ ﷺ کا نائب ہوں، چنانچہ انہوں نے اسے اپنے قبضے میں رکھ کر اس طرز عمل کو جاری رکھا جو رسول اللہ ﷺ کا اس میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی وفات دی تو میں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا نائب ہوں۔ میں بھی دو سال سے اس پر قابض ہوں اور اس مال میں وہی

وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا.

[راجع: ٢٩٠٤]

کرتا ہوں جو رسول کریم ﷺ اور ابو بکر ؓ نے کیا۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہو۔ آپ دونوں کی بات ایک ہے اور معاملہ بھی ایک ہی ہے۔ آپ (عباس ؓ) میرے پاس اپنے بھتیجے کی میراث سے اپنا حصہ لینے آئے ہو اور آپ (علی ؓ) اپنی بیوی کا حصہ لینے آئے ہو جو ان کے والد کی طرف سے انہیں ملتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ دونوں چاہتے ہیں تو میں اسے آپ کو دے سکتا ہوں لیکن آپ لوگ اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں تو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں! میں اس مال میں اس کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا قیامت تک، اگر آپ اس کے مطابق عمل نہیں کر سکتے تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیجئے میں اس کا بھی بندوبست کر لوں گا۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ حضرت عمر ؓ نے یہ سب جائیداد جو حضرت ابو بکر ؓ نے اپنی خلافت میں حضرت فاطمہ اور حضرت عباس ؓ کو نہیں دی تھی۔ حضرت عباس اور حضرت علی ؓ کے حوالہ کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ اس جائیداد کو ان ہی کاموں میں خرچ کرتے رہیں گے جن میں نبی کریم ﷺ خرچ کیا کرتے تھے یعنی یہ سپردگی محض انتظام کے طور پر تھی نہ بطور تملیک حدیث ہذا میں اسی کی بابت قضیہ مذکور ہے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے حدیث: "لا نرث ولا نورث، ما ترکنا صدقة۔" خود رسول کریم ﷺ سے نہیں سنی تھی۔ اسی لئے وہ عام قانون فرائض کے مطابق ترکہ کی طلب گار ہوئیں۔ مگر فرمان نبوی برحق تھا۔ اسی لئے ان کو یہ ترکہ تقسیم نہیں کیا گیا جس پر وہ خفا ہو گئی تھیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ بعد میں حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو راضی کر لیا تھا۔

٦٧٢٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٢٧٧٦]

(٦٧٢٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو زناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔"

٦٧٣٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ

(٦٧٣٠) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ ؓ نے کہ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ حضرت عثمان ؓ کو ابو بکر ؓ کے پاس بھیجیں، اپنی میراث طلب کرنے کے لئے۔ پھر حضرت عائشہ ؓ نے یاد دلایا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں

اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)).

[راجع: ٤٠٣٤][مسلم: ٤٥٧٩؛ ابو داود: ٢٩٧٦]

فرمایا تھا کہ ”ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔“

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ))

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ”جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے بال بچوں واہل خانہ کے لئے ہے“

٦٧٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ)).

[راجع: ٢٢٩٨][مسلم: ٤١٥٧]

(٦٧٣١) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں مومنوں کا خود ان سے زیادہ حق دار ہوں، پس ان میں سے جو کوئی قرض دار مرے اور ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑے گا تو ہم پر اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہوگا وہ اس کے وارثوں کا حصہ ہے۔“

تشریح: آپ ﷺ امت کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے اس لئے آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا اور اسی لئے آپ اپنے ذمہ لے لیتے اور ادا فرما دیتے آپ کا یہی طرز عمل رہا۔ (ﷺ)

بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

باب: لڑکے کی میراث اس کے باپ اور ماں کی طرف سے کیا ہوگی

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ ابْنَةً فَلَهَا النِّصْفُ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ فَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِيءَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيضَتَهُ وَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

اور زید بن ثابت نے کہا کہ جب کسی مرد یا عورت نے کوئی لڑکی چھوڑی ہو تو اس کا حصہ آدھا ہوتا ہے اور اگر دو لڑکیاں ہوں یا زیادہ ہوں تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ان کے ساتھ کوئی (ان کا بھائی) لڑکا بھی ہو تو پہلے وراثت کے اور شرکاء کو دیا جائے گا جو باقی رہے گا اس میں سے لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا جائے گا۔

٦٧٣٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [أطرافه في: ٦٧٣٥، ٦٧٣٧، ٦٧٤٦]

(٦٧٣٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میراث اس کے حق داروں تک پہنچا دو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔“

[مسلم: ٤١٤١، ٤١٤٢، ٤١٤٣؛ ابوداود: ٢٨٩٨؛ ترمذي: ٢٠٩٨؛ ابن ماجه: ٢٧٤٠]

بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ

٦٧٣٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَا لِيْ؟ فَقَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: الثُّلُثُ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ؟ فَقَالَ: ((لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ وَلَكِنِ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيَانُ: وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَيٍّ. [راجع: ٥٦]

باب: لڑکیوں کی میراث کا بیان

(٦٧٣٣) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے زہری نے، کہا مجھے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں (حجۃ الوداع میں) بیمار پڑ گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور ایک لڑکی کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو کیا مجھے اپنے مال کے دو تہائی حصہ کا صدقہ کر دینا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: پھر آدھے کا کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: ایک تہائی کا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں گو تہائی بہت ہے، اگر تم اپنے بچوں کو مال دار چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگدست چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو بھی خرچ کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔'' پھر میں نے عرض کیا: کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد تم پیچھے بھی رہ گئے تب بھی جو عمل تم کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہوگی تو اس کے ذریعہ درجہ و مرتبہ بلند ہوگا اور غالباً تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو نقصان پہنچے گا۔ قابل افسوس تو سعد بن خولہ ہیں۔'' آپ ﷺ نے ان کے بارے میں اس لئے افسوس کا اظہار کیا کہ (ہجرت کے بعد اتفاق سے) ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ہی ہو گئی۔ سفیان نے بیان کیا کہ سعد بن خولہ ؓ بنی عامر بن لوی کے ایک آدمی تھے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے سعد بن ابی وقاص ؓ کے لئے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، وہ وفات نبوی ﷺ کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے اور تاریخ اسلام میں ایک عظیم مجاہد اور فاتح کی حیثیت سے نامور ہوئے جیسا کہ کتب تاریخ میں تفصیلات موجود ہیں۔ کچھ اوپر ٧٠ سال کی عمر میں ٥٥ھ میں انتقال فرمایا۔

٦٧٣٤ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَشَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الْإِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ. [طرفه في: ٦٧٤١]

(۶۷۳۴) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابونضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعاویہ شیبان نے بیان کیا، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ ہمارے ہاں یمن میں معلم وامیر بن کر تشریف لائے، ہم نے ان سے ایک ایسے شخص کے ترکہ کے بارے میں پوچھا جس کی وفات ہوئی ہو اور اس نے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ہو اور اس نے اپنی بیٹی کو آدھا اور بہن کو بھی آدھا دیا ہو۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الْإِبْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

باب: اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پوتے کی میراث کا بیان

قَالَ زَيْدٌ: وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْإِبْنِ مَعَ الْإِبْنِ.

زید بن ثابت نے کہا کہ بیٹوں کی اولاد بیٹوں کے درجہ میں ہے اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو ایسی صورت میں پوتے بیٹوں کی طرح اور پوتیاں بیٹیوں کی طرح ہوں گی انہیں اسی طرح وراثت ملے گی جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کو ملتی ہے اور ان کی وجہ سے بہت سے عزیز واقارب اسی طرح وراثت کے حق سے محروم ہو جائیں گے جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں محروم ہو جاتے ہیں، البتہ اگر بیٹا موجود ہو تو پوتا وراثت میں کچھ نہیں پائے گا۔

تشریح: اس صورت میں دادا اس کے لئے حسب شریعت وصیت کرے گا۔ اس صورت میں اسے ترکہ میں سے مل جائے گا۔

٦٧٣٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [راجع: ٦٧٣٢]

(۶۷۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے میراث ان کے وارثوں تک پہنچا دو اور جو باقی رہ جائے وہ اسے ملے گا جو مردمیت کا بہت نزدیکی رشتہ دار ہو۔''

تشریح: مثلاً بیٹا ہو تو پوتے کو کچھ نہ ملے گا پوتا ہو تو پڑپوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر کوئی میت خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا چھوڑ جائے تو خاوند کو چوتھائی باپ کا چھٹا حصہ بیٹی کو آدھا حصہ دے کر باقی پوتا پوتی میں تقسیم ہوگا: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (۴/ النساء: ۱۱)

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ الْإِبْنِ مَعَ ابْنَةٍ

باب: اگر بیٹی کی موجودگی میں پوتی بھی ہو

٦٧٣٦- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيلَ يَقُولُ: سُئِلَ أَبُو مُوسَى عَنْ بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنِي فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ. [طرفه في: ٦٧٤٢] [ابوداود: ٢٨٩٠؛ ترمذي: ٢٠٩٣؛ ابن ماجه: ٢٧٢١]

(٦٧٣٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے ابو قیس عبدالرحمن نے، انہوں نے ہزیل بن شرحبیل سے سنا، بیان کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ ہم پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی گفتگو ان تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔

تشریح: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اس مسئلہ میں یہی حکم دیتے تھے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ یہاں سے مقلدین جامدین کو سبق لینا چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب حدیث بیان کی تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی قیاس اور رائے کو چھوڑ دیا بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے آپ کو ناقابل فتویٰ قرار دیا۔ ایمانداری اور انصاف پروری اسی کا نام ہے۔

دعوا کل قول عند قول محمد (ﷺ)

بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ

باب: باپ یا بھائیوں کی موجودگی میں دادا کی میراث کا بیان

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ: الْجَدُّ أَبٌ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يَا بَنِي آدَمَ﴾ [الاعراف: ٢٧] ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾ [يوسف: ٣٨] وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مُتَوَافِرُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُونَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا

ابوبکر، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ دادا باپ کی طرح ہے؟ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی ''اے آدم کے بیٹو!'' ''اور میں نے اتباع کی اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کی ملت کی'' اور اس کا ذکر نہیں ملتا کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپ کے زمانہ میں اختلاف کیا ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد اس زمانہ میں بہت تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے وارث میرے پوتے ہوں گے۔ بھائی نہیں ہوں گے اور میں اپنے پوتوں کا وارث نہیں

ابْنَ ابْنِي وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيلُ مُخْتَلِفَةٌ.

ہوں گا۔ عمر، علی، بن مسعود اور زید رضی اللہ عنہم سے مختلف اقوال منقول ہیں۔

تشریح: اس پر اتفاق ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو کچھ نہیں ملتا۔ اکثر علما کے نزدیک دادا سب باتوں میں باپ کی طرح ہے۔ جب میت کا باپ موجود نہ ہو اور دادا موجود ہو۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ باپ سے حقیقی اور علاتی بھائی محروم ہوتے ہیں اور دادا سے محروم نہیں ہوتے۔ دوسرے یہ کہ خاوند یا بیوی اور باپ کے ساتھ ماں کو باقی کا ثلث ملتا ہے۔ تیسرے یہ کہ دادی کو باپ کے ہوتے کچھ نہیں ملتا مگر دادا کے ہوتے ہوئے وہ وارث ہوتی ہے۔ قسطلانی وغیرہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دادا کو ایک ایک دو بھائیوں کے ساتھ مقاسمہ ہوگا اگر اس سے زیادہ ہوں تو دادا کو ثلث مال دیا جائے گا اور اولاد کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ دارمی نے نکالا اور ایک روایت میں ہے کہ دادا کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف فیصلے کئے ہیں اور ابن ابی شیبہ اور محمد بن نصر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ دادا کو چھ بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی کے مثل حصہ دلایا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دارمی نے نکالا کہ انہوں نے میت کے مال میں سے خاوند کو آدھا حصہ اور ماں کو باقی کا ثلث یعنی کل مال کا سدس اور بھائی کو ایک حصہ اور دادا کو ایک حصہ دلایا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے عبدالرزاق نے نکالا کہ وہ ثلث مال میں دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کرتے جب ثلث مال تک پہنچ جاتا تو دادا کو ایک ثلث دلاتے اور باقی بھائیوں کو اور علاتی بھائی کے ساتھ دادا کا مقاسمہ کرتے لیکن پھر وہ مال حقیقی بھائی کو دلا دیتے اور ماں کے ساتھ اخیافی بھائی کو کچھ نہ دلاتے۔ قسطلانی نے کہا دوسرے فقہا نے زید کے خلاف کیا ہے۔ انہوں نے کہا حقیقی بھائی کے ہوتے علاتی کو کچھ نہ ملے گا تو مقاسمہ کی کیا ضرورت ہے۔ (وحیدی)

٦٧٣٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [راجع: ٦٧٣٢]

(٦٧٣٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میراث اس کے حق دار تک پہنچا دو اور جو باقی رہ جائے وہ سب سے قریب والے مرد کو دے دو۔“

٦٧٣٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ وَلَكِنَّ خُلَّةَ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ. أَوْ قَالَ: ـ خَيْرٌ)) فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا أَوْ قَالَ: قَضَاهُ أَبًا. [راجع: ٤٦٧]

(٦٧٣٨) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا: ”اگر میں اس امت کے کسی آدمی کو خلیل بناتا تو ان کو (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) خلیل بناتا، لیکن اسلام کا تعلق ہی سب سے بہتر ہے۔“ تو اس میں آنحضرت ﷺ نے دادا کو باپ کے درجہ میں رکھا ہے۔

بَابُ مِيرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

باب: اولاد کے ساتھ خاوند کو کیا ملے گا

٦٧٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ. [راجع: ٢٧٤٧]

(۶۷۳۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ورقاء نے بیان کیا ان سے ابن ابی نجیح نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پہلے مال کی اولاد مستحق تھی اور والدین کو وصیت کا حق تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کر دیا اور لڑکوں کو لڑکیوں کے دگنا حق دیا اور والدین کو اور ان میں سے ہر ایک کو چھٹے حصہ کا مستحق قرار دیا اور بیوی کو آٹھویں اور چوتھے حصہ کا حق دار قرار دیا اور شوہر کو آدھے یا چوتھائی کا حق دار قرار دیا۔

بَابُ مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

باب: بیوی اور خاوند کو اولاد وغیرہ کے ساتھ کیا ملے گا

٦٧٤٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

[راجع: ٥٧٥٨] [مسلم: ٤٣٩٠؛ ابوداود: ٤٥٧٧؛ ترمذي: ٢١١١؛ نسائي: ٤٨٣٢]

(۶۷۴۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت ملیا بن عویمر کے بچے کے بارے جو ایک عورت کی مار سے مردہ پیدا ہوا تھا کہ مارنے والی عورت کو خون بہا کے طور پر ایک غلام یا لونڈی ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ پھر وہ عورت بچہ گرانے والی جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فیصلہ دیا تھا مر گئی تو آنحضرت ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے لڑکوں اور شوہر کو دے دی جائے اور یہ دیت ادا کرنے کا حکم اس کے کنبہ والوں کو دیا تھا۔

تشریح: مارنے والی عورت ام عفیقہ بنت مروح تھی خطا یا شبہ عمد کی دیت کنبہ والوں پر ہوتی ہے اس لئے دیت ادا کرنے کا حکم کنبہ والوں کو دیا۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ترکہ عورت کے خاوند اور بیٹوں کو دلایا تو معلوم ہوا کہ خاوند اولاد کے ساتھ وارث ہوتا ہے اور جب خاوند اولاد کے ساتھ اپنی عورت کا وارث ہوا تو عورت بھی اولاد کے ساتھ اپنے خاوند کی وارث ہوگی۔

(الحمد للہ آج مسجد اہلحدیث رانی بنور میں نظر ثانی کا کام یہاں تک پورا کیا گیا۔ یوم جمعہ ۱۳ شوال ۱۳۹۶ھ)

بَابٌ: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبُنَاتِ عَصَبَةً

باب: بیٹیوں کی موجودگی میں بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں

٦٧٤١- حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۷۴۱) مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَضَى فِينَا مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النِّصْفُ لِلْإِبْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ: قَضَى فِينَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ٦٧٣٤]

بیان کیا، ان سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا تھا کہ آدھا بیٹی کو ملے گا اور آدھا بہن کو، پھر سلیمان نے جو اس حدیث کو روایت کیا تو اتنا ہی کہا کہ معاذ نے ہم کنبہ والوں کو یہ حکم دیا تھا یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔

٦٧٤٢ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ عَبْدُاللَّهِ: لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِلْإِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ)).

[راجع: ٦٧٣٦]

(٦٧٤٢) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابوقیس (عبدالرحمٰن بن غزوان) نے، ان سے ہزیل بن شرحبیل نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا۔ اور اس نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیٹی کو آدھا، پوتی کو چھٹا اور جو باقی بچے بہن کا حصہ ہے۔"

بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ وَ الْأَخَوَاتِ

باب: بہنوں اور بھائیوں کو کیا ملے گا

٦٧٤٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَنَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوءِهِ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّمَا لِي أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. [راجع: ١٩٤]

(٦٧٤٣) ہم سے عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میں بیمار تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا، پھر اپنے وضو کے پانی سے مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہنیں ہیں؟ اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

بَابٌ:

باب: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد)

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

"لوگ وراثت کے بارے میں آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو صرف اس کی بہنیں ہوں تو بہن کو ترکہ کا آدھا ملے گا، اسی طرح یہ شخص اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر اس کا کوئی بیٹا نہ ہو، پھر اگر بہنیں دو ہوں تو وہ دو تہائی ترکہ سے پائیں گی اور اگر بھائی بہن سب ملے جلے ہوں

الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾. [النساء: ١٧٦]

تو مرد کو دہرا حصہ اور عورت کو ایک حصہ ملے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

٦٧٤٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾. [راجع: ٤٣٦٤]

(۶۷۴۴) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آخری آیت (میراث کی) سورۂ نساء کے آخر کی آیتیں نازل ہوئیں کہ "آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے فتویٰ دیتا ہے۔"

بَابُ ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلْأُمِّ وَالْآخَرُ زَوْجٌ

باب: اگر کوئی عورت مر جائے اور اپنے دو چچازاد بھائی چھوڑ جائے ایک تو ان میں سے اس کا اخیافی بھائی ہو، دوسرا اس کا خاوند ہو

وَقَالَ عَلِيٌّ: لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأَخِ مِنَ الْأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خاوند کو آدھا حصہ ملے گا اور اخیافی بھائی کو چھٹا حصہ (بموجب فرض کے) پھر جو مال بچے گا یعنی ایک ثلث وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا (کیونکہ دونوں عصبہ ہیں)۔

٦٧٤٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهُ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلِأُدْعَ لَهُ)). [راجع: ٢٢٩٨]

(۶۷۴۵) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں مسلمانوں کا خود ان کی ذات سے بھی زیادہ ولی ہوں، پس جو شخص مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جس نے بیوی بچے چھوڑے ہوں یا قرض ہو، تو میں ان کا ولی ہوں، ان کے لئے مجھ سے مانگا جائے۔"

٦٧٤٦۔ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [راجع: ٦٧٣٢]

(۶۷۴۶) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے روح نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میراث اس کے وارثوں تک پہنچا دو اور جو کچھ اس میں سے بچے وہ قریبی عزیز مرد کا حق ہے۔"

بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ

باب: ذوی الارحام کا بیان

تشریح: یعنی رشتہ داروں کے بیان میں جو نہ عصبہ ہیں نہ ذوی الفروض ہیں جیسے ماموں، خالہ، نانا، نواسا، بھانجا۔

٦٧٤٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ إِدْرِيسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ٣٣] قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ [النساء: ٣٣] قَالَ: نَسَخَتْهَا ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾. [راجع: ٢٢٩٢]

(٦٧٤٧) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کیا آپ سے ادریس نے بیان کیا تھا، ان سے طلحہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ اور ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ کے متعلق بتلایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو ذوی الارحام کے علاوہ انصار و مہاجرین بھی ایک دوسرے کی وراثت پاتے تھے اس بھائی چارگی کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان کرائی تھی، پھر جب آیت ﴿جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس نے ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔

بَابُ مِيرَاثِ الْمُلَاعِنَةِ

باب: لعان کرنے والی عورت اپنے بچے کی وارث ہوگی

تشریح: لیکن اس کا خاوند بچے کے مال کا وارث نہ ہوگا۔

٦٧٤٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ وَانْتَقَلَ مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ. [راجع: ٤٧٤٨]

(٦٧٤٨) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، اُن سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لعان کیا اور اس کے بچے کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور بچہ عورت کو دے دیا۔

بَابٌ: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

باب: بچہ اسی کا کہلائے گا جس کی بیوی یا لونڈی سے وہ پیدا ہو

تشریح: اور زنا کرنے والے پر پتھر پڑیں گے۔

٦٧٤٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

(٦٧٤٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ قَالَ: ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ. [راجع: ٢٠٥٣]

بیان کیا کہ عتبہ اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گیا تھا کہ زمعہ کی کنیز کا لڑکا میرا ہے اور اسے اپنی پرورش میں لے لینا۔ فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لینا چاہا اور کہا کہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں وصیت کی تھی۔ اس پر عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا لڑکا ہے، اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آخر یہ دونوں یہ معاملہ رسول کریم ﷺ کے پاس لے گئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عبد بن زمعہ! یہ تمہارے پاس رہے گا، لڑکا بستر والے کا حق ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر ہیں۔“ پھر سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔“ کیونکہ عتبہ کے ساتھ اس کی شباہت آپ نے دیکھ لی تھی۔ چنانچہ پھر اس لڑکے نے ام المؤمنین کو اپنی وفات تک نہیں دیکھا۔

٦٧٥٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ)).

[طرفه في: ٦٨١٨]

(٦٧٥٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لڑکا بستر والے کا حق ہوتا ہے۔“

بَابٌ: اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ

باب: غلام لونڈی کا ترکہ وہی لے گا جو اسے آزاد کرے اور جو لڑکا راستے میں پڑا ہوا ملے اس کا وارث کون ہوگا اس کا بیان

وَقَالَ عُمَرُ: اللَّقِيطُ حُرٌّ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لڑکا پڑا ہوا ملے اور اس کے ماں باپ نہ معلوم ہوں تو وہ آزاد ہوگا۔

٦٧٥١ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَأُهْدِيَ لَهَا فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)) قَالَ الْحَكَمُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ

(٦٧٥١) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں خرید لے، ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔“ اور بریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک بکری ملی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ان کے لئے صدقہ تھی لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔“ حکم نے بیان کیا کہ ان

مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا. [راجع: ٤٥٦]

کے شوہر آزاد تھے۔ حکم کا قول مرسل منقول ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے انہیں غلام دیکھا تھا۔

٦٧٥٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٢١٥٦]

(٦٧٥٢) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ولاء اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔“

بَابُ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ

باب: سائبہ وہ غلام یا لونڈی جسے مالک آزاد کر دے

تشریح: اور کہہ دے کہ تیری ولا کا حق کسی کو نہ ملے گا یہ ماخوذ ہے اس سائبہ جانور سے جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اسے ہندی میں سانڈ کہتے ہیں۔

٦٧٥٣- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُونَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُسَيِّبُونَ.

(٦٧٥٣) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوقیس نے، ان سے ہزیل نے اور ان سے عبداللہ نے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان سائبہ نہیں بناتے اور دور جاہلیت میں مشرکین سائبہ بناتے تھے۔

٦٧٥٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُونَ وَلَاءَهَا فَقَالَ: ((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ -أَوْ قَالَ:- أَعْطَى الثَّمَنَ)) قَالَ: فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ: وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ: لَوْ أُعْطِيتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْأَسْوَدُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ. [راجع: ٤٥٦]

(٦٧٥٤) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو انہوں نے آزاد کرنے کی غرض سے خریدنا چاہا، لیکن ان کے مالکوں نے اپنے ولاء کی شرط لگا دی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! میں نے آزاد کرنے کے لئے بریرہ کو خریدنا چاہا لیکن ان کے مالکوں نے اپنے لئے ان کی ولاء کی شرط لگا دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں آزاد کر دے، ولاء تو آزاد کرنے والے کے ساتھ قائم ہوتی ہے یا فرمایا: جو قیمت ادا کرے۔“ بیان کیا کہ پھر میں نے انہیں خریدا اور آزاد کر دیا اور میں نے بریرہ کو اختیار دیا (کہ چاہیں تو شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہیں ورنہ علیحدہ بھی ہو سکتی ہیں) تو انہوں نے شوہر سے علیحدگی کو پسند کیا اور کہا کہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دیا جائے تو میں پہلے شوہر کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اسود نے بیان کیا کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسود کا قول منقطع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول صحیح ہے کہ میں نے انہیں غلام دیکھا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَوَالِيهِ

باب: جو غلام اپنے اصلی مالکوں کو چھوڑ کر دوسروں کو مالک بنائے (ان سے موالات کرے) اس کے گناہ کا بیان

٦٧٥٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ غَيْرَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ: فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيهَا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ: وَفِيهَا: ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)). [راجع: ١١١]

(٦٧٥٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جسے ہم پڑھیں، سوائے اللہ کی کتاب قرآن کے اور اس کے علاوہ یہ صحیفہ بھی ہے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صحیفہ نکالا تو اس میں زخموں (کے قصاص) اور اونٹوں کی زکوٰۃ کے مسائل تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ ”عیر سے ثور تک مدینہ حرم ہے جس نے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا نئی بات کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے اور قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہوگا اور جس نے اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی قوم کی موالات اختیار کی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہو گا، مسلمانوں کا ذمہ (قول وقرار، کسی کو پناہ دینا وغیرہ) ایک ہے۔ ایک ادنیٰ مسلمان کے پناہ دینے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ پس جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑا، اس پر اللہ کی، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔“

٦٧٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ. [راجع: ٢٥٣٥]

(٦٧٥٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ولاء کے تعلق کو بیچنے، اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ

باب: جب کوئی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے تو وہ اس کا وارث ہوتا ہے یا نہیں

وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى لَهُ وِلَايَةً.

اور امام حسن بصری اس کے ساتھ ولاء کے تعلق کو درست نہیں سمجھتے تھے اور

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ)) وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هَذَا الْخَبَرِ.

٦٧٥٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٢١٥٦]

٦٧٥٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ)) قَالَتْ: فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ: فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا. [راجع: ٤٥٦]

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

٦٧٥٩ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُونَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). [راجع: ٢١٥٦]

٦٧٦٠ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اس کے ساتھ قائم ہوگی جو آزاد کرے۔“ اور تمیم بن اوس داری سے منقول ہے، انہوں نے مرفوعاً روایت کیا کہ ”وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں سب لوگوں سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے۔“ لیکن اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔

(٦٧٥٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کنیز کو آزاد کرنے کے لئے خریدنا چاہا تو کنیز کے مالکوں نے کہا کہ ہم بیچ سکتے ہیں لیکن ولاء ہمارے ساتھ ہوگی۔ ام المومنین نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”اس شرط کو مانع نہ بننے دو، ولاء ہمیشہ اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔“

(٦٧٥٨) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے بریرہ کو خریدنا چاہا تو ان کے مالکوں نے شرط لگائی کہ ولاء ان کے ساتھ قائم ہوگی۔ میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”انہیں آزاد کر دو، ولاء قیمت ادا کرنے والے ہی کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔“ بیان کیا، پھر میں نے آزاد کر دیا۔ پھر انہیں آنحضرت ﷺ نے بلایا اور ان کے شوہر کے معاملہ میں اختیار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے یہ یہ چیزیں بھی وہ دے دے تو میں اس کے ساتھ رات گزارنے کے لئے تیار نہیں، چنانچہ انہوں نے شوہر سے آزادی کو پسند کیا۔

باب: ولاء کا تعلق عورت کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے

(٦٧٥٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ لوگ ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”خرید لو، ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔“ (آزاد کرائے)۔

(٦٧٦٠) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں

عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ)). [راجع: ٤٥٦] [ابو داود: ٢٩١٦]

سفیان نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اس کے ساتھ قائم ہوگی جو قیمت دے اور احسان کرے۔“ (آزاد کر کے)۔

بَابٌ: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ

باب: جو شخص کسی قوم کا غلام ہو آزاد کیا گیا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا اسی طرح کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوگا

٦٧٦١- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)) أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٣٥٢٨]

(٦٧٦١) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ اور قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی گھرانے کا غلام اسی کا ایک فرد ہوتا ہے۔“ او کما قال۔

٦٧٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)). [راجع: ٣١٤٦، ٣٥٢٨]

(٦٧٦٢) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی گھرانے کا بھانجا اس کا ایک فرد ہے۔“ (منهم یا من انفسهم کے الفاظ فرمائے)۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَسِيْرِ

باب: اگر کوئی وارث کافروں کے ہاتھ قید ہو گیا ہو تو اسے ترکہ ملے گا یا نہیں

وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيْرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ: هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيْرِ وَعَتَاقَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا شَاءَ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شریح قاضی قیدی کو ترکہ دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ تو اور زیادہ محتاج ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ قیدی کی وصیت اور اس کی آزادی اور جو کچھ وہ اپنے مال میں تصرف کرتا ہے وہ نافذ ہوگی جب تک وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا کیونکہ وہ مال اسی کا مال رہتا ہے وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

تشریح: قید ہونے سے ملکیت زائل نہیں ہوگی۔

٦٧٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

(٦٧٦٣) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا)). [راجع: ٢٢٩٨]

کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مال چھوڑا (اپنی موت کے بعد) وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا ہے وہ ہمارے ذمہ ہے۔''

تشریح: یہ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (۳۳/الاحزاب:۶) کے تحت آپ ﷺ نے فرمایا۔

بَابٌ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ فَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ

باب: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا اور اگر میراث کی تقسیم سے پہلے اسلام لایا تب بھی میراث میں اس کا حق نہیں ہوگا

تشریح: جب کہ مورث کے مرتے وقت وہ کافر ہو۔

٦٧٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)). [راجع: ١٥٨٨، ٤٢٨٣]

(۶۷۶۴) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے علی بن حسین نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان باپ کافر بیٹے کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر بیٹا مسلمان باپ کا۔''

بَابُ مِيرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ

باب: اگر کسی کا غلام نصرانی ہو یا مکاتب نصرانی ہو وہ مر جائے تو

وَإِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَلَدِهِ.

اس کا مال اس کے مالک کو ملے گا۔ نہ بطریق وارثت بلکہ بوجہ غلامی و مملوکیت اور جو شخص بلاوجہ اپنے بچے کو کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں اس کا گناہ۔

بَابُ مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

باب: جو کسی شخص کو اپنا بھائی یا بھتیجا ہونے کا دعویٰ کرے

٦٧٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هَذَا أَخِي

(۶۷۶۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما کا ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا لڑکا ہے، اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا لڑکا ہے آپ اس کی مشابہت اس میں دیکھئے اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ! الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ!)) قَالَتْ: فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ. [راجع: ٢٠٥٣]

بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ

٦٧٦٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ ـ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ ـ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). [راجع: ٤٣٢٦]

٦٧٦٧ـ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٤٣٢٧]

٦٧٦٨ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ)). [مسلم: ٢١٨]

بَابٌ: إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

٦٧٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

بھائی ہے یا رسول اللہ! میرے والد کے بستر پر ان کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کی صورت دیکھی تو اس کی عتبہ کے ساتھ صاف مشابہت واضح تھی، لیکن آپ نے فرمایا: ”عبد! لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے اور زانی کے حصے میں پتھر ہیں اور اے سودہ بنت زمعہ! (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔“ چنانچہ پھر اس لڑکے نے ام المؤمنین کو نہیں دیکھا۔

باب: جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے گناہ کا بیان

(٦٧٦٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا یہ ابن عبداللہ ہیں، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔“

(٦٧٦٧) پھر میں نے اس کا تذکرہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے بھی سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا ہے۔

(٦٧٦٨) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، انہیں جعفر بن ربیعہ نے، انہیں عراک نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپ کا کوئی انکار نہ کرے کیونکہ جو اپنے باپ سے منہ موڑتا ہے (اور اپنے کو دوسرے کا بیٹا ظاہر کرتا ہے تو) یہ کفر ہے۔“

باب: کسی عورت کا دعویٰ کرنا کہ یہ بچہ میرا ہے

(٦٧٦٩) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ ان کے

((كَانَتِ امْرَأَتَانِ وَمَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللَّهِ! إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ. [راجع: ٣٤٢٧]

دو بچے بھی تھے، پھر بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا اس نے اپنی ساتھی عورت سے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچے کو لے گیا ہے، دوسری عورت نے کہا کہ وہ تو تیرا بچہ لے گیا ہے۔ وہ دونوں عورتیں اپنا مقدمہ داؤد علیہ السلام کے پاس لائیں تو آپ نے فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس گئیں اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری لاؤ میں لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو ایک ایک دوں گا، اس پر چھوٹی بول اٹھی کہ ایسا نہ کیجئے آپ پر اللہ رحم کرے، یہ بڑی ہی کا لڑکا ہے لیکن آپ نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں کیا۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں نے ”سکین“ (چھری) کا لفظ سب سے پہلی مرتبہ (آپ ﷺ کی زبان سے) اس دن سنا تھا اور ہم اس کے لئے (اپنے قبیلے میں) ”مدیہ“ کا لفظ بولتے تھے۔

تشریح: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ میں چھری کے لئے ”سکین“ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ تقاضۂ فطرت کے مطابق تھا بچہ درحقیقت چھوٹی ہی کا تھا تب ہی اس کے خون نے جوش مارا۔

بَابُ الْقَائِفِ

باب: قیافہ شناس کا بیان

تشریح: هو الذي يعرف الشبه ويميز الاثر لانه يقفو الاشياء ان يتبعها فكانه مقلوب من القافي۔ (فتح الباري)

٦٧٧٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ)). [راجع: ٣٥٥٥] [نسائي: ٣٤٩٣]

(٦٧٧٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں ایک مرتبہ بہت خوش خوش تشریف لائے آپ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”تم نے نہیں دیکھا، مجزز (ایک قیافہ شناس) نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کے (صرف پاؤں دیکھے) اور کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔“

٦٧٧١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُورٌ فَقَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ

(٦٧٧١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، آپ بہت خوش تھے اور فرمایا: ”عائشہ! تم نے دیکھا نہیں، مجزز آیا اور

مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ)). [راجع: ٣٥٥٥] [مسلم: ٣٦١٨]

اس نے اسامہ اور زید (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا، دونوں کے جسم پر ایک چادر تھی، جس نے دونوں کے سروں کو ڈھک لیا تھا اور ان کے صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

تشریح: یہ شخص قیافہ شناس تھا۔ اس نے ان دونوں کے پیروں ہی سے پہچان لیا کہ یہ دونوں باپ بیٹے ہیں بعض لوگ اس بارے میں شک کرنے والے بھی تھے ان کی اس سے تردید ہوگئی۔ آپ ﷺ کو اس سے خوشی حاصل ہوئی بعض دفعہ قیافہ شناس کا اندازہ بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدود اور سزاؤں کا بیان

تشریح: اس کے ذیل میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: " كتاب الحدود جمع حد والمذكور فيه هنا حد الزنا والخمر والسرقة...... الخ۔ "یعنی لفظ حدود حد کی جمع ہے۔ یہاں زنا کاری، شراب نوشی اور چوری وغیرہ کی حدیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض علما نے حد کو سترہ گناہوں پر واجب مانا ہے۔ جیسے مرتد ہونا، زنا کرنا، شراب پینا، چوری کرنا، ناحق کسی پر زنا کی تہمت لگانا، لواطت کرنا، اگرچہ اپنی ہی عورت کے ساتھ کیوں نہ ہو اور جادو کرنا اور سستی سے نماز ترک کر دینا، بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ توڑ دینا، جادو کرنا، عورت کا کسی جانور بندر وغیرہ سے وطی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ "واصل الحد ما يحجز بين شيئين فيمنع اختلاطهما۔ "یعنی حد کی اصل یہ ہے کہ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ان کے اختلاط کو روک دے جیسے دو گھروں کے درمیان حد فاصل۔ زانی وغیرہ کی حد کو حد اس لئے کہا گیا کہ وہ زانی وغیرہ کو اس حرکت سے روک دیتی ہے۔ اس کتاب میں زنا اور چوری وغیرہ کی روایات میں جو ایمان کی نفی آئی ہے اس کے بارے میں حافظ صاحب ؒ فرماتے ہیں: "والصحيح الذى قاله المحققون ان معناه لا يفعل هذه المعاصى وهو كامل الايمان وانما تاولناه لحديث ابى ذر من قال لا اله الا الله وان زنى وان سرق...... الخ۔ "یعنی محققین علما نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ شخص کامل الایمان نہیں رہتا، یہ تاویل حدیث ابوذر ؓ کی بنا پر ہے جس میں ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ اور حدیث عبادہ ؓ میں زنا اور چوری کے بارے میں یوں ہے کہ جو شخص ان گناہوں کو کرے گا اگر حد دنیا میں اس پر قائم ہوگئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گی ورنہ وہ اللہ کی مرضی پر ہے چاہے معاف کر دے چاہے اسے عذاب کرے۔ ارشاد باری ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴾ (۴/النساء: ۴۸) اسی لئے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ کبائر کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جا سکتا ہاں شرک کرنے سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

باب: حدی گناہوں کی وعید کا بیان

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ

باب: زنا اور شراب نوشی کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُنْزَعُ عَنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنٰى.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا حالت زنا میں ایمان کا نور اٹھا لیا جاتا ہے۔

٦٧٧٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي

(٦٧٧٢) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بھی زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ [السَّارِقُ] حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ. [راجع: ٢٤٧٥]

وہ مؤمن نہیں رہتا، جب بھی کوئی شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا، جب بھی کوئی چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا، جب بھی کوئی لوٹنے والا لوٹتا ہے کہ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اسے دیکھنے لگتے ہیں تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔" اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے سعید بن میسب اور ابوسلمہ نے بیان کیا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح سوا لفظ "نہبہ" کے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

باب: شراب پینے والوں کو مارنے کے بیان میں

٦٧٧٣ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ؛ح: وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ. [طرفه في: ٦٧٧٦] [مسلم: ٤٤٥٢، ٤٤٥٣]

(٦٧٧٣) ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتے سے مارا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

باب: جس نے گھر میں حد مارنے کا حکم دیا

٦٧٧٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ قَالَ: فَضَرَبُوهُ وَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ. [راجع: ٢٣١٦]

(٦٧٧٤) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نعیمان یا ابن نعیمان کو شراب کے نشے میں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں ماریں۔ انہوں نے مارا۔ عقبہ کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسے جوتوں سے مارا۔

تشریح: شرابی کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ سب اہل خانہ اسے ماریں پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اس کا معاملہ بہت سنگین بن جاتا ہے۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ

باب: شراب میں چھڑی اور جوتوں سے مارنا

٦٧٧٥ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْهُ فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ فَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهُ. [راجع: ٢٣١٦]

(٦٧٧٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس نعیمان یا ابن نعیمان کو لایا گیا، وہ نشے میں تھا۔ آپ ﷺ پر یہ ناگوار گزرا اور آپ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں لکڑی اور جوتوں سے مارا اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسے مارا تھا۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٦٧٧٦ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ. [راجع: ٦٧٧٣]

(٦٧٧٦) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتوں سے مارا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

٦٧٧٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: ((اضْرِبُوْهُ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ: ((لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ)). [طرفه في: ٦٧٨١]

[ابو داود: ٤٤٧٧، ٤٤٧٨]

(٦٧٧٧) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ابوضمرہ نے بیان کیا، ان سے انس نے بیان کیا، ان سے یزید بن ہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیئے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مارو۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے اسے ہاتھ سے مارا بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا جب مار چکے تو کسی نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کے جملے نہ کہو، اس کے معاملہ میں شیطان کی مدد نہ کرو۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ گناہگار کی مذمت میں حد سے آگے بڑھنا معیوب ہے۔

٦٧٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدٍ النَّخَعِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلَى

(٦٧٧٨) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ہم سے ابوحصین نے، کہا کہ میں نے عمیر بن سعید نخعی سے سنا، کہا میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو، سوائے شرابی کے کہ اگر یہ

أَحَدٍ فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ. [مسلم: ٤٤٥٨؛ ابو داود: ٤٤٨٦، ٤٤٨٨، ٤٤٨٩؛ ابن ماجه، ٢٥٦٩]

مرجائے تو میں اس کی دیت ادا کردوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

٦٧٧٩ـ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُومُ إِلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتَّى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ.

(٦٧٧٩) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جعید نے، ان سے یزید بن خصیفہ نے، ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر ؓ اور پھر عمر ؓ کے ابتدائی دور خلافت میں شراب پینے والا ہمارے پاس لایا جاتا تو ہم اپنے ہاتھ، جوتے اور چادریں لے کر کھڑے ہوجاتے (اور اسے مارتے) آخر عمر ؓ نے اپنے آخری دور خلافت میں شراب پینے والوں کو چالیس کوڑے مارے اور جب ان لوگوں نے مزید سرکشی کی اور فسق و فجور کیا تو اسی کوڑے مارے۔

تشریح: پس شرابی کی آخری سزا اسی کوڑے مارنا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

باب: شراب پینے والا اسلام سے نکل نہیں جاتا نہ اسے لعنت کرنی چاہیے

٦٧٨٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَاللَّهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

(٦٧٨٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خالد بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا اور ''حمار'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنساتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور آپ ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا اور انہیں مارا گیا حاضرین میں ایک صاحب نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کرو، واللہ! میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

تشریح: شراب پینے والے مسلمان کو بھی آپ ﷺ نے کس نظر محبت سے دیکھا یہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

٦٧٨١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَكْرَانَ فَقَامَ يَضْرِبُهُ فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ: مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيْكُمْ)). [راجع: ٦٧٧٧]

(٦٧٨١) ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ابن ہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص نشے میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے انہیں مارنے کا حکم دیا۔ ہم میں سے بعض نے انہیں ہاتھ سے مارا، بعض نے جوتوں سے اور بعض نے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو ایک شخص نے کہا، کیا ہوگیا اسے، اللہ اسے رسوا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔“

تشریح: اللہ کی حد کو بخوشی برداشت کرنا ہی اس گناہگار کے مؤمن ہونے کی دلیل ہے پس حد قائم کرنے کے بعد اس پر لعن طعن کرنا منع ہے۔

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

باب: چور جب چوری کرتا ہے

٦٧٨٢ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)). [طرفه في: ٦٨٠٩]

(٦٧٨٢) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور اسی طرح چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔“

تشریح: بعد میں سچی توبہ کرنے اور اسلامی حد قبول کرنے کے بعد اس میں ایمان لوٹ کر آجاتا ہے۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

باب: چور کا نام لیے بغیر اس پر لعنت بھیجنا درست ہے

٦٧٨٣ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ)) قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ

(٦٧٨٣) ہم سے عمر و بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو صالح سے سنا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے چور پر لعنت بھیجی کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس پر اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ ایک رسی چراتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔“ اعمش نے کہا کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ انڈے سے مراد لوہے کا انڈا ہے

وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوِيْ دَرَاهِمَ. [طرفه في: ٦٧٩٩]

اور رسی سے مراد ایسی رسی سمجھتے تھے جو کئی درہم کی ہو۔

تشریح: لوہے کے انڈے سے انڈے جیسا لوہا کا گولا مراد ہے جس کی قیمت کم سے کم تین درہم ہو۔

بَابٌ: اَلْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ

باب: حد قائم ہونے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے

٦٧٨٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ: ((بَايِعُوْنِيْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا۔ وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا۔ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)). [راجع: ١٨]

(٦٧٨٤) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوادریس خولانی نے اور ان سے عبادہ بن صامت ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہاں ایک مجلس میں بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے عہد کرو اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے اور زنا نہیں کرو گے۔'' اور آپ نے یہ آیت پوری پڑھی: ''پس تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے یہاں ہے اور جو شخص ان میں سے غلطی کر گزرا اور اس پر اسے سزا ہوئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جو شخص ان میں سے کوئی غلطی کر گزرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کر دی تو اگر اللہ چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو اس پر عذاب دے گا۔''

بَابٌ: ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِيْ حَدٍّ أَوْ فِيْ حَقٍّ

باب: مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے، ہاں جب کوئی حد کا کام کرے تو اس کی پیٹھ پر مار لگا سکتے ہیں

٦٧٨٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: أَلَا شَهْرُنَا هَذَا قَالَ: ((أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: أَلَا بَلَدُنَا هَذَا قَالَ: ((أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: أَلَا يَوْمُنَا هَذَا قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا

(٦٧٨٥) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ عبداللہ ؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''ہاں تم لوگ کس چیز کو سب سے زیادہ حرمت والی سمجھتے ہو؟'' لوگوں نے کہا کہ اپنے اسی مہینہ کو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، کس شہر کو تم سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟'' لوگوں نے جواب دیا کہ اپنے اسی شہر کو، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ہاں، کس دن کو تم سب سے زیادہ حرمت والا خیال کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: اپنے اسی دن کو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتوں کو حرمت والا قرار دیا ہے، سوا اس کے حق

بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يُجِيْبُوْنَهُ أَلَا نَعَمْ قَالَ: ((وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٤٢]

کے، جیسا کہ اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینہ میں ہے۔ ہاں! کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا۔'' تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اور ہر مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہاں، پہنچا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! میرے بعد تم کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

تشریح: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمان کا عند اللہ کتنا بڑا مقام ہے۔ جس کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْإِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

باب: حدود قائم کرنا اور اللہ کی حرمتوں کو جو کوئی توڑے اس سے بدلہ لینا

٦٧٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ! مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ. [راجع: ٣٥٦٠]

(٦٧٨٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے، ان سے عقیل نے، ان سے شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان ہی کو پسند کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو، اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ جب اللہ کی حرمتوں کو توڑا جاتا تو آپ اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

باب: کوئی بلند مرتبہ شخص ہو یا کم مرتبہ سب پر برابر حد قائم کرنا

تشریح: یہ نہیں کہ اشراف کو چھوڑ دیا جائے۔

٦٧٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ

(٦٧٨٧) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک عورت کی (جس پر حد کی مقدمہ ہونے والا تھا) سفارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم سے پہلے کے لوگ اس لئے ہلاک ہو گئے کہ وہ کمزوروں پر تو حد قائم کرتے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!

لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). [راجع: ٢٦٤٨]

اگر فاطمہ نے بھی (چوری) کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

تشریح: اسلامی حدود کا نفاذ بہر حال لابدی ہے بشرطیکہ مقدمہ اسلامی اسٹیٹ میں اسلامی عدالت میں ہو۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

باب: جب حدی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچ جائے پھر سفارش کرنا منع ہے

تشریح: بلکہ گناہ عظیم ہے۔

٦٧٨٨- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ قَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللَّهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ [كَانَ] قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ وَايْمُ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا)). [راجع: ٢٦٤٨]

(۶۷۸۸) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لئے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا، جو رسول اللہ ﷺ کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرنے آئے ہو؟" پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لئے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (ﷺ) اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔"

تشریح: اس سفارش پر آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِيْ كَمْ يُقْطَعُ؟ وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ إِلَّا ذَلِكَ.

"اور چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹو۔"

کتنی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنچے سے ہاتھ کٹوایا تھا۔ اور قتادہ نے کہا: اگر کسی عورت نے چوری کی اور غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو بس اب دایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

تشریح: اس باب میں یہ بیان ہے کہ کتنی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے۔ احادیث واردہ سے معلوم ہوتا ہے کم از کم تین درہم کی مالیت پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٦٧٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۷۸۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)) تَابَعَهُ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [طرفه في: ٦٧٩٠، ٦٧٩١] [مسلم، ٤٣٩٨؛ ابو داود، ٤٣٨٣؛ ترمذي، ١٤٤٥؛ نسائي، ٤٩٣١، ٤٩٣٣، ٤٩٣٤؛ ابن ماجه، ٢٥٨٥]

نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عمرہ نے بیان کیا، ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ پر ہاتھ کاٹ لیا جائے گا۔“ اس روایت کی متابعت عبدالرحمٰن بن خالد زہری کے بھتیجے اور معمر نے زہری کے واسطے سے کی۔

٦٧٩٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ)). [راجع: ٦٧٨٩] [مسلم، ٤٤٠٠؛ ابو داود، ٤٣٨٤؛ نسائي، ٤٩٣٠، ٤٩٣٢]

(٦٧٩٠) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے عمرہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار پر کاٹ لیا جائے گا۔“

٦٧٩١ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ)). [راجع: ٦٧٨٩] [نسائي، ٤٩٤٦]

(٦٧٩١) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمٰن انصاری نے بیان کیا، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چوتھائی دینار پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔“

٦٧٩٢ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ.

(٦٧٩٢) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ بغیر لکڑی کے چمڑے کی ڈھال یا عام ڈھال کی چوری پر ہی کاٹا جاتا تھا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان

الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ. [طرفاه في: ٦٧٩٣، ٦٧٩٤] [مسلم، ٤٤٠٥]

سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح۔

٦٧٩٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ. [راجع: ٦٧٩٢]

(۶۷۹۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ چور کا ہاتھ بغیر لکڑی کے چمڑے کی ڈھال یا عام ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا جاتا تھا یہ دونوں ڈھال قیمت سے ملتی تھیں۔

٦٧٩٤ـ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تُقْطَعْ يَدُ السَّارِقِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي أَدْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ. رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا. [راجع: ٦٧٩٢] [مسلم: ٤٤٠٥]

(۶۷۹۴) مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہشام بن عروہ نے، ہم کو ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے خبر دی، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا جاتا تھا۔ لکڑی کے چمڑے کی ڈھال ہو یا عام ڈھال یہ دونوں چیزیں قیمت والی تھیں۔ اس کی روایت وکیع اور ابن ادریس نے ہشام کے واسطے سے کی، ان سے ان کے والد نے مرسلاً۔

٦٧٩٥ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. [أطرافه في: ٦٧٩٦، ٦٧٩٧، ٦٧٩٨] [مسلم، ٤٤٠٦؛ ابو داود، ٤٣٨٥؛ نسائي، ٤٩٢٣]

(۶۷۹۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

تشریح: معلوم ہوا کہ تین درہم کی مالیت چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور ایسے امور امام وقت یا اسلامی عدالت کے مقدمے کی پوزیشن سمجھنے پر موقوف ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٦٧٩٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

(۶۷۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

[راجع: ٦٧٩٥؛ مسلم، ٤٤٠٧؛ ترمذي، ١٤٤٦]

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ: قِيمَتُهُ.

محمد بن اسحاق نے نافع سے "ثمنه" روایت کرنے میں مالک بن انس کی متابعت کی ہے۔ لیث بن سعد نے کہا مجھ سے نافع نے "ثمنه" کے بدل "قیمته" بیان کیا۔

٦٧٩٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. [راجع: ٦٧٩٥؛ مسلم، ٤٤٠٧]

(٦٧٩٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا، ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٧٩٨ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. [راجع: ٦٧٩٥؛ مسلم، ٤٤٠٧]

(٦٧٩٨) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوضمرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ ایک ڈھال پر کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٧٩٩ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ)). [راجع: ٦٧٨٣]

(٦٧٩٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا میں نے ابوصالح سے سنا، کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت کی ہے کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔''

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

باب: چور کی توبہ کا بیان

٦٨٠٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا. [راجع: ٢٦٤٨]

(٦٨٠٠) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا ہاتھ کٹوایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ عورت بعد میں بھی آتی تھی اور میں اس کی ضرورتیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھتی تھی، اس عورت نے توبہ کر لی اور حسن توبہ کا ثبوت دیا تھا۔

٦٨٠١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ،

(٦٨٠١) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن

قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ: ((أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذَلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَكَذَالِكَ كُلُّ مَحْدُوْدٍ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ. [راجع: ١٨]

یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوادریس نے اور ان سے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ”میں تم سے عہد لیتا ہوں کہ تم اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، تم چوری نہیں کرو گے۔“ اپنی اولاد کی جان نہیں لو گے، اپنے دل سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہیں لگاؤ گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے پس تم میں سے جو کوئی وعدے پورے کرے گا اس کا ثواب اللہ کے اوپر لازم ہے اور جو کوئی ان میں سے کچھ غلطی کر گزرے گا اور دنیا میں ہی اسے اس کی سزا مل جائے گی تو یہ اس کا کفارہ ہوگی اور اسے پاک کرنے والی ہوگی اور جس کی غلطی کو اللہ چھپا لے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے، چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اس کی مغفرت کر دے۔“ ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہاتھ کٹنے کے بعد اگر چور نے توبہ کر لی تو اس کی گواہی قبول ہوگی۔ یہی حال ہر اس شخص کا ہے جس پر حد جاری کی گئی ہو کہ اگر وہ توبہ کر لے گا تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

تشریح: حضرت عبادہ بن صامت انصاری سالمی نقیب انصار ہیں۔ عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے اور جنگ بدر اور تمام لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ پھر فلسطین میں جا رہے اور بیت المقدس میں ۷۲ سال عمر پا کر ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

ان کفار و مرتدوں کے احکام میں جو مسلمانوں سے لڑائی کرتے ہیں

[بَابٌ:] وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ:

﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوْآ أَوْ يُصَلَّبُوْآ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾. [المائدة: ٣٣]

باب: اور اللہ عزوجل کا فرمان:

”جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے اور سیدھے، یعنی دائیں بائیں سے کاٹے جائیں یا جلاوطن یا قید کئے جائیں۔“

تشریح: قبیلہ عکل اور عرینہ کے چند ڈاکو قسم کے لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر بظاہر مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں چند دن قیام کے بعد اپنی طبیعت کی ناسازگاری کا گلہ کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ غیب داں نہیں تھے کہ کسی شخص کے دل کا حال معلوم فرمالیں۔ آپ ﷺ نے ان کی ظاہری باتوں پر یقین فرما کر ان کو اپنے جنگل کے اونٹوں کے ریوڑ میں بھیج دیا کہ وہاں رہ کر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا کریں کہ ان کا پیٹ درست ہو جائیں وہ جلندھر کے مریض تھے۔ چنانچہ وہ وہاں چلے گئے اور خوب ٹھاٹھ سے دودھ پی کر تندرست ہو گئے۔ ایک موقع دیکھ کر اونٹوں کے چرواہوں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا، ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے، ان کی آنکھوں میں کانٹے گاڑ کر اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ رسول کریم ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں چند سوار دوڑائے اور وہ گرفتار کئے گئے اور دربار رسالت میں لائے گئے۔ چنانچہ جیسا انہوں نے کیا تھا ویسی ہی سزا ان کے لئے تجویز ہوئی کہ ان کو قتل کیا گیا، ان کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں کانٹے گاڑے گئے اور وہ چٹیل میدان میں تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے۔ آیت کریمہ: ﴿ إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ الخ (٥/المائدة:٣٣) ان ہی ظالموں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت قرآنی اور احادیث ذیل سے ثابت فرمایا تو جو لوگ کافر و مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑیں، فساد پھیلائیں، بدامنی کریں، ان کو اسلامی قوانین کے تحت حاکم وقت سخت سے سخت تر سزا دینے کا مجاز ہے۔ اگر ایسے مفسدین کو ذرا بھی رعایت دی گئی تو ملک میں اور بھی سخت ترین بدامنی ہو سکتی ہے۔ اس لیے فتنہ کا دروازہ بند کرنے کے لیے یہ سزائیں دی جانی ضروری ہیں۔ شارحین لکھتے ہیں کہ مرتدوں نے چوری کا ارتکاب کیا اور چرواہے کو نہ صرف قتل کیا بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تھے۔ اس لیے قصاص میں ان کو بھی اسی طرح کی سزا دی گئی لیکن یہ مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے قیام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ بعدہ اسلام میں اس طرح کی سزا منع کر دی گئی۔ قاتل جس طرح بھی قتل کرے بدلہ میں قتل ہی کیا جائے گا، اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مثلہ نہیں کیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ محض اللہ کی مدد اور توفیق سے آج پارہ ٢٨ کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ بڑی کٹھن منزل ہے، سفر بہت ہی دشوار ہے، قدم قدم پر لغزشوں کے خطرات ہیں پھر بھی اللہ پاک سے امید ہے کہ وہ راہنمائی فرما کر غیب سے روحانی مدد کرے گا اور مثل سابق اس پارے کو بھی تکمیل تک پہنچائے گا اور مجھ کو اس قدر مہلت اور دے گا کہ میں اس پیاری کتاب کو جسے اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ نے اپنی کتاب قرار دیا ہے اسے پورے طور پر اردو کا جامع پہنا کر اشاعت میں لا کر جملہ اہل اسلام کے لیے مشعل ہدایت کے طور پر پیش کر سکوں۔ وما توفیقی

الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه اجمعین محرم ١٣٩٦ھ۔

٦٨٠٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوْا فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوْا. [راجع: ٢٣٣]

(٦٨٠٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوقلابہ جرمی نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ عکل کے چندلوگ آئے اور اسلام قبول کیا لیکن مدینہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی (ان کے پیٹ پھول گئے) تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”صدقہ کے اونٹوں کے ریوڑ میں جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ ملا کر پئیں۔“ انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور تندرست ہو گئے لیکن اس کے بعد وہ مرتد ہو گئے اور ان اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ ہنکا لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے اور انہیں پکڑ کے لایا گیا، پھر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں (کیونکہ انہوں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا تھا) اور ان کے زخموں پر داغ نہیں لگوایا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

تشریح: عرب میں ہاتھ پاؤں کاٹ کر جلتے تیل میں داغ دیا کرتے تھے اس طرح خون بند ہو جاتا تھا مگر ان کو بغیر داغ دیئے چھوڑ دیا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ کذالك جزاء الظالمین۔

بَابٌ: لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوْا

باب: نبی کریم ﷺ نے ان مرتدوں ڈاکوؤں کے (زخموں پر) داغ نہیں لگوائے یہاں تک کہ وہ مر گئے

٦٨٠٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوْا. [راجع: ٢٣٣]

(٦٨٠٣) ہم سے ابویعلیٰ محمد بن صلت نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عرنیوں کے (ہاتھ پاؤں) کٹوا دیئے لیکن ان پر داغ نہیں لگوائے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

بَابٌ: لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ

باب: مرتد لڑنے والوں کو پانی بھی نہ دینا یہاں

الْمُحَارِبُوْنَ حَتَّى مَاتُوْا

تک کہ پیاس سے وہ مر جائیں

٦٨٠٤ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ: ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِإِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا فَقَتَلُوْا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ إِلَّا أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتَّى مَاتُوْا قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. [راجع: ٢٣٣]

(۶۸۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سنہ ۶ھ میں آئے اور یہ لوگ مسجد کے سائبان میں ٹھہرے، مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے دودھ کہیں سے مہیا کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو میرے پاس نہیں ہے، البتہ تم لوگ ہمارے اونٹوں میں چلے جاؤ۔“ چنانچہ وہ گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو کر موٹے تازے ہو گئے، پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکا لے گئے۔ اتنے میں آپ ﷺ کے پاس فریادی پہنچا اور آنحضرت ﷺ نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے۔ ابھی دھوپ زیادہ پھیلی بھی نہیں تھی کہ انہیں پکڑ کر لایا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے سلائیاں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھیر دی گئیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے اور ان کے (زخم سے خون کو روکنے کے لیے) انہیں داغا بھی نہیں گیا۔ اسکے بعد وہ ”حرہ“ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیے گئے، وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابوقلابہ نے کہا کہ یہ اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ انہوں نے چوری کی تھی، قتل کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول سے غدارانہ لڑائی لڑی تھی۔

بَابٌ: سَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ

باب: نبی کریم ﷺ کا مرتدین، لڑنے والوں کی آنکھوں میں سلائی پھروانا

٦٨٠٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ- أَوْ قَالَ: عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: عُكْلٍ- قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا

(۶۸۰۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عکل یا عرینہ کے چند لوگ میں سمجھتا ہوں عکل کا لفظ کہا، مدینہ آئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دودھ دینے والی اونٹنیوں کا انتظام کر دیا اور فرمایا: ”وہ اونٹوں کے گلہ میں جائیں اور ان کا

فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوْا حَتَّى إِذَا بَرِئُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي أَثَرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَأُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ.

[راجع: ٢٣٣]

پیشاب اور دودھ پییں۔" چنانچہ انہوں نے پیا اور جب وہ تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکالے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس یہ خبر صبح کے وقت پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے سوار دوڑائے ابھی دھوپ زیادہ پھیلی بھی نہیں تھی کہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان کے بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی بھی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی اور انہیں "حرہ" میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: هَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

ابوقلابہ نے کہا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوری کی تھی، قتل کیا تھا، ایمان کے بعد کفر اختیار کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول سے غدارانہ لڑائی لڑی تھی۔

تشریح: بلکہ نمک حرامی کی اور چرواہے کا مثلہ کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر چلتے بنے۔ اسی لیے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ واقعہ ایک ہی ہے مگر مجتہد اعظم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کئی ایک سیاسی مسائل کا استنباط فرمایا ہے ایک مجتہد کی شان یہی ہوتی ہے، کوئی شک نہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مجتہد اعظم تھے، اسلام کے نباض تھے، قرآن وحدیث کے حکیم حاذق تھے۔ معاندین آپ کی شان میں کچھ بھی تنقیص کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد عظمت پر کچھ اثر نہ پڑا ہے نہ پڑے گا۔ ان شاء اللہ۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

باب: جس نے فواحش (زنا کاری اغلام بازی وغیرہ) کو چھوڑ دیا اس کی فضیلت کا بیان

٦٨٠٦- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا قَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَأَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ

(۶۸۰۶) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عمر عمری نے، انہیں خبیب بن عبدالرحمن نے، انہیں حفص بن عاصم نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، عادل حاکم، نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی پائی، ایسا شخص جس نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔ وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، وہ شخص جسے کسی بلند مرتبہ اور خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا اور اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے اتنا پوشیدہ صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ دائیں

يَمِينُهُ)). [راجع: ٦٦٠]

نے کتنا اور کیا صدقہ کیا ہے۔"

تشریح: مدارج اخروی حاصل کرنے اور دین و دنیا کی سعادتیں پانے کے لیے یہ حدیث ہر مؤمن مسلمان کو ہر وقت یاد رکھنے کے قابل ہے۔ عرش الٰہی کا سایہ پانے والوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ اللہ پاک ہر مؤمن مسلمان کو روز محشر میں اپنی ظل عاطفت میں جگہ نصیب فرمائے، خاص طور پر صحیح بخاری پڑھنے اور عمل کرنے والوں کو اور اس کے جملہ معاونین کرام کو یہ نعمت عطا کرے اور مجھ ناچیز اور خاص کر میرے اہل و عیال و جملہ متعلقین کو یہ سعادت بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

٦٨٠٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ؛ ح: وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ)). [راجع: ٦٤٧٤]

(٦٨٠٧) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا۔ (دوسری سند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، ان سے عمرو بن علی نے، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان یعنی (شرمگاہ) کی اور اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان (یعنی زبان) کی ضمانت دے دی تو میں اسے جنت میں جانے کا یقین دلاتا ہوں۔"

بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ

باب: زنا کے گناہ کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ [الفرقان: ٦٨] ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾. [الاسراء: ٣٢]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے۔" اور بنی اسرائیل میں فرمایا: "اور زنا کے قریب نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی کا کام ہے اور اس کا راستہ برا ہے۔"

٦٨٠٨۔ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسٌ، قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ- وَإِمَّا قَالَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ- أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ)). [راجع: ٨٠]

(٦٨٠٨) ہم سے داؤد بن شبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی اسے نہیں بیان کرے گا۔ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے میں نے نبی کریم کو یہ کہتے سنا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، یا یوں فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی، شراب بکثرت پی جانے لگے گی اور زنا پھیل جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی حالت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ پچاس عورتوں پر ایک ہی خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔"

تشریح: حدیث میں ذکر کردہ نشانیاں بہت سی ظاہر ہو چکی ہیں: ﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ﴾ (١٦/ النحل: ٧٧)

٦٨٠٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦٨٠٩) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسحاق بن یوسف نے خبر

إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ: هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. [راجع: ٦٧٧٢]

دی، کہا ہم کو فضیل بن غزوان نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا بندہ جب چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا اور بندہ جب شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا اور جب وہ قتل ناحق کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔'' عکرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان اس سے کس طرح نکال لیا جاتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اس طرح اور اس وقت آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر پھر الگ کر لیا پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ایمان اس کے پاس لوٹ آتا ہے۔ اس طرح اور آپ نے اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا۔

تشریح: یہ کبیرہ گناہ ہیں جن سے توبہ کئے بغیر مرنے والا ایمان سے محروم ہو کر مرتا ہے۔ جس میں ایمان کی رمق بھی ہوگی وہ ضرور توبہ کر کے مرے گا۔

٦٨١٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ)). [راجع: ٢٤٧٥] [مسلم: ٢٠٨]

(٦٨١٠) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ذکوان نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا، شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا، پھر ان سب آدمیوں کے لئے توبہ کا دروازہ بہر حال کھلا ہوا ہے۔''

تشریح: مگر توبہ کی توفیق بھی قسمت والوں کو ملتی ہے۔ توبہ سے پختہ توبہ مراد ہے، نہ کہ رسمی توبہ۔

٦٨١١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ [مِنْ] أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ؟)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ)) [راجع: ٤٤٧٧]

(٦٨١١) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے، ان سے ابو میسرہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ''تم اللہ کا کسی کو شریک بناؤ، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خطرے سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے کھانے میں تمہارے ساتھ شریک ہو گی۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔''

قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ: دَعْهُ دَعْهُ.

یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ابوسفیان نے بیان کیا، ان سے واصل نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔ عمرو نے کہا کہ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن بن مہدی سے کیا اور انہوں نے ہم سے یہ حدیث سفیان ثوری سے بیان کی ان سے اعمش، منصور اور واصل نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے ابومیسرہ نے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ تم اس سند کو چھوڑ دو، جانے دو۔

تشریح: جس میں ابووائل اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیچ میں ابومیسرہ کا واسطہ نہیں ہے۔ ان جملہ روایات میں بعض کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے جو بہت بڑے گناہ ہیں مگر توبہ کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہوا ہے بشرطیکہ حقیقی توبہ ہو۔

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

باب: محصن (شادی شدہ کو زنا کی علت میں) سنگسار کرنا

وَقَالَ الْحَسَنُ: مَنْ زَنَى بِأُخْتِهِ حَدُّهُ حَدُّ الزَّانِي.

اور حسن بصری نے کہا: اگر کوئی شخص اپنی بہن سے زنا کرے تو اس پر زنا کی حد پڑے گی۔

تشریح: یہ اسلام کی وہ تعزیرات ہیں جن کے اجرا پر امن عالم کی بنیاد ہے۔

٦٨١٢- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ.

(٦٨١٢) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب انہوں نے جمعہ کے دن عورت کو رجم کیا تو کہا کہ میں نے اس کا رجم رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کیا ہے۔

٦٨١٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَوْ بَعْدُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

(٦٨١٣) مجھ سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے پوچھا سورۂ نور سے پہلے یا اس کے بعد؟ کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔

[طرفه في: ٦٨٤٠] [مسلم: ٤٤٤٤]

تشریح: یعنی قانون رجم طریقہ محمدی ہے جو اس برائی کو ختم کرنے کے لئے تیر بہدف ہے۔

٦٨١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٦٨١٤) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک

عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ. [راجع: ٥٢٧٠]

نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب ماعز نامی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: میں نے زنا کیا ہے، پھر انہوں نے اپنے زنا کا چار مرتبہ اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے رجم کا حکم دیا اور انہیں رجم کیا گیا وہ شادی شدہ تھے۔

تشریح: یہ ان کے کامل ایمان کی دلیل ہے کہ خود حد پانے کے لیے تیار ہو گئے۔

بَابٌ: لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

باب: پاگل مرد یا عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پاگل سے (ثواب یا عذاب لکھنے والا) قلم اٹھا لیا گیا ہے یہاں تک کہ اسے ہوش آ جائے۔ اسی طرح بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ سونے والا بھی مرفوع القلم ہے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے یعنی دماغ اور ہوش درست کر لے۔

تشریح: مرفوع القلم کا مطلب یہ ہے کہ ان سے معافی ہے۔ ایک زانیہ حاملہ عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجم کرنا چاہا تھا، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا۔

٦٨١٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ:

(٦٨١٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اس وقت آنحضرت ﷺ مسجد میں تھے، انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے یہ بات چار دفعہ دہرائی جب چار دفعہ انہوں نے اس گناہ کی اپنے اوپر شہادت دی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور دریافت فرمایا: ’’کیا تم دیوانے ہو؟‘‘ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)).
[راجع: ٥٢٧١] [مسلم: ٤٤٢٠]

”پھر کیا تم شادی شدہ ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں لے جاؤ اور رجم کردو۔“

٦٨١٦- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.
[راجع: ٥٢٧٠] [مسلم: ٤٤٢٢]

(٦٨١٦) ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر مجھے انہوں نے خبر دی جنہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا تھا کہ انہوں نے کہا کہ رجم کرنے والوں میں میں بھی تھا، ہم نے انہیں آبادی سے باہر عیدگاہ کے پاس رجم کیا تھا جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن ہم نے انہیں حرہ کے پاس پکڑا اور رجم کردیا۔

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا قصور معاف کردیتا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور حاکم اور ترمذی نے صحیح کہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار کرنے والا اگر رجم کے وقت بھاگے تو اس سے رجم ساقط ہو جائے گا۔

بَابٌ: لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

باب: زنا کرنے والے کے لئے پتھروں کی سزا ہے

٦٨١٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ! الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ!)) وَزَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ: ((وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). [راجع: ٢٠٥٣]

(٦٨١٧) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں (ایک بچے عبدالرحمٰن نامی میں) اختلاف کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عبد بن زمعہ! بچہ تو لے لے، بچہ اسی کو ملے گا جس کی بیوی یا لونڈی سے وہ پیدا ہوا، اور سودہ! تم اس سے پردہ کرو۔“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قتیبہ نے لیث سے اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ ”زانی کے حصہ میں پتھر کی سزا ہے۔“

٦٨١٨- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). [راجع: ٦٧٥٠]

(٦٨١٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لڑکا اسی کو ملتا ہے جس کی بیوی یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور حرام کار کے لئے صرف پتھر ہیں۔“

تشریح: یہ اسلام کا عدالتی فیصلہ ہے کہ جس کا اثر بچے کی پوری زندگی حق، حقوق، توریث وغیرہ پر پڑتا ہے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

باب: بلاط میں رجم کرنا

تشریح: مسجد نبوی کے سامنے ایک پتھروں کا فرش تھا، اسی کا نام بلاط تھا، اب تو بفضل اللہ تعالیٰ چاروں طرف دور دور تک فرش ہی فرش بنا ہوا ہے جو بہترین پتھروں کا فرش ہے۔

٦٨١٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِيَهُوْدِيٍّ وَيَهُوْدِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيْعًا فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا تَجِدُوْنَ فِي كِتَابِكُمْ؟)) قَالُوْا: إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوْا تَحْمِيْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ادْعُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ وَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا. [راجع: ١٣٢٩]

(٦٨١٩) ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا۔ جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تمہاری کتاب تورات میں اس کی سزا کیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ہمارے علما نے اس کی سزا چہرے کو سیاہ کرنا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا تجویز کی ہوئی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس سے تورات منگوایئے! جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ! (اور جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہیں بلاط (مسجد نبوی کے قریب ایک جگہ) میں رجم کیا گیا میں نے دیکھا کہ یہودی مرد عورت کو بچانے کے لئے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔

تشریح: ثابت ہوا کہ مسلم اسٹیٹ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے فیصلے ان کی شریعت کے مطابق کیے جائیں گے بشرطیکہ اسلام ہی کے موافق ہوں۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى

باب: عیدگاہ میں رجم کرنا (عیدگاہ کے پاس یا خود عیدگاہ میں)

٦٨٢٠ـ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((آحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ

(٦٨٢٠) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب (ماعز بن مالک) نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا، پھر جب انہوں نے چار مرتبہ اپنے لئے گواہی دی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں، پھر آپ نے پوچھا: ''کیا تمہارا نکاح ہو چکا ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، چنانچہ آپ کے حکم سے انہیں عیدگاہ میں رجم کیا گیا۔ جب

فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ سُئِلَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ؟ قَالَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ فَقِيلَ لَهُ: رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ؟ قَالَ: لَا. [راجع: ٥٢٧٠]

ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن انہیں پکڑ لیا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور ان کا جنازہ ادا کیا اور ان کی تعریف کی جس کے وہ مستحق تھے۔ امام بخاری ؒ نے کہا: یونس اور ابن جریج نے زہری سے "فَصَلَّى عَلَيْهِ" روایت نہیں کیا۔ ابو عبداللہ امام بخاری سوال کیے گئے "صَلَّى عَلَيْهِ" یہ روایت صحیح ہے؟ انہوں نے کہا اس کو معمر نے روایت کیا ہے ان سے امام بخاری سے کہا گیا اس کی معمر کے علاوہ بھی کسی نے روایت کی ہے انہوں نے کہا: نہیں۔

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ

باب: جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس پر حد نہیں ہے

وَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ: لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِي جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(مثلاً: اجنبی عورت کو بوسہ دیا یا اس سے مساس کیا) اور پھر اس کی خبر امام کو دی تو اگر اس نے توبہ کر لی اور فتویٰ پوچھنے آیا تو اسے اب توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ عطاء نے کہا کہ ایسی صورت میں نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔ ابن جریج نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو کوئی سزا نہیں دی تھی جنہوں نے رمضان میں بیوی سے صحبت کر لی تھی۔ اسی طرح حضرت عمر ؓ نے (حالت احرام میں) ہرن کا شکار کرنے والے کو سزا نہیں دی اور اس باب میں ابو عثمان کی روایت حضرت ابن مسعود ؓ سے بحوالہ نبی کریم ﷺ مروی ہے۔

تشریح: یہ احکام امام وقت کی رائے اور جرائم کی نوعیت پر موقوف ہیں۔ جو حدی جرائم ہیں۔ وہ اپنے قانون کے اندر ہی فیصل ہوں گے۔

٦٨٢١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)). [راجع: ١٩٣٦]

(٦٨٢١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ ایک صاحب نے رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟" انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "دو مہینے کے روزے رکھنے کی تم میں طاقت ہے؟" انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے اس پر کہا: "پھر ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔"

٦٨٢٢۔ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

(٦٨٢٢) اور لیث نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: احْتَرَقْتُ قَالَ: ((مِمَّ ذَاكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ: ((تَصَدَّقْ)) قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ ـ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ؟ـ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟)) فَقَالَ: هَا أَنَا ذَا قَالَ: ((خُذْ هَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنِّيْ! مَا لِأَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ: ((فَكُلُوْهُ)). [راجع: ۱۹۳۵]

عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے محمد بن جعفر بن زبیر نے، ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں آئے اور عرض کیا: میں تو دوزخ کا مستحق ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا بات ہوئی۔'' کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کر لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا: ''صدقہ کر۔'' انہوں نے کہا: میرے پاس کچھ بھی نہیں، پھر وہ بیٹھ گیا اور اس کے بعد ایک صاحب گدھا ہانکتے ہوئے لائے جس پر کھانے کی چیز رکھی تھی۔ عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی (دوسری روایت میں یوں ہے کہ کھجور لدی ہوئی تھی) اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''آگ میں جلنے والے صاحب کہاں ہیں؟'' وہ صاحب بولے کہ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے اور صدقہ کر دے۔'' انہوں نے پوچھا: کیا اپنے سے زیادہ محتاج کو دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم ہی کھا لو۔''

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ؟

باب: جب کوئی شخص حدی گناہ کا اقرار غیر واضح طور پر کرے تو کیا امام کو اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے

٦٨٢٣ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ

(۶۸۲۳) مجھ سے عبدالقدوس بن محمد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عاصم کلابی نے بیان کیا، ان سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک صاحب کعب بن عمرو آئے اور کہا: یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔ بیان کیا آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہیں پوچھا: بیان کیا کہ پھر نماز کا وقت ہو گیا اور ان صاحب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ پھر آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے کہا: یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر حد جاری کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''کیا تم نے ابھی

اللّٰهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ۔ أَوْ قَالَ:۔ حَدَّكَ)). [مسلم: ٧٠٠٦]

ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟" انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔" یا فرمایا کہ "تیری غلطی یا حد (معاف کر دی)۔"

غیر واضح اقرار پر آپ نے اس کو یہ بشارت پیش فرمائی آج بھی یہ بشارت قائم ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے سامنے گول مول بیان کرے کہ میں نے حدی جرم کیا ہے تو امام اس کی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔

تشریح: بعض نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اگر کوئی حدی گناہ کر کے توبہ کرتا ہوا امام یا حاکم کے سامنے آئے تو اس پر سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

بَابٌ: هَلْ يَقُوْلُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

٦٨٢٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ؟)) قَالَ: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَنِكْتَهَا؟)) لَا يَكْنِيْ قَالَ: نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ. [ابوداود: ٤٤٢٧]

باب: کیا امام زنا کا اقرار کرنے والے سے یہ کہے کہ شاید تو نے چھوا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو

(٦٨٢٤) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ہم سے ہمارے والد نے کہا کہ میں نے یعلی بن حکیم سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ماعز بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "غالباً تو نے بوسہ دیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا یا دیکھا ہوگا۔" انہوں نے کہا نہیں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: "کیا تو نے ہم بستری ہی کر لی ہے؟" اس مرتبہ آپ نے کنایہ سے کام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دیا۔

بَابُ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ: هَلْ أَحْصَنْتَ؟

٦٨٢٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ۔ يُرِيْدُ نَفْسَهُ۔ فَأَعْرَضَ

باب: زنا کا اقرار کرنے والے سے امام کا پوچھنا کہ کیا تم شادی شدہ ہو

(٦٨٢٥) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن میسب اور ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے۔ آپ اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آواز دی یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے، خود اپنے متعلق وہ کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا

عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ)). [راجع: ٥٢٧١]

منہ پھیر لیا۔ لیکن وہ صاحب بھی ہٹ کر اسی طرف کھڑے ہو گئے جدھر آپ ﷺ نے اپنا منہ پھیرا تھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر اپنا منہ پھیر لیا اور وہ بھی دوبارہ اس طرف آ گئے جدھر آپ ﷺ نے اپنا منہ پھیرا تھا اور اس طرح جب اس نے چار مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: ''کیا تم پاگل ہو؟'' انہوں نے کہا: نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے شادی کر لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، یارسول اللہ! آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''انہیں لے جاؤ اور رجم کر دو۔''

٦٨٢٦ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ. [راجع: ٥٢٧٠]

(٦٨٢٦) ابن شہاب نے بیان کیا کہ جنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی تھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے انہیں رجم کیا تھا جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگنے لگے لیکن ہم نے انہیں ''حرہ'' (حرہ مدینہ کی پتھریلی زمین) میں جا لیا اور انہیں رجم کر دیا۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے بہت سے مسائل استنباط فرمائے ہیں۔ تعجب ہے ان معاندین پر جو اتنے بڑے مجتہد کو درجہ اجتہاد سے گرا کر اپنے اندرونی عناد کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

بَابُ الْإِعْتِرَافِ بِالزِّنَا

باب: زنا کا اقرار کرنا

٦٨٢٧، ٦٨٢٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ، قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ قَالَ: ((قُلْ)) قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ

(٦٨٢٧، ٢٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے اسے زہری سے (سن کر) یاد کیا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں۔ اس پر اس کا مقابل بھی کھڑا ہو گیا وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا، پھر اس نے کہا کہ واقعی آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے ہی فیصلہ کیجئے اور مجھے بھی گفتگو کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' اس شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے یہاں مزدوری کرتا تھا، پھر اس نے اس کی عورت سے زنا کر لیا۔ میں نے اس کے

الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ! عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ: لَمْ يَقُلْ: فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ: أَشُكُّ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ. [راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

فدیہ میں اسے سو بکریاں اور ایک خادم دیا، پھر میں نے بعض علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہونے کی حد واجب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ہوں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے اسے جلاوطن کیا جائے گا اور اے انیس! صبح کو اس کی عورت کے پاس جانا اگر وہ (زنا کا) اقرار کرلے تو اسے رجم کردو۔“ چنانچہ وہ صبح کو اس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کرلیا اور انہوں نے رجم کردیا۔ علی بن عبداللہ مدینی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا جس شخص کا بیان تھا اس نے یوں نہیں کہا کہ ان عالموں نے مجھ سے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس میں شک ہے کہ زہری سے میں نے سنا ہے یا نہیں، اس لیے میں نے اسے کبھی بیان کیا کہ کبھی نہیں بیان کیا بلکہ سکوت کیا۔

٦٨٢٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُوْلَ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْإِعْتِرَافُ قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

[راجع: ٢٤٦٢]

(٦٨٢٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں زیادہ وقت گزر جائے اور کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ کتاب اللہ میں تو رجم کا حکم ہمیں کہیں نہیں ملتا اور اس طرح وہ اللہ کے ایک فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! رجم کا حکم اس شخص کے لیے فرض ہے جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو بشرطیکہ صحیح شرعی گواہیوں سے ثابت ہو جائے یا حمل ہو یا کوئی خود اقرار کرے۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے اسی طرح یاد کیا تھا آگاہ ہو جاؤ! رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا تھا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا تھا۔

تشریح: آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر اس کا حکم قیامت تک کے لیے باقی اور واجب العمل ہے، کوئی اس کا انکار کرے تو وہ گمراہ قرار پائے گا۔

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا

باب: اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے اور

إِذَا أُحْصِنَتْ وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کریں گے

تشریح: مگر یہ رجم بچہ جننے کے بعد ہوگا کیونکہ حالت حمل میں رجم کرنا جائز نہیں، اسی طرح کوڑے مارنے ہوں یا قصاص لینا ہو تو یہ بھی وضع حمل کے بعد ہوگا۔

٦٨٣٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ: لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ: لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ! مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَانَهُمْ وَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلَى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَلَّا يَعُوْهَا وَأَلَّا يَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِي

(٦٨٣٠) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں کئی مہاجرین کو (قرآن مجید) پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ ابھی میں منیٰ میں ان کے مکان پر تھا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں (سنہ ۲۳ھ) ان کے ساتھ تھے کہ وہ میرے پاس لوٹ کر آئے اور کہا کہ کاش! تم اس شخص کو دیکھتے جو آج امیرالمومنین کے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا: اے امیرالمومنین! کیا آپ فلاں صاحب سے یہ پوچھ تاچھ کریں گے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر عمر کا انتقال ہوگیا تو میں فلاں صاحب طلحہ بن عبیداللہ سے بیعت کروں گا کیونکہ واللہ حضرت ابوبکر کی بغیر سوچے سمجھے بیعت تو اچانک ہوگئی اور پھر وہ مکمل ہوگئی تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ میں ان شاء اللہ شام میں لوگوں سے خطاب کروں گا اور انہیں ان لوگوں سے ڈراؤں گا جو زبردستی سے دخل در معقولات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عرض کیا: یاامیرالمومنین! ایسا نہ کیجئے۔ حج کے موسم میں کم سمجھی اور برے بھلے ہر ہی قسم کے لوگ جمع ہیں اور جب آپ خطاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو آپ کے قریب یہی لوگ زیادہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کھڑے ہو کر کوئی بات کہیں اور وہ چاروں طرف پھیل جائے، لیکن پھیلانے والے اسے صحیح طور پر یاد نہ رکھ سکیں گے اور اس کے غلط معانی پھیلانے لگیں گے، اس لیے مدینہ منورہ پہنچنے تک کا اور انتظار کر لیجئے کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا مقام ہے۔ وہاں آپ کو خالص دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور شریف لوگ ملیں گے، وہاں آپ جو کچھ چاہتے ہیں اعتماد کے ساتھ ہی فرما سکیں گے اور

أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ فَيَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذَلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتَّى أَجِدَ سَعِيْدَ ابْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ: وَمَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ أَنْ أَقُوْلَهَا لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِيْ فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللَّهِ! مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ

علم والے آپ کی باتوں کو یاد بھی رکھیں گے اور جو صحیح مطلب ہے وہی بیان کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، اچھا اللہ کی قسم! میں مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلے لوگوں کو اسی مضمون کا خطبہ دوں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم ذی الحجہ کے مہینے کے آخر میں مدینہ منورہ پہنچے۔ جمعہ کے دن سورج ڈھلتے ہی ہم نے (مسجد نبوی) پہنچنے میں جلدی کی اور میں نے دیکھا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ منبر کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا ٹخنہ ان کے ٹخنے سے ملا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر نکلے، جب میں نے انہیں آتے دیکھا تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی بات کہیں گے جو انہوں نے اس سے پہلے خلیفہ بنائے جانے کے بعد کبھی نہیں کہی۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ مانا اور کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ آپ کوئی ایسی بات کہیں جو پہلے کبھی نہیں کہی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہوا تو آپ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اس کی شان کے مطابق کرنے کے بعد فرمایا: امابعد! آج میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا، مجھے نہیں معلوم کہ شاید میری یہ گفتگو موت کے قریب کی آخری گفتگو ہو، پس جو کوئی اسے سمجھے اور محفوظ رکھے اسے چاہیے کہ اس بات کو اس جگہ تک پہنچا دے جہاں تک اس کی سواری اسے لے جا سکتی ہے اور جسے خوف ہو کہ اس نے بات نہیں سمجھی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ میری طرف غلط بات منسوب کرے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل کی، کتاب اللہ کی صورت میں جو کچھ آپ پر نازل ہوا، ان میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا تھا سمجھا تھا اور یاد رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود (اپنے زمانہ میں) رجم کرایا پھر آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وقت یونہی آگے بڑھتا رہا تو کہیں کوئی یہ نہ دعویٰ کر بیٹھے کہ رجم کی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یقیناً رجم کا حکم کتاب اللہ

وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْإِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا: عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ: وَاللَّهِ! لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُءٌ أَنْ يَقُولَ: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي تَابَعَهُ تَغِرَّةَ أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَيْرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا أَبَا بَكْرٍ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ؟ فَقُلْنَا: نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا: لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ اقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ

سے اس شخص کے لیے ثابت ہے جس نے شادی ہونے کے بعد زنا کیا ہو، خواہ مرد ہوں یا عورتیں، بشرطیکہ گواہی مکمل ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اقرار کرلے پھر کتاب اللہ کی آیتوں میں ہم یہ بھی پڑھتے تھے کہ اپنے حقیقی باپ دادوں کے سوا دوسروں کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا کفر اور انکار ہے کہ تم اپنے اصل باپ دادوں کے سوا دوسروں کی طرف اپنی نسبت کرو، ہاں! اور سن لو کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''میری تعریف حد سے بڑھا کر نہ کرنا جس طرح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حد سے بڑھ کر تعریفیں کی گئیں۔ (ان کو اللہ کا بیٹا بنا دیا گیا) بلکہ (میرے لیے صرف یہ کہو کہ) میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔'' اور مجھے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ تم میں سے کسی نے یوں کہا ہے کہ واللہ! اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہو گئی تھی اور پھر وہ چل گئی۔ بات یہ ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگاہ ہوئی اور اللہ نے ناگہانی بیعت میں جو برائی ہوئی ہے اسے تم کو بچائے رکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا متقی، خدا ترس ہو۔ تم میں کون ہے جس سے ملنے کے لیے اونٹ چلائے جاتے ہوں؟ دیکھو خیال رکھو کوئی شخص کسی سے بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ (اتفاق اور کثرتِ رائے) کے بغیر بیعت نہ کرے جو کوئی ایسا کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا دونوں اپنی جان گنوا دیں گے اور سن لو بلاشبہ جس وقت نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سے سب سے بہتر تھے، البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی تھی اور وہ سب لوگ سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے بھی ہماری مخالفت کی تھی اور باقی مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اس وقت میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوبکر! ہمیں اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلیے، چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے ارادہ سے چل پڑے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہماری انہی کے دو نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی اور

بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا لَهُ؟ قَالُوا: يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ! مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ: مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، كَانَ وَاللَّهِ! أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ لِي نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ

انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ انصاری آدمیوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ (سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنائیں) اور انہوں نے پوچھا، حضرات مہاجرین آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہم اپنے ان انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ ہرگز وہاں نہ جائیں بلکہ خود جو کرنا ہے کر ڈالو لیکن میں نے کہا کہ بخدا ہم ضرور جائیں گے، چنانچہ ہم آگے بڑھے اور انصار کے پاس سقیفۂ بنی ساعدہ میں پہنچے مجلس میں ایک صاحب (سردار خزرج) چادر اپنے سارے جسم پر لپیٹے درمیان میں بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بخار آ رہا ہے۔ پھر ہمارے تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ان کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی، پھر کہا: امابعد! ہم اللہ کے دین کے مددگار (انصار) اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے گروہ مہاجرین! کم تعداد میں ہو تمہاری یہ تھوڑی سی تعداد اپنی قوم قریش سے نکل کر ہم لوگوں میں آ رہے ہو تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کرو اور ہم کو خلافت سے محروم کر کے آپ خلیفہ بن بیٹھو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خطبہ پورا کر چکے تو میں نے بولنا چاہا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھی تھی میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بات کرنے سے پہلے ہی میں اسے شروع کر دوں اور انصار کی تقریر سے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دوں جب میں نے بات کرنی چاہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو! میں نے ان کو ناراض کرنا برا جانا۔ آخر انہوں نے ہی تقریر شروع کی اور اللہ کی قسم! وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور مجھ سے زیادہ سنجیدہ اور متین تھے۔ میں نے جو تقریر اپنے دل میں سوچ لی تھی اس میں سے انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ فی البدیہہ وہی کہی بلکہ اس سے بھی بہتر پھر وہ خاموش ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انصاری بھائیو! تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی ہے وہ سب درست ہے اور تم بے شک اس کے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا اور کسی خاندان والوں کے لیے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قریش ازروئے نسب [illegible]

الْأَنْصَارِ: أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرِقْتُ مِنَ الْإِخْتِلَافِ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ: قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ: وَإِنَّا وَاللَّهِ! مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا تَابَعْنَاهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادًا فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ تَابَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا.

[راجع: ٢٤٦٢]

خاندان تمام عرب کی قوموں میں بڑھ چڑھ کر ہیں اب تم لوگ ایسا کرو کہ ان دو آدمیوں میں سے کسی سے بیعت کرلو۔ ابوبکر نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ تھاما وہ ہمارے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کی ساری گفتگو میں صرف یہی ایک بات مجھ سے میرے سوا ہوئی۔ واللہ میں آگے کردیا جاتا اور بے گناہ میری گردن ماردی جاتی تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ مجھے ایک ایسی قوم کا امیر بنایا جاتا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ خود موجود ہوں میرا اب تک یہی خیال ہے یہ اور بات ہے کہ وقت پر نفس مجھے بہکادے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جواب نہیں کرتا۔ پھر انصار میں سے کہنے والا حباب بن منذر یوں کہنے لگا: سنو سنو! میں ایک لکڑی ہوں کہ جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑ کر کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درختوں کے اردگرد حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔ میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو خلیفہ رہیں (دونوں مل کر کام کریں) ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا مہاجرین قوم کا اب خوب شور وغل ہونے لگا کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے آخر میں کہہ اٹھا ابوبکر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین جتنے وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کرلی، پھر انصاریوں نے بھی بیعت کرلی (چلو جھگڑا تمام ہوا جو منظور الٰہی تھا وہی ظاہر ہوا) اس کے بعد ہم حضرت سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) ایک شخص انصار میں سے کہنے لگا: بھائیو! بچارے سعد بن عبادہ کا تم نے خون کر ڈالا۔ میں نے کہا اللہ اس کا خون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا: اس وقت ہم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ہم کو ڈر پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہو ہم لوگوں سے جدا رہیں اور ابھی انہوں نے کسی سے بیعت نہ کی ہو وہ کسی اور شخص سے بیعت کر بیٹھیں تب دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو ہم بھی جبراً وقہراً اس سے بیعت کرلیتے یا لوگوں کی مخالفت کرتے تو آپس میں فساد پیدا ہوتا (پھوٹ پڑ جاتی) دیکھو پھر یہی کہتا ہوں جو شخص کسی شخص سے بن سوچے سمجھے، بن صلاح ومشورہ بیعت کرلے تو دوسرے لوگ

بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کریں، نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی ہے
کیونکہ وہ دونوں اپنی جان گنوائیں گے۔

تشریح: اس طویل حدیث میں بہت سی باتیں قابل غور ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر دوسرے سے بیعت کا ذکر کرنے والا شخص کون تھا؟ اس کے بارے میں بلاذری کے انساب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گزر جانے پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کریں گے۔ یہی صحیح ہے۔ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آ کر جو خطبہ دیا اس میں آپ نے اپنی وفات کا بھی ذکر فرمایا یہ ان کی کرامت تھی ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب موت نزدیک آ پہنچی ہے۔ اس خطبہ کے بعد ہی ابھی ذی الحجہ کا مہینہ ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ ابولؤلؤ مجوسی نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری موت آ پہنچی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مرغ ان کو چونچیں مار رہا ہے۔ منیٰ میں اس کہنے والے کے جواب میں آپ نے تفصیل سے اپنے خطبہ میں اظہار خیال فرمایا اور کہا کہ دیکھو بغیر صلاح و مشورہ کے کوئی شخص امام نہ بن بیٹھے، ورنہ ان کی جان کو خطرہ ہوگا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ خلافت اور بیعت ہمیشہ سوچ سمجھ کر مسلمانوں کے صلاح و مشورہ سے ہونی چاہیے اور اگر کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظیر دے کہ ان کی بیعت دفعتاً ہوئی تھی باوجود اس کے اس سے کوئی برائی پیدا نہیں ہوئی تو اس کی بے وقوفی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ترین امت اور خلافت کے اہل تھے۔ اتفاق سے ان ہی سے بیعت بھی ہو گئی ہر وقت ایسا نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد حق بجانب ہے بغیر صلاح و مشورہ کے امام بن جانے والوں کا انجام اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ ان حالات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ان کا مطلب یہ تھا کہ میں مرتے دم تک اسی خیال پر قائم ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں مقدم نہیں ہو سکتا اور جن لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں میں ان کا سردار نہیں بن سکتا۔ اب تک تو میں اسی اعتقاد پر مضبوط ہوں لیکن آیندہ اگر شیطان یا نفس مجھ کو بہکا دے اور کوئی دوسرا خیال میرے دل میں ڈال دے تو یہ اور بات ہے۔ آفریں صد آفریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عجز اور انکسار اور حقیقت فہمی پر کہ انہوں نے ہر بات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے بلند و بالا سمجھا۔ (رضی اللہ عنہم)

انصاری خطیب نے جو کچھ کہا اس کا مطلب اپنے آپ کو اس کے ان خیالات کا اظہار کرنا تھا کہ میں بڑا صائب الرائے اور عقلمند اور مرجع قوم ہوں لوگ ہر جھگڑے اور قضیے میں میری طرف رجوع کرتے ہیں اور میں ایسی عمدہ رائے دیتا ہوں کہ جو کسی کو نہیں سوجھتی گویا تنازع اور جھگڑے کی کھجلی میرے پاس آ کر اور مجھ سے رائے لے کر رفع کرتے ہیں اور تباہی اور بربادی کے ڈر میں میری پناہ لیتے ہیں۔ میں ان کی باڑھ ہو جاتا ہوں۔ حوادث اور بلاؤں کی آندھیوں سے ان کو بچاتا ہوں، اپنی اتنی تعریف کے بعد اس نے دو خلیفہ مقرر کرنے کی تجویز پیش کی جو سراسر غلط تھی اور اسلام کے لیے سخت نقصان دہ تھی اسے تائید الٰہی سمجھنا چاہیے کہ فوراً ہی سب حاضرین انصار اور مہاجرین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اتفاق رائے کر کے مسلمانوں کو منتشر ہونے سے بچا لیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی اور خفا ہو کر ملک شام کو چلے گئے وہاں اچانک ان کا انتقال ہو گیا۔ انتخاب خلیفہ کے مسئلہ کو تجہیز و تکفین پر بھی مقدم رکھا، اسی وقت سے عموماً یہ رواج ہو گیا کہ جب کوئی خلیفہ یا بادشاہ مر جاتا ہے تو پہلے اس کا جانشین منتخب کر کے بعد میں اس کی تجہیز و تکفین کا کام کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ضمنی طور پر جعلی زانیہ کے رجم کا بھی ذکر ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

بَابُ الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

باب: اس بیان میں کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے مارے جائیں اور دونوں کو جلاوطن کر دیا جائے

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، پس تم ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ کے معاملہ

اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [النور: ٢، ٣] قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: رَأْفَةٌ إِقَامَةُ الْحَدِّ.

میں ذرا شفقت نہ آنے پائے، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے۔ یاد رکھو زنا کار مرد نکاح بھی کسی سے نہیں کرتا سوائے زنا کار عورت یا مشرکہ عورت کے اور زنا کار عورت کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے زانی یا مشرک مرد کے اہل ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے آیت ﴿وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ ان کو حد لگانے میں رحم مت کرو۔

٦٨٣١- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُ فِيْمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ. [راجع: ٢٣١٤]

(٦٨٣١) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے زید بن خالد جہنی نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ان لوگوں کے بارے میں حکم دے رہے تھے جو غیر شادی شدہ ہوں اور زنا کیا ہو کہ سو کوڑے مارے جائیں اور سال بھر کے لیے جلاوطن کر دیا جائے۔

٦٨٣٢- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ.

(٦٨٣٢) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا، پھر یہی طریقہ قائم ہو گیا۔

تشریح: ان احادیث سے حنفیہ کے مذہب کا رد ہوتا ہے جو ان کے لیے جلاوطنی کی سزا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف سو کوڑے مذکور ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جن سے تم کو قرآن مجید پہنچا ان ہی نے زانی کو جلاوطن کیا اور حدیث بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے۔

٦٨٣٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِيْمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٣١٥]

(٦٨٣٣) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں جس نے زنا کیا تھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا حد قائم کرنے کے بعد ساتھ ایک سال تک شہر بدر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ

باب: بدکاروں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

٦٨٣٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ

(٦٨٣٤) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور

ابْنِ عَبَّاسٍ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: ((أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ)) وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ فُلَانًا. [راجع: ٥٨٨٥، ٥٨٨٦]

ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو مخنث بنتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مرد بنتی ہیں اور آپ نے فرمایا: ”انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔“ اور آپ ﷺ نے فلاں کو گھر سے نکالا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا تھا۔

تشریح: انجشہ نامی مخنث کو نبی کریم ﷺ نے گھر سے نکالا تھا۔ نفی کے ذیل حقیقی مخنث نہیں آتے بلکہ بناوٹی مخنث آتے ہیں یا وہ مخنث جو فحش الفاظ یا حرکات کا ارتکاب کریں فافهم ولا تكن من القاصرين۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

باب: جو شخص حاکم اسلام کے پاس نہ ہو (کہیں اور ہو) لیکن اسے حد لگانے کے لیے حکم دیا جائے

٦٨٣٥، ٦٨٣٦۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِكِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ! فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا)) فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا. [راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

(٦٨٣٥، ٣٦) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں، اس پر دوسرے نے کھڑے ہو کر کہا: صحیح کہا، یارسول اللہ! ہمارا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں، میرا لڑکا ان کے ہاں مزدور تھا اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے کو رجم کیا جائے گا، چنانچہ میں نے سو بکریوں اور ایک کنیز کا فدیہ دیا، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان کا خیال ہے کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی لازمی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا، بکریاں اور کنیز تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ملے گی اور انیس! صبح اس عورت کے پاس جاؤ (اور اگر وہ اقرار کرے تو) اسے رجم کر دو۔“ چنانچہ انہوں نے اسے رجم کیا۔

تشریح: وہ عورت کہیں اور جگہ تھی آپ نے اسے رجم کرنے کے لیے انیس رضی اللہ عنہ کو بھیجا اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے جو انیس رضی اللہ عنہ کو فریق ثانی کی بیوی کے پاس بھیجا وہ زنا کی حد مارنے کے لیے نہیں بھیجا کیونکہ زنا کی حد لگانے کے لیے تجسس کرنا یا ڈھونڈنا بھی

درست نہیں ہے اگر کوئی خود آ کر بھی زنا کا اقرار کرے اس کے لیے بھی تفتیش کرنا مستحب ہے یعنی یوں کہنا کہ شاید تو نے بوسہ دیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا بلکہ آپ نے انیس رضی اللہ عنہ کو صرف اس لیے بھیجا کہ اس عورت کو خبر کر دیں کہ فلاں شخص نے تجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اب وہ حد قذف کا مطالبہ کرتی ہے یا معاف کرتی ہے۔ جب انیس رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو اس عورت نے صاف طور پر زنا کا اقبال کیا۔ اس اقبال پر انیس رضی اللہ عنہ نے اس کو حد لگائی اور رجم کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾ زَوَانِيَ ﴿وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ أَخِلَّاءَ ﴿فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾. [النساء:٢٥]

باب: اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

”اور تم میں سے جو مالی طاقت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مؤمن عورتوں میں سے نکاح کر لے تو وہیں تمہاری آپس کی مسلمان لونڈیوں میں سے جو تمہاری شرعی ملکیت میں ہوں نکاح کرے اور اللہ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے۔ تم سب آپس میں ایک ہو، سو ان لونڈیوں کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لیا کرو اور ان کے مہر انہیں دے دیا کرو دستور کے موافق، جبکہ وہ قید نکاح میں لائی جائیں نہ کہ مستی نکالنے والیاں ہوں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والیاں ہوں، پھر جب وہ نکاح میں آ جائیں اور پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو ان کے لئے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لیے ہے۔ یہ اجازت اس کے لیے ہے جو تم میں سے بدکاری کا ڈر رکھتا ہو اگر تم صبر سے کام لو تو تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

تشریح: جرم کی صورت میں سو کوڑوں کے بدلہ پچاس کوڑے پڑیں گے رجم نہ ہوں گی۔ حافظ نے کہا علما کا اس میں اختلاف ہے کہ لونڈی کا احصان کیا ہے۔ بعض نے کہا نکاح کرنا بعض نے کہا آزاد ہونا پہلے قول پر اگر نکاح سے پہلے لونڈی زنا کرائے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کا یہی قول ہے اور اکثر علما کے نزدیک نکاح سے پہلے بھی اگر لونڈی زنا کرائے تو اس پر پچاس کوڑے پڑیں گے اور آیت میں احصان کی قید لگائی اس سے یہ غرض ہے کہ لونڈی گو محصنہ ہو پھر وہ رجم نہیں ہو سکتی کیونکہ رجم میں نصف سزا ممکن نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ غیر مصافحات: زوانی ولا متخذات: محصلات پہلے کا معنی حرام کرنے والیاں اور دوسرے کا معنی آشنا بنانے والیاں۔

بَابُ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

٦٨٣٧، ٦٨٣٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ: ((إِنْ زَنَتْ

باب: جب کوئی کنیز زنا کرائے

(٦٨٣٧، ٣٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کنیز کے متعلق پوچھا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کر لے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے مارو اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اگر

فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

[راجع: ٢١٥٣، ٢١٥٤]

پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور اسے بیچ ڈالو، خواہ ایک رسی ہی قیمت میں ملے۔" ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے یقین نہیں کہ تیسری مرتبہ (کوڑے لگانے کا حکم) کے بعد یہ فرمایا یا چوتھی مرتبہ کے بعد۔

بَابٌ: لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفَى

باب: لونڈی کو شرعی سزا دینے کے بعد پھر ملامت نہ کرے نہ لونڈی جلاوطن کی جائے

٦٨٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ)) تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢١٥٢]

(٦٨٣٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر کنیز زنا کرائے اور اس کا زنا کھل جائے تو اسے کوڑے مارنے چاہئیں لیکن لعنت ملامت نہ کرنی چاہیے پھر وہ دوبارہ زنا کرائے تو پھر چاہیے کہ کوڑے مارے لیکن ملامت نہ کرے، پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرائے تو بیچ دے، خواہ بالوں کی ایک رسی ہی قیمت پر ہو۔" اس روایت کی متابعت اسماعیل بن امیہ نے سعید سے کی، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَى الْإِمَامِ

باب: ذمیوں کے احکام اور اگر شادی کے بعد انہوں نے زنا کیا اور امام کے سامنے پیش ہوئے تو اس کے احکام کا بیان

٦٨٤٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ: رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: أَقَبْلَ النُّوْرِ أَمْ بَعْدُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمَائِدَةُ وَالْأَوَّلُ

(٦٨٤٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے رجم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا تھا۔ میں نے پوچھا سورۂ نور سے پہلے یا اس کے بعد انہوں نے بتلایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس روایت کی متابعت علی بن مسہر، خالد بن عبداللہ محاربی اور عبیدہ بن حمید نے شیبانی سے کی ہے اور بعض نے (سورۂ نور کے بجائے) سورۂ مائدہ کا ذکر کیا ہے لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔

أَصَحُّ. [راجع: ٦٨١٣]

تشریح: بظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام احمد اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے ذکر کیا ہے اس میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی اور ایک یہودن کو رجم کیا۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو جب کوئی بات اچھی طرح معلوم نہ ہو تو یوں کہے میں نہیں جانتا اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور جو کوئی اسے عیب سمجھ کر سائل کی ہر بات کا جواب دے وہ احمق ہے عالم نہیں ہے۔ (وحیدی)

٦٨٤١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوْا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ! فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ [راجع: ١٣٢٩]

(۶۸۴۱) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کاری کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور کوڑے لگاتے ہیں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ تم جھوٹے ہو اس میں رجم کا حکم موجود ہے، چنانچہ وہ تورات لائے اور کھولا۔ لیکن ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد کا حصہ پڑھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت موجود تھی، پھر انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ فرمایا، اس میں رجم کی آیت موجود ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور دونوں رجم کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھروں سے بچانے کی کوشش میں اس پر جھکا جا رہا تھا۔

تشریح: یہود کا اس طرح تحریف کرنا عام معمول بن گیا تھا۔ صد افسوس کہ امت مسلمہ میں بھی یہ برائی پیدا ہو گئی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابٌ: إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ

هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ؟

باب: اگر حاکم کے سامنے کوئی شخص اپنی عورت کو یا کسی دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگائے

تو کیا حاکم کو یہ لازم ہے کہ کسی شخص کو عورت کے پاس بھیج کر اس تہمت کا حال دریافت کرائے۔

تشریح: باب کی حدیث میں دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگانے کا ذکر ہے لیکن اپنی عورت کو تہمت لگانا اس سے نکلا کہ اس وقت عورت کا خاوند بھی حاضر تھا اس نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا گویا اس نے بھی اپنی عورت کو تہمت لگائی۔

٦٨٤٢، ٦٨٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ،

(۶۸۴۲_۴۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک

قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَأْذَنْ لِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ: ((تَكَلَّمْ)) قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا۔ قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَسِيفُ الْأَجِيْرُ۔ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ)) وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. [راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور انہیں ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ دو آدمی اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور دوسرے نے جو زیادہ سمجھدار تھا کہا کہ ہاں، یارسول اللہ! ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ مالک نے بیان کیا کہ عسیف مزدور کو کہتے ہیں اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے، چنانچہ میں نے اس کے فدیہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی، پھر جب میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کے لیے ملک بدر کرنا ہے رجم تو صرف اس عورت کو کیا جائے گا، اس لیے کہ وہ شادی شدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس ہیں۔'' پھر ان کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا اور انیس اسلمی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: اس مذکورہ عورت کے پاس جائیں اگر وہ اقرار کر لے تو اسے رجم کر دیں چنانچہ اس نے اقرار کیا اور وہ رجم کر دی گئی۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے انیس رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اس عورت کا حال معلوم کرایا۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

بَابُ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ

باب: حاکم کی اجازت کے بغیر اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں یا کسی اور کو تنبیہ کرے

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ)) وَفَعَلَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ. [راجع: ٥٠٩]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا: ''اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا اس کے سامنے گزرے تو اسے روکنا چاہیے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے۔'' اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایسے ایک شخص سے لڑ چکے ہیں۔

تشریح: جو نماز میں ان کے آگے سے گزر رہا تھا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک مار لگائی پھر مروان کے پاس مقدمہ گیا۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ جب غیر شخص کو امام کی اجازت کے بغیر مارنا اور دھکیل دینا درست ہوا تو آدمی اپنے غلام یا لونڈی کو بطریق اولیٰ زنا کی حد لگا سکتا ہے۔

٦٨٤٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَعَاتَبَنِي وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ. [راجع: ٣٣٤]

(۶۸۴۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (قاسم بن محمد) نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول کریم ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو رکنا پڑا جبکہ یہاں پانی بھی نہیں ہے، چنانچہ وہ مجھ سے سخت ناراض ہوئے اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مارنے لگے مگر میں نے اپنے جسم میں کسی قسم کی حرکت اس لیے نہیں ہونے دی کہ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، پھر اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

تشریح: اس سے گھر والوں کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنا ثابت ہوا۔

٦٨٤٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَوْجَعَنِي، نَحْوَهُ. لَكَزَ: وَكَزَ. [راجع: ٣٣٤]

(۶۸۴۵) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور زور سے میرے ایک سخت گھونسا لگایا اور کہا تو نے ایک ہار کے لیے سب لوگوں کو روک دیا۔ میں اس سے مرنے کے قریب ہوگئی اس قدر مجھے درد ہوا لیکن کیا کرسکتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ لکز اور وکز کے ایک ہی معنی ہیں۔

تشریح: اس سے گھر والوں کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنا ثابت ہوا۔

بَابُ مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ

باب: اس مرد کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھا اور اسے قتل کردیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو گول مول رکھا ہے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علما نے کہا کہ اس پر قصاص لازم ہوگا اور امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ نے کہا کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس کی بیوی فعل شنیعہ کرا رہی تھی تب تو اس پر سے قصاص ساقط ہوگا اور امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عنداللہ وہ قتل کرنے سے گناہگار نہ ہوگا اگر زنا کرنے والا محصن ہو لیکن ظاہر شرع میں اس پر قصاص ہوگا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں حضرت امام احمد اور اسحاق کا قول مناسب ہے کہ اگر وہ گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ یہ مرد اس کی عورت سے بدکاری کر رہا تھا یا ایسی حالت میں مارے کہ دونوں اس فعل میں مصروف ہوں تب تو قصاص ساقط ہونا چاہیے اور اشتعال طبع میں قاتل سے قصاص نہ لیا جانا قانون ہے۔ اس کا بھی منشا یہی ہے لیکن حنفیہ اور جمہور علما قصاص واجب جانتے ہیں۔ (وحیدی)

٦٨٤٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ! لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي)). [طرفه في: ٧٤١٦] [مسلم: ٣٧٦٤]

(٦٨٤٦) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک نے بیان کیا، ان سے مغیرہ کے کاتب وراد نے، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھ لوں تو سیدھی تلوار کی دھار سے اسے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے، میں ان سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔''

تشریح: بظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس غیرت میں آ کر اگر وہ اس زانی کو قتل کردے تو عنداللہ مؤاخذہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سند میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے۔ ان کی کنیت ابوثابت ہے، انصاری ہیں ساعدی خزرجی۔ بارہ نقیبوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں خدمت نبوی میں مدینہ سے اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ انصار میں ان کو درجہ سیادت حاصل تھا عہد فاروقی پر اڑھائی برس گزرنے پر شام کے شہر حوزان میں جنات کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (رضی الله عنه و ارضاه)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيضِ

باب: اشارے کنائے کے طور پر کوئی بات کہنا

تشریح: اس کو تعریض کہتے ہیں۔

٦٨٤٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَأَنَّى كَانَ ذَلِكَ؟)) قَالَ: أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ: ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ

(٦٨٤٧) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارے پاس اونٹ ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ نے پوچھا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' انہوں نے کہا: سرخ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''پھر یہ کہاں سے آ گیا؟'' انہوں نے کہا میرا خیال کہ کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا جس کی وجہ سے ایسا اونٹ پیدا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا بھی ممکن

عِرْقٌ)). [راجع: ٥٣٠٥]

ہے کہ تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔“

تشریح: حکیموں نے لکھا ہے کہ رنگ کے اختلاف سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بچہ اس مرد کا نہیں ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات ماں باپ دونوں گورے ہوتے ہیں مگر لڑکا سانولا پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ماں حمل کی حالت میں کسی سانولے مرد کو یا کالی چیز کو دیکھتی رہتی ہے۔ اس کا رنگ بچہ کے رنگ پر اثر کرتا ہے البتہ اعضا میں مناسبت ماں باپ سے ضرور ہوتی ہے مگر وہ بھی ایسی مخلوط کہ جس کو قیافہ کا علم نہ ہو وہ نہیں سمجھ سکتا اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعریض کے طور پر قذف کرنے میں حد نہیں پڑتی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے ورنہ نبی کریم ﷺ اس کو حد لگاتے۔ مرد نے اپنی عورت کے متعلق جو کہا یہی تعریض کی مثال ہے۔ اس نے صاف یوں نہیں کہا کہ لڑکا حرام کا ہے مگر مطلب یہی ہے کہ وہ لڑکا میرے نطفے سے نہیں ہے کیونکہ میں گورا ہوں میرا لڑکا ہوتا تو میری طرح گورا ہی ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں یہی حکمت کی بات بتائی اور اس مرد کی تشفی ہوگئی۔

بَابُ كَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ؟

باب: تنبیہ اور تعزیر یعنی حد سے کم سزا کتنی ہونی چاہیے

٦٨٤٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)). [طرفاه في: ٦٨٤٩، ٦٨٥٠]

[مسلم: ٤٤٦٠؛ ابوداود: ٤٤٩١، ٤٤٩٢]

(۶۸۴۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر وسزا نہ مارے جائیں۔“

٦٨٤٩ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)). [راجع: ٦٨٤٨]

(۶۸۴۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن جابر نے ان صحابی سے بیان کیا جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے سوا مجرم کو دس کوڑے سے زیادہ کی سزا نہ دی جائے۔“

تشریح: حدی سزاؤں کے علاوہ یہ اختیاری سزا ہے۔

٦٨٥٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَ

(۶۸۵۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو نے بیان کیا، ان سے بکیر نے بیان کیا کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن جابر آئے اور سلیمان

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ)). [راجع: ٦٨٤٨]

بن یسار سے بیان کیا، پھر سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حدود اللہ میں سے کسی حد کے سوا کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ کی سزا نہ دو۔''

تشریح: ہمارے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جملہ اہلحدیث کے نزدیک تعزیر میں دس کوڑے سے زیادہ نہیں مارنا چاہیے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کم سے کم جو حد ہے یعنی چالیس کوڑے غلام کے لیے اس سے ایک کم تک یعنی انتالیس کوڑے تک تعزیر ہو سکتی ہے۔ ہماری دلیل وہ احادیث ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ذکر فرمائی ہیں اور حنفیہ کو بھی اس مسئلہ میں اپنے امام کا قول ترک کرنا چاہیے اور صحیح حدیث پر عمل کرنا چاہیے ان کے امام نے ایسی ہی وصیت کی ہے۔ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں ستر انصاریوں کے ساتھ شامل تھے۔ جنگ بدر اور بعد کی سب جنگوں میں شرکت کی، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں، بعہد معاویہ رضی اللہ عنہ لاولد فوت ہوئے۔ نام ہانی بن نیار ہے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٦٨٥١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: فَإِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّكُمْ مِثْلِيْ؟ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ)) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ: ((لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ)) كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٦٥]

(٦٨٥١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال (مسلسل بغیر افطار کئی دن کے روزے رکھنے) سے منع فرمایا تو بعض نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خود تو وصال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون مجھ جیسا ہے؟ میرا تو حال یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔'' لیکن وصال کرنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں رکے تو آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن کے بعد دوسرے دن کا وصال کیا، پھر اس کے بعد لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر (عید کا) چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور وصال کرتا۔'' یہ آپ نے تنبیہاً فرمایا تھا کیونکہ وہ وصال کرنے پر مصر تھے۔ اس روایت کی متابعت شعیب، یحییٰ بن سعید اور یونس نے زہری سے کی ہے اور عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

تشریح: یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپ نے ان کو سزا دینے کے طور پر ایک دن بھوکا رکھا پھر دوسرے دن بھوکا رکھا۔ اتفاق سے چاند طلوع

ہو گیا ورنہ آپ اور روزے رکھتے جاتے کہ دیکھیں کہاں تک یہ لوگ صبر کرتے ہیں۔ اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر حکم عدولی کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا حکم فرمانا بطور حکم کے نہ تھا ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے خلاف ہرگز نہ کرتے بلکہ ان پر شفقت اور مہربانی کے طور پر تھا۔ جب انہوں نے یہ آسانی پسند نہ کی تو آپ نے فرمایا اچھا یوں ہی سہی اب دیکھیں کتنے دن تک تم وصال کر سکتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام یا حاکم قول یا فعل سے یا جس طرح چاہے مجرم کو تعزیر دے سکتا ہے۔ اس طرح مالی نقصان دے کر یعنی جرمانہ وغیرہ کر کے۔ ہمارے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب القضاء میں اس کی بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں کہ تعزیر بالمال ہماری شریعت میں درست ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ حضرت سعید بن مسیب قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے فقہ و حدیث کے امام زہد اور عبادت میں یکتائے روزگار ہیں۔ مکحول نے کہا کہ میں بہت سے شہروں میں گھوما مگر سعید سے بڑا عالم میں نے نہیں پایا عمر بھر میں چالیس بار حج کیا۔ سنہ ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

٦٨٥٢۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيْعُوْهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوْهُ إِلَى رِحَالِهِمْ. [راجع: ٢١٢٣]

[مسلم: ٣٨٤٦؛ ابوداود: ٣٤٩٨؛ نسائي: ٤٦٢٢]

(۶۸۵۲) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حضرت سالم نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس پر مار پڑتی کہ جب غلہ کے ڈھیریوں ہی خریدیں، بن ناپے اور تولے اور اس کو اسی جگہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ ہاں، وہ غلہ اٹھا کر اپنے ٹھکانے لے جائیں، پھر بیچیں تو کچھ سزا نہ ہوتی۔

٦٨٥٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ.

[راجع: ٣٥٦٠] [مسلم: ٦٠٤٧]

(۶۸۵۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا ہاں، جب اللہ کی قائم کی ہوئی حد کو توڑا جاتا تو پھر آپ ﷺ بدلہ لیتے تھے۔

تشریح: یہ عروہ بن زبیر بن عوام ہیں قریشی اسدی سنہ ۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ مدینہ کے سات فقہا میں شامل ہیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ علم کے ایسے دریا ہیں جو کم ہی نہیں ہوتا۔

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهْمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

باب: اگر کسی شخص کی بے حیائی، بے شرمی اور آلودگی پر گواہ نہ ہوں، پھر قرائن سے یہ امر کھل جائے

تشریح: یعنی وہ بات بہت مشہور ہو جائے پھر قاعدے کا ثبوت بھی ہو۔ مطلب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اسی حالت میں اس کو سزا دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ قانون اور شرع دونوں میں مسلم ہے کہ شبہ کا فائدہ مجرم کو ملتا ہے اور جب تک جرم کا باضابطہ ثبوت نہ ہو سزا نہیں دی جا سکتی۔

٦٨٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ

(۶۸۵۴) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا،

الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا: كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا قَالَ: فَحَفِظْتُ ذَاكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَاءَ تْ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: جَاءَتْ بِهِ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ. [راجع: ٤٢٣]

ان سے زہری نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دولعان کرنے والے میاں بیوی کو دیکھا تھا۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرادی تھی۔ شوہر نے کہا تھا: اگر اب بھی میں (اپنی بیوی کو) اپنے ساتھ رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے یہ روایت محفوظ رکھی ہے کہ اگر اس عورت کے ایسا ایسا بچہ پیدا ہوا تو شوہر سچا ہے اور اگر اس عورت کے ایسا ایسا بچہ پیدا ہوا جیسے چھپکلی ہوتی ہے تو شوہر جھوٹا ہے اور میں نے زہری سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس عورت نے اس آدمی کے ہم شکل بچہ جنا جو غیر سے تھا۔

تشریح: یعنی اس مرد کی طرح جس سے تہمت لگائی تھی باوجود اس کے نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو رجم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ قرائن پر بھی کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا جب تک باضابطہ ثبوت نہ ہو۔

٦٨٥٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ)) قَالَ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

[راجع: ٥٣١٠] [مسلم: ٣٧٦٠؛ ابن ماجه: ٢٥٦٠]

(٦٨٥٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دولعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ وہی تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی عورت کو بلا گواہی رجم کرسکتا (تو اسے ضرور کرتا)۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت تھی جو (فسق و فجور) ظاہر کیا کرتی تھی۔

تشریح: یہاں روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام نامی آیا ہے جو مشہور ترین صحابی ہیں۔ ان کی ماں کا نام لبابہ بنت حارث ہے ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے علم وحکمت کی دعا فرمائی جس کے نتیجہ میں یہ اس وقت کے ربانی عالم قرار پائے۔ امت میں سب سے زیادہ حسین، سب سے بڑھ کر فصیح، حدیث کے سب سے بڑے عالم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اپنے پاس بٹھاتے اور ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ گورا رنگ، قد دراز، جسم خوبصورت۔ غیرت مند تھے اور ڈاڑھی کو مہندی کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ اکہتر سال کی عمر میں بعہد خلافت ابن زبیر ٦٨ھ میں وفات پائی (رضی الله عنه و ارضاه)

٦٨٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ

(٦٨٥٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا قَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيْتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَيِّنْ)) فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ؟)) فَقَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ.

[راجع: ۵۳۱۰]

کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر آیا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی، پھر وہ واپس آئے۔ اس کے بعد ان کی قوم کے ایک صاحب یہ شکایت لے کر ان کے پاس آئے کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں اپنی اس بات کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا ہوں، پھر ان صاحب کو لے کر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں تشریف لائے اور آپ کو اس کی اطلاح دی جس حالت میں انہوں نے اپنی بیوی کو پایا۔ وہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت، سیدھے بالوں والے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس معاملے کو ظاہر کر دے۔“ چنانچہ اس عورت کے ہاں اسی شخص کی شکل کا بچہ پیدا ہوا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ وہی تھی جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر میں کسی کو بلا گواہی کے رجم کر سکتا تو اسے رجم کرتا۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں، یہ تو وہ عورت تھی جو اسلام لانے کے بعد برائیاں اعلانیہ کرتی تھی۔

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [النور: ۴، ۵] ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾. [النور: ۲۳] [وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ﴾ الآيَةَ].

باب: پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا گناہ ہے

اور اللہ پاک نے سورۂ نور میں فرمایا: ”جو لوگ پاک دامن آزاد عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ رؤیت کے نہیں لاتے تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اور آیندہ ان کی گواہی کبھی بھی منظور نہ کرو یہی بدکار لوگ ہیں جو ان میں سے اس کے بعد توبہ کر لیں اور نیک سیرت ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اس سورت میں مزید فرمایا: ”بے شک جو لوگ پاک دامن آزاد بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملعون ہوں گے اور ان کو ملعون ہونے کے ساتھ بڑا عذاب بھی ہوگا۔“ اسی سورت میں فرمایا: ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے اپنے سوا ان کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو تو......“ آخر

آیت تک۔

٦٨٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ)).

(٦٨٥٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے بیان کیا، ان سے ابوغیث سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سات مہلک گناہوں سے بچو۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیا کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ نے حرام کی ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔“

[راجع: ٢٧٦٦]

تشریح: حافظ نے کہا اس حدیث میں کبیرہ گناہ سات ہی مذکور ہیں لیکن دوسری احادیث سے اور بھی کبیرہ گناہ ثابت ہیں جیسے ہجرت کر کے پھر توڑ ڈالنا، زنا کاری، چوری، جھوٹی قسم، والدین کی نافرمانی، حرم کی بے حرمتی، شراب خوری، جھوٹی گواہی، چغل خوری، پیشاب سے احتیاط نہ کرنا، مال غنیمت میں خیانت کرنا، امام سے بغاوت کرنا، جماعت سے الگ ہو جانا۔ قسطلانی نے کہا جھوٹ بولنا، اللہ کے عذاب سے بے ڈر ہو جانا، غیبت کرنا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا، شیخین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہنا، عہد شکنی کرنا۔ ان سب کو کبیرہ گناہوں میں شامل کیا گیا ہے۔ کبیرہ گناہوں کی تعریف میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا جن پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو۔ بعض نے کہا وہ گناہ جن پر قرآن و حدیث میں وعید آئی ہو وہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ سب سے بڑا کبیرہ گناہ شرک ہے جس کا مرتکب بغیر توبہ مرنے والا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جب کہ دوسرے کبیرہ گناہوں کے لیے کبھی نہ کبھی بخشش کی بھی امید رکھی جا سکتی ہے۔

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ

باب: غلاموں پر ناحق تہمت لگانا بڑا گناہ ہے

٦٨٥٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ)). [مسلم: ٤٣١١، ٤٣١٢؛ ابوداود: ٥١٦٥؛ ترمذي: ١٩٤٧]

(٦٨٥٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے فضیل بن غزوان نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نعم نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی، حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے، سوا اس کے کہ اس کی بات صحیح ہو۔“

بَابٌ: هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا

باب: اگر امام کسی شخص کو حکم کرے کہ جا فلاں شخص کو

فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ

حد لگا جو غائب ہو (یعنی امام کے پاس موجود نہ ہو)

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے۔

٦٨٥٩، ٦٨٦٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُلْ)) فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا فِي أَهْلِ هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ: الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ! اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

(٦٨٥٩، ٦٠) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اس پر فریق مخالف کھڑا ہوا، یہ زیادہ سمجھدار تھا اور کہا انہوں نے سچ کہا ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیجئے اور یا رسول اللہ! مجھے (گفتگو کی) اجازت دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”کہیے۔“ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا میں نے اس کے فدیہ میں ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ملنی چاہیے اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ملیں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا دی جائے گی اور اے انیس! اس کی عورت کے پاس صبح جانا اور اس سے پوچھنا اگر وہ زنا کا اقرار کر لے تو اسے رجم کرنا۔“ اس عورت نے اقرار کر لیا اور وہ رجم کر دی گئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الدِّيَاتِ

دیتوں کے بیان میں

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں قتل عمد کا بھی بیان کیا ہے جس میں قصاص لازم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل عمد میں بھی جب وارث قصاص معاف کر دیں اور دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت دلائی جاتی ہے۔

وَقَوْلِ اللَّهِ:

باب: اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾. [النساء: ٩٣]

''اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے۔''

تشریح: اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلود سے اس آیت میں بہت دنوں تک رہنا مراد ہے نہ کہ ہمیشہ رہنا کیونکہ ہمیشہ تو دوزخ میں وہی رہے گا جو کافر مرے گا۔ بعض نے کہا کہ جو مسلمان کو اسلام کی وجہ سے مارے گا اس آیت میں وہی مراد ہے ایسا شخص تو کافر ہی ہوگا اور وہ ہمیشہ ہی دوزخ میں رہے گا اس سے نہیں نکل سکتا۔

٦٨٦١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا زْنُونَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْآيَةَ.

راجع: ٤٤٧٧]

(٦٨٦١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب یعنی خود آپ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔'' پوچھا پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تم اپنے لڑکے کو مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا۔'' پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: ''پھر یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: ''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے انسان کی ناحق جان لیتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ بڑے وبال سے ملے گا۔'' آخر آیت تک۔

تشریح: عبداللہ بن مسعود ؓ ہذلی ہیں اسلام لانے میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خاص الخاص خادم ہیں سفر وحضر میں۔ دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور تیسری دفعہ مدینہ میں دائمی ہجرت کی اور خاص طور پر جنگ بدر اور احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ آپ پستہ قد، لاغر جسم، گندم گوں رنگ اور سر پر کانوں تک نہایت نرم وخوبصورت زلف تھے اور علم وفضل میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اس لیے خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ بعد میں مدینہ آ گئے اور سنہ ۳۲ھ میں مدینہ ہی میں ۶۰ برس سے کچھ زیادہ عمر پا کر وفات پائی اور بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین

٦٨٦٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا)). [طرفه في: ٦٨٦٣]

(۶۸۶۲) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ؓ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن اس وقت تک اپنے دین کے بارے میں بڑا کشادہ رہتا ہے (اسے ہر وقت مغفرت کی امید رہتی ہے) جب تک ناحق خون نہ کرے جس نے ناحق کیا تو اس کے لیے مغفرت کا دروازہ تنگ ہو گیا۔“

٦٨٦٣ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ. [راجع: ٦٨٦٢]

(۶۸۶۳) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کرتے تھے کہ ہلاکت کا بھنور جس میں گرنے کے بعد پھر نکلنے کی امید نہیں ہے وہ ناحق خون کرنا ہے، یعنی بغیر اس کے حلال ہونے کے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

٦٨٦٤ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ)). [راجع: ٦٥٣٣]

(۶۸۶۴) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلے (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان خون خرابے کے فیصلے کیے جائیں گے۔“

تشریح: پہلے حضرت خاتون جنت اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ کے خون کا دعویٰ کریں گی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ یہ اس کے خلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی کیونکہ نماز حقوق اللہ میں سے ہے اور خون حقوق العباد میں سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد میں پہلے ناحق خون کی پرسش ہے۔ خون ناحق کسی مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اس سے اسلام کی انسانیت پروری پر جو روشنی پڑتی ہے وہ صاف ظاہر اور بہت ہی واضح ہے۔

٦٨٦٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ عُبَيْدَاللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ

(۶۸۶۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عدی نے بیان کیا، ان سے بنی زہرہ کے

أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَهُ۔ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ۔ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّي لَقِيتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ آقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ: رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ: ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)).

[راجع: ٤٠١٩]

حلیف مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ بدر کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے کہ آپ نے پوچھا: یارسول اللہ! اگر جنگ کے دوران میری کسی کافر سے مڈبھیڑ ہوجائے اور ہم ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرنے لگیں، پھر وہ میرے ہاتھ پر اپنی تلوار مار کر اسے کاٹ دے اور اس کے بعد کسی درخت کی آڑ لے کر کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا تو کیا میں اسے اس کے اقرار کے بعد قتل کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل نہ کرنا۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے تو میرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا اور یہ اقرار اس وقت کیا جب اسے یقین ہوگیا کہ اب میں اسے قتل ہی کردوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے اسے اسلام لانے کے بعد قتل کردیا تو وہ تمہارے مرتبہ میں ہوگا جو تمہارا اسے قتل سے پہلے تھا (یعنی مظلوم معصوم الدم) اور تم اس کے مرتبہ میں ہوگے جو اس کا اس کلمہ کے اقرار سے پہلے تھا جو اس نے اب کیا ہے۔'' (ظالم مباح الدم)

٦٨٦٦۔ وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمِقْدَادِ: ((إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيْمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيْمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذَلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ)).

(٦٨٦٦) اور حبیب بن ابی عمرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''اگر کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ رہتا ہو، پھر وہ ڈر کے مارے اپنا ایمان چھپاتا ہو، اگر وہ اپنا ایمان ظاہر کردے اور تو اسے مار ڈالے یہ کیونکر درست ہوگا خود تو بھی تو مکہ میں پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا۔''

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ مائدہ میں فرمان:

﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ [المائدة: ٣٢] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيَّ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا.

''اور جس نے مرتے کو بچایا اس نے گویا سب لوگوں کی جان بچالی۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''مَنْ اَحیَاھَا'' کا معنی یہ ہے جس نے ناحق خون کرنا حرام سمجھا گویا اس نے اس عمل سے تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔

تشریح: اس لیے یہ ناحق خون ایک کرے یا تمام کریں گناہ میں برابر ہیں اور جس نے ناحق خون سے پرہیز کیا تو گویا سب لوگوں کی جان بچالی۔

٦٨٦٧۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(٦٨٦٧) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا)). [راجع: ٣٣٣٥]

''جو جان ناحق قتل کی جائے اس کے (گناہ کا) ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل پر) پڑتا ہے۔''

تشریح: کیونکہ اس نے دنیا میں ناحق خون کی بنیاد ڈالی اور جو کوئی برا طریقہ قائم کرے تو قیامت تک جو کوئی اس پر عمل کرتا رہے گا اس کے گناہ کا ایک حصہ اسکے قائم کرنے والے پر پڑتا رہے گا۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے بدعات ایجاد کرنے والوں کا بھی یہی حال ہوگا۔

٦٨٦٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي، عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٤٢]

(٦٨٦٨) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہیں واقد بن عبداللہ نے خبر دی، کہا مجھے میرے والد نے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگ جائے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ مسلمان کا قتل ناحق آدمی کو کفر کے قریب کر دیتا ہے یا وہ قتل مراد ہے جو حلال جان کر ہو، اس سے تو کافر ہی ہو جائے گا۔

٦٨٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٧، ١٧٢٩]

(٦٨٦٩) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے علی بن مدرک نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا، ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن فرمایا: ''لوگوں کو خاموش کرادو (پھر فرمایا) تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم میں بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔'' اس حدیث کی روایت ابوبکرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

تشریح: ناحق مسلمان کا خون کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کفر سے تعبیر فرمایا مگر صد افسوس کہ قرن اول ہی سے دشمنان اسلام نے سازش کر کے مسلمانوں کو باہمی طور پر ایسا لڑایا کہ امت آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ فليبك على الاسلام من كان باكيا۔

٦٨٧٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - أَوْ قَالَ: - الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - أَوْ

(٦٨٧٠) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے شعبی نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا فرمایا کہ ناحق دوسرے کا مال لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا ہیں۔'' شعبہ کو شک ہے۔ اور معاذ نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا: ''کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی کا مال ناحق لینے کے لیے جھوٹی قسم اٹھانا اور والدین کی نافرمانی کرنا یا کہا کہ کسی کی جان لینا۔''

قَالَ: ـ وَقَتْلُ النَّفْسِ)). [راجع: ٦٦٧٥]

تشریح: یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں جن سے توبہ کئے بغیر مرجانا دوزخ میں داخل ہونا ہے۔ باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٦٨٧١ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سَمِعَ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ)) ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ ـ أَوْ قَالَ: ـ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)).

(٦٨٧١) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ۔'' اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبکر نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی کی ناحق جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہیں یا فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا۔''

[راجع: ٢٦٥٣]

تشریح: ان میں شرک ایسا گناہ ہے کہ جو بغیر توبہ کئے مرے گا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخی ہوگیا۔ جنت اس کے لیے قطعاً حرام ہے۔ بت پرستی ہو یا قبر پرستی ہر دو کی یہی سزا ہے۔ دوسرے گناہ ایسے ہیں جن کا مرتکب اللہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔ آیت مبارکہ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ الخ (۴/ النساء: ۴۸) میں یہ مضمون مذکور ہے۔

٦٨٧٢ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ: وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ: فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ لِي: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ: ((أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ:

(٦٨٧٢) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حصین نے خبر دی، کہا ہم سے ابوظبیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کی طرف (مہم پر) بھیجا۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے ان لوگوں کو صبح کے وقت جا لیا اور انہیں شکست دے دی۔ راوی نے بیان کیا کہ میں اور قبیلہ انصار کے ایک صاحب قبیلہ جہینہ کے ایک شخص تک پہنچے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: ''لا الہ الا اللہ'' انصاری صحابی نے تو (یہ سنتے ہی) ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اپنے نیزے سے اسے قتل کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ جب ہم واپس آئے تو اس واقعہ کی خبر نبی کریم ﷺ کو ملی۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اسامہ! کیا تم نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد اسے قتل کر ڈالا۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے پھر

فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ. [راجع: ٤٢٦٩]

فرمایا: ''تم نے اسے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا۔'' بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ اس جملہ کو اتنی دفعہ دہراتے رہے کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگئی کہ کاش! میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

تشریح: اس دن مسلمان ہوا ہوتا کہ اگلے گناہ میرے اوپر نہ رہتے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ مطلب یہ ہے کہ دل کا حال اللہ کو معلوم ہے، جب اس نے زبان سے کلمہ توحید پڑھا تو اس کو چھوڑ دینا تھا، مسلمان سمجھنا تھا۔ اس حدیث سے کلمہ توحید پڑھنے والے کا مقام سمجھا جا سکتا ہے۔ کاش ہمارے وہ علمائے کرام وواعظین حضرات جو بات بات پر تیر کفر چلاتے رہتے ہیں اور اپنے مخالف کو فوراً کافر وبے ایمان کہہ ڈالتے ہیں کاش اس حدیث پر غور کر سکیں اور اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر سکیں، لیکن:

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

٦٨٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَلَّا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ. [راجع: ١٨]

(٦٨٧٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابوالخیر نے، ان سے صنابحی نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان نقیبوں میں سے تھا جنہوں نے (منیٰ میں لیلۃ العقبہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی ہم نے اس کی بیعت (عہد) کی تھی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، زنا نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، کسی کی ناحق جان نہیں لیں گے جو اللہ نے حرام کی ہے، ہم لوٹ مار نہیں کریں گے اور آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور یہ کہ اگر ہم نے اس پر عمل کیا تو ہمیں جنت ملے گی اور اگر ہم نے ان میں سے کوئی ایک بھی گناہ کیا تو اس کا فیصلہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ہوگا۔

تشریح: جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

٦٨٧٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). [طرفه في: ٧٠٧٠] رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٧٠٧١]

(٦٨٧٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تشریح: اگر مباح سمجھ کر اٹھاتا ہے تو کافر ہوگا اور جو مباح نہیں سمجھتا تو کافر نہیں ہوا مگر کافروں جیسا کام کیا اس لیے تغلیظاً فرمایا کہ وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ہے۔

٦٨٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ،

(٦٨٧٥) ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ: أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ قَالَ: ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)). [راجع: ٣١]

زید نے، کہا ہم سے ایوب اور یونس نے، ان سے حسن بصری نے، ان سے احنف بن قیس نے کہ میں ان صاحب (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی جنگ جمل میں مدد کے لیے تیار تھا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ ان صاحب کی مدد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: واپس چلے جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک تو قاتل تھا لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔''

تشریح: مگر اتفاق سے یہ موقع اس کو نہ ملا خود مارا گیا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بلاوجہ شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مارنے کی نیت کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾. [البقرة: ١٧٨]

''اے ایمان والو! تم میں سے جو لوگ قتل کیے جائیں ان کا قصاص فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلہ میں غلام اور عورت کے بدلہ میں عورت ہاں، جس کسی کو اس کے فریق مقابل کی طرف سے قصاص کا کوئی حصہ معاف کر دیا جائے سو مطالبہ معقول اور نرم طریق پر کرنا چاہیے اور دیت کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچا دینا چاہیے، یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے اس کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُودِ

باب: حاکم کا قاتل سے پوچھ گچھ کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار کرلے اور حدود میں اقرار (اثبات جرم کے لیے) کافی ہے

٦٨٧٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

(٦٨٧٦) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا، پھر اس

فَقِيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا؟ فُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ بِهِ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ. [راجع: ٢٤١٣]

لڑکی سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ فلاں نے، فلاں نے؟ آخر جب اس یہودی کا نام لیا گیا (تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا) پھر یہودی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی جاتی رہی یہاں تک کہ اس نے جرم کا اقرار کرلیا، چنانچہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچلا گیا۔

تشریح: اس حدیث سے حنفیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ قصاص ہمیشہ تلوار ہی سے لیا جائے گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ اجماع کا منکر کافر ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسی اجماعی بات کا منکر کافر ہے جس کا وجوب شریعت سے تواتر کے ساتھ ثابت ہو لیکن جس مسئلہ کا ثبوت حدیث صحیح متواتر یا آیت قرآن سے ثابت نہ ہو اور اس میں کوئی اجماع کا خلاف کرے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ قاضی عیاض نے کہا جو عالم کے حدوث کا منکر ہو اور اسے قدیم کہے وہ کافر ہے اور جماعت کے چھوڑنے میں باغی اور رہزن اور اس قول سے پھر جانے والے اور امام برحق سے مخالفت کرنے والے بھی آ گئے ان کا بھی قتل درست ہے۔

بَابٌ: إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا

باب: جس کسی نے پتھر یا ڈنڈے سے کسی کو قتل کیا

تشریح: امام بخاری ؒ نے ترجمہ باب گول رکھا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ اس صورت میں قاتل کو بھی پتھر یا لکڑی سے قتل کریں گے یا تلوار سے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ قصاص تلوار سے لیا جائے گا اور جمہور علما کہتے ہیں کہ جس طرح قاتل نے قتل کیا ہے اس طرح بھی قصاص لے سکتے ہیں۔

٦٨٧٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ: فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ: فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُلَانٌ قَتَلَكِ؟)) فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ: ((فُلَانٌ قَتَلَكِ؟)) فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ: ((فُلَانٌ قَتَلَكِ؟)) فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

(٦٨٧٧) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن ادریس نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ہشام بن زید بن انس نے، ان سے ان کے دادا انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکی چاندی کے زیور پہنے باہر نکلی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اسے ایک یہودی نے پتھر سے مار دیا۔ جب اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو ابھی اس میں جان باقی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ”تمہیں فلاں نے مارا ہے؟“ اس پر لڑکی نے اپنا سر (انکار کے لیے) اٹھایا پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”تمہیں فلاں نے مارا ہے؟“ لڑکی نے اس پر بھی نفی میں سر اٹھایا۔ تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ”فلاں نے تمہیں مارا ہے؟“ اس پر لڑکی نے اپنا سر (اقرار کرتے ہوئے) جھکالیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور آپ نے دو پتھروں سے کچل کر اسے قتل کر دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا:

﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ

”جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں میں قصاص ہے، سو کوئی اسے

قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾.

[المائدة: ٤٥]

معاف کردے تو وہ اس کی طرف سے کفارہ ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے موافق فیصلہ نہ کرے تو وہ ظالم ہیں۔‘‘

٦٨٧٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمُفَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ)). [مسلم: ٤٣٧٥، ٤٣٧٦، ٤٣٧٧؛ ابوداود: ٤٣٥٢؛ ترمذي: ١٤٠٢؛ نسائي: ٤٠٢٧، ٤٧٣٥؛ ابن ماجه: ٢٥٣٤]

(۶۸۷۸) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن مرہ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے، البتہ تین صورتوں میں جائز ہے، جان کے بدلے جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔‘‘

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِحَجَرٍ

باب: پتھر سے قصاص لینے کا بیان

٦٨٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ: ((أَقَتَلَكِ فُلَانٌ)) فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

(۶۸۷۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور کے لالچ میں مار ڈالا تھا۔ اس نے لڑکی کو پتھر سے مارا پھر لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس لائی گئی تو اس کے جسم میں جان باقی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’کیا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟‘‘ اس نے سر کے اشارہ سے انکار کیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا: ’’کیا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟‘‘ اس مرتبہ بھی اس نے سر کے اشارے سے انکار کیا۔ آپ ﷺ نے جب تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے سر کے اشارہ سے اقرار کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے یہودی کو دو پتھروں میں کچل کر قتل کر دیا۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

باب: جس کا کوئی قتل کر دیا گیا ہو اسے دو چیزوں میں ایک کا اختیار ہے

تشریح: قصاص یا دیت جو بہتر سمجھے وہ اختیار کرے۔

٦٨٨٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا.

(٦٨٨٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نحوی نے، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلۂ خزاعہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔

وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُوْدَى وَإِمَّا يُقَادُ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شَاهٍ فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اكْتُبُوْا لِأَبِي شَاهٍ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

اور عبداللہ بن رجاء نے کہا، ان سے حرب بن شداد نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر قبیلۂ خزاعہ نے بنی لیث کے ایک شخص (ابن اثوع) کو اپنے جاہلیت کے مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کے (شاہ یمن ابرہہ کے) لشکر کو روک دیا تھا لیکن اس نے اپنے رسول اور مؤمنوں کو اس پر غلبہ دیا ہاں، یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور میرے لیے بھی دن کو صرف ایک ساعت کے لیے اب اس وقت سے اس کی حرمت پھر قائم ہوگئی (سن لو!) اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے، اس کا درخت نہ تراشا جائے سوائے اس کے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کوئی بھی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور دیکھو! جس کا کوئی عزیز قتل کر دیا جائے تو اسے دو باتوں میں اختیار ہے یا اسے اس کا خون بہا دیا جائے یا قصاص دیا جائے۔“ یہ وعظ سن کر اس پر ایک یمنی صاحب ابوشاہ نامی کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! اس وعظ کو میرے لیے لکھوا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وعظ ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ اس کے بعد قریش کے ایک صاحب عباس کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ اذخر گھاس کی اجازت فرما دیجئے کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں میں اور اپنی قبروں میں بچھاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ”اذخر گھاس اکھاڑنے کی اجازت دے دی۔“

وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ فِي: ((الْفِيْلِ)) وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ: ((الْمَقْتَلُ)) وَقَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: ((إِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ)).

[راجع: ١١٢] [مسلم: ٣٣٠٦]

اور اس روایت کی متابعت عبیداللہ نے شیبان کے واسطے سے ہاتھیوں کے واقعہ کے ذکر کے سلسلہ میں کی، بعض نے ابونعیم کے حوالہ سے ”اَلْمَقْتَلُ“ کا لفظ روایت کیا ہے اور عبیداللہ نے بیان کیا کہ ”یا مقتول کے گھر والوں کو قصاص دیا جائے۔“

تشریح: حرب بن شداد کے ساتھ اس حدیث کو عبیداللہ بن موسیٰ نے شیبان سے روایت کیا۔ اس میں بھی ہاتھ کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے ابونعیم سے

قیل کے بدلے قتل کا لفظ روایت کیا ہے اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اپنی روایت میں (رواہ مسلم) ((واما یقاد)) کے بدلے یوں کہا ((اما ان یعطی الدیة واما ان یقاد اهل القتیل))۔

٦٨٨١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ إِلَى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ: ﴿وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنْ يَطْلُبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ. [راجع: ٤٤٩٨]

(٦٨٨١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے مجاہد بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص کا رواج تھا، دیت کی صورت نہیں تھی، پھر اس امت کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ الخ، (سورۂ بقرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ﴾ سے یہی مراد ہے کہ مقتول کے وارث قتل عمد میں دیت پر راضی ہو جائیں اور فرمایا ﴿وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ سے یہ مراد ہے کہ مقتول کے وارث دستور کے موافق قاتل سے دیت کا تقاضا کرے اور قاتل اچھی طرح خوش دلی سے دیت ادا کرے۔

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

باب: جو کوئی ناحق کسی کا خون کرنے کی فکر میں ہو اس کا گناہ

٦٨٨٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ ابْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهُ)).

(٦٨٨٢) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض تین طرح کے لوگ ہیں، حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اپنانے والا اور تیسرا وہ شخص جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔“

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ

باب: قتل خطا میں مقتول کی موت کے بعد اس کے وارث کا معاف کرنا

٦٨٨٣ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ [بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ] قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ

(٦٨٨٣) ہم سے فروہ بن ابی مغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مشرکین نے احد کی لڑائی میں پہلے شکست

يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، الْوَاسِطِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ! أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوْا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَبِي أَبِي فَقَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ: وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوْا بِالطَّائِفِ [راجع: ٣٢٩٠]

کھائی تھی (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومروان یحییٰ بن ابی زکریا نے بیان کیا، ان سے ہشام نے ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابلیس احد کی لڑائی میں لوگوں میں چیخا۔ اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والو سے، مگر یہ سنتے ہی آگے کے مسلمان پیچھے کی طرف پلٹ پڑے یہاں تک کہ مسلمانوں نے (غلطی میں) حذیفہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے والد ہیں، میرے والد! لیکن انہیں قتل ہی کر ڈالا۔ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ بیان کیا کہ مشرکین میں سے ایک جماعت میدان سے بھاگ کر طائف تک پہنچ گئی تھی۔

تشریح: باب کا مطلب اس سے نکلا کہ مسلمانوں نے خطا سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد مسلمان کو مار ڈالا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے معاف کر دیا کہ دیت کا مطالبہ نہیں چاہتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت دلائی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾.

[النساء: ٩٢]

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا:

"اور یہ کسی مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو ناحق قتل کر دے۔ بجز اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جو کوئی کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا اس پر واجب ہے اور دیت بھی جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کی جائے سوائے اس کے کہ وہ لوگ خود ہی اسے معاف کر دیں اور اگر وہ ایسی قوم میں ہو جو تمہاری دشمن ہے درآں حالیکہ وہ بذات خود مؤمن ہے تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اور اگر ایسی قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے تو دیت واجب ہے جو اس کے عزیزوں کے حوالے کی جائے اور ایک مسلم غلام کا آزاد کرنا بھی، پھر جس کو یہ نہ میسر ہو اس پر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا واجب ہے، یہ توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا علم والا ہے، بڑا ہی حکمت والا ہے۔"

بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

باب: جب قاتل ایک مرتبہ قتل کا اقرار کر لے تو اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا

٦٨٨٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ: بِحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

(٦٨٨٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان بن بلال نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا تھا۔ اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ یہ تمہارے ساتھ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے کیا؟ فلاں نے کیا ہے؟ آخر اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے اشارے سے (ہاں) کہا پھر یہودی لایا گیا اور اس نے اقرار کر لیا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کا بھی سر پتھر سے کچل دیا گیا، ہمام نے دو پتھروں کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

باب: عورت کے عوض اس کے قاتل مرد کو قتل کرنا

٦٨٨٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا. [راجع: ٢٤١٣] [نسائي: ٤٧٥٤]

(٦٨٨٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کو ایک لڑکی کے بدلے میں قتل کرا دیا۔ یہودی نے اس لڑکی کو چاندی کے زیورات کے لالچ میں قتل کر دیا تھا۔

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

باب: مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں بھی قصاص لیا جائے گا

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ: تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَإِبْرَاهِيْمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْقِصَاصُ)). [راجع: ٢٧٠٣]

اہل علم نے کہا ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورت سے مرد کے قتل عمد یا اس سے کم دوسرے زخموں کا قصاص لیا جائے۔ یہی قول عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم، ابوزناد کا اپنے اساتذہ سے منقول ہے۔ اور ربیع کی بہن نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کو زخمی کر دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ''قصاص'' کا فیصلہ فرمایا تھا۔

٦٨٨٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ

(٦٨٨٦) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت

عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَدَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ: ((لَا تَلُدُّوْنِيْ)) فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)). [راجع: ٤٤٥٨]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے منہ میں (مرض الموت کے موقع پر) آپ کی مرضی کے خلاف ہم نے دوا ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو۔'' لیکن ہم نے سمجھا مریض ہونے کی وجہ سے دوا پینے سے نفرت کر رہے ہیں لیکن جب آپ کو ہوش ہوا تو فرمایا: ''تم جتنے لوگ گھر میں ہو سب کے حلق میں زبردستی دوا ڈالی جائے سوائے عباس کے کہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔''

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

باب: جس نے اپنا حق یا قصاص سلطان کی اجازت کے بغیر لے لیا

٦٨٨٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ)). [راجع: ٢٣٨]

(٦٨٨٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم آخری امت ہیں لیکن (قیامت کے دن) سب سے آگے رہنے والے ہیں۔''

٦٨٨٨ـ وَبِإِسْنَادِهِ: ((لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ خَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ)). [طرفه في: ٦٩٠٢]

(٦٨٨٨) اور اسی اسناد کے ساتھ (روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا): ''اگر کوئی شخص تیرے گھر میں (کسی سوراخ یا جنگلے وغیرہ سے) تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں ہے۔''

تشریح: نہ گناہ ہوگا نہ دنیا کی کوئی سزا لاگو ہوگی۔

٦٨٨٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مِشْقَصًا فَقُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ. [راجع: ٦٢٤٢]

(٦٨٨٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے گھر میں جھانک رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف تیر کا پھل بڑھایا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی ہے؟ تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔

بَابٌ: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ بِهِ

باب: جب کوئی ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦٨٩٠ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ [بْنُ مَنْصُوْرٍ] قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ ، قَالَ هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ! أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ! أَبِي أَبِيْ قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! مَا احْتَجَزُوْا حَتَّى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ. [راجع: ٣٢٩٠]

(٦٨٩٠) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو ابواسامہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے خبر دی، کہا ہم کو ہمارے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں مشرکین کو پہلے شکست ہوگئی تھی لیکن ابلیس نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو! پیچھے کی طرف والوں سے بچو! چنانچہ آگے کے لوگ پلٹ پڑے اور آگے والے پیچھے والوں سے (جو مسلمان ہی تھے) بھڑ گئے۔ اچانک حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں، میرے والد! بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مسلمان انہیں قتل کر کے ہی ہٹے۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس واقعے کا صدمہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آخر وقت تک رہا۔

بَابٌ: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

باب: اگر کسی نے غلطی سے اپنے آپ ہی کو مار ڈالا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے

٦٨٩١ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ! مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ السَّائِقُ؟)) قَالُوْا: عَامِرٌ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللَّهُ)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيْبَ صَبِيْحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٤٧٧]

(٦٨٩١) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ جماعت کے ایک صاحب نے کہا: اے عامر! ہمیں اپنی حدی سنائیے، انہوں نے حدی خوانی شروع کی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کون صاحب گا گا کر اونٹوں کو ہانک رہے ہیں؟'' لوگوں نے کہا کہ عامر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان پر رحم کرے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا، چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ اسی رات کو اپنی ہی تلوار سے شہید ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ ان کے اعمال برباد ہو گئے، انہوں نے خودکشی کر لی (کیونکہ ایک یہودی پر حملہ کرتے وقت خود اپنی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے) جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، یہ لوگ کہتے ہیں: عامر کے سارے عمل برباد ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ

کہتا ہے غلط کہتا ہے عامر کو دوہرا اجر ملے گا وہ (اللہ کے راستہ میں) مشقت اٹھانے والے اور جہاد کرنے والے تھے اور کس قتل کا اجر اس سے بڑھ کر ہوگا؟''

بَابٌ: إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

باب: جب کسی نے کسی کو دانت سے کاٹا اور کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ گیا تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے

٦٨٩٢ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ! لَا دِيَةَ لَكَ)). [مسلم: ٤٣٦٧؛ ترمذي: ١٤١٦؛ نسائي: ٤٧٧٣، ٤٧٧٤، ٤٧٧٥، ٤٧٧٦؛ ابن ماجه: ٢٦٥٧]

(٦٨٩٢) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے سنا، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ لیا جس سے اس کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے، پھر دونوں اپنا جھگڑا نبی کریم ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بھائی کو اس طرح دانت سے کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے تمہیں دیت نہیں ملے گی۔''

٦٨٩٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجْتُ فِي غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ١٨٤٨]

(٦٨٩٣) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلی نے اور ان سے ان کے والد نے کہا کہ میں ایک غزوہ میں نکلا تو ایک شخص نے دانت سے کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے اس کے آگے والے دانت ٹوٹ گئے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مقدمے کو باطل قرار دے کر اس کی دیت نہیں دلائی۔

بَابٌ: اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ

باب: دانت کے بدلے دانت

٦٨٩٤ـ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. [راجع: ٢٧٠٣]

(٦٨٩٤) ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کے منہ پر طمانچہ مارا تھا اور اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے۔ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لائے تو نبی کریم ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔

بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

باب: انگلیوں کا بیان

٦٨٩٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

(٦٨٩٥) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے

قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ)) يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَ الْإِبْهَامَ. [ابوداود: ٤٥٥٨؛ نسائي: ٤٨٦٢، ٤٨٦٣؛ ابن ماجه: ٢٦٥٢]

قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ برابر ہیں۔'' یعنی چھنگلیا اور انگوٹھا دیت میں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٦٨٩٥]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح سنا۔

بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ

باب: اگر کئی آدمی ایک شخص کو قتل کر دیں تو کیا ان سب کو سزا دی جائے گی یا ان سب سے قصاص لیا جائے گا؟

أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَا بِآخَرَ قَالَا: أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَ بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

اور مطرف نے شعبی سے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہی دونوں ایک دوسرے شخص کو لائے اور کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی تھی (اصل میں چور یہ تھا) تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت کو باطل قرار دیا اور ان سے پہلے (جس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا) خون بہا لیا اور کہا کہ اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم لوگوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو میں تم دونوں کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

٦٨٩٦ـ قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيلَةً فَقَالَ عُمَرُ: لَوِ اشْتَرَكَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ: مُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ: إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ وَأَقَادَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَأَقَادَ

(٦٨٩٦) ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے ابن بشار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک لڑکے اصیل نامی کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سارے اہل صنعاء (یمن کے لوگ) اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرا دیتا۔ اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ چار آدمیوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی۔ ابوبکر، ابن زبیر، علی بن سوید بن مقرن نے تھپڑ کا بدلہ دلوایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے درے

عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدُّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيٌّؓ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُشٍ.

کی جو مار ایک شخص کو ہوئی تھی اس کا بدلہ لینے کے لیے فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا قصاص لینے کا حکم دیا اور شریح نے کوڑے اور خراش لگانے کی سزا دی تھی۔

٦٨٩٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا: ((لَا تَلُدُّوْنِي)) فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُنَّ أَنْ تَلُدُّوْنِي؟)) قَالَ: قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)). [راجع: ٤٤٥٨]

(٦٨٩٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے سفیان نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہم نے نبی کریم ﷺ کے مرض میں آپ کے منہ میں زبردستی دوا ڈالی حالانکہ آنحضرت ﷺ اشارہ کرتے رہے: ”دوا نہ ڈالی جائے۔“ لیکن ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا سے جو نفرت ہوتی ہے (اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں) پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: ”میں نے تمہیں کہا تھا کہ دوا نہ ڈالو۔“ بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا آپ نے دوا سے ناگواری کی وجہ سے ایسا کیا ہوگا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا رہوں گا سوائے عباس کے کیونکہ وہ اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔“

بَابُ الْقَسَامَةِ

باب: قسامت کا بیان

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ: إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هَذَا لَا يُقْضَى فِيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اور اشعث بن قیس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ”تم اپنے دو گواہ لاؤ ورنہ اس (مدعی علیہ) کی قسم (پر فیصلہ ہوگا)“ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا قسامت میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے قصاص نہیں لیا (صرف دیت دلائی) اور عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو جنہیں انہوں نے بصرہ کا امیر بنایا تھا ایک مقتول کے بارے میں جو تیل بیچنے والوں کے محلّہ کے ایک گھر کے پاس پایا گیا تھا لکھا کہ اگر مقتول کے اولیا کے پاس کوئی گواہی ہو (تو فیصلہ کیا جا سکتا ہے) ورنہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرو کیونکہ ایسے معاملہ کا جس پر گواہ نہ ہوں قیامت تک فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

٦٨٩٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ۔ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ۔ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوْا إِلَى خَيْبَرَ

(٦٨٩٨) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن عبید نے بیان کیا، ان سے بشیر بن یسار نے، وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ انصار کے ایک صاحب سہل بن ابی حثمہ نے انہیں خبر دی کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر گئے اور (اپنے اپنے کاموں کے لیے) مختلف جگہوں میں الگ الگ گئے، پھر اپنے

فَتَفَرَّقُوْا فِيهَا فَوَجَدُوْا أَحَدَهُمْ قَتِيْلًا وَقَالُوْا لِلَّذِيْ وُجِدَ فِيهِمْ: قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوْا: مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيْلًا فَقَالَ: ((الْكُبْرَ الْكُبْرَ)) فَقَالَ لَهُمْ: ((تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ)) قَالُوْا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ: ((فَيَحْلِفُوْنَ)) قَالُوْا: لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُوْدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُطَلَّ دَمُهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ. [راجع: ٢٧٠٢]

میں ایک شخص کو مقتول پایا۔ جن لوگوں میں وہ مقتول ملا تھا، ان سے ان لوگوں نے کہا: ہمارے ساتھی کو تم نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا پتہ معلوم ہے؟ پھر یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: یارسول اللہ! ہم خیبر گئے اور پھر ہم نے وہاں اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم میں جو بڑا ہے وہ بات کرے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل کے خلاف گواہی لاؤ۔'' انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی گواہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ (یہودی) قسم کھائیں گے۔'' (اوران کی قسم پر فیصلہ ہوگا) انہوں نے کہا کہ یہودیوں کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں آپ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے، چنانچہ آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ (خود ہی) دیت میں دیے۔

٦٨٩٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِيْ قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قِلَابَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ: الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ: مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ؟ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ قَالَ: لَا قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلَى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ

(٦٨٩٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن ابی عثمان نے بیان کیا، ان سے آل ابوقلابہ کے غلام ابورجاء نے بیان کیا، اس نے کہا کہ مجھ سے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن دربار عام کیا اور سب کو اجازت دی۔ لوگ داخل ہوئے تو انہوں نے پوچھا قسامہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ قسامہ کے ذریعے قصاص لینا حق ہے اور خلفاء نے اس کے ذریعے قصاص لیا ہے؟ اس پر انہوں نے مجھ سے پوچھا ابوقلابہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اور مجھے عوام کے سامنے لا کھڑا کیا۔ میں نے عرض کیا امیرالمؤمنین! آپ کے پاس عرب کے سردار اور شریف لوگ رہتے ہیں آپ کی کیا رائے ہوگی اگر ان میں سے پچاس آدمی کسی دمشق کے شادی شدہ شخص کے بارے میں زنا کی گواہی دیں جبکہ ان لوگوں نے اس شخص کو دیکھا بھی نہ ہو کیا آپ ان کی گواہی پر اس شخص کو رجم کر دیں گے۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا: نہیں، پھر میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے اگر انہیں (اشراف عرب) میں پچاس افراد حمص کے کسی شخص کے متعلق چوری کی گواہی دے دیں اسے بغیر دیکھے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟

يَرَوْهُ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَوَاللَّهِ! مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِيْ ثَلَاثِ خِصَالٍ: رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ: أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ؟ فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ ((أَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ إِبِلِهِ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟)) قَالُوْا: بَلَى! فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَطَرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوْا: قُلْتُ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ؟ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: وَاللَّهِ! إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ: أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ؟ فَقَالَ: لَا وَلَكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللَّهِ! لَا يَزَالُ هَذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا

فرمایا: نہیں، پھر میں نے کہا، پس اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو تین حالتوں کے سوا قتل نہیں کرایا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی کو ظلماً قتل کیا ہو اس کے بدلے میں قتل کیا گیا ہو، دوسرا وہ شخص جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہو اور اسلام سے پھر گیا ہو۔ لوگوں نے اس پر کہا، کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چوری کے معاملہ میں ہاتھ پیر کاٹ دیے اور آنکھوں میں سلائی پھروائی تھی اور پھر انہیں دھوپ میں ڈلوا دیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سناتا ہوں۔ مجھ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی، مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں ناموافق ہوئی اور وہ بیمار پڑ گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: "پھر کیوں نہیں تم ہمارے چرواہے کے ساتھ ان اونٹوں میں چلے جاتے اور اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب پیتے۔" انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، چنانچہ وہ نکل گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو گئے، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہنکا لے گئے۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے پھر وہ پکڑے گئے جب وہ لائے گئے تو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی پھر انہیں دھوپ میں ڈلوا دیا اور آخر وہ مر گئے۔ میں نے کہا کہ ان کے عمل سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے اسلام سے پھر گئے، قتل کیا اور چوری کی۔ عنبسہ بن سعید نے کہا میں نے آج جیسی بات کبھی نہیں سنی تھی، میں نے کہا: اے عنبسہ! کیا تم میری حدیث رد کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے یہ حدیث واقعہ کے مطابق بیان کر دی ہے، واللہ! اہل شام کے ساتھ اس وقت تک خیر و بھلائی رہے گی جب تک یہ شیخ (ابوقلابہ) ان میں موجود رہیں گے۔ میں نے کہا کہ اس قسامہ کے

عَاشَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ فِي هَذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهُ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَاحِبُنَا كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَإِذَا نَحْنُ بِهِ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهُ)) قَالُوْا: نَرَى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: ((آنْتُمْ قَتَلْتُمْ هَذَا؟)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ)) فَقَالُوْا: مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَقْتُلُوْنَا أَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْفِلُوْنَ قَالَ: ((أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ؟)) قَالُوْا: مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ قُلْتُ: وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَانْتَبَهَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ إِلَى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا: قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ: إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ: يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ: فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُقْسِمَ فَافْتَدَى يَمِيْنَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ

سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی ایک سنت ہے۔ انصار کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے بات کی پھر ان میں سے ایک صاحب ان کے سامنے ہی نکلے (خیبر کے ارادہ سے) اور وہاں قتل کر دیے گئے۔ اس کے بعد دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گئے اور دیکھا کہ ان کے ساتھی خون میں تڑپ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے واپس آ کر آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور کہا: یا رسول اللہ! ہمارے ساتھی گفتگو کر رہے تھے اور اچانک وہ ہمیں (خیبر میں) خون میں تڑپتے ملے پھر آنحضرت ﷺ نکلے اور پوچھا: ”تمہارا کس پر شبہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل کیا ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہودیوں نے ہی قتل کیا ہے، پھر آپ نے یہودیوں کو بلایا اور ان سے پوچھا: ”کیا تم نے انہیں قتل کیا ہے؟“ انہوں نے انکار کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم مان جاؤ گے اگر پچاس یہودی اس کی قسم کھا لیں کہ انہوں نے مقتول کو قتل نہیں کیا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ لوگ ذرا بھی پروا نہیں کریں گے کہ ہم سب کو قتل کرنے کے بعد پھر قسم کھا لیں (کہ قتل انہوں نے نہیں کیا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھا لیں اور خون بہا کے مستحق ہو جائیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم بھی قسم کھانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے پاس سے خون بہا دیا (ابوقلابہ نے کہا کہ) میں نے کہا زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے اپنے ایک آدمی کو اپنے میں سے نکال دیا تھا، پھر وہ شخص بطحاء میں یمن کے ایک شخص کے گھر رات کو آیا۔ اتنے میں ان سے کوئی شخص بیدار ہو گیا اور اس نے اس پر تلوار سے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہذیل کے لوگ آئے اور انہوں نے یمنی کو (جس نے قتل کیا تھا) پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حج کے زمانہ میں اور کہا کہ اس نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ یمنی نے کہا کہ انہوں نے اسے اپنی برادری سے نکال دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب ہذیل کے پچاس آدمی اس کی قسم کھائیں کہ انہوں نے اسے نکالا تھا۔ بیان کیا کہ پھر ان میں سے انچاس آدمیوں نے قسم کھائی پھر انہی کے

فَأَدْخَلُوْا مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ قَالَ: فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَأُفْلِتَ الْقَرِيْنَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ.

[راجع: ٢٣٣]

قبیلے کا ایک شخص جو شام سے آیا تو انہوں نے اس سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ قسم کھائے لیکن اس نے اپنی قسم کے بدلہ میں ایک ہزار درہم دے کر اپنا پیچھا قسم سے چھڑا لیا۔ ہذلیوں نے اس کی جگہ ایک دوسرے آدمی کو تیار کر لیا پھر وہ مقتول کے بھائی کے پاس گیا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملایا۔ انہوں بیان کیا کہ پھر ہم پچاس جنہوں نے قسم کھائی تھی روانہ ہوئے۔ جب مقام نخلہ پر پہنچے تو بارش نے انہیں آ لیا۔ سب لوگ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے اور غار ان پچاسوں کے اوپر گر پڑا جنہوں نے قسم کھائی تھی اور سب کے سب مر گئے۔ البتہ دونوں ہاتھ ملانے والے بچ گئے۔ لیکن ان کے پیچھے سے ایک پتھر لڑھک کر گرا اور اس سے مقتول کے بھائی کی ٹانگ ٹوٹ گئی اس کے بعد وہ ایک سال اور زندہ رہا پھر مر گیا۔ میں نے کہا کہ عبدالملک بن مروان نے قسامہ پر ایک شخص سے قصاص لیا تھا، پھر اسے اپنے کئے پر ندامت ہوئی اور اس نے ان پچاسوں کے متعلق جنہوں نے قسم کھائی تھی حکم دیا اور ان کے نام رجسٹر سے کاٹ دیے گئے، پھر انہیں شام بھیج دیا۔

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَؤُوْا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

باب: جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور گھر والوں نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر دیت واجب نہیں ہوگی

٦٩٠٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بْنُ زَيْدٍ] عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ حُجْرٍ فِيْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ. [راجع: ٦٢٤٢]

(٦٩٠٠) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ایک حجرہ میں جھانکنے لگا تو آنحضرت ﷺ تیر کا پھل لے کر اٹھے اور چاہتے تھے کہ غفلت میں اسے مار دیں۔

٦٩٠١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ

(٦٩٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے دروازے کے ایک سوارخ سے

فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِدْرَى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ)). [راجع: ٥٩٢٤]

اندر جھانکنے لگے، اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ سر جھاڑ رہے تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: ”اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”(گھر کے اندر آنے کے لیے) اذن لینے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اسی لیے تو ہے کہ نظر نہ پڑے۔“

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانکنا اور داخل ہونا منع ہے اگر اجازت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ سلام کر کے اپنے گھر میں یا غیر کے گھر میں داخل ہونا چاہیے۔

٦٩٠٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ)). [راجع: ٦٨٨٨] [مسلم: ٥٦٤٣؛ نسائي: ٤٨٧٦]

(۶۹۰۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں (جب کہ تم گھر کے اندر ہو) جھانک کر دیکھے تو تم اسے کنکری مار دو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“

تشریح: اور نہ اس پر دیت ہی دی جائے گی۔

بَابُ الْعَاقِلَةِ

باب: عاقلہ کا بیان

تشریح: ہر آدمی کا عاقلہ وہ لوگ ہیں جو اس کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں یعنی اس کی ددھیال والے۔

٦٩٠٣ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا، هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ: مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ

(۶۹۰۳) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، ان سے مطرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، کہا کہ میں نے جحیفہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی ؓ سے پوچھا، کیا آپ کے پاس کوئی ایسی خاص چیز بھی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے اور ایک مرتبہ انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جو لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے سے کونپل کو پھاڑ کر نکالا ہے اور مخلوق کو پیدا کیا! ہمارے پاس قرآن مجید کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ سوا اس سمجھ کے جو کسی شخص کو اس کتاب میں دی جائے اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا صحیفے میں کیا ہے؟ فرمایا: خون بہا (دیت)

مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [راجع: ١١١]

سے متعلق احکام اور قیدی چھڑانے کا حکم اور یہ کہ کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ

باب: عورت کے پیٹ کا بچہ جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو

٦٩٠٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. [راجع: ٥٧٥٨]

(٦٩٠٤) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسرے کو (پتھر سے) مارا جس سے ایک کے پیٹ کا بچہ (جنین) گر گیا، پھر اس میں رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ کیا۔

٦٩٠٥ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. [طرفاه في: ٦٩٠٧، ٦٩٠٨م، ٧٣١٧] [مسلم: ٤٣٩٧؛ ابوداود: ٤٥٧١]

(٦٩٠٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک عورت کے حمل گرا دینے کے خون بہا کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے غلام یا کنیز کا اس سلسلے میں فیصلہ کیا تھا۔

٦٩٠٦ـ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ. [طرفاه في: ٦٩٠٨، ٧٣١٨]

(٦٩٠٦) پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی گواہی دی کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس کا فیصلہ کیا تھا تو وہ موجود تھے۔

٦٩٠٧ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى فِي السِّقْطِ؟ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: أَنَا سَمِعْتُهُ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. [راجع: ٦٩٠٥]

(٦٩٠٧) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم دے کر پوچھا کہ کس نے نبی کریم ﷺ سے حمل گرنے کے سلسلے میں فیصلہ سنا ہے؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے اس میں ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

٦٩٠٨ـ قَالَ: ائْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلَى هَذَا؟ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا أَشْهَدُ

(٦٩٠٨) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر اپنا کوئی گواہ لاؤ، چنانچہ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هٰذَا. [راجع: ٦٩٠٦]

٦٩٠٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٩٠٥]

(۶۹۰۸) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ امیر المؤمنین نے ان سے عورت کے حمل گرادینے کے (خون بہا کے سلسلے میں) اسی طرح مشورہ کیا تھا۔

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

باب: پیٹ کے بچے کا بیان اور اگر کوئی عورت خون کرے تو اس کی دیت ددھیال والوں پر ہوگی نہ کہ اس کی اولاد پر

٦٩٠٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا. [راجع: ٥٧٥٨]

(۶۹۰۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت کے جنین (کے گرنے) پر ایک غلام یا کنیز کا فیصلہ کیا تھا، پھر وہ عورت جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے دیت دینے کا فیصلہ کیا تھا اس کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے لڑکوں اور اس کے شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے ددھیال والوں کو دینی ہوگی۔

٦٩١٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا. [راجع: ٥٧٥٨]

(۶۹۱۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری عورت پر پتھر پھینک مارا جس سے وہ عورت اپنے پیٹ کے بچے (جنین) سمیت مرگئی۔ پھر (مقتولہ کے رشتہ دار) مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ کیا کہ پیٹ کے بچے کا خون بہا ایک غلام یا کنیز دینی ہوگی اور عورت کے خون بہا کو قاتل عورت کے عاقلہ

[مسلم: ٤٣٩١؛ ابوداود: ٤٥٧٦؛ نسائي: ٤٨٣٣]

(عورت کے باپ کی طرف سے رشتہ دار عصبہ) کے ذمے واجب قرار دیا۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

باب: جس نے کسی غلام یا بچے کو (کام کے لیے) عاریتاً مانگ لیا

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ: ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا.

جیسا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مدرسے کے معلم کو لکھ بھیجا تھا کہ میرے پاس اون صاف کرنے کے لیے کچھ غلام بچے بھیج دو اور کسی آزاد کو نہ بھیجنا۔

٦٩١١ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللَّهِ! مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: ((لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟)) وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ: ((لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟)) [راجع: ٢٧٦٨]

(٦٩١١) مجھ سے عمر بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں عبدالعزیز نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور کہا: یا رسول اللہ! انس سمجھدار لڑکا ہے اور یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کی خدمت سفر میں بھی کی اور گھر پر بھی واللہ! نبی کریم ﷺ نے کبھی مجھ سے کسی چیز کے متعلق جو میں نے کر دیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ ''یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا۔'' اور نہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے میں نے نہ کیا ہو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''یہ کام تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔''

بَابٌ: اَلْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

باب: کان میں دب کر اور کنویں میں گر کر مرنے والے کی دیت نہیں ہے

٦٩١٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

[راجع: ١٤٩٩][مسلم: ٤٤٦٥؛ ترمذي: ١٣٧٧]

(٦٩١٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوپائے اگر کسی کو زخمی کر دیں تو ان کا خون بہا نہیں، کنویں میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، کان میں دبنے کا کوئی خون بہا نہیں اور دفینہ میں پانچواں حصہ ہے۔''

بَابٌ: اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: كَانُوا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ وَقَالَ حَمَّادٌ: لَا يُضَمَّنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ وَقَالَ شُرَيْحٌ: لَا يُضَمَّنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ: إِذَا سَاقَ الْمُكَارِيْ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

باب: چوپایوں کا نقصان کرنا اس کا کچھ تاوان نہیں

اور ابن سیرین نے بیان کیا کہ علما جانور کے لات مار دینے پر تاوان نہیں دلاتے تھے لیکن اگر کوئی لگام موڑتے وقت جانور کو زخمی کر دیتا تو سوار سے تاوان دلاتے تھے اور حماد نے کہا کہ لات مارنے پر تاوان نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی شخص کسی جانور کو اکسائے (اور اس کی وجہ سے جانور کسی دوسرے کو لات مارے) تو اکسانے والے پر تاوان ہوگا۔ شریح نے کہا کہ اس صورت میں تاوان نہیں ہوگا جبکہ بدلہ لیا ہو کہ پہلے اس نے جانور کو مارا اور پھر جانور نے اسے لات سے مارا۔ حکم اور حماد نے کہا: اگر کوئی مزدور کسی گدھے کو ہانک رہا ہو جس پر عورت سوار ہو پھر وہ عورت گر جائے تو مزدور پر کوئی تاوان نہیں اور شعبی نے کہا کہ جب کوئی جانور ہانک رہا ہو اور پھر اسے تھکا دے تو اس کی وجہ سے اگر جانور کو کوئی نقصان پہنچا تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور اگر جانور کے پیچھے رہ کر اس کو (معمولی طور سے) آہستگی سے ہانک رہا ہو تو ہانکنے والا ضامن نہ ہوگا۔

تشریح: کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں یہ اتفاقی واردات ہے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا اگر کوئی بے تحاشا جانور یا گاڑی کو سخت بھگائے اور شارع عام میں اس سے کسی کو نقصان پہنچے تو تاوان دینا ہوگا قانون میں بھی یہ فعل داخل جرم ہے۔

٦٩١٣ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)). [راجع: ١٤٩٩] [مسلم: ٤٤٦٩]

(۶۹۱۳) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے زبان جانور کسی کو زخمی کرے تو اس کی دیت کچھ نہیں ہے، اسی طرح کان میں کام کرنے سے کوئی نقصان پہنچے، اسی طرح کنویں میں کام کرنے سے اور جو کافروں کا مال دفن ہوا ملے اس میں سے پانچواں حصہ سرکار کو دیا جائے گا۔“

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

باب: اگر کوئی ذمی کافر کو بے گناہ مار ڈالے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا

٦٩١٤ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

(۶۹۱۴) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے حسن بن عمرو نے، کہا ہم سے مجاہد نے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص

((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)). [راجع: ٣١٦٦]

ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو (اس کو امان دے چکا ہو جیسے ذمی کافر کو) تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (چہ جائیکہ اس میں داخل ہو) حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔''

تشریح: اس میں وہ سب کافر آ گئے جن کو دارالاسلام میں امان دیا گیا ہو خواہ بادشاہ اسلام کی طرف سے جزیہ یا صلح پر یا کسی مسلمان نے اس کو امان دی ہو لیکن اگر یہ بات نہ ہو تو اس کافر کی جان لینا یا اس کا مال لوٹنا شرع اسلام کی رو سے درست ہے۔ مثلاً وہ کافر جو دارالاسلام سے باہر سرحد پر رہتے ہوں، ان کی سرحد میں جا کر ان کو یا ان کی کافر رعیت کو لوٹنا مارنا حلال ہے۔ اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں سو برس مذکور ہیں۔ دوسری روایت میں پانچ سو برس اور فردوس دیلمی کی روایت میں ہزار برس مذکور ہیں اور یہ تعارض نہیں، اس لیے کہ ہزار برس کی راہ سے بہشت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے تو پانچ سو یا سو یا ستر یا چالیس برس کی راہ سے اور زیادہ محسوس ہوگی۔

بَابٌ: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

باب: مسلمان کو (ذمی) کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا

٦٩١٥ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا، هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [راجع: ١١١]

(٦٩١٥) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے مطرف بن طریف نے بیان کیا، کہا میں نے عامر شعبی سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوجحیفہ سے سنا، انہوں نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس اور بھی کچھ آیتیں یا سورتیں ہیں جو اس قرآن میں نہیں ہے (یعنی مشہور مصحف میں) انہوں نے کہا دیت اور قیدی چھڑانے کے احکام اور یہ مسئلہ کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

تشریح: حنفیہ نے اس صحیح حدیث کو جو اہل بیت رسالت سے مروی ہے چھوڑ کر ایک ضعیف حدیث سے دلیل لی ہے جس کو دارقطنی اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مسلمان کو کافر کے بدلے قتل کرایا حالانکہ دارقطنی نے خود صراحت کر دی ہے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے۔ اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث راوی کی غلطی ہے اور بحالت انفراد ایسی روایت حجت نہیں۔ خصوصاً جبکہ مرسل بھی ہو اور مخالف بھی ہو احادیث صحیحہ کے۔ حافظ نے کہا اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ واقعہ نہایت صحیح ہے یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ نہ ہوگی کیونکہ یہ حدیث ((لایقتل مسلم بکافر)) آپ نے فتح مکہ کے دن فرمائی۔

بَابٌ: إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

باب: اگر مسلمان نے غصے میں یہودی کو طمانچہ (تھپڑ) لگایا (تو قصاص نہ لیا جائے گا)

رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٤١١]

اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اگلے باب کے مطلب کو تقویت دینا ہے کہ جب طمانچہ میں مسلمان اور کافر میں قصاص نہ لیا گیا تو قتل میں بھی قصاص نہ لیا جائے گا مگر یہ حجت انہی لوگوں کے مقابلے میں پوری ہوگی جو طمانچہ میں قصاص تجویز کرتے ہیں۔

٦٩١٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ)). [راجع: ٢٤١٢]

(۶۹۱۶) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اور پیغمبروں سے مجھے فضیلت مت دو۔''

تشریح: یعنی اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین یا تحقیر نکلے یا اس طرح سے کہ لوگوں میں جھگڑا فساد پیدا ہو حالانکہ اس روایت میں طمانچہ کا ذکر نہیں ہے مگر آگے کی روایت میں موجود ہے یہ روایت اس کی مختصر ہے۔

٦٩١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ: ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ: ((لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ! قَالَ: فَقُلْتُ: أَعَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُوْنِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِّيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ)). [راجع: ٢٤١٢]

(۶۹۱۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے، انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن مازنی) سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا یہود میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اسے کسی نے طمانچہ لگایا تھا۔ کہنے لگا: اے محمد! تمہارے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص (نام نامعلوم) نے مجھے طمانچہ مارا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''اس کو بلاؤ۔'' تو انہوں نے بلایا (وہ حاضر ہوا) آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟'' وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! ایسا ہوا کہ میں یہودیوں پر گزرا، میں نے سنا یہ یہودی یوں قسم کھا رہا تھا: قسم اس پروردگار کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے آدمیوں میں سے چن لیا! میں نے کہا: کیا محمد ﷺ سے بھی وہ افضل ہیں اور اس وقت مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اسے ایک طمانچہ لگا دیا (غصے میں یہ خطا مجھ سے ہوگئی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''(دیکھو خیال رکھو) اور پیغمبروں پر مجھے فضیلت نہ دو قیامت کے دن ایسا ہوگا سب لوگ (ہیبت خداوندی سے) بیہوش ہو جائیں گے پھر میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔ کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ (مجھ سے بھی پہلے) عرش کا ایک کونہ تھامے کھڑے ہیں اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا کوہ طور پر جو (دنیا میں) بیہوش ہو چکے تھے اس کے بدل میں وہ آخرت میں بیہوش ہی نہ ہوں گے۔''

تشریح: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کثرت سے احادیث یاد تھیں۔ ان کی مرویات کی تعداد ۱۱۷۰ ہے۔ آپ کی وفات جمعہ کے دن سنہ ۷۴ھ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ

باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے اور ان سے لڑنے کا بیان

[بَابُ] إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ١٣] ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ [الزمر: ٦٥]

باب: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کا گناہ، دنیا اور آخرت میں اس کی سزا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”شرک بڑا گناہ ہے۔“ اور سورۂ زمر میں فرمایا: ”اے پیغمبر! اگر تو بھی شرک کرے تو تیرے سارے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

تشریح: حالانکہ پیغمبروں سے شرک نہیں ہو سکتا مگر یہ بر سبیل فرض اور تقدیر فرمایا اور اس سے امت کو ڈرانا منظور ہے کہ شرک ایسا گناہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ سے بھی سرزد ہو جائے جو سارے جہاں سے زیادہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں تو ساری عزت چھن جائے اور راندۂ درگاہ ہو جائیں معاذ اللہ پھر دوسرے لوگوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ مؤمن کو چاہیے کہ جو بات بالاتفاق شرک ہے اس سے اور جس بات کے شرک ہونے میں اختلاف ہے اس سے بھی بچا رہے ایسا نہ ہو کہ وہ شرک ہو اور اس کے ارتکاب سے تباہ ہو جائے تمام اعمال خیر برباد ہو جائیں۔

٦٩١٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَالِكَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾)). [راجع: ٣٢]

(٦٩١٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر بن عبدالحمید نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اتری: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا (یعنی ظلم سے)۔“ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات بہت گراں گزری وہ کہنے لگے بھلا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آیت میں ظلم سے گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا: ”شرک بڑا ظلم ہے۔“

تشریح: معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی بے ایمان ہو اللہ کا منکر ہو یا دو خداؤں کا قائل ہو بلکہ کبھی ایمان کے ساتھ بھی آدمی شرک میں آلودہ ہو جاتا ہے جیسے دوسری آیت میں: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ (١٢/ یوسف: ١٠٦) قاضی عیاض نے کہا ایمان کا شرک

سے آلودہ کرنا یہ ہے کہ اللہ کا قائل ہو (اس کی توحید مانتا ہو) مگر عبادت میں اوروں کو بھی شریک کرے۔ مترجم کہتا ہے جیسے ہمارے زمانے کے گور (قبر) پرستوں اور پیر پرستوں کا حال ہے اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں، ان کی نذر و نیاز منت مانتے ہیں، ان کے نام پر جانور کاٹتے ہیں، دکھ، بیماری میں ان کو پکارتے ہیں، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں، ان کی قبروں پر جا کر سجدہ اور طواف کرتے ہیں، ان سے وسعت رزق یا اولاد یا شفا طلب کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ فی الحقیقت مشرک ہیں۔ گو نام کے مسلمان کہلائیں تو کیا ہوتا ہے۔ ایسا ظاہری برائے نام اسلام آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گا۔ عرب کے مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے، خالق آسمان و زمین اسی کو جانتے تھے مگر غیر خدا کی عبادت اور تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا۔ اگر تم قرآن شریف کا ترجمہ خوب سمجھ کر پڑھو تو شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لو گے مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ساری عمر میں ایک بار بھی قرآن اول سے لے کر آخر تک سمجھ کر نہیں پڑھتے، صرف اسکے الفاظ رٹ لیتے ہیں اس سے کام نہیں چلتا۔

٦٩١٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح: وَحَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ۔ ثَلَاثًا۔ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.
[راجع: ٢٦٥٤]

(٦٩١٩) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو سعید جریری نے خبر دی، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد (ابوبکرہ صحابی) سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بڑے سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کو ستانا (ان کی نافرمانی کرنا) اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا۔ تین بار یہی فرمایا یا یوں فرمایا: "اور جھوٹ بولنا۔" برابر بار بار آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ کاش! آپ خاموش ہو رہتے۔

٦٩٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ [بْنُ مُوسَى] قَالَ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ)). [راجع: ٦٦٧٥]

(٦٩٢٠) ہم سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ کوفی نے بیان کیا، کہا ہم کو شیبان نحوی نے خبر دی، انہوں نے فراس بن یحییٰ سے، انہوں نے عامر شعبی سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آپ ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔" اس نے پوچھا: پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: "ماں باپ کو ستانا۔" پوچھا: پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: "غموس قسم کھانا۔" عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غموس قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔"

٦٩٢١ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)). [مسلم:٣١٨]

(٦٩٢١) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے منصور اور اعمش سے، انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ معاف کردے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا۔“

تشریح: معلوم یہ ہوا کہ اسلام جاہلیت کے تمام برے کاموں کو مٹاتا ہے۔ اسلام لانے کے بعد جاہلیت کا کام نہ کرے۔

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ [وَاسْتِتَابَتِهِمْ]

باب: مرتد مرد اور عورت کا حکم اور ان سے توبہ کا مطالبہ کرنے کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيْمُ: تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَقَالَ اللَّهُ: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ أُولَئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّوْنَ﴾ [آل عمران: ٨٦، ٩٠] وَقَوْلُهُ: ﴿إِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ١٠٠] وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ

اور عبداللہ بن عمر، زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا مرتد عورت قتل کی جائے۔ اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ مرتدوں سے توبہ لی جائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران) میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کرے گا جو ایمان لا کر پھر کافر بن گئے۔ حالانکہ (پہلے) یہ گواہی دے چکے تھے کہ حضرت محمد (ﷺ) سچے پیغمبر ہیں اور ان کی پیغمبری کی کھلی کھلی دلیلیں ان کے پاس آ چکیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پھٹکار پڑے گی۔ اسی پھٹکار کی وجہ سے عذاب میں ہمیشہ پڑے رہیں گے کبھی ان کا عذاب ہلکا نہ ہوگا نہ ان کو مہلت ملے گی البتہ جن لوگوں نے ایسا کیے پر پیچھے توبہ کی اپنی حالت درست کرلی تو اللہ ان کا قصور بخشنے والا مہربان ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر بڑھتا گیا ان کی تو توبہ بھی قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ تو (پرلے سرے کے) گمراہ ہیں۔“ اور فرمایا: ”مسلمانو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کہنا مانو گے تو وہ ایمان لانے کے بعد تم کو کافر بنا چھوڑیں گے۔“ اور سورہ نساء کے بیسویں رکوع میں فرمایا:

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا﴾ [النسآء: ١٣٧] وَقَالَ: ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ [المآئدة: ٥٤] وَقَالَ: ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ٥ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [النحل: ١٠٦۔ ١١٠] وَقَالَ: ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾. [البقرة: ٢١٧]

''جولوگ اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کو تو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا نہ کبھی ان کو راہ راست پر لائے گا۔'' اور سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں فرمایا: ''جو کوئی تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں وہ ایسے لوگوں کو حاضر کر دے گا جن کو وہ چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں۔'' اور سورۂ نحل چودھویں رکوع میں فرمایا: ''لیکن جو لوگ ایمان لائے پیچھے جی کھول کر یعنی خوشی اور رغبت سے کفر اختیار کریں ان پر تو خدا کا غضب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی کے مزوں کو آخرت سے زیادہ پسند کیا پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے مصیبتیں سہنے کے بعد ہجرت کی پھر (اللہ کی راہ میں) جہاد کیا اور (تکلیفوں پر) صبر کیا تحقیق آپ کا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' اور سورۂ بقرہ میں ستائیسویں رکوع میں فرمایا: ''یہ کافر تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کا بس چلے تو وہ تمہارے دین سے تم کو پھیر دیں (مرتد بنا دیں) اور تم میں جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پھر جائیں اور مرتے وقت کافر مریں ان کے سارے نیک اعمال دنیا اور آخرت میں گئے گزرے۔ وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔'' (امام بخاری ؒ نے یہاں ان سب آیات کو جمع کر دیا جو مرتدوں کے باب میں قرآن مجید میں آئی تھیں)۔

تشریح: ابن منذر نے کہا جمہور علما کا یہ قول ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے یعنی جب اس کے شبہے کا جواب دیا جائے اس پر بھی وہ مسلمان نہ ہو کفر پر قائم رہے۔ حضرت علی ؓ سے منقول ہے کہ عورت کو لونڈی بنا لیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے کہا جلا وطن کی جائے۔ ثوری ؒ نے کہا قید کی جائے۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے کہا اگر وہ آزاد ہو تو قید کی جائے اگر لونڈی ہو تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے وہ اس کو جبراً مسلمان کرے۔ ابن عمر ؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور زہری اور ابراہیم کے اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا اور امام ابوحنیفہ ؒ نے عاصم سے، انہوں نے ابو رزین سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے یوں روایت کی کہ عورتیں اگر مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے اور دار قطنی نے نکالا اور دار قطنی نے جابر سے نکالا کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حافظ نے کہا امام ابوحنیفہ نے جو روایت کی (اول تو وہ موقوف ہے دوسرے) ایک جماعت کے حفاظ حدیث نے ان کے الفاظ سے اختلاف کیا۔ میں کہتا ہوں جب مرفوع حدیث وارد ہے تو اس کے خلاف ایسی موقوف روایتیں وہ بھی ضعیف حجت نہیں ہو سکتیں اور صحیح حدیث ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ)) عام ہے مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔ اور اب ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے ابراہیم نخعی ؒ سے جو ابوحنیفہ ؒ کے استاذ الاستاذ ہیں یوں روایت کی ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کریں تو فبہا ورنہ قتل کیے جائیں۔

٦٩٢٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ)) وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)). [راجع: ٣٠١٧]

(۶۹۲۲) ہم سے ابونعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے کہا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بے دین لوگ لائے گئے۔ آپ نے ان کو جلوا دیا۔ یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا (دوسری طرح سے سزا دیتا) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو۔“ میں ان کو قتل کروا ڈالتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے) اسے قتل کر ڈالو۔“

تشریح: ایسے مذکورہ لوگوں کو عربی میں زندیق کہتے ہیں جیسے نیچری، طبعی، دہری وغیرہ جو اللہ کے قائل نہیں ہیں یا جو شریعت اور دین کو مذاق سمجھتے ہیں جہاں جیسا موقع ہوا ویسے بن گئے۔ مسلمانوں میں مسلمان، ہندوؤں میں ہندو، نصاریٰ میں نصرانی۔ بعض نے کہا یہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے تھے سبائی فرقہ کے تھے جن کا رئیس عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں مسلمانوں کو تباہ و برباد اور گمراہ کرنا اس کو منظور تھا اس نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے اوتار ہیں جیسے ہندو مشرک سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آدمی یا جانور کے بھیس میں آتا ہے اور اس کو اوتار کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ان لوگوں کے اعتقاد پر مطلع ہوئے تو ان کو گرفتار کیا اور آگ میں جلوا دیا۔ لعنهم الله۔

٦٩٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوسَى ـ أَوْ قَالَ: ـ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ!)) قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ: ((لَنْ ـ أَوْ لَا ـ نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى ـ أَوْ يَا عَبْدَ

(۶۹۲۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے قرہ بن خالد سے، کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بردہ نے، انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میرے ساتھ اشعری قبیلے کے دو شخص تھے (نام نامعلوم) ایک میرے دائیں طرف تھا، دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آنحضرت سے خدمت کی درخواست کی یعنی حکومت اور عہدے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس!“ (راوی کو شک ہے) میں نے اسی وقت عرض کیا: یارسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا! انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت

اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ)) ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً قَالَ: انْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوْثَقٌ قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ: اجْلِسْ قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَنَامُ وَأَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي. [راجع: ٢٢٦١]

نہیں دیتے۔ لیکن ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس! تو یمن کی حکومت پر جا'' (خیر ابوموسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدا بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اترو گدے پر بیٹھو۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: اجی تم سواری پر سے اتر کر بیٹھو تو۔ انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہ کیا جائے گا تین بار یہی کہا۔ آخر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ بیٹھے، اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گزاری) کا ذکر کیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھے وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں۔

تشریح: کیونکہ درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے چکھنے کی نیت ہے ورنہ سرکاری خدمت ایک بلا ہے پرہیزگار اور عقلمند آدمی ہمیشہ اس سے بھاگتا رہتا ہے۔ خصوصاً تحصیل یا عدالت کی خدمات ان میں اکثر ظلم و جبر اور خلاف شرع کام کرنا ہوتا ہے ان دونوں کو تو میں کوئی خدمت نہیں دینے کا۔ آپ نے ولایت یمن کے دو حصے کر کے ایک حصہ کی حکومت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کی معاذ رضی اللہ عنہ کو دی۔

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

باب: جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے اور جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا

تشریح: مثلاً زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اگر نہ دے اور لڑے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ زکوٰۃ دینا قبول کر لے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کہا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی فرض زکوٰۃ سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اس پر جہاد کرنا۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کہ اکثر عرب کے قبیلے کافر ہو گئے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ مراد غطفان اور فزارہ اور بنی سلیم اور بنی یربوع اور بنی تمیم کے بعض قبائل ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نمار کے منکر سے لڑنا درست جانتے تھے لیکن زکوٰۃ میں ان کو شبہ ہوا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم ایک ہے، دونوں اسلام کے فرائض ہیں۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مطابق ہو گیا یہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تقلید کی۔

٦٩٢٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۹۲۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے،

اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ)). [راجع: ١٣٩٩]

انہوں نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر بن گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم ہوا جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدلے اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ اور بات ہے اب اس کے دل میں کیا ہے اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔''

٦٩٢٥- قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ: فَوَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [راجع: ١٤٠٠]

(۶۹۲۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اللہ کی قسم اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز جسم کا حق ہے) اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے ایک بکری کا بچہ نہ دیں جو آپ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں سمجھ گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو لڑائی کا ارادہ ہوا ہے اللہ نے ان کے دل میں ڈالا ہے اور میں پہچان گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے حق ہے۔

بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ أَوْ غَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُصَرِّحْ

نَحْوَ قَوْلِهِ: السَّامُ عَلَيْكَ.

باب: اگر ذمی کافر اشارے کنائے میں آپ ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے

جیسے یہود نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں (السلام علیکم کے بجائے) السام علیک کہا کرتے تھے۔

٦٩٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ!)) فَقَالَ رَسُولُ

(۶۹۲۶) ہم سے محمد بن مقاتل ابوحسن مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے ہشام بن زید بن انس سے، وہ کہتے تھے میں نے اپنے دادا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے ایک یہودی رسول اللہ ﷺ پر گزرا کہنے لگا السام علیک یعنی تم مرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہا (تو بھی مرے گا) پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم کو معلوم ہوا، اس نے کیا کہا؟ اس

اللَّهِ ﷺ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ: ((لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ٦٢٥٨]

نے السام علیک کہا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (حکم ہو تو) اسے مار ڈالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جب اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) تم کو سلام کیا کریں تو تم بھی یہی کہا کرو عَلَيْكُمْ۔"

٦٩٢٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكُمْ! فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ! فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللَّهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ: ((قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ٢٩٣٥] [مسلم: ٥٦٥٦]

(٦٩٢٧) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا یہود میں سے چند لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی جب آئے تو کہنے لگے السام علیک۔ میں نے جواب میں یوں کہا علیکم السام واللعنة۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔" میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ نے ان کا کہنا نہیں سنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے بھی تو جواب دے دیا وعلیکم۔"

٦٩٢٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمُوْا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ: سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ: عَلَيْكَ)). [راجع: ٦٢٥٧]

[مسلم: ٥٦٥٤]

(٦٩٢٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ، اور امام مالک سے، ان دونوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہودی لوگ جب تم مسلمانوں میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام عليك کہتے ہیں تم بھی جواب میں عليك کہا کرو۔"

بَابٌ

باب:

٦٩٢٩ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيْقٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((رَبِّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)).

(٦٩٢٩) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا مجھ سے اعمش نے، کہا مجھ سے شقیق بن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے میں (اس وقت) نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں آپ ایک پیغمبر (حضرت نوح علیہ السلام) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا وہ اپنے منہ سے خون صاف کرتے تھے اور یوں دعا کرتے جاتے: "پروردگار! میری قوم والوں کو بخش

دے وہ نادان ہیں۔“ [راجع: ٣٤٧٧]

تشریح: بعض نے کہا یہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی حکایت بیان کی۔ احد کے دن مشرکوں نے آپ کے چہرے اور سر پر پتھر مارے لہولہان کر دیا ایک دانت بھی آپ کا شہید کر ڈالا لیکن آپ یہی دعا کرتے رہے۔ یا اللہ! میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ سبحان اللہ! کوئی قومی جوش اور محبت پیغمبروں سے سیکھے نہ کہ اس زمانہ کے لیڈروں سے جو قوم قوم پکارتے پھرتے ہیں لیکن دل میں ذرا بھی قوم کی محبت نہیں ہے۔ اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب پیغمبر صاحب نے اس شخص کے لیے بددعا بھی نہ کی جس نے زخمی کیا تھا تو اشارہ کنایہ سے برا کہنے والا کیونکر قابل قتل ہوگا۔

بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

وَقَوْلُ اللَّهِ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ﴾ [التوبة: ١١٥] وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.

باب: خارجیوں اور بے دینوں سے ان پر دلیل قائم کر کے لڑنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد (یعنی ایمان کی توفیق دینے کے بعد) ان سے مؤاخذہ کرے جب تک ان سے بیان نہ کرے کہ فلاں فلاں کاموں سے بچے رہو۔“ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (اس کو طبری نے وصل کیا) خارجی لوگوں کو بدترین خلق اللہ سمجھتے تھے، کہتے تھے انہوں نے کیا کیا جو آیتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔

تشریح: پھر بیان کرنے کے بعد اگر وہ اس کام کے مرتکب ہوں تو بیشک ان سے مؤاخذہ ہوگا۔ اس آیت کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ خارجی یا رافضی وغیرہ لوگوں سے اگر حاکم اسلام لڑائی کرے تو پہلے ان کا شبہ رفع کر دے ان کو سمجھا دے۔ اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے جنگ کرے۔ آیت سے یہ بھی نکلا کہ شریعت میں جس بات سے منع کیا گیا اگر کوئی اس کو کرے تو وہ گمراہ نہیں کہا جائے گا نہ اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خارجی تمام خلق اور تمام مخلوقات میں بدتر ہیں اور بزار نے مرفوعاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا۔ نبی کریم ﷺ نے خارجیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ میری امت کے برے لوگ ہیں ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے۔ خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر خلافت سے ہوئی۔ یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد، زاہد اور قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو شروع شروع میں یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور تحکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے تحکیم کیسے قبول کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (١٢/ یوسف: ٦٧) ان کا سردار عبداللہ بن کوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہروان میں قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے۔ انہیں میں کا ایک عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ کمبخت خوارج حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب جانتے ہیں۔ غرض یہ ساری گمراہی ان کی اسی وجہ سے ہوئی کہ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرنے لگے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کی تفسیر کا خیال نہ رکھا جو آیتیں کافروں کے باب میں تھیں وہ مؤمنوں کی شان میں کر دیں۔

٦٩٣٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ، قَالَ عَلِيٌّ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَوَاللَّهِ! لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٣٦١١]

(٦٩٣٠) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ہم سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن نے، کہا ہم سے سوید بن غفلہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو اللہ کی قسم! اگر میں آسمان سے نیچے گر پڑوں یہ مجھ کو اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھوں ہاں جب مجھ اور تم میں گفتگو ہو تو اس میں بنا کر بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ لڑائی تدبیر اور مکر کا نام ہے۔ دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''اخیر زمانہ قریب ہے جب ایسے لوگ مسلمانوں میں نکلیں گے جو نوعمر بیوقوف ہوں گے (ان کی عقل میں فتور ہوگا) ظاہر میں تو ساری مخلوق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث شریف) وہ پڑھیں گے مگر درحقیقت ایمان کا نور ان کے حلق تلے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے۔ (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تم ان لوگوں کو جہاں پاؤ بے تامل قتل کرنا، بیشک ان کے قتل میں اس آدمی کے لیے اجر ہے جو ان کو قتل کرے گا قیامت کے دن۔''

٦٩٣١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ؟ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ ـ وَلَمْ يَقُلْ: مِنْهَا ـ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ

(٦٩٣١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا، کہا مجھے محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عطاء بن یسار سے، وہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے حروریہ کے بارے میں کچھ نبی کریم ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا حروریہ (دروریہ) تو میں جانتا نہیں مگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے آپ فرمار ہے تھے: ''اس امت میں اور یوں نہیں فرمایا: اس امت میں سے۔ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے اور وہ قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے

إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ)). [راجع: ٣٣٤٤]

بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اسے شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف ہو گا۔''

تشریح: اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خارجی لوگوں میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے۔

٦٩٣٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُوْرِيَّةَ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

(٦٩٣٢) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے، کہا مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے، کہا ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور انہوں نے حروریہ کا ذکر کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے باہر ہو جاتا ہے۔''

تشریح: حرورا نامی بستی کی طرف نسبت ہے جہاں سے خارجیوں کا رئیس نجدہ عامری نکلا تھا۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَلَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

باب: دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو خارجیوں کو نہ قتل کرنا

٦٩٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِيْ قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ

(٦٩٣٣) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''افسوس! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟'' اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے گا اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے باڑ کو دیکھا جائے اور یہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم پر تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان

إِحْدَى يَدَيْهِ ـ أَوْ قَالَ: ثَدْيَيْهِ ـ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ ـ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ ـ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾.

[التوبة: ٥٨] [راجع: ٣٣٤٤]

کی نشانی ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے لوتھڑے کی طرح ہوگا، یہ لوگ مسلمانوں کی پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔" ابوسعید خدری ؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ؓ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ "ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں۔"

٦٩٣٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِسَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ: هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ)). [مسلم: ٢٤٧١]

(۶۹۳۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے سلمان شیبانی نے، کہا ہم سے یسیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن حنیف (بدری صحابی) ؓ سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا "ادھر سے ایک جماعت نکلے گی یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔"

تشریح: لفظ خارجی کے مرادی معنی باغی کے ہیں یعنی حضرت علی ؓ پر بغاوت کرنے والے یہ درحقیقت رافضیوں کے مقابلہ پر پیدا ہو کر امت کے انتشار ورانتشار کے موجب بنے خذلهم الله اجمعين ان جملہ جھگڑوں سے بچ کر صراط مستقیم پر چلنے والا گروہ اہل سنت والجماعت کا گروہ ہے جو حضرت علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ ہر دو کی عزت کرتا ہے اور ان سب کی بخشش کے لیے دعا گو ہے: ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (۲/البقرة:۱۳۴)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔"

٦٩٣٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

(۶۹۳۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)).

[راجع: ٨٥]

بیان کیا، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو۔''

تشریح: مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ ہیں کہ یہ دونوں اسلام کے مدعی تھے اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا تھا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کی بابت فرمایا تھا "اخوانتا بغوا علینا۔" ہمارے بھائی ہیں جو ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ قد غفرلهم اجمعین آمین۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ

باب: تاویل کرنے والوں کے بارے میں

٦٩٣٦ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَخْبَرَاهُ: أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذٰلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِيْ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ! اقْرَأْ يَا هِشَامُ!))

(۶۹۳۶) لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے خبر دی، ان دونوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم کو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا جب غور سے سنا تو وہ بہت سی ایسی قراءتوں کے ساتھ پڑھ رہے تھے جن سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھایا تھا۔ قریب تھا کہ نماز ہی میں میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو ان کی چادر سے یا (انہوں نے یہ کہا کہ) اپنی چادر سے میں نے ان کی گردن میں پھندا ڈال دیا اور ان سے پوچھا کہ اس طرح تمہیں کس نے پڑھایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ جھوٹ بولتے ہو، واللہ! یہ سورت مجھے بھی آپ ﷺ نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں ابھی پڑھتے سنا ہے، چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اسے سورۂ فرقان اور طرح سے پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائی تھی۔ آپ نے مجھے بھی سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! انہیں چھوڑ دو۔ ہشام سورت پڑھو۔'' انہوں نے اسی طرح پڑھ کر سنایا جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی

فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ!)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ٢٤١٩]

تھی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اب عمر تم پڑھو۔" میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسی طرح نازل ہوئی تھی۔" پھر فرمایا: "یہ قرآن سات قراءتوں میں نازل ہوا ہے، پس تمہیں جس طرح آسانی ہو پڑھو۔"

تشریح: باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام کے گلے میں چادر ڈالی ان کو کھینچتے ہوئے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ وہ ایک ناجائز قراءت کرنے والے ہیں گویا تاویل کرنے والے ٹھہرے۔ المجتهد قد يخطی ويصيب۔

٦٩٣٧۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، ح: وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالُوْا: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾)). [لقمان: ١٣] [راجع: ٣٢]

(٦٩٣٧) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا، ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا۔" تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ معاملہ بہت مشکل نظر آیا اور انہوں نے کہا ہم میں کون ہوگا جو ظلم نہ کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا مطلب حضرت لقمان علیہ السلام کے اس ارشاد میں ہے جو انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا تھا: "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بلاشبہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔"

تشریح: ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظلم کی تاویل شرک سے کی کیونکہ ظلم کے ظاہری معنی تو گناہ ہے جو ہر گناہ کو شامل ہے اور یہ تاویل خود شارع نے بیان کی تو ایسی تاویل بالاتفاق مقبول ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی مؤخذاہ نہیں کیا جب انہوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ ان کو دوسرا صحیح معنی بتلا دیا اور ان کی تاویل کو بھی قائم رکھا۔

٦٩٣٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ

(٦٩٣٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمود بن ربیع نے خبر دی، کہا کہ میں نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا صبح کے وقت نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، پھر ایک صاحب نے پوچھا کہ مالک بن دخشن کہاں ہیں؟ ہمارے قبیلے کے ایک شخص نے

رَجُلٌ مِنَّا: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا تَقُولُوهُ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ)) قَالَ: بَلَى! قَالَ: ((فَإِنَّهُ لَا يُوَافِي عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)). [راجع: ٤٢٤]

جواب دیا کہ وہ منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''کیا تم ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اس کا مقصد اس سے اللہ کی رضا ہے۔'' اس صحابی نے کہا کہ ہاں، یہ تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر جو بندہ بھی قیامت کے دن اس کلمہ کو لے کر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔''

تشریح: باب کی مناسبت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں پر مواخذہ نہیں کیا جنہوں نے مالک کو منافق کہا تھا اس لیے کہ وہ تاویل کرنے والے تھے یعنی مالک کے حالات کو دیکھ کر اسے منافق سمجھتے تھے تو ان کا گمان غلط ہوا۔

٦٩٣٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ: تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحِبَّانَ: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ: مَا هُوَ؟ لَا أَبَا لَكَ! قَالَ: شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ۔ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: هَكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ: حَاجٍ۔ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا)) فَانْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ: مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ

(۶۹۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی نے، ان سے فلاں شخص (سعید بن عبیدہ) نے کہ ابوعبدالرحمٰن اور حبان بن عطیہ کا آپس میں اختلاف ہوا۔ ابوعبدالرحمٰن نے حبان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی خون بہانے میں کس قدر جری ہو گئے۔ ان کا اشارہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اس پر حبان نے کہا انہوں نے کہا کیا ہے؟ کیا تیرا باپ نہیں! ابوعبدالرحمٰن نے کہا: علی کہتے تھے کہ مجھے اور زبیر بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ نے بھیجا اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور جب روضۂ خاخ پر پہنچو (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے) ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے خاخ کے بدلے حاج کہا ہے۔ تو وہاں تمہیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی اور اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین مکہ کو لکھا گیا ہے تم وہ خط میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہم نے اسے وہیں پکڑا جہاں آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ وہ عورت اپنے اونٹ پر سوار جا رہی تھی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے مکہ آنے کی خبر دی تھی۔ ہم نے اس عورت سے کہا کہ خط کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کا اونٹ بٹھا دیا اور اس کے کجاوہ کی تلاشی لی لیکن اس میں کوئی خط نہیں ملا، میرے ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس کوئی خط نہیں معلوم ہوتا۔ راوی نے بیان کیا کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيْفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لِيْ أَنْ لَا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ: ((صَدَقَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ: ((أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ؟)) فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ٣٠٠٧]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: خَاخٍ أَصَحُّ وَلٰكِنْ كَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ: حَاجٍ. وَحَاجٍ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ: خَاخٍ.

ہمیں یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلط بات نہیں فرمائی پھر علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے! خط نکال دے ورنہ میں تجھے برہنہ کروں گا اب وہ عورت اپنے نیفے کی طرف جھکی اس نے ایک چادر کمر پر باندھ رکھی تھی اور خط نکالا۔ اس کے بعد یہ لوگ خط رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حاطب! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' حاطب نے کہا: یارسول اللہ! بھلا کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے صرف یہ تھا کہ میرا ایک احسان مکہ والوں پر ہوجائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائیداد اور بال بچوں کو (ان کے ہاتھ سے) بچالوں بات یہ ہے کہ آپ کے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں جس کے مکہ میں ان کی قوم کے ایسے لوگ نہ ہوں جس کی وجہ سے اللہ ان کے بچوں اور جائیداد پر کوئی آفت نہیں آنے دیتا۔ مگر میرا وہاں کوئی نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''حاطب نے سچ کہا ہے بھلائی کے سوا ان کے بارے میں اور کچھ نہ کہو۔'' بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا کہ یارسول اللہ! اس نے اللہ، اس کے رسول اور مؤمنوں کے ساتھ خیانت کی ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں ہیں؟ تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے واقف تھا اور پھر فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے جنت تمہارے لیے لکھ دی ہے۔'' اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں (خوشی سے) آنسو بھر آئے اور عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو حقیقت کا زیادہ علم ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ ''خاخ'' زیادہ صحیح ہے لیکن ابوعوانہ نے حاج ہی کہا ہے اور لفظ حاج بدلا ہوا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے اور ہشیم نے ''خاخ'' بیان کیا ہے۔

تشریح: یہ حدیث کئی بار اوپر گزر چکی ہے۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو خائن سمجھا ایک روایت کی بنا پر ان کو منافق بھی کہا چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایسا خیال کرنے کی ایک وجہ تھی یعنی ان کا خط پکڑا جانا جس میں اپنی قوم کا نقصان تھا تو گویا وہ

تاویل کرنے والے تھے اور اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ان سے کوئی مواخذہ نہیں کیا اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک بار جب نبی کریم ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ سچا ہے تو پھر دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مار ڈالنے کی اجازت کیونکر چاہی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت کی رائے ملکی اور شرعی قانون ظاہری پر تھی۔ جو شخص اپنے بادشاہ یا اپنی قوم کا راز دشمنوں پر ظاہر کرے اس کی سزا موت ہے اور ایک بار نبی کریم ﷺ کے فرمانے سے کہ وہ سچا ہے ان کی پوری تشفی نہیں ہوئی کیونکہ سچا ہونے کی صورت میں بھی ان کا عذر اس قابل نہ تھا کہ اس جرم کی سزا سے وہ بری ہو جاتے جب نبی کریم ﷺ نے دوبارہ یہ فرمایا کہ اللہ نے بدر والوں کے سب قصور معاف فرما دیئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تسلی ہو گئی اور اپنا خیال انہوں نے چھوڑ دیا اس سے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کا اثبات ہوا۔ لفظ: "لا ابالك" عربوں کے محاورہ میں اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص ایک عجیب بات کہتا ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ تیرا کوئی ادب سکھانے والا باپ نہ تھا جب ہی تو بے ادب رہ گیا۔ ابوعبدالرحمٰن عثمانی تھے اور حبان بن عطیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے ابوعبدالرحمٰن کا یہ کہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت صحیح نہ تھا کہ وہ بے وجہ شرعی مسلمانوں کی خون ریزی کرتے ہیں انہوں نے جو کچھ کہا حکم شرعی کے تحت کہا ابوعبدالرحمٰن کو یہ بدگمانی یوں ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول کریم ﷺ نے یہ بشارت سنائی تھی کہ جنگ بدر میں شرکت کرنے والے بخشے ہوئے ہیں اللہ پاک نے بدریوں سے فرمادیا کہ ((اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ فَقَدۡ اَوۡجَبۡتُ لَکُمُ الۡجَنَّۃَ)) تم جو چاہو عمل کرو میں تمہارے لیے جنت واجب کر چکا ہوں۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں اس لیے اب وہ اس بشارت خدائی کے پیش نظر خون ریزی کرنے میں جری ہو گئے ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن کا یہ گمان صحیح نہ تھا ناحق خون ریزی کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بالکل بعید تھا۔ جو کچھ انہوں نے کیا شریعت کے تحت کیا یوں بشری لغزش امر دیگر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کے بیٹے ہیں، نوجوانوں میں اولین اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ عمر دس سال یا پندرہ سال کی تھی۔ جنگ تبوک کے سوا سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ گندم گوں، بڑی بڑی آنکھوں والے، درمیانہ قد، بہت بال والے، چوڑی داڑھی والے، سر کے اگلے حصہ میں بال نہ تھے۔ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ ہوئے یہی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا دن ہے۔ ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے ۱۸ رمضان بوقت صبح بروز جمعہ ۴۰ھ میں آپ کو شہید کیا زخمی ہونے کے بعد تین رات زندہ رہے، ۶۳ سال کی عمر پائی۔ حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے نہلایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت دفن کئے گئے۔ مدت خلافت چار سال نو ماہ اور کچھ دن ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ رابع برحق ہیں۔ بہت ہی بڑے دانش مند اسلام کے جرنیل، بہادر اور صاحب مناقب کثیرہ ہیں آپ کی محبت جزو ایمان ہے۔ تینوں خلافتوں میں ان کا بڑا مقام رہا۔ بہت صائب الرائے اور عالم و فاضل تھے۔ صد افسوس کہ آپ کی ذات گرامی کو آڑ بنا کر ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے امت مسلمہ میں خانہ جنگی و فتنہ و فساد کو جگہ دی۔ یہ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے یہ فتنہ کھڑا کیا کہ خلافت کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ناحق خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ رسول کریم ﷺ خلافت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنا گئے ہیں، لہٰذا خلافت کیلئے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا حق ہے۔ عبداللہ بن سبا نے یہ ایسی من گھڑت بات ایجاد کی تھی جس کا رسول کریم ﷺ اور بعد میں خلافت صدیقی و فاروقی و عثمانی میں کوئی ذکر نہیں تھا مگر نام چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے عالی منقبت کا تھا اس لیے کتنے سادہ لوح لوگوں پر اس یہودی کا یہ جادو چل گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اندوہناک واقعہ اسی بنا پر ہوا۔ آپ بیاسی (۸۲) سال کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جبکہ آپ قرآن شریف کی آیت ﴿فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ﴾ پر پہنچے تھے کہ نہایت بے دردی سے شہید کئے گئے اور آپ کے خون کی دھار قرآن پاک کے ورق پر اسی آیت کی جگہ جا کر پڑی۔ (رضی اللہ عنہ) الحمدللہ حرمین شریفین کے سفر میں تین بار آپ کی قبر پر دعائے مسنون پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان سب بزرگوں کی زیارت نصیب کرے۔ آمین۔ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے امت کا نظام ایسا منتشر ہوا جو آج تک قائم ہے اور شاید قیامت تک بھی نہ ختم ہو...... فلیبك علی الاسلام من کان باکیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْإِكْرَاهِ

زور زبردستی کرنے کا بیان

کسی اچھے کام کو چھڑانے یا برے کام کو کرانے کے لیے کسی کمزور و غریب پر زبردستی کرنا ہی اکراہ ہے۔

تشریح: اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانا بھی جائز نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اکراہ اسلام میں کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ بعض کاموں میں اکراہ کو نافذ قرار دیتے ہیں ان ہی کی تردید یہاں مقصود ہے اور یہی احادیث مندرجہ کا خلاصہ ہے۔ آج آزادی کے دور میں اس باب کو خاص نظر سے مطالعہ کی شدید ضرورت ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ [النحل: ١٠٦] وَقَالَ: ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ [آل عمران: ٢٨] وَهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَآئِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ [النساء: ٩٧، ٩٩] وَقَالَ ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ [النساء: ٧٥] قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: فَعَذَرَ اللَّهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا

باب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مگر اس پر گناہ نہیں کہ جس پر زبردستی کی جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جس کا دل کفر ہی کے لیے کھل جائے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہوگا۔'' اور سورۂ آل عمران میں فرمایا: ''یعنی یہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے کو بچانے کے لیے کچھ بچاؤ کرلو۔'' (ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ) اور یہ تقیہ ہے۔'' اور سورۂ نساء میں فرمایا: ''بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے وہ کہتے ہیں کہ تھے ہم کمزور بیچ زمین کے (وہ فرشتے) کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ پس وطن چھوڑ کر تم اس میں چلے جاتے (عَفُوًّا غَفُوْرًا) تک کہ اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور کمزور مردوں سے اور عورتوں سے اور لڑکوں سے وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور کر ہمارے لیے اپنی طرف سے دوست اور کر ہمارے لیے اپنی طرف سے مددگار۔'' آخر آیت تک۔ امام بخاری نے کہا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کمزور لوگوں کو اللہ کے احکام نہ بجا

يَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهِ.

لانے سے معذور رکھا اور جس کے ساتھ زبردستی کی جائے وہ بھی کمزور ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کام سے منع کیا ہے وہ اس کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ: التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِيمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ)). [راجع: ١]

اور حسن بصری نے کہا: تقیہ کا جواز قیامت تک کے لیے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جس کے ساتھ چوروں نے زبردستی کی ہو (کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے) اور پھر اس نے طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی یہی قول ابن عمر، ابن زبیر، شعبی اور حسن کا بھی ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کہ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔''

تشریح: اس حدیث سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل لی کہ جس شخص سے زبردستی طلاق لی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ زبردستی کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ رافضیوں جیسا تقیہ بطور شعار جائز نہیں ہے۔

٦٩٤٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ: أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ: ((اللَّهُمَّ! أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ)).

[راجع: ٧٩٧]

(٦٩٤٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا: ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال بن اسامہ نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں دعا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید (رضی اللہ عنہم) کو نجات دے۔ اے اللہ! بے بس مسلمانوں کو نجات دے، اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ پیس ڈال۔ اور ان پر ایسی قحط سالی بھیج جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آئی تھی۔''

تشریح: اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ کمزور مسلمان مکہ کے کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار تھے۔ ان کے زور وزبردستی سے ان کے کفر کے کاموں میں شریک رہتے ہوں گے لیکن آپ نے دعا میں ان کو مومن فرمایا کہ اکراہ کی حالت میں مجبوری عنداللہ قبول ہے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

باب: جس نے کفر پر مار کھانے، قتل کئے جانے اور ذلت کو اختیار کیا

٦٩٤١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦٩٤١) ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے

أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)).

ابوقلابہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین خصوصیتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی شیرینی پالے گا اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ عزیز ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے کرے اور تیسرے کہ اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا۔“

[راجع: ١٦]

تشریح: اس سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ قتل اور ضرب سب اس سے آسان ہے کہ آدمی آگ میں جلایا جائے وہ مار پیٹ یا ذلت یا قتل کو آسان سمجھے گا لیکن کفر کو گوارا نہ کرے گا۔ بعض نے کہا کہ قتل کا جب ڈر ہو تو کلمہ کفر منہ سے نکال دینا اور جان بچانا بہتر ہے مگر صحیح یہی ہے کہ صبر کرنا بہتر ہے جیسا کہ حضرت بلال ؓ کے واقعہ سے ظاہر ہے باقی تقیہ کرنا اس وقت ہماری شریعت میں جائز ہے جب آدمی کو اپنی جان یا مال جانے کا ڈر ہو پھر بھی تقیہ نہ کرے تو بہتر ہے۔ رافضیوں کا تقیہ بزدلی اور بے شرمی کی بات ہے وہ تقیہ کو جا و بے جا اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

٦٩٤٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ: سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ مُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْفَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْفَضَّ.

(٦٩٤٢) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد نے، ان سے اسماعیل نے، انہوں نے قیس سے سنا، انہوں نے سعید بن زید ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ اسلام لانے کی وجہ سے (مکہ معظمہ میں) عمر ؓ نے مجھے باندھ دیا تھا اور اب جو کچھ تم نے عثمان ؓ کے ساتھ کیا ہے اس پر اگر اُحد پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو اسے ایسا ہونا ہی چاہیے۔

[راجع: ٣٨٦٢]

تشریح: باب کا مطلب یوں نکلا حضرت سعید بن زید ؓ اور ان کی بیوی نے ذلت وخواری مار پیٹ گوارا کی لیکن اسلام سے نہ پھرے اور حضرت عثمان ؓ نے قتل گوارا کیا مگر باغیوں کا کہنا نہ مانا تو کفر پر بطریق اولیٰ وہ قتل ہو جانا گوارا کرتے۔ شہادت حضرت عثمان ؓ کا کچھ ذکر پیچھے لکھا جا چکا ہے حضرت سعید بن زید ؓ حضرت عمر ؓ کے بہنوئی تھے۔ بہن پر غصہ کر کے اسی نیک خاتون کی قراءت قرآن سن کر ان کا دل موم ہو گیا۔ سچ ہے:

نمی دانی که سوز قرآت تو دگرگوں کرد تقدیر عمررا

٦٩٤٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ؟ أَلَا تَدْعُو لَنَا فَقَالَ: ((قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ

(٦٩٤٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے خباب بن ارت ؓ نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا حال زار بیان کیا آنحضرت ﷺ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے اور اللہ سے دعا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے بہت سے نبیوں اور ان پر

فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهِ! لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ)). [راجع: ٣٦١٢]

ایمان لانے والوں کا حال یہ ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کو پکڑ لیا جاتا اور گڑھا کھود کر اس میں انہیں گاڑ دیا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور لوہے کے کنگھے ان کے گوشت اوز ہڈیوں میں دھنسا دیے جاتے لیکن یہ آزمائشیں بھی انہیں اپنے دین سے نہیں روک سکتی تھیں اللہ کی قسم! اس اسلام کا کام مکمل ہوا اور ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک اکیلا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا اور بکریوں پر سوا بھیڑیئے کے خوف کے (اور کسی لوٹ وغیرہ کا کوئی ڈر نہ ہوگا) لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔"

تشریح: آپ کی یہ بشارت پوری ہوئی سارا عرب کافروں سے صاف ہو گیا ترجمہ باب اس سے نکلا کہ خباب رضی اللہ عنہ نے کفار کی تکالیف پر صبر کیا صرف شکوہ کیا مگر اسلام پر قائم رہے۔ آپ ﷺ نے خباب رضی اللہ عنہ کی درخواست پر فوراً بددعا نہ کی بلکہ صبر کی تلقین فرمائی انبیاء علیہم السلام کی یہی شان ہوتی ہے۔ آخر آپ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور آج اس چودھویں صدی کے خاتمہ پر عرب کا ملک امن کا ایک مثالی گہوارہ بنا ہوا ہے۔ یہ اسلام کی برکت ہے۔ اللہ حکومت سعودیہ کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

باب: مالیات اور غیر مالیات کی بیع میں دوسروں سے زبردستی کا معاملہ کرنا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے مضطر کی بیع جائز رکھی ہے اور باب کی حدیث سے اس پر سند لی۔ مضطر سے مراد وہ جو مفلس ہو کر اپنا مال بیچے جیسے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

٦٩٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ: ((يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا)) فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: ((ذَلِكَ أُرِيدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ

(۶۹۴۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "یہودیوں کے پاس چلو۔" ہم آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہم "بیت المدراس" کے پاس پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں آواز دی: "اے قوم یہود! اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔" یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا بھی یہی مقصد ہے۔" پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا، اور یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا اور پھر فرمایا: "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں،

أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ)). [راجع: ٣١٦٧]

پس تم میں سے جس کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ جلاوطن ہونے سے پہلے اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔"

تشریح: یہود مدینہ کی روز روز کی شرارتوں کی بنا پر آپ نے ان کو یہ اعلان دیا تھا۔ وہ اس وقت حربی کافر تھے۔ آپ نے ان کو اپنے اموال بیچنے کا اختیار دیا ایسی صورت میں بیع کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

بَابٌ: لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

باب: جس کے ساتھ زبردستی کی جائے اس کا نکاح جائز نہیں

قَالَ اللَّهُ: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور: ٣٣]

اور اللہ نے سورۂ نور میں فرمایا: "تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں تا کہ تم اس کے ذریعے دنیا کی زندگی کا سامان جمع کرو اور جو کوئی ان پر جبر کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ کا بخشنے والا مہربان ہے۔"

تشریح: یعنی لونڈی کا مالک زبردستی اس سے زنا کرائے تو سارا گناہ مالک کے سر پر رہے گا غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب لونڈی کے خلاف مرضی چلنا منع ہوا تو آزاد شخص کی مرضی کے خلاف چلنا زبردستی اس کو نکاح پر مجبور کرنا حالانکہ وہ نکاح اور تاہل سے بچنا چاہے تو کیونکر جائز ہوگا۔

٦٩٤٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ ابْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا. [راجع: ٥١٣٨]

(٦٩٤٥) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا: ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے یزید بن جاریۃ الانصاری کے دو صاحبزادوں عبدالرحمٰن اور مجمع نے اور ان سے خنساء بنت خذام الانصاریہ نے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی ان کی ایک شادی اس سے پہلے ہو چکی تھی (اور اب بیوہ تھیں) اس نکاح کو انہوں نے ناپسند کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر دی) تو آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ دلیل لی کہ مکرہ کا نکاح صحیح نہیں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ان کا نکاح صحیح ہوا ہی نہ تھا کیونکہ وہ ثیبہ بالغہ تھیں ان کی اجازت اور رضا بھی ضروری تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں ((فرد نکاحها)) ہے اگر نکاح صحیح ہی نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ نکاح ہی نہیں ہوا اور حدیث میں یوں ہوتا فابطل نکاحها اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے جبر سے ایک عورت سے نکاح کیا دس ہزار درہم مہر مقرر کر کے حالانکہ اس کا مہر مثل ایک ہزار تھا تو ایک ہزار لازم ہوں گے نو ہزار باطل ہو جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ اکراہ کی وجہ سے جیسے مہر کی زیادتی باطل کہتے ہو ویسے ہی اصل نکاح کو بھی باطل کرو۔ (وحیدی)

٦٩٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي

(٦٩٤٦) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ابوعمرو نے

مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو [هُوَ ذَكْوَانُ]، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! تُسْتَأْمَرُ النِّسَآءُ فِيْ أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ قَالَ: ((سُكَاتُهَا إِذْنُهَا)). [راجع: ٥١٣٧]

جن کا نام ذکوان ہے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا: لیکن کنواری لڑکی سے اگر اجازت لی جائے گی تو وہ شرم کی وجہ سے چپ سادھ لے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔''

تشریح: کنواری لڑکی سے بھی اجازت ضروری ہے پھر زبردستی نکاح کیسے ہوسکتا ہے یہی ثابت کرنا ہے۔

بَابٌ: إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ

باب: اگر کسی کو مجبور کیا گیا اور آخر اس نے غلام ہبہ کیا یا بیچا تو نہ ہبہ صحیح ہوگا نہ بیع صحیح ہوگی

وَبِهِ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ: فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ.

اور اس کے متعلق بعض لوگوں نے کہا: اگر مکرہ سے کوئی چیز خریدے اور خریدنے والا اس میں کوئی نذر کرے یا کوئی غلام مکرہ سے خریدے اور خریدنے والا اس کو مدبر کردے تو یہ مدبر کرنا درست ہوگا۔

تشریح: مدبر کے معنی کچھ رقم پر غلام سے معاملہ طے کر کے اسے اپنے پیچھے آزاد کردینا ہے۔

٦٩٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ ابْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ: فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

(٦٩٤٧) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک انصاری صحابی نے کسی غلام کو مدبر بنایا اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو دریافت فرمایا: ''اسے مجھ سے کون خریدے گا۔'' چنانچہ نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک قبطی غلام تھا اور پہلے ہی سال مر گیا۔

[راجع: ٢١٤١]

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب غلام کا مدبر کرنا نبی کریم ﷺ نے لغو کردیا حالانکہ اس کے مالک نے اپنی خوشی سے اس کو مدبر کیا تھا اور وجہ یہ ہوئی کہ وارثوں کے لیے اور کوئی مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو گویا وارثوں کی ناراض ہونے کی وجہ سے جن کی ملک اس غلام سے متعلق بھی نہیں ہوئی تھی تدبیر ناجائز ٹھہری پس وہ تدبیر یا بیع کیونکر جائز ہوسکتی ہے جس میں خود مالک ناراض ہوا اور وہ جبر سے کی جائے۔ مہلب نے کہا اس پر علما کا اجماع ہے کہ مکرہ کا بیع اور ہبہ صحیح نہیں ہے لیکن حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر مکرہ سے خریدے ہوئے غلام یا لونڈی کوئی آزاد کردے یا مدبر کردے تو خریدار کا (یہ تصرف جائز ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اعراض کا۔) حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے کلام میں مناقضہ ہے اگر مکرہ کی بیع صحیح اور مفید ملک ہے تو سب تصرفات خریدار کے درست ہونے چاہئیں اگر صحیح اور مفید ملک نہیں ہے تب نہ نذر صحیح ہونی چاہیے نہ مدبر کرنا اور نذر اور تدبیر کی صحت کا قائل ہونا اور پھر مکرہ کی بیع صحیح نہ سمجھنا دونوں میں مناقضہ ہے۔ (وحیدی)

بَابٌ: مِنَ الْإِكْرَاهِ

كَرْهًا وَ كُرْهًا وَاحِدٌ.

باب: زور زبردستی کی برائی کا بیان

کَرْهًا اور کُرْهًا کے معنی ایک ہی ہیں۔

تشریح: اکثر علما کا یہی قول ہے۔ بعض نے کہا کرہ بفتحہ کاف یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص زبردستی کرے اور کرہ بضمہ کاف یہ ہے کہ آپ ہی خود ایک کام کو ناپسند کرتا ہو اور کرے۔ (اس آیت سے عورتوں پر اکراہ اور زبردستی کرنے کی ممانعت نکلی) باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

٦٩٤٨ـ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ ابْنُ فَيْرُوزٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ [النساء: ١٩] الْآيَةَ: قَالَ: كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاؤُوا زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاؤُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ. [راجع: ٤٥٧٩]

(٦٩۴٨) ہم سے حسین بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے اسباط بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی سلیمان بن فیروز نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، شیبانی نے کہا: مجھ سے عطاء ابوحسن سوائی نے بیان کیا اور میرا یہی خیال ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔ سورہ نساء کی آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا......﴾ بیان کیا کہ جب کوئی شخص (زمانۂ جاہلیت میں) مرجاتا تو اس کے وارث اس کی عورت کے حق دار بنتے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر چاہتا تو شادی نہ کرتا اس طرح مرنے والے کے وارث اس عورت پر عورت کے وارثوں سے زیادہ حق رکھتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بیوہ عورت عدت گزارنے کے بعد مختار ہے وہ جس سے چاہے شادی کرے اس پر زبردستی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے)۔

بَابٌ: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

لِقَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور: ٣٣]

باب: جب عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہو تو اس (عورت) پر حد نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا: ”اور جو کوئی ان کے ساتھ زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس زبردستی کے بعد معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

٦٩٤٩ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ

(٦٩۴٩) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، انہیں صفیہ بنت ابی عبید نے خبر دی کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک نے حصہ خمس کی ایک باندی سے صحبت کر لی اور اس کے ساتھ زبردستی کر کے اس کی بکارت توڑ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلام پر حد جاری کرائی اور اسے شہر بدر بھی کر دیا لیکن باندی پر حد نہیں جاری کی۔ کیونکہ غلام نے اس کے ساتھ

اسْتَكْرَهَهَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ: يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيمُ ذَلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلَكِنْ عَلَيْهِ حَدٌّ.

زبردستی کی تھی۔ زہری نے ایسی کنواری باندی کے متعلق کہا: جس کے ساتھ کسی آزاد نے ہم بستری کر لی ہو کہ حاکم کنواری باندی میں اس کی وجہ سے اس شخص سے اتنے دام بھر لے جتنے بکارت جاتے رہنے کی وجہ سے اس کے دام کم ہو گئے ہیں اور اسے کوڑے بھی لگائے اگر آزاد مرد ثیبہ لونڈی سے زنا کرے تب خریدے۔ اماموں نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اسے کچھ مالی تاوان دینا پڑے گا بلکہ صرف حد لگائی جائے گی۔

٦٩٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ، دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ)). [راجع: ٢٢١٧]

(۶۹۵۰) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا: ہم سے شعیب نے بیان کیا، ہم سے ابو زناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام نے سارہ علیہا السلام کو ساتھ لے کر ہجرت کی تو ایک ایسی بستی میں پہنچے جس میں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا ظالموں میں سے ایک ظالم رہتا تھا اس ظالم نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سارہ علیہا السلام کو اس کے پاس بھیجیں آپ نے سارہ علیہا السلام کو اس کے پاس بھیج دیا وہ ظالم ان کے پاس آیا تو وہ وضو کر کے نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے دعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو تو مجھ پر کافر کو نہ مسلط کر، پھر ایسا ہوا کہ وہ کم بخت بادشاہ اچانک خراٹے لینے اور گر کر پاؤں ہلانے لگا۔''

تشریح: جیسے کسی کا گلا گھونٹو تو وہ زور زور سے سانس کی آواز نکالنے لگتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جو اس ظالم بادشاہ پر نازل ہوا مناسبت باب سے یہ ہے کہ ایسے اکراہ کے وقت جب خلاصی کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو ایسی حالت میں ایسی خلوت قابل ملامت نہ ہوگی نہ حد واجب ہوگی یہی ترجمہ باب ہے بعد میں اس بادشاہ کا دل اتنا موم ہوا کہ اپنی بیٹی ہاجرہ نامی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا یہی ہاجرہ ہیں جن کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا کیا کہنا ہے، حج اور مکہ مکرمہ اور کعبہ مقدس یہ سب آپ ہی کے خاندان کی یادگاریں ہیں۔ صلی اللہ علیہم اجمعین۔

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ

باب: آدمی کا اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے قسم اٹھانا

إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ

اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی کہے اور اس پر قسم کھائی اس ڈر سے کہ اگر قسم نہ کھائے گا تو کوئی ظالم اسے مار ڈالے گا یا کوئی اور سزا دے گا اسی طرح جس شخص پر زبردستی کی جائے اور وہ ڈرتا ہو تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ

دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ وَإِنْ قِيلَ لَهُ: لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَكُلُّ عُقْدَةٍ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ)) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَوْ قِيْلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ: إِنْ قِيْلَ لَهُ: لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ بِهِبَةٍ يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ: الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذَلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِامْرَأَتِهِ: هَذِهِ أُخْتِيْ وَذَلِكَ فِي اللَّهِ)) [راجع: ٣٣٥٨] وَقَالَ النَّخَعِيُّ: إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

اس کی مدد کرے ظالم اور ظلم اس پر سے دفع کرے اس کے بچانے کے لیے جنگ کرے اسے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ نہ دے، پھر اگر اس نے مظلوم کی حمایت میں جنگ کی اور اس کے بچانے کی غرض سے ظالم کو مار ہی ڈالا تو اس پر قصاص لازم نہ ہوگا (نہ دیت لازم ہوگی) اور اگر کسی شخص سے یوں کہا: جائے تو شراب پی لے یا مردار کھالے یا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کرے (یا اس کی دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کردے یا کوئی عقد توڑ ڈالے نہیں تو ہم تیرے دینی باپ یا بھائی کو مار ڈالیں گے تو اسے یہ کام کرنے درست ہو جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔'' اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس سے یوں کہا جائے تو شراب پی لے یا مردار کھالے ورنہ ہم تیرے بیٹے یا باپ یا محرم رشتہ دار بھائی چچا ماموں وغیرہ کو مار ڈالیں گے تو اسے یہ کام کرنے درست نہ ہوں گے نہ وہ مضطر کہلائے گا، پھر بعض لوگوں نے اپنے قول کا دوسرے مسئلہ میں خلاف کیا۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص سے یوں کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو مار ڈالتے ہیں نہیں تو تو اپنا یہ غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کر لے یا فلاں چیز ہبہ کردے تو قیاس یہ ہے کہ یہ سب معاملے صحیح اور نافذ ہوں گے مگر ہم اس مسئلہ میں استحسان پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بیع اور ہبہ اور ہر ایک عقد اقرار وغیرہ باطل ہوگا ان بعض لوگوں نے ناطہ دار اور غیر ناطہ دار میں بھی فرق کیا ہے جس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو فرمایا: یہ میری بہن ہے اللہ کی راہ میں دین کی رو سے۔'' اور ابراہیم نخعی نے کہا: اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی اور اگر قسم لینے والا مظلوم ہو تو اس کی نیت معتبر ہوگی۔

تشریح: فقہائے حنفیہ نے ایک استحسان نکالا ہے قیاس خفی جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے وہ جس مسئلہ میں ایسے ہی قواعد اور اصول موضوعہ کا خلاف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کیا کریں قیاس تو یہی چاہتا تھا کہ ان اصول اور قواعد کے مطابق حکم دیا جائے مگر استحسان کی رو سے ہم نے اس مسئلہ میں یہ حکم دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے بارے میں بتلانا چاہا ہے کہ آپ ہی تو ایک قاعدہ مقرر کرتے ہیں پھر جب چاہیں آپ ہی استحسان کا بہانہ کر کے اس قاعدے کو توڑ ڈالتے ہیں یہ تو من مانی کارروائی ہوئی نہ شریعت کی پیروی ہوئی نہ قانون کی اور عینی نے جو استحسان کے جواز پر آیت ﴿فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (۳۹/الزمر:۱۸) اور حدیث: "ما راه المسلمون حسنا۔" سے دلیل لی یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ آیت میں یستمعون

القول سے قرآن مجید مراد ہے اور ماراہ المسلمون حسنا یہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا قول ہے مرفوعاً ثابت نہیں ہے اور حدیث موقوف کوئی حجت نہیں ہے۔ علاوہ اس کے مسلمون سے اس قول میں جمیع مسلمین مراد ہیں یا صحابہ ؓ اور تابعین ؒ ورنہ عینی ؑ کے قول پر یہ لازم آئے گا کہ تمام اہل بدعات اور فساق اور فجار جس بات کو اچھا صحیح سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہو اس کے سوا ہم یہ کہیں گے کہ اسی قول میں یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ اور اہل حدیث کا گروہ فقہا کے استحسان کو برا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہوا بلکہ وہ استھجان یا استقباح ہوا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (وحیدی)

٦٩٥١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللَّهُ فِيْ حَاجَتِهِ)). [راجع: ٢٤٤٢]

(۶۹۵۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرے اور جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور حاجت پوری کرے گا۔''

تشریح: اسی حدیث کی رو سے اہل اللہ نے دوسرے حاجت مندوں کے لیے جہاں تک ان سے ہو سکا، کوشش کی ہے۔ اللہ رب العلمین صحیح بخاری مطالعہ کرنے والے ہر بھائی بہن کو اس حدیث مبارکہ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

٦٩٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: ((تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ)). [راجع: ٢٤٤٣]

(۶۹۵۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سلیمان واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی اور ان سے حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن آپ کا کیا خیال ہے جب وہ ظالم ہوگا، پھر میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تم اسے ظلم سے روکنا کیونکہ یہی اس کی مدد ہے۔''

تشریح: ان جملہ احادیث میں مختلف طریقوں سے اکراہ کا ذکر پایا جاتا ہے اس لیے حضرت مجتہد اعظم ان کو یہاں لائے دنیا میں مسلمان کے سامنے کبھی نہ کبھی اکراہ کی صورت پیش آ سکتی ہے اور آج کل تو قدم قدم پر ہر مسلمان کے سامنے یہ صورت درپیش ہے لہٰذا سوچ سمجھ کر اس نازک صورت سے گزرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، وما توفیقی الا باللہ۔

کتاب الاکراہ ختم ہوئی۔ اب کتاب الحیل خوب غور سے مطالعہ کریں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْحِيَلِ

شرعی حیلوں کا بیان

تشریح: حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کرنے کو۔ اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہوگا۔ اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہوگا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لیے کیا جائے تو مباح ہوگا اگر ترک مستحب کے لیے کیا جائے تو مکروہ ہوگا اب علما میں اختلاف ہے کہ پہلی قسم کا حیلہ کرنا صحیح ہے یا غیر صحیح اور نافذ ہے یا غیر نافذ اور ایسا حیلہ کرنے سے آدمی گناہگار رہوگا یا نہیں۔ جو لوگ صحیح اور جائز کہتے ہیں وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سے حجت لیتے ہیں کہ انہوں نے سو لکڑیوں کے بدل سو جھاڑوں کے تنکے لے کر مار دیے اور قسم پوری کرلی اور اس حدیث سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ناتواں شخص کے لیے جس نے زنا کاری کی تھی یہ حکم دیا کہ کھجور کی ڈالی لے کر جس میں سو شاخیں ہوں ایک ہی بار اس کو مار دو اور اس حدیث سے کہ ردی کھجور کے بدل بیچ کر پھر روپیہ کے بدل عمدہ کھجور لے لے۔ جو لوگ ناجائز کہتے ہیں وہ اصحاب سبت اور یہود کی حدیث سے کہ چربی ان پر حرام کردی گئی تھی تو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور نجش کی حدیث اور: "لعن اللہ المحلل والمحلل لہ۔" سے دلیل لیتے ہیں اور حنفیہ کے یہاں بہت سے شرعی حیلے منقول ہیں بلکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان حیلوں میں ایک خاص کتاب لکھی ہے۔ تاہم محققین انصاف پسند حنفی علمائے کرام کہتے ہیں کہ صرف وہی حیلے جائز ہیں جو احقاق حق کے قصد سے کئے جائیں۔ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قول محقق اس باب میں یہ ہے کہ ضرورت شرعی سے یا کسی مسلمان کی جان اور عزت بچانے کے لیے حیلہ کرنا درست ہے، لیکن جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ صرف اپنا فائدہ کرنا منظور ہو اور دوسرے مسلمان بھائی کا اس سے نقصان ہوتا ہو تو ایسا حیلہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ جیسے ایک بخیل کی نقل ہے کہ وہ سال بھر کی زکوٰۃ بہت سے روپے اشرفیاں نکال کر ایک مٹی کے گھڑے میں بھرتا اور اوپر سے اناج وغیرہ ڈال کر ایک فقیر کو دے دیتا پھر وہ گھڑا قیمت دے کر اس فقیر سے خرید لیتا وہ یہ سمجھتا کہ اس میں غلہ ہی غلہ ہے اور غلہ کے نرخ سے تھوڑی سی زائد قیمت پر ان ہی کے ہاتھ بیچ ڈالتا ایسا حیلہ کرنا بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے۔ اس کتاب میں جائز اور ناجائز حیلوں پر بہت ہی لطیف اشارات ہیں جن کو بنظر غور و بنظر انصاف مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللھم ارنا الحق حقا. آمین۔

بَابٌ: فِي تَرْكِ الْحِيَلِ

باب: حیلے چھوڑنے کا بیان

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوَى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا.

اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے، قسم وغیرہ، عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔

٦٩٥٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى [بْنِ سَعِيْدٍ]، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ سَمِعْتُ

(٦٩٥٣) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے، ان سے علقمہ بن وقاص لیثی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَخْطُبُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

سے خطبہ میں سنا انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”اے لوگو! اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو اسے ہجرت (کا ثواب ملے گا) اور جس کی ہجرت کا مقصد دنیا ہوگی کہ جسے وہ حاصل کرلے یا کوئی عورت ہوگی جس سے وہ شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔“

[راجع: ١]

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے حیلوں کے عدم جواز پر دلیل لی ہے کیونکہ حیلہ کرنے والوں کی نیت دوسری ہوتی ہے اس لیے حیلہ ان کے لیے کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔

بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز کے ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان

٦٩٥٤- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)).

(٦٩٥٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کرلے۔“

[راجع: ١٣٥]

تشریح: اس حدیث کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں اگر آخری قعدہ کر کے آدمی گوز لگائے تو نماز پوری ہو جائے گی گویا یہ نماز پوری کرنے کا حیلہ ہے۔ اہلحدیث کہتے ہیں کہ نماز صحیح نہیں ہوگی کیونکہ سلام پھیرنا بھی نماز کا ایک رکن ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ”تحلیلها التسلیم۔“ تو گویا ایسا ہوا کہ نماز کے اندر حدث ہوا اور ایسی نماز باب کی حدیث کی رو سے صحیح نہیں ہے۔

بَابٌ: فِي الزَّكَاةِ

باب: زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان

((وَأَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ)).

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زکوٰۃ کے ڈر سے جو مال اکٹھا ہو اسے جدا جدا نہ کریں اور جو جدا جدا ہو اسے اکٹھا نہ کریں۔“

٦٩٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ أَنَسٍ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ

(٦٩٥٥) ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں (زکوٰۃ) کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا جو رسول کریم ﷺ نے فرض قرار دیا تھا: ”متفرق صدقہ کو ایک جگہ جمع نہ کیا جائے اور نہ مجتمع صدقہ کو متفرق کیا جائے

مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ)). [راجع: ١٤٤٨]

زکوٰۃ کے خوف سے۔"

اس میں یہ بھی تھا کہ جو مال جدا جدا دو مالکوں کا ہو وہ اکٹھا نہ کریں اور جو مال اکٹھا ہو (ایک ہی مالک کا) وہ جدا جدا نہ کیا جائے۔

تشریح: بعض روایات میں "غنم" اور "ابل" کے لفظ بھی آتے ہیں یعنی بکری یا اونٹ میں سے زکوٰۃ لیتے وقت ان کی پرانی حالت کو باقی رکھا جائے اصل میں جس حساب سے زکوٰۃ لی جاتی ہے اس کے پیش نظر بعض اوقات اگر جانور مختلف لوگوں کے ہیں اور الگ الگ رہتے ہیں تو بعض صورتوں میں زکوٰۃ ان پر زیادہ ہو سکتی ہے اور انہیں اکٹھا کرنے سے زکوٰۃ میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف یکجا ہونے میں زکوٰۃ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور متفرق کرنے میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس حدیث میں اس کمی اور زیادتی کی بنا پر روکا گیا ہے۔

٦٩٥٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا)) قَالَ: أَخْبِرْنِي مَا ذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ: ((شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا)) قَالَ: أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ قَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ)) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: فِي عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ: حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ. [راجع: ٤٦]

(٦٩٥٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابوسہیل نافع نے، ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے اور ان سے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک گنوار (ضمام بن ثعلبہ) رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانچ وقت کی نمازیں، سوا ان نمازوں کے جو تم نفلی پڑھو۔" اس نے کہا مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے روزے فرض کئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے مہینے کے روزے سوا ان کے جو تم نفلی رکھو۔" اس نے پوچھا مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کتنی فرض کی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے زکوٰۃ کے مسائل بیان کئے۔ پھر اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ عزت بخشی ہے! جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا ہے اس میں نہ میں کسی قسم کی زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اس نے صحیح کہا ہے تو یہ کامیاب ہوا۔ یا (آپ ﷺ نے فرمایا:) اگر اس نے صحیح کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔" اور بعض لوگوں نے کہا: **ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے** تین تین برس کی دو اونٹنیاں جو چوتھے برس **میں لگی ہوں** زکوٰۃ میں لازم آتی ہیں پس اگر کسی نے ان اونٹوں کو عمداً تلف کر ڈالا (مثلاً: ذبح کر دیا) یا اور کوئی حیلہ کیا تو اس کے اوپر سے زکوٰۃ ساقط ہوگی۔

تشریح: اہلحدیث کہتے ہیں کہ جو کوئی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اس قسم کے حیلے کرے گا تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہ ہوگی۔ حنفیہ نے ایک اور عجیب حیلہ لکھا ہے یعنی اگر کسی عورت کو اس کا خاوند نہ چھوڑتا ہو اور وہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہو تو خاوند کے بیٹے سے اگر زنا کرائے تو خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ اس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مشہور ہے۔ اہلحدیث کے نزدیک یہ حیلہ چل نہیں سکتا کیونکہ ان کے نزدیک مصاہرت کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہو سکتا۔

٦٩٥٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ قَالَ: وَاللَّهِ! لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ)). [راجع: ١٤٠٢]

(٦٩٥٧) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ چتکبرا اژدہا بن کر آئے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کر رہا ہوگا اور کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں۔ فرمایا: ”واللہ! وہ مسلسل تلاش کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور اژدہا اسے اپنے منہ کا لقمہ بنا لے گا۔“

٦٩٥٨ـ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا)). [راجع: ١٤٠٢]

(٦٩٥٨) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جانوروں کے مالک جنہوں نے ان کا شرعی حق ادا نہیں کیا ہوگا قیامت کے دن ان پر وہ جانور غالب کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے کھروں سے اس کے چہرے کو نوچیں گے۔“

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ وَ احْتِيَالًا: فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: إِنْ زَكَّى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

اور بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر ایک شخص کے پاس اونٹ ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی اور اس لئے وہ کسی دن زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلے کے طور پر اسی جیسے اونٹ یا بکری یا گائے یا دراہم کے بدلے میں بیچ دے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور پھر اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر وہ اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے ایک دن یا ایک سال پہلے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لیے لائے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا اس میں مذکور ہے اور یہ عام ہے اس کو بھی شامل ہے جو کوئی حیلہ نکال کر زکوٰۃ اپنے اوپر سے ساقط کر دے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب بعض لوگوں کا تناقض ثابت کرنا ہے کہ آپ ہی تو زکوٰۃ کا دینا سال گزرنے سے پہلے درست جانتے ہیں اس سے یہ نکلتا ہے کہ زکوٰۃ کا وجوب سال گزرنے سے پہلے ہی ہو جاتا ہے گو وجوب ادا سال گزرنے پر ہوتا ہے جب سال سے پہلے ہی زکوٰۃ کا وجوب ہو گیا تو اب مال کا بدل ڈالنا اس کے لیے کیونکر زکوٰۃ کو ساقط کر دے گا۔ اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ان سب صورتوں میں اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی اور ایسے حیلے بہانے کرنے کو اہلحدیث قطعاً حرام کہتے ہیں:

ما اهل حدیثیم وغارا نه شناسیم
صد شکر که درمذهب ما حیله وفن نیست

٦٩٥٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ

(٦٩٥٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں سوال کیا جو ان کی والدہ پر تھی

اللَّهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْضِهِ عَنْهَا)) [راجع: ٢٧٦١] وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا أَوِ احْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهِ.

اور ان کی وفات نذر پوری کرنے سے پہلے ہی ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان کی طرف سے نذر پوری کر۔'' اس کے باوجود بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اونٹ کی تعداد بیس ہو جائے تو اس میں چار بکریاں لازم ہیں، پس اگر سال پورا ہونے سے پہلے اونٹ کو ہبہ کر دے یا اسے بیچ دے زکوٰۃ سے بچنے یا حیلے کے طور پر تاکہ زکوٰۃ اس پر ختم ہو جائے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہو گی۔ یہی حال اس صورت میں ہے اگر اس نے ضائع کر دیا اور پھر مر گیا تو اس کے مال پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری ؒ نے یہ نکالا کہ جب مر جانے سے سنت ساقط نہ ہوئی اور ولی کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ مرنے سے یا حیلہ کرنے سے ساقط نہ ہو گی اور یہی بات درست ہے۔ حنفیہ کا کہنا یہ ہے کہ صاحب زکوٰۃ کے مرنے سے وارثوں پر لازم نہیں کہ اس کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب تھی وہ اس کے کل میں سے ادا کریں۔ حنفیہ کا یہ مسئلہ صریح حضرت سعد ؓ کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت سعد ؓ کی ماں مر گئی تھی مگر جو ان کے ذمہ نذر رہ گئی تھی نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد ؓ کو اس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ یہی حکم زکوٰۃ میں بھی ہونا چاہیے۔

بَابُ [الْحِيْلَةِ فِي النِّكَاحِ]

باب: نکاح میں حیلہ کرنے کا بیان

٦٩٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ بِنْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ.

(۶۹۶۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''شغار'' سے منع فرمایا۔ میں نے نافع سے پوچھا: شغار کیا ہے؟ انہوں نے کہا شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے گا اور ان کے درمیان کوئی مہر مقرر نہ ہو یا ایک شخص دوسرے کی بہن سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دے گا اور ان کے درمیان کوئی مہر مقرر نہ ہو۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. [راجع: ٥١١٢] [مسلم: ٣٤٦٦؛ ابوداود: ٢٠٧٤؛ نسائي: ٣٣٣٤]

اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے نکاح شغار کر لیا تو نکاح کا عقد درست ہو گا اور شرط لغو ہو گی اور بعض لوگوں نے متعہ میں کہا ہے کہ وہاں نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متعہ اور شغار دونوں جائز ہوں گے اور شرط باطل ہو گی۔

٦٩٦١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا: أَنَّ عَلِيًّا قِيلَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [راجع: ٤٢١٦] وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

(٦٩٦١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے حسن اور عبداللہ بن محمد بن علی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے حیلہ سے متعہ کر لیا تو نکاح فاسد ہے اور بعض لوگوں نے کہا: نکاح جائز ہو جائے گا اور میعاد کی شرط باطل ہو جائے گی۔

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لیے لائے کہ متعہ کے باب میں جو ممانعت آئی ہے وہ اس لفظ سے کہ نهى عن المتعة اور شغار کی بھی ممانعت اسی لفظ سے ہے پھر ایک عقد کو صحیح کہنا اور دوسرے کو باطل کہنا جیسا کہ بعض الناس نے اختیار کیا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ حافظ نے کہا کہ دونوں میں حنفیہ یہ فرق کرتے ہیں کہ شغار اپنی اصل سے مشروع ہے لیکن اپنی صفت سے فاسد ہے اور متعہ اپنی اصل ہی سے غیر مشروع ہے۔ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بیٹی اس کو بیاہ دے گا۔ بس یہی ہر دو کا مہر ہے اور کوئی مہر نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی نے حیلہ سے نکاح شغار کر لیا تو نکاح کا عقد درست ہو جائے گا اور شرط لغو ہوگی ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہوگا اور ان ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے متعہ میں یہ کہا ہے کہ یہ نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے وہاں یوں نہیں کہا کہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل اور مہر مثل لازم ہوگا بظاہر یہ ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ متعہ اور شغار دونوں کی ممانعت یکساں حدیث سے ثابت ہے بلکہ متعہ تو پہلے بعض حالات کی بنا پر حلال ہوا مگر شغار کبھی حلال نہیں ہوا اب متعہ قیامت تک کے لیے قطعاً حرام ہے۔ شغار یہ ہے کہ بلا مہر آپس میں عورتوں کا تبادلہ کرنا، کسی کو بلا مہر بیٹی دینا اور اس کی بیٹی بھی بلا مہر لینا اور اس تبادلہ ہی کو مہر جاننا کہ اگر وہ اس کی بیٹی کو چھوڑے گا تو وہ دوسرا بھی چھوڑ دے گا اس کو شبہ کا نکاح کہتے ہیں، یہ قطعاً حرام ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ

باب: خرید و فروخت میں حیلہ اور فریب کرنا منع ہے

وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ.

اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو اس کو روکے رکھے تا کہ اس وجہ سے گھاس بھی رکی رہے۔

٦٩٦٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ)). [راجع: ٢٣٥٣]

(٦٩٦٢) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچا ہوا بے ضرورت پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی گھاس بھی بچی رہے۔'' (اس میں بھی حیلہ سازی سے روکا گیا ہے)۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

باب: نجش کی کراہیت کا بیان

تشریح: یعنی کسی چیز کو خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھانا۔

٦٩٦٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ. [راجع: ٢١٤٢]

(۶۹۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع نجش سے منع فرمایا۔ (یعنی کسی چیز کا خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھانا)

تشریح: یعنی محض جھوٹ بول کر بھاؤ بڑھانا اور گاہکوں کو دھوکہ دینا جیسا کہ نیلام کرنے والے ایجنٹ بنا لیتے ہیں اور وہ لوگوں کو فریب دینے کے لیے بھاؤ بڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ دھوکہ دہی بہت بری چیز ہے۔ کتنے غریب اس دھوکہ میں آ کر لٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسی حیلہ سازی سے بہت ہی زیادہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ

باب: خرید فروخت میں دھوکہ دینے کی ممانعت کا بیان

وَقَالَ أَيُّوبُ: يُخَادِعُونَ اللّٰهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

اور ایوب نے کہا وہ کم بخت اللہ کو اس طرح دھوکہ دیتے ہیں جس طرح کسی آدمی کو (خرید و فروخت میں) دھوکہ دیتے ہیں اگر وہ صاف صاف کھول کر کہہ دیں کہ ہم اتنا نفع لیں گے تو یہ میرے نزدیک آسان ہے۔

٦٩٦٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ: ((إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ)). [راجع: ٢١١٧]

(۶۹۶۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کچھ خریدو تو کہہ دیا کرو کہ اس میں کوئی دھوکہ نہ ہونا چاہیے۔“

تشریح: اگر دھوکہ نکلا تو وہ مال سب کا سب واپس کرنے کا مجاز ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْإِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ

باب: یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو اس کے ولی فریب دے کر

فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَلَّا يُكْمِلَ صَدَاقَهَا.

یعنی مہر مثل سے کم مہر مقرر کر کے نکاح کرے تو یہ منع ہے۔

٦٩٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ

(۶۹۶۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے کہ عروہ ان سے بیان کرتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء:٣] قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ [النساء:١٢٧] فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ٢٤٩٤]

آیت: ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر دوسری عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“ آپ نے کہا: اس آیت میں ایسی یتیم لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی لڑکی کے مال اور اس کے حسن سے رغبت رکھتا ہو اور چاہتا ہو کہ عورتوں (کے مہر وغیرہ کے متعلق) جو سب سے معمولی طریقہ ہے اس کے مطابق اس سے نکاح کرے تو ایسے ولیوں کو ان لڑکیوں کے نکاح سے منع کیا گیا ہے سوائے اس صورت کے کہ ولی مہر کو پورا کرنے میں انصاف سے کام لے۔ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں اور اس واقعے کا ذکر کیا۔

تشریح: آدمیوں کو اپنے زیر تربیت یتیم بچیوں سے ظالمانہ طریق پر نکاح کر لینے سے منع کیا گیا۔ ایسے میں اگر وہ نکاح کرے گا تو اہل ظاہر کے نزدیک وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور جمہور کے نزدیک صحیح ہو جائے گا مگر اس کو مہر مثل دینا پڑے گا۔

بَابٌ: إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً

باب: جب کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی

فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيْمَةَ مِنْهُ وَفِيْ هَذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهَى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتَّى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَتَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

اب لونڈی کے مالک نے اس پر دعویٰ کیا تو چھیننے والے نے یہ کہا: وہ لونڈی مرگئی۔ حاکم نے اس سے قیمت دلا دی اب اس کے بعد مالک کو وہ لونڈی زندہ مل گئی تو وہ لونڈی لے لے گا اور چھیننے والے نے جو قیمت دی تھی وہ اس کو واپس کر دے گا یہ نہ ہوگا کہ جو قیمت چھیننے والے نے دی تھی وہ لونڈی کا مول ہو جائے، وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے۔

بعض لوگوں نے کہا: وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے گی کیونکہ مالک اس لونڈی کا مول اس سے لے چکا ہے یہ فتویٰ دیا ہے گویا جس لونڈی کی آدمی کو خواہش ہو اس کے حاصل کر لینے کی ایک تدبیر ہے کہ وہ جس کی چاہے گا اس کی لونڈی جبرًا چھین لے گا جب مالک دعویٰ کرے گا تو کہہ دے گا کہ وہ مرگئی اور قیمت مالک کے پلے میں ڈال دے گا اس کے بعد بے فکری سے پرائی لونڈی سے مزے اڑاتا رہے گا کیونکہ اس کے خیال باطل میں وہ لونڈی اس کے لیے حلال ہوگئی، حالانکہ نبی کریم ﷺ فرماتے

ہیں: ''ایک دوسرے کا مال تم پر حرام ہے۔'' اور فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا۔'' (تاکہ سب کو اس کی دغابازی کا حال معلوم ہو جائے)۔

٦٩٦٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ [عَبْدِاللّٰهِ] بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ)). [راجع: ٣١٨٨]

(٦٩٦٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دھوکہ دینے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعے وہ پہچانا جائے گا۔''

تشریح: جس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں دغابازی کیا کرتا تھا (خود آگے فرماتے ہیں کہ) میں تم میں کا ایک بشر ہوں تم میں کوئی زبان دراز ہوتا ہے میں اگر اس کے بیان پر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں جب آپ کے فیصلے سے دوسرے کا مال حلال نہ ہو تو کسی قاضی کا فیصلہ موجب حلت کیونکر ہو سکتا ہے۔

بَابٌ

باب

٦٩٦٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)). [راجع: ٢٤٥٨]

(٦٩٦٧) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ نے اور ان سے ام سلمہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی انسان ہوں اور بعض اوقات جب تم باہمی جھگڑا میرے پاس لاتے ہو تو ممکن ہے کہ تم میں سے بعض اپنے فریق مخالف کے مقابلہ میں اپنا مقدمہ پیش کرنے میں زیادہ چالاکی سے بولنے والا ہو اور اس طرح میں اس کے مطابق فیصلہ کر دوں جو میں تم سے سنتا ہوں، پس جس شخص کے لیے بھی اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں تو وہ اسے نہ لے، کیونکہ اس طرح میں اسے جہنم کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں۔''

تشریح: وہ فقہائے اسلام غور کریں جو قاضی کا فیصلہ ظاہراً و باطناً نافذ سمجھتے ہیں اگر چہ وہ کتنا ہی غلط اور ظلم و جور سے بھرپور ہو جیسے کسی کی عورت زبردستی پکڑ کر اس کا کسی قاضی کے یہاں دعویٰ کر دے، اس پر اپنی صفائی میں دو جھوٹے گواہ پیش کر دے اور قاضی مان لے تو ایسے مقدمات کے قاضی کے غلط فیصلے صحیح نہ ہوں گے خواہ کتنے ہی قاضی اسے مان لیں اور غاصب کے حق میں فیصلہ دے دیں مگر جھوٹ جھوٹ رہے گا۔

بَابٌ: فِي النِّكَاحِ

باب: نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے تو کیا حکم ہے

تشریح: کیا وہ عورت اس دعویٰ کرنے والے پر جو جانتا ہے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے، حلال ہو جائے گی؟

٦٩٦٨ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ:

(٦٩٦٨) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان

حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((إِذَا سَكَتَتْ)). [راجع:٥١٣٦]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے اور کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے۔'' پوچھا گیا، یارسول اللہ! اس (کنواری) کی اجازت کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی اجازت ہے۔'' اس کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کنواری لڑکی سے اجازت نہ لی گئی اور نہ اس نے نکاح کیا لیکن کسی شخص نے حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ اس نے لڑکی سے نکاح کیا ہے اس کی مرضی سے اور قاضی نے بھی اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے کہ گواہی جھوٹی تھی اس کے باوجود اس لڑکی سے صحبت کرنے میں اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ نکاح صحیح ہوگا۔

٦٩٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا: فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ قَالَ سُفْيَانُ: وَأَمَّا عَبْدُالرَّحْمَنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خَنْسَاءَ. [راجع: ٥١٣٨]

(٦٩٦٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے قاسم نے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک خاتون کو اس کا خطرہ ہوا کہ ان کا ولی (جن کی وہ زیر پرورش تھیں) ان کا نکاح کر دے گا حالانکہ وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی تھیں چنانچہ انہوں نے قبیلہ انصار کے دو شیوخ عبدالرحمٰن اور مجمع کو جو جاریہ کے بیٹے تھے کہلا بھیجا انہوں نے تسلی دی کہ کوئی خوف نہ کریں۔ کیونکہ خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد نے ان کی ناپسندیدگی کے باوجود کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس نکاح کو رد کر دیا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو اپنے والد سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خنساء رضی اللہ عنہا، آخر حدیث تک بیان کیا۔

تشریح: بچپن میں جن بچیوں کا نکاح کر دیا جائے اور جوان ہو کر وہ اس کو ناپسند کریں تو ان کا بھی نکاح رد کر دیا جائے گا۔

٦٩٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ))

(٦٩٧٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بیوہ سے اس وقت تک شادی نہ کی جائے جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے اور کسی کنواری سے اس

قَالُوْا: كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ)). [راجع: ٥١٣٦]

وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اس کی اجازت کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ کہ وہ خاموش ہو جائے۔"

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هَذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے دو جھوٹے گواہوں کے ذریعے حیلہ کیا (اور یہ جھوٹ گھڑا) کہ کسی بیوہ عورت سے اس نے اس کی اجازت سے نکاح کیا اور قاضی نے بھی اس مرد سے اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا جبکہ اس مرد کو خوب خبر ہے کہ اس نے اس عورت سے نہیں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح جائز ہے اور اس کے لیے اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہو جائے گا۔

تشریح: ایسے جھوٹ اور حیلے پر اس کے جواز کا فیصلہ دینے والے قاضی صاحب عنداللہ سخت ترین سزا کے حق دار ہوں گے۔ اللہ ایسے حیلہ سے ہمیں بچائے۔ آمین۔

٦٩٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ)) قُلْتُ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ؟ قَالَ: ((إِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [راجع: ٥١٣٧]

(٦٩٧١) ہم سے ابو عاصم بن ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کنواری لڑکی سے اجازت لی جائے گی۔" میں نے پوچھا کہ کنواری لڑکی شرمائے گی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔"

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيْمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِيْ بِشَهَادَةِ الزُّوْرِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذَلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ.

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کوئی شخص اگر کسی یتیم لڑکی یا کنواری لڑکی سے نکاح کا خواہش مند ہو۔ لیکن لڑکی راضی نہ ہو اس پر اس نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہوں کی گواہی اس پر دلائی کہ اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی ہے، پھر جب وہ لڑکی جوان ہوئی اور اس نکاح سے وہ بھی راضی ہو گئی اور قاضی نے اس جھوٹی شہادت کو قبول کر لیا، حالانکہ وہ بھی جانتا ہے کہ یہ سارا جھوٹ اور فریب ہے تب بھی اس سے جماع کرنا جائز ہے۔

تشریح: ان جملہ احادیث بالا سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "بعض الناس" کے ایک نہایت ہی کھلے ہوئے غلط فیصلے کی تردید فرمائی ہے جیسا کہ روایات کے ذیل میں تشریح ہے فقہا کی ایسی ہی حیلہ بازیوں کی قلعی کھولنا یہاں کتاب الحیل کا مقصد ہے جیسا کہ بنظر انصاف مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو گا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی فقہائے کرام کے بارے میں کہا ہے:

فقیهان طریق جدل ساختند لم لا نسلم در اند اختند

کتنے ہی علمائے احناف حق پسند ایسے بھی ہیں جو ان حیلہ سازیوں کو تسلیم نہیں کرتے وہ یقیناً ان سے مستثنیٰ ہیں۔ جزاهم الله احسن الجزاء۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ

باب: عورت کا اپنے شوہر یا سوکنوں کے ساتھ حیلہ

مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ کرنے کی ممانعت

وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي ذَلِكَ:

اور جو اس باب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل کیا اس کا بیان۔

تشریح: آیت کریمہ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ......﴾ (٦٦/التحریم:١) مراد ہے یعنی اے نبی جو چیز آپ کے لیے حلال ہے۔ آپ اسے اپنے اوپر کیوں حرام کیے ہوئے ہیں آپ اپنی بیویوں کی رضامندی ڈھونڈتے ہیں۔ یہ آیت واقعہ ذیل ہی کے متعلق نازل ہوئی تفصیل حدیث باب میں آ رہی ہے۔

٦٩٧٢۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ! لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ لَهَا: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ: لَا، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذَلِكِ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ! فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قُلْتُ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ! لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُنَادِيَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ: ((لَا)). قَالَتْ: فَمَا

(۶۹۷۲) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد پسند کرتے تھے اور عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی ازواج سے (ان میں سے کسی کے حجرہ میں جانے کے لیے) اجازت لیتے تھے اور ان کے پاس جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ان کے ہاں اس سے زیادہ دیر تک ٹھہرے رہے جتنی دیر تک ٹھہرنے کا آپ کا معمول تھا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ ان کی قوم کی ایک خاتون نے شہد کی ایک کپی انہیں ہدیہ کی تھی اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کو اس کا شربت پلایا تھا۔ میں نے اس پر کہا: اب میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ حیلہ کروں گی، چنانچہ میں نے اس کا ذکر سودہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور کہا: جب آپ ﷺ آپ کے ہاں آئیں تو آپ کے قریب بھی آئیں گے اس وقت تم آپ سے کہنا کہ یا رسول اللہ! شاید آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ اس پر آپ جواب دیں گے کہ نہیں، تم کہنا کہ پھر یہ بو کس چیز کی ہے؟ آپ ﷺ کو یہ بات بہت ناگوار تھی کہ آپ کے جسم کے کسی حصہ سے بو آئے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کا جواب یہ دیں گے کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا۔ اس پر کہنا کہ شہد کی مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہوگا اور میں بھی آپ ﷺ سے یہی بات کہوں گی اور صفیہ تم بھی آپ ﷺ سے یہ کہنا چنانچہ جب آپ ﷺ سودہ کے ہاں تشریف لے گئے تو ان کا بیان ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں! کہ تمہارے خوف سے قریب تھا کہ میں اس وقت آنحضرت ﷺ سے یہ بات جلدی میں کہہ دیتی جبکہ آپ دروازے ہی پر تھے۔ آخر جب آپ ﷺ

هَذِهِ الرِّيحُ؟ قَالَ: ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)) قَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ وَدَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِيْ بِهِ)) قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِيْ. [راجع: ٤٩١٢]

قریب آئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: پھر بو کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔'' میں نے کہا: اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہو گا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب آپ تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا اس کے بعد جب پھر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ گئے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ شہد میں پھر آپ کو پلاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' بیان کیا ہے کہ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں سبحان اللہ! یہ ہم نے کیا کیا گویا شہد آپ پر حرام کر دیا۔ میں نے کہا: چپ رہو۔

تشریح: کہیں نبی کریم ﷺ سن نہ لیں یا ہماری یہ بات ظاہر نہ ہو جائے۔ مگر اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس ساری بات چیت کا پردہ چاک کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ حیلہ سازی کرنا بہر حال جائز نہیں ہے کاش کتاب الحیل کے مصنفین اس حقیقت پر غور کر سکتے؟ ازواج النبی ﷺ بلاشبہ امہات المؤمنین ہیں مگر عورت ذات تھیں جن میں کمزوریوں کا ہونا فطری بات ہے۔ غلطی کا ان کو احساس ہوا، یہی ان کی مغفرت کی دلیل ہے۔ اللہ ان سب پر ہماری طرف سے سلام اور اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آمین۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

باب: طاعون سے بھاگنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے

٦٩٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ [بْنَ الْخَطَّابِ] خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّأْمِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ [بِهِ] بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ)) فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ. [راجع: ٥٧٢٩، ٥٧٣٠]

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمَنِ.

(۶۹۷۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (سنہ ۱۸ھ ماہ ربیع الثانی میں) شام تشریف لے گئے۔ جب مقام سرغ پر پہنچے تو ان کو یہ خبر ملی کہ شام وبائی بیماری کی لپیٹ میں ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی سرزمین میں وباء پھیلی ہوئی ہے تو اس میں داخل مت ہو، لیکن اگر کسی جگہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو وبا سے بھاگنے کے لیے تم وہاں سے نکلو بھی مت۔'' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام سرغ سے واپس آ گئے۔

اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر واپس ہو گئے تھے۔

تشریح: یہ طاعون عمواس کا ذکر ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

٦٩٧٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ: ((رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِأَرْضٍ فَلَا يُقْدِمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِنْهُ)). [راجع: ٣٤٧٣]

(٦٩٧٤) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہا مجھے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے طاعون کا ذکر کیا اور فرمایا: ”یہ ایک عذاب ہے جس کے ذریعے بعض امتوں کو عذاب دیا گیا تھا اس کے بعد اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور وہ کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی واپس آ جاتا ہے۔ پس جو شخص کسی سرزمین پر اس کے پھیلنے کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے لیکن اگر کوئی کسی ایسی جگہ ہو جہاں یہ وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے بھاگے بھی نہیں۔“

تشریح: اس کا اصل سبب کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یونانی لوگ جدوار خطائی سے، ڈاکٹر لوگ ورم پر برف کا ٹکڑا رکھ کر اور بدوی لوگ داغ دے کر اس کا علاج کرتے ہیں مگر موت سے شاذ و نادر ہی بچتے ہیں۔ اس لیے مقام طاعون سے بھاگنا گویا موت سے بھاگنا ہے جو اپنے وقت پر ضرور آ کر رہے گی۔ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھر یا محلہ بدل لینا بستی چھوڑ کر پہاڑ پر چلے جانا تا کہ صاف آب و ہوا مل سکے فرار میں داخل نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ: فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

باب: ہبہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا. قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: فَخَالَفَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کیے اور یہ درہم موہوب کے پاس برسوں رہ چکے، پھر واہب نے حیلہ کر کے ان کو لے لیا۔ ہبہ میں رجوع کر لیا۔ ان میں سے کسی پر زکوۃ لازم نہ ہو گی اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا خلاف کیا جو ہبہ میں وارد ہے اور باوجود سال گزرنے کے اس میں زکوۃ ساقط ہے۔

٦٩٧٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السُّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ)). [راجع: ٢٥٨٩]

(٦٩٧٥) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو خود چاٹ جاتا ہے، ہمارے لیے بری مثال مناسب نہیں۔“

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ موہوب لہ کا قبضہ ہو جانے کے بعد پھر ہبہ میں رجوع کرنا حرام اور ناجائز ہے اور جب رجوع ناجائز ہوا تو موہوب لہ پر ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب رجوع جائز ہوا گو مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے تو نہ واہب پر زکوٰۃ ہوگی نہ موہوب لہ پر اور یہ حیلہ کر کے دونوں زکوٰۃ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

٦٩٧٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. [راجع: ٢٢١٣]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ: إِنِ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِيْ بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ.

(٦٩٧٦) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم ہر اس چیز میں دیا تھا جو تقسیم نہ ہو سکتی ہو، پس جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ کر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ شفعہ کا حق پڑوسی کو بھی ہوتا ہے، پھر خود ہی اپنی بات کو غلط قرار دیا اور کہا: اگر کسی نے کوئی گھر خریدا اور اسے خطرہ ہے کہ اس کا پڑوسی حق شفعہ کی بنا پر اس سے گھر لے لے گا تو اس نے اس کے سو حصے کر کے ایک حصہ اس میں سے پہلے خرید لیا اور باقی حصے بعد میں خریدے تو ایسی صورت میں پہلے حصے میں تو پڑوسی کو شفعہ کا حق ہوگا گھر کے باقی حصوں میں اسے یہ حق نہیں ہوگا اور اس کے لیے جائز ہے کہ یہ حیلہ کرے۔

تشریح: کیونکہ خریدار اس گھر کا شریک ہے اور شریک کا حق ہمسایہ پر مقدم ہے اور ان لوگوں نے خریدار کے لیے اس قسم کا حیلہ جائز رکھا حالانکہ اس میں ایک مسلمان کا حق تلف کرنا ہے اور ان فقہا پر تعجب ہے جو ایسے حیلے کرنا جائز رکھتے ہیں۔

٦٩٧٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ يَقُوْلُ: جَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هَذَا أَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِي الَّذِيْ فِيْ دَارِيْ؟ فَقَالَ: لَا أَزِيْدُهُ عَلَى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ: أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ)) مَا بِعْتُكَهُ أَوْ قَالَ: مَا أَعْطَيْتُكَهُ قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ

(٦٩٧٧) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے عمرو بن شرید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر میں ان کے ساتھ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو ابورافع نے اس پر کہا: اس کا چار سو سے زیادہ میں نہیں دے سکتا اور وہ بھی قسطوں میں دوں گا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مجھے تو اس کے پانچ سو نقد مل رہے تھے اور میں نے انکار کر دیا۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ "پڑوسی زیادہ مستحق ہے۔" تو میں اسے تمہیں نہ بیچتا۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ سے اس پر پوچھا کہ معمر نے اس طرح نہیں بیان کیا ہے۔ سفیان نے کہا: لیکن مجھ سے تو ابراہیم بن میسرہ نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی۔

هَكَذَا قَالَ: لَكِنَّهُ قَالَهُ لِي هَكَذَا. [راجع: ٢٢٥٨]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِي أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُونُ لِلشَّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ.

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ شفیع کو حق شفعہ نہ دے تو اسے حیلہ کرنے کی اجازت ہے اور حیلہ یہ ہے کہ جائیداد کا مالک خریدار کو اپنی جائیداد ہبہ کر دے، پھر خریدار، یعنی موہوب لہ اس ہبہ کے معاوضہ میں مالک جائیداد کو ہزار درہم، مثلاً: ہبہ کر دے اس صورت میں شفیع کو شفع کا حق نہ رہے گا۔

تشریح: کیونکہ شفعہ بیع میں ہوتا ہے نہ کہ ہبہ میں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہبہ بالعوض بھی بیع کے حکم میں ہے تو شفیع کا حق شفعہ قائم رہنا چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ اس میں مالک کی حق تلفی کا ارادہ کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ایسے ہبہ سے جس میں کسی کا نقصان نظر آ رہا ہے بچیں اور ایسے ناجائز حیلوں سے دور رہیں اور اس حدیث پر عمل کریں جو بالکل واضح اور صاف ہے۔

٦٩٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ)) مَا أَعْطَيْتُكَ. [راجع: ٢٢٥٨]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

(٦٩٧٨) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن شرید نے، ان سے ابو رافع نے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک گھر کی چار سو مثقال قیمت لگائی تو انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے نہ سنا ہوتا کہ ''پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ مستحق ہے۔'' تو میں اسے تمہیں نہ دیتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی گھر کا حصہ خریدا اور چاہا کہ اس کا حق شفعہ باطل کر دے تو اسے اس گھر کو اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کر دینا چاہیے۔ اور نابالغ پر قسم بھی نہیں ہوگی۔

تشریح: اور اس حیلہ سے آسانی سے حق شفعہ ختم ہو جائے گا کیونکہ نابالغ پر قسم بھی نہ آئے گی۔

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ

باب: عامل کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا

٦٩٧٩۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَهَلَّا

(٦٩٧٩) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بنی سلیم کے صدقات کی وصولی کے لیے عامل بنایا ان کا نام ابن اللتبیہ تھا، پھر جب یہ عامل واپس آیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کا حساب لیا، اس نے سرکاری مال علیحدہ کیا اور کچھ مال کی نسبت کہنے لگا کہ یہ (مجھے) تحفہ میں ملا

جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟)) ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَوَاللَّهِ! لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟)) بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي. [راجع: ٩٢٥]

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''پھر کیوں نہ تم اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھے رہے اگر تم سچے ہو تو وہیں یہ تحفہ تمہارے پاس آ جاتا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''اما بعد! میں تم میں سے کسی ایک کو اس کام پر عامل بناتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے، پھر وہ شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا تھا اسے اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھا رہنا چاہیے تھا تاکہ اس کا تحفہ وہیں پہنچ جاتا اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی حق کے سوا کوئی چیز لے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہوگا میں تم میں ہر اس شخص کو پہچان لوں گا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اونٹ اٹھائے ہو گا جو بلبلا رہا ہوگا یا گائے اٹھائے ہوگا جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی یا بکری اٹھائے ہوگا جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔'' یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا۔

تشریح: عاملین کے لیے جو اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری اموال کی تحصیل کے لیے مقرر ہوتے ہیں کوئی حیلہ ایسا نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے تحفہ تحائف بھی وصول کر سکیں وہ جو کچھ بھی لیں گے وہ سب حکومت اسلامی کے بیت المال ہی کا حق ہوگا۔ سفرائے مدارس کو بھی جو مشاہرہ پر کام کرتے ہیں یہ حدیث ذہن نشین رکھنی چاہیے۔ وباللہ التوفیق

٦٩٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ)). [راجع: ٢٢٥٨]

(۶۹۸۰) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے، ان سے عمرو بن شرید نے اور ان سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی اپنے پڑوسی کا زیادہ حقدار ہے۔''

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ [دِرْهَمٍ] وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَيَنْقُدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ أَلْفًا فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر کسی شخص نے ایک گھر بیس ہزار درہم کا خریدا (تو شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے) یہ حیلہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مالک مکان کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد ادا کرے اب بیس ہزار کے تکملہ میں جو باقی رہے، یعنی دس ہزار اور ایک درہم، اس کے بدل مالک مکان کو ایک دینار (اشرفی) دے دے۔ اس صورت میں اگر شفیع اس مکان کو لینا چاہے گا تو اس کو بیس ہزار درہم پر لینا ہوگا ورنہ وہ اس گھر کو نہیں لے سکتا۔

وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ حِينَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّينَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: فَأَجَازَ هَذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ)).

ایسی صورت میں اگر بیع کے بعد یہ گھر (بائع کے سوا) اور کسی کا نکلا تو خریدار بائع سے وہی قیمت پھیر لے گا جو اس نے دی ہے، یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار (بیس ہزار درہم نہیں پھیر سکتا) کیونکہ جب وہ گھر کسی اور کا نکلا تو اب وہ بیع صرف جو بائع اور مشتری کے بیچ میں ہوگئی تھی باطل ہو گئی تو اصل دینار پھرنا لازم ہوگا نہ کہ اس کے ثمن (یعنی دس ہزار اور ایک درہم) اگر اس گھر میں کوئی عیب نکلا لیکن وہ بائع کے سوا کسی اور کی ملک نہیں نکلا تو خریدار اس گھر کو بائع کو واپس کر سکتا ہے اور بیس ہزار درہم اس سے لے سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے آپس میں مکر و فریب کو جائز رکھا اور آپ ﷺ نے تو فرمایا: ''مسلمان کی بیع میں جو مسلمان کے ساتھ ہو نہ عیب ہونا چاہیے، یعنی (بیماری) نہ خباثت نہ کوئی آفت۔''

تشریح: یہ حدیث کتاب البیوع میں عداء بن خالد کی روایت سے گزر چکی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں ان بعض لوگوں پر دو اعتراض کیے ہیں ایک تو مسلمانوں کے آپس میں فریب اور دغابازی کو جائز رکھنا دوسرے ترجیح بلا مرجح کہ استحقاق کی صورت میں تو مشتری صرف نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار پھیر سکتا ہے اور عیب کی صورت میں پورے بیس ہزار پھیر سکتا ہے۔ حالانکہ بیس ہزار اس نے دیئے ہی نہیں۔ صحیح مذہب اس مسئلہ میں اہل حدیث کا ہے کہ مشتری عیب یا استحقاق ہر دو صورتوں میں بائع سے وہی ثمن پھیر لے گا جو اس نے بائع کو دیا ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک درہم اور شفیع بھی اس قدر رقم دے کر اس جائیداد کو مشتری سے لے سکتا ہے۔

٦٩٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ ابْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ)) مَا أَعْطَيْتُكَ. [راجع: ٢٢٥٨]

(٦٩٨١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن شرید نے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک گھر چار سو مثقال میں بیچا اور کہا: اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ''پڑوسی حق پڑوس کا زیادہ حق دار ہے۔'' تو میں آپ کو یہ گھر نہ دیتا (اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالتا)۔

تشریح: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حق جوار کی ادائیگی میں کسی حیلہ بہانے کو آڑ نہیں بنایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جملہ سلف صالحین رحمہم اللہ کا یہی طرز عمل تھا وہ حیلوں بہانوں کی تلاش نہیں کرتے اور احکام شرع کو بجالانا اپنی سعادت جانتے تھے۔ کتاب الحیل کو اسی آگاہی کے لیے اس حدیث پر ختم کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّعْبِيرِ

خوابوں کی تعبیر کا بیان

تشریح: خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ معاملہ جو روح کو معلوم ہوتا ہے۔ بہ سبب اتصال عالم ملکوت کے اس کو رؤیا کہتے ہیں۔ دوسرے شیطانی خیال اور وساوس جو اکثر بہ سبب فساد معدہ اور امتلا کے ہوا کرتے ہیں۔ ان کو عربی میں حلم کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ رؤیا اللہ کی طرف سے ہے اور حلم شیطان کی طرف سے۔ ہمارے زمانہ میں بعض بے وقوفوں نے ہر طرح کے خوابوں کو بے اصل خیالات قرار دیا ہے۔ ان کو تجربہ نہیں ہے کیونکہ وہ دن رات دنیا کے عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں خوب ڈٹ کر کھاتے پیتے ہیں ان کے خواب کہاں سے سچے ہونے لگے آدمی جیسی راست اور پاکیزگی اور تقویٰ اور طہارت کا التزام کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس کے خواب سچے اور قابل اعتبار ہوتے جاتے ہیں اور جھوٹے شخص کے خواب اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔

بَابٌ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

٦٩٨٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ؛ح: وَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءِ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ۔ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ۔ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَتُزَوِّدُهُ

باب: سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خواب کے ذریعے ہوئی

(٦٩٨٢) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے بیان کیا اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سونے کی حالت میں سچے خواب کے ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جو خواب بھی دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آ جاتا اور آنحضرت ﷺ غار حرا میں چلے جاتے اور اس میں تنہا اللہ کو یاد کرتے تھے۔ چند مقررہ دنوں کے لیے (یہاں آتے) اور ان دنوں کا توشہ بھی ساتھ لاتے، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا

لِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)) [العلق ١، ٥] فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي)) فَزَمَّلُوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ: ((يَا خَدِيْجَةُ! مَا لِيْ)) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ: ((قَدْ خَشِيْتُ عَلَيَّ)) فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ! اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِيْ! مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى

کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور وہ پھر اتنا ہی توشہ آپ کے ساتھ کر دیتیں یہاں تک کہ حق آپ کے پاس اچانک آ گیا اور آپ غار حرا ہی میں تھے۔ چنانچہ اس میں فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور زور سے دبایا اور خوب دبایا جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس نے مجھے ایسا دبایا کہ میں بے قابو ہو گیا یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا اور پھر چھوڑ کر اس نے مجھ سے کہا: پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔ الفاظ ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ تک۔“ پھر جب آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ کے کندھوں کا گوشت (ڈر کے مارے) پھڑک رہا تھا۔ جب گھر میں آپ داخل ہوئے تو فرمایا: ”مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو۔“ چنانچہ آپ کو چادر اڑھا دی گئی اور جب آپ ﷺ کا خوف دور ہوا تو فرمایا: ”خدیجہ! میرا حال کیا ہو گیا ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے اپنا سارا حال بیان کیا اور فرمایا: ”مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔“ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، آپ خوش رہیے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بات سچی بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لائیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد کے بھائی کے بیٹے تھے جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے اور وہ جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا عربی میں انجیل کا ترجمہ لکھا کرتے تھے، وہ اس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے پوچھا بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ آنحضرت ﷺ نے جو دیکھا تھا وہ سنایا تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا، کاش! میں اس وقت

مُوْسَى يَا لَيْتَنِيْ! فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ؟ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ.

[راجع: ٣]

جوان ہوتا جب تمہیں تمہاری قوم نکال دے گی اور زندہ رہتا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ مجھے نکالیں گے؟'' ورقہ نے کہا: ہاں، جب بھی کوئی نبی و رسول وہ پیغام لے کر آیا جسے لے کر آپ آئے ہیں تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارے وہ دن پا لیے تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کو اس کی وجہ سے اتنا غم تھا کہ آپ نے کئی مرتبہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھے تا کہ اس پر سے اپنے آپ کو گرا دیں تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے آ گئے اور کہا کہ یا محمد! آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے آنحضرت ﷺ کو سکون ہوتا اور آپ واپس آ جاتے لیکن جب وحی زیادہ دنوں تک رکی رہی تو آپ نے ایک مرتبہ اور ایسا ارادہ کیا لیکن جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سامنے آئے اور اسی طرح کی بات پھر کہی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ﴾ [الانعام: ٩٦] ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورۂ انعام میں لفظ ''فَالِقُ الْإِصْبَاحِ'' سے مراد دن میں سورج کی روشنی اور رات میں چاند کی روشنی ہے۔

تشریح: یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ کے خواب سچے ہی ہوا کرتے تھے۔ مذہبی کتابوں کے دوسری زبانوں میں تراجم کا سلسلہ مدت مدید سے جاری ہے جیسا کہ حضرت ورقہ کے حال سے ظاہر ہے۔ ان کو جنت میں اچھی حالت میں دیکھا گیا تھا جو اس ملاقات اور ان کے ایمان کی برکت تھی، جو ان کو حاصل ہوئی۔

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ وَقَوْلِهِ:

باب: صالحین کے خوابوں کا بیان

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَلِكَ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ یقیناً تم مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ نے چاہا امن کے ساتھ کچھ لوگ اپنے سر کے بالوں کو منڈوائیں گے یا کچھ کتروائیں گے اور تمہیں کسی کا خوف نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ بات معلوم تھی جو تمہیں

فَتْحًا قَرِيبًا﴾ [الفتح: ٢٧]

معلوم نہیں ہے، پھر اللہ نے سردست تم کو ایک فتح (فتح خیبر) کرادی۔"

تشریح: ہوا یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا کہ مسلمان لوگ مکہ میں داخل ہوئے ہیں، کوئی حلق کرا رہا ہے، کوئی قصر، جب کافروں نے آپ کو مکہ میں نہ جانے دیا اور قربانی کے جانور وہیں حدیبیہ میں کاٹ دیئے گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ کا خواب برابر نہیں نکلا، اس وقت یہ آیت اتری۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کا خواب ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔ جھوٹ نہیں ہو سکتا اب اگر نہیں تو آئندہ پورا ہوگا اور پروردگار کو اپنی مصلحت خوب معلوم ہے۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں کو ایک فتح کرا دینا اس کو مناسب معلوم ہوا اور وہ فتح یہی صلح حدیبیہ ہے یا فتح خیبر۔ غرض صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سمجھے کہ ہر خواب کی تعبیر فوراً ظاہر ہونا ضروری ہے۔ یہ ان کی غلطی تھی۔ بعض خوابوں کی تعبیر سالہا سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر ساٹھ سال بعد ظاہر ہوئی۔

٦٩٨٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). [طرفه في: ٦٩٩٤] [ابن ماجه: ٣٨٩٣]

(۶۹۸۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔"

تشریح: ان چھیالیس حصوں کا علم اللہ ہی کو ہے۔ ممکن ہے اللہ نے اپنے رسول پاک ﷺ کو بھی ان سے آگاہ فرمادیا ہو۔ ان حصوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ نیک خواب کی فضیلت مراد ہے۔

بَابٌ: اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

باب: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

تشریح: قرآنی آیت ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (۱۰/یونس: ۶۴) میں ایسی ہی بشارتوں پر اشارہ ہے۔

٦٩٨٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ٣٢٩٢]

(۶۹۸۴) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے جو سعید کے بیٹے ہیں، کہا کہ میں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہا کہ میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "(اچھے) خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔"

تشریح: شیطان انسان کا بہرحال دشمن ہے وہ خواب میں بھی ڈراتا ہے۔

٦٩٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ

(۶۹۸۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن ہاد نے، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا

رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)).

[طرفه في:٧٠٤٥][ترمذي: ٣٤٥٣]

ہوتو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بتا دینا چاہیے لیکن اگر کوئی اس کے سوا کوئی ایسا خواب دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، پس اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرے، یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

بَابٌ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

باب: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے

تشریح: "قوله "من النبوة" قال بعض الشراح كذا هو فى جميع الطرق وليس فى شيء منها بلفظ "من الرسالة" بدل "من النبوة" قال وكان السرفيه ان الرسالة تزيد على النبوة بتبليغ الاحكام للمكلفين بخلاف النبوة المجردة فانها اطلاع على بعض المغيبات وقد يقرر بعض الانبياء شريعة من قبله ولكن لا ياتى بحكم جديد مخالف لمن قبله فيوخذ من ذالك ترجيح القول من راى النبى ﷺ فى المنام فامره بحكم يخالف حكم الشرع المستقر فى الظاهر انه لا يكون مشروعاً فى حقه ولا فى حق غيره الى آخره۔" (فتح جلد ١٢/ صفحه٤٦٣)

لفظ من النبوة کے متعلق بعض شارحین کا قول ہے تمام طرق میں یہی لفظ وارد ہے اور اس کے بدل من الرسالة کا لفظ منقول نہیں ہے اس میں راز یہ ہے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے بڑھ کر ہے رسالت کا مفہوم مکلّفین کے لیے احکام شرعیہ کی تبلیغ لازم ہے بخلاف نبوت کے جس کے معنی مجرد بعض غیبی چیزوں کی اللہ کی طرف سے خبر مل جانا ہے۔ بعض انبیا اپنے پہلے کے رسولوں کی شریعت کو قائم کرتے ہیں اور کوئی نیا حکم نہیں لاتے جو اس کے قبل والے رسول کے خلاف ہو۔ اس سے یہ نکالا گیا ہے کہ کوئی شخص خواب میں بات رسول اللہ ﷺ ہی سے سنے جو شریعت کے حکم ظاہر کے خلاف پڑتی ہو تو وہ اس کے حق میں اور دوسرے پیغمبر کے حق میں مشروع نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کی تبلیغ کا بھی مکلف ہوا ایسا نہیں ہے۔

٦٩٨٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ۔ وَأَثْنَى عَلَيْهِ لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ۔ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)).

(٦٩٨٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا اور ان کی تعریف کی کہ میں نے ان سے یمامہ میں ملاقات کی تھی، ان سے ان کے والد نے، کہا ہم سے ابوسلمہ ؓ اور ان سے ابو قتادہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے، پس اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اسے اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور بائیں طرف تھوکنا چاہیے یہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٩٢ح٣]

اور عبداللہ بن یحییٰ اپنے والد سے اور ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے بیان کیا ان سے ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا۔

تشریح: اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ ظاہر نہیں ہوئی۔ زرکشی نے امام بخاری ؒ پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے غیر

متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں زرکشی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دقت نظر کہاں سے لاتے، اسی لیے اعتراض کر بیٹھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شروع میں یہ حدیث اس لیے لائے کہ آگے کی حدیث میں جس خواب کی نسبت یہ بیان ہوا ہے کہ وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اس سے مراد اچھا خواب ہے جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ جو خواب شیطان کی طرف سے ہو وہ نبوت کا جزو نہیں ہو سکتا۔ خواب کو مسلم کی روایت میں نبوت کے پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ اور ایک روایت میں ستر حصوں میں سے ایک حصہ اور طبرانی کی روایت میں چھہتر حصوں میں سے ایک حصہ۔ ابن عبدالبر کی روایت چھبیس حصوں میں سے ایک حصہ۔ طبری کی روایت میں چوالیس حصوں میں سے ایک حصہ مذکور ہے۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ روز روز نبی کریم ﷺ کے علوم نبوت میں ترقی ہوتی جاتی اور نبوت کے نئے نئے حصے معلوم ہوتے جاتے جتنا جتنا علم بڑھتا جاتا اتنے ہی حصوں میں اضافہ ہو جاتا۔ قسطلانی نے کہا چھیالیس حصوں کی روایت ہی زیادہ مشہور ہے۔ (وحیدی)

٦٩٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). [مسلم: ٥٩٠٩]

(٦٩٨٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔''

رَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ثابت، حمید، اسحاق بن عبداللہ اور شعیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٦٩٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). [طرفه في: ٧٠١٧] [مسلم: ٥٩٠٩؛ ابوداود: ٥٠١٨؛ ترمذي: ٢٢٧١]

(٦٩٨٨) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔''

٦٩٨٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

(٦٩٨٩) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی حازم اور عبدالعزیز دراوردی نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نیک خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

باب: مبشرات کا بیان

تشریح: اچھے خواب جو اللہ کی طرف سے خوش خبریاں ہوتے ہیں۔

٦٩٩٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)).

(٦٩٩٠) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: مبشرات کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اچھے خواب۔“

تشریح: جن کے ذریعہ بشارتیں ملتی ہیں۔ اولیائے اللہ کے بارے میں آیت: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ میں ان ہی مبشرات کا ذکر ہے۔ جس دن قرآن مجید وصحیح بخاری کا کام شروع کیا ہے بہت سے مبشرات اللہ نے خواب میں دکھلائے ہیں۔

بَابُ رُؤْيَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهِ: ﴿إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يَا أَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ○ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ○ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوْبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ○﴾ [يوسف: ٤، ٦] وَقَوْلِهِ: ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِيْ إِذْ أَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ إِخْوَتِيْ إِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ○ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ﴾ [يوسف: ١٠٠، ١٠١]

باب: حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں فرمایا: ”جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا، دیکھتا ہوں کہ وہ میرے آگے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ بولے، میرے پیارے بیٹے! اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ وہ تمہاری دشمنی میں تم کو تکلیف دینے کے لیے کوئی چال چل کر رہیں گے بیشک شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں میری اولاد میں سے چن لے گا اور تمہیں خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور جیسے اس نے اپنا احسان مجھ پر اور تیرے دادا پر پہلے پورا کیا اسی طرح تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنا احسان پورا کرے گا (پیغمبری عطا کرے گا) بیشک تمہارا پروردگار بڑا علم والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں فرمایا: ”اور یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے اسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا اور اسی نے میرے ساتھ کیسا احسان اس وقت کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ سب کو جنگل سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کر دیتا ہے بیشک وہی ہے علم والا حکمت والا۔ اے رب! تو نے مجھے حکومت بھی دی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا اے آسمانوں اور زمین کے خالق! تو ہی میرا کارساز دنیا و آخرت میں ہے

مجھے دنیا سے اپنا فرمانبردار اٹھا اور مجھے صالحین میں ملا دے۔“

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهِ: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ○ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ○ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ○﴾ [الصافات: ١٠٢، ١٠٥] قَالَ مُجَاهِدٌ: أَسْلَمَا سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهِ وَتَلَّهُ وَضَعَ وَجْهَهُ بِالْأَرْضِ.

باب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ والصافات میں فرمایا: ”پس جب اسماعیل، ابراہیم (علیہما السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، پس تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل نے جواب دیا ابو جی! آپ کیجیے اس کے مطابق جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جبکہ وہ دونوں تیار ہو گئے اور اسے پیشانی کے بل لٹایا اور ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا بلاشبہ ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔“ مجاہد نے کہا کہ ﴿أَسْلَمَا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں جھک گئے اس حکم کے سامنے جو انہیں دیا گیا تھا ﴿وَتَلَّهُ﴾ یعنی ان کا منہ زمین سے لگا دیا (اوندھا لٹا دیا)۔

بَابٌ: اَلتَّوَاطُؤُ عَلَى الرُّؤْيَا

٦٩٩١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أُنَاسًا أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَإِنَّ أُنَاسًا أُرُوا أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)). [راجع: ١١٥٨]

باب: خواب کا توارد، یعنی ایک ہی خواب کئی آدمی دیکھیں

(٦٩٩١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ لوگوں کو خواب میں شب قدر (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی اور کچھ لوگوں کو دکھائی گئی کہ وہ آخری دس تاریخوں میں ہوگی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اسے آخری سات تاریخوں میں تلاش کرو۔“

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهِ: ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ

باب: قیدیوں اور اہل شرک وفساد کے خواب کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور (یوسف) کے ساتھ جیل خانہ میں دو اور جوان قیدی داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا: میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں کیا دیکھتا ہوں

مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَo قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَo وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَo يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَo خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُo مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَo يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِo وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَo وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ o قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَo وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِo يُوسُفُ

کہ اپنے سر پر خوان میں روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں، اس میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ آپ ہم کو ان کی تعبیر بتائیے! بیشک ہم تو آپ کو بزرگوں میں سے پاتے ہیں؟ وہ بولے جو کھانا تم دونوں کے کھانے کے لیے آتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ میں اس کی تعبیر تم سے بیان کر دوں گا۔ اس سے پہلے کہ کھانا تم دونوں کے پاس آئے یہ اس میں سے ہے جس کی میرے پروردگار نے مجھے تعلیم دی ہے میں تو ان لوگوں کا مذہب پہلے ہی سے چھوڑے ہوئے ہوں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے وہ انکاری ہیں اور میں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیم، یعقوب اور اسحاق کا دین اختیار کر رکھا ہے۔ ہم کو کسی طرح لائق نہیں کہ اللہ کے ساتھ ہم کسی کو بھی شریک قرار دیں، یہ اللہ کا فضل ہے ہمارے اوپر اور کل لوگوں کے اوپر لیکن اکثر لوگ اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے، اے میرے قیدی بھائیو! جدا جدا بہت سے معبود اچھے ہیں یا اللہ، اکیلا اچھا ہے جو سب پر غالب ہے؟ تم لوگ تو اسے چھوڑ کر بس چند فرضی خداؤں کی عبادت کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں اللہ نے کوئی بھی دلیل اس پر نہیں اتاری حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی پوجا پاٹ نہ کرو۔ یہی دین سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔ اے میرے دوستو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب ملازم بن کر پلایا کرے گا اور رہا دوسرا تو اسے سولی دی جائے گی پھر اس کے سر کو پرندے کھائیں گے۔ وہ کام اسی طرح لکھا جا چکا ہے جس کی بابت تم دونوں پوچھ رہے ہو اور دونوں میں سے جس کے متعلق رہائی کا یقین تھا اس سے کہا کہ میرا بھی ذکر اپنے آقا کے سامنے کر دینا لیکن اسے اپنے آقا سے ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا تو وہ جیل خانہ میں کئی سال تک رہے اور بادشاہ نے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں اور انہیں کھائے جاتی ہیں سات دبلی گائیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ اے سردارو! مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے

أَيُّهَا الصِّدِّيْقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ○ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَأْكُلُوْنَ○ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ○ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ○ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِي بِهِ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ﴾ [يوسف: ٣٦، ٥٠] وَادَّكَرَ افْتَعَلَ مِنْ ذِكْرِ أُمَّةٍ قَرْنٍ وَيُقْرَأُ: أَمَهٍ نِسْيَانٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَعْصِرُوْنَ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُوْنَ: تَحْرُسُوْنَ.

ماہر نہیں ہیں اور دو قیدیوں میں سے جس کو رہائی مل گئی تھی وہ بولا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد پڑا کہ میں ابھی اس کی تعبیر لائے دیتا ہوں، ذرا مجھے جانے دیجیے۔ اے یوسف! اے خوابوں کی سچی تعبیر دینے والے! ہم لوگوں کو مطلب تو بتایئے اس خواب کا کہ سات گائیں موٹی ہیں اور انہیں سات دبلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی اور خشک تاکہ میں لوگوں کے پاس جاؤں کہ ان کو بھی معلوم ہو جائے۔ (یوسف علیہ السلام نے) کہا تم سات سال برابر کاشتکاری کیے جاؤ، پھر جو فصل کاٹو اسے اس کی بالیوں ہی میں لگا رہنے دو بجز تھوڑی مقدار کے کہ اسی کو کھاؤ، پھر اس کے بعد سات سال سخت آئیں گے کہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے جو تم نے جمع کر رکھا ہے بجز اس تھوڑی مقدار کے جو تم بیج کے لیے رکھ چھوڑو گے، پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کے لیے خوب بارش ہوگی اور اس میں وہ شیرہ بھی نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا کہ یوسف کو میرے پاس تو لاؤ، پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ۔ ''وادَّکَرَ'' ذکر سے افتعال کے وزن پر ہے۔ ''امۃ'' (میم کے نصب کے ساتھ) پڑھا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''یَعْصِرُوْنَ'' کا معنی انگور نچوڑیں گے اور تیل نکالیں گے۔ تُحْصِنُوْنَ ای تَحْرُسُوْنَ یعنی حفاظت کرو گے۔

تشریح: اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا معجزہ عطا فرمایا تھا ان کے حالات کے لیے سورۂ یوسف کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق حاصل ہو سکتے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی انقلابی زندگی وجہ بصیرت بن سکتی ہے۔ بچپن میں برادروں کی بے وفائی کا شکار ہونا، مصر میں جا کر غلام بن کر فروخت ہونا، اور عزیز مصر کے گھر جا کر ایک اور کڑی آزمائش سے گزرنا پھر وہاں اقتدار کا ملنا اور خاندان کا مصر بلانا جملہ امور بہت ہی غور طلب حالات ہیں۔

٦٩٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي

(٦٩٩٢) ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب اور ابوعبیدہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں اتنے دنوں قید میں رہتا جتنے دنوں یوسف علیہ السلام پڑے رہے اور پھر میرے پاس قاصد بلانے آتا تو میں اس کی

الدَّاعِيَ لَأَجَبْتُهُ)). قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: لَوْ كُنْتُ لَأَجَبْتُهُ فِيْ أَوَّلِ مَا دُعِيتُ لَمْ أُوَخِّرْهُ. [راجع: ٣٣٧٢]

دعوت قبول کر لیتا۔'' ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا، یعنی اگر میں ہوتا تو میں داعی کی دعوت کو اول فرصت میں قبول کر لیتا اس میں تاخیر نہ کرتا۔

تشریح: مگر حضرت یوسف علیہ السلام کا جگر وحوصلہ تھا کہ اتنی مدت کے بعد بھی معاملہ کی صفائی تک جیل سے نکلنا پسند نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ

باب: نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا

٦٩٩٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي)). [راجع: ١١٠] [مسلم: ٥٩٢٠؛ ابوداود: ٥٠٢٣]

(۶۹۹۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو کسی دن مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔''

٦٩٩٤ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). [راجع: ٦٩٨٣] [مسلم: ٢٢٦٤]

(۶۹۹۴) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جز ہوتا ہے۔''

٦٩٩٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاآى بِيْ)). [راجع: ٣٢٩٢]

(۶۹۹۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن ابی جعفر نے، کہا مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صالح خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے، پس جو شخص کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں طرف کروٹ لے کر تین مرتبہ تھوتھو کرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے وہ خواب بد اس کو نقصان نہیں دے گا اور شیطان کبھی میری شکل میں نہیں آ سکتا۔''

٦٩٩٦ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۹۹۶) ہم سے خالد بن خلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حرب نے

مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ)) تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ.

[راجع: ٣٢٩٢]

بیان کیا، کہا مجھ سے زبیدی نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔" اس روایت کی متابعت یونس نے اور زہری کے بھتیجے نے کی۔

٦٩٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي)).

(٦٩٩٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ہاد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کیونکہ یہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔"

تشریح: خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کا ہو جانا بڑی خوش نصیبی ہے، مبارک بادی ہو ان کو جن کو یہ روحانی دولت مبارکہ حاصل ہو۔ اللهم ارزقنا شفاعة يوم القيامة آمين يا رب العالمين۔

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

باب: رات کے خواب کا بیان

رَوَاهُ سَمُرَةُ [طرفه في: ٧٠٤٧]

اس حدیث کو سمرہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب اس باب سے یہ ہے کہ رات اور دن دونوں کا خواب معتبر اور برابر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رات کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے، والله اعلم بالصواب۔ مفاتیح الکلم کا مطلب یہ ہوا کہ باتوں میں الفاظ مختصر اور معانی بے انتہا ہوتے ہیں۔ بعض روایتوں میں جوامع الکلم کے لفظ ہیں اس سے مراد وہ ملک ہیں جہاں اسلام کی حکومت پہنچی اور مسلمانوں نے ان کو فتح کیا۔ یہ حدیث آپ کی نبوت کی مکمل دلیل ہے کہ ایسی پیشین گوئی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا ((تنتقلونها)) کا مطلب اب تم ان کنجیوں کو لے رہے ہو۔

٦٩٩٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وُضِعَتْ فِي يَدِي)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا. [راجع: ٢٩٧٧]

(٦٩٩٨) ہم سے احمد بن مقدام عجلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے مفاتیح الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے سامنے انہیں رکھ دیا گیا۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کی کنجیوں کو الٹ پلٹ کر رہے ہو یا نکال رہے ہو یا لوٹ رہے ہو۔

تشریح: بعض نسخوں میں تنتقلونها بعض میں تنتثلونها بعض میں تنتفلونها ہے اس لیے یہ تین ترجمے ترتیب سے لکھ دیئے گئے ہیں۔ فتوحات اسلامی میں جس قدر خزائن مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ (وحیدی)

٦٩٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ۔ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ۔ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ)).

[راجع: ٣٤٤٠]

(۶۹۹۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا انہیں امام مالک نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات مجھے کعبہ کے پاس (خواب میں) دکھایا گیا۔ میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے کسی سب سے خوبصورت آدمی کی طرح تھے، ان کے لمبے خوبصورت بال تھے، ان سب سے خوبصورت بالوں کی طرح جو تم دیکھ سکے ہو گے۔ ان میں انہوں نے کنگھا کیا ہوا تھا اور پانی ان سے ٹپک رہا تھا اور وہ دو آدمیوں کے سہارے یا (یہ فرمایا کہ) دو آدمیوں کے شانوں کے سہارے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک گھنگھریالے بال والے آدمی کو دیکھا جس کی ایک آنکھ کانی تھی اور انگور کے دانے کی طرح اٹھی ہوئی تھی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔“

تشریح: عالم رؤیا کی بات ہے یہ ضروری نہیں ہے نہ یہاں مذکور ہے کہ دجال کو آپ نے کہاں کس حالت میں دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت صاف موجود ہے کہ ان کو بیت اللہ میں بحالت طواف دیکھا مگر دجال کے لیے وضاحت نہیں ہے لہٰذا آگے سکوت بہتر ہے: ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﴾ (۴۹/ الحجرات: ۱)

٧٠٠٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ ابْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ شُعَيْبٌ

(۷۰۰۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ نے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں نے رات میں خواب دیکھا ہے اور انہوں نے واقعہ بیان کیا اور اس روایت کی متابعت سلیمان بن کثیر، زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے زہری سے کی، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ اور زبیدی نے زہری سے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور شعیب اور اسحاق بن یحییٰ نے

وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ، كَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتَّى كَانَ بَعْدُ. [طرفه في: ٧٠٤٦]

[مسلم: ٥٩٢٨؛ ابوداود: ٣٢٦٧، ٣٢٦٩، ٤٦٣٣؛ ابن ماجه: ٣٩١٨]

زہری سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے اور معمر نے اسے متصلاً نہیں بیان کیا لیکن بعد میں متصلاً بیان کرنے لگے تھے۔

تشریح: پورا واقعہ آگے باب "من لم یری الرؤیا لاول عابر...... الخ" میں مذکور ہے۔

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ

باب: دن کے خواب کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ.

اور ابن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ دن کے خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہیں۔

٧٠٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. [راجع: ٢٧٨٨]

(۷۰۰۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانے کی چیز پیش کی اور آپ کا سر جھاڑنے لگیں۔ اس عرصہ میں آپ ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔

٧٠٠٢- قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللَّهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِّنْ

(۷۰۰۲) انہوں نے کہا کہ میں نے اس پر پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کیے گئے، اس دریا کی پشت پر وہ اس طرح سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔'' اسحاق کو شک تھا (حدیث کے الفاظ ''مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ'' تھے یا ''مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ'') انہوں نے کہا کہ میں نے اس پر عرض کیا: یارسول اللہ! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، پھر آپ نے سر مبارک رکھا (اور سو گئے) پھر بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلَى. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ)) فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ. [راجع: ٢٧٨٩]

آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے پیش کیے گئے۔'' جس طرح آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کر دیں کہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی۔'' چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا، معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندری سفر پر گئیں اور جب سمندر سے باہر آئیں تو سواری سے گر کر شہید ہوگئیں۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی نبوت کی اہم دلیل ایک یہ حدیث بھی ہے کسی شخص کے حالات کی ایسی صحیح پیشین گوئی کرنا بجز پیغمبر کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ابن تین نے کہا: بعض نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی صحیح تھی۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

باب: عورتوں کے خواب کا بیان

تشریح: کہتے ہیں کہ عورتیں اگر ایسا خواب دیکھیں جو ان کے مناسب حال نہ ہو تو وہ خواب ان کے خاوندوں کے لیے ہوگا۔ ابن قطان نے کہا کہ عورت کا نیک خواب بھی نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

٧٠٠٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ؟)) فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ جَاءَهُ

(۷۰۰۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں خارجہ بن ثابت نے خبر دی، انہیں ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہ ایک انصاری عورت جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اس نے خبر دی کہ انہوں نے مہاجرین کے ساتھ سلسلۂ اخوت قائم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی تو ہمارا قرعہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام نکلا، پھر ہم نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا، اس کے بعد انہیں ایک بیماری ہوگئی جس میں ان کی وفات ہوگئی۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو انہیں غسل دیا گیا اور ان کے کپڑوں کا کفن دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا ابو سائب (عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو، تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ نے عزت بخشی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے۔'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! پھر اللہ کسے عزت بخشے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز (موت) ان پر آ چکی ہے اور

الْيَقِينُ وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَ وَاللَّهِ! مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي؟)) فَقَالَتْ: وَاللَّهِ! لَا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا. [راجع: ١٢٤٣]

اللہ کی قسم! میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم! میں رسول ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" انہوں نے اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کبھی کسی کی برأت نہیں کروں گی۔

تشریح: شاید یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی ہو جب سورۂ فتح کی آیت: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ......﴾ (۴۸/ الفتح: ۲) نازل ہوئی ہو یا آپ نے تفصیلی حالات معلوم ہونے کی نفی کی ہو اور اجمالاً اپنی نجات کا یقین ہو جیسے آیت: ﴿وَانْ اَدْرِیْ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ﴾ (۴۶/ الاحقاف: ۹) میں مذکور ہوا۔ پادریوں کا یہاں اعتراض کرنا لغو ہے۔ بندہ کیسا ہی مقبول اور بڑے درجہ کا ہو لیکن بندہ ہے حق تعالیٰ کی حمدیت کے آگے وہ کانپتا رہتا ہے۔ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔

٧٠٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا وَقَالَ: ((مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ؟)) قَالَتْ: وَأَحْزَنَنِي فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)). [راجع: ١٢٤٣]

(۷۰۰۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے یہی حدیث بیان کی اور بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" انہوں نے بیان کیا کہ اس کا مجھے رنج ہوا (کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات یقین کے ساتھ معلوم نہیں ہے) چنانچہ میں سوگئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایک جاری چشمہ ہے۔ میں نے اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا: "یہ ان کا نیک عمل ہے۔"

تشریح: کہتے ہیں وہ ایک صالح بیٹا سائب نامی چھوڑ گئے تھے جو بدر میں شریک ہوئے یا اللہ کی راہ میں ان کا چوکی پر پہرہ دینا مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ نیک عمل قیامت تک بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

بَابٌ: اَلْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ

باب: برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے

فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ.

پس اگر کوئی برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوک دے اور اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرے، یعنی "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھے۔

٧٠٠٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ۔ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَفُرْسَانِهِ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ

(۷۰۰۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی اور آپ کے شہسواروں میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے شیطان کی طرف سے، پس تم میں جو کوئی برا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے بائیں طرف تھوکے اور اس سے اللہ کی پناہ

مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ)). [راجع: ٣٢٩٢]

مانگے وہ اسے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

بَابُ اللَّبَنِ

باب: دودھ کو خواب میں دیکھنا

٧٠٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظَافِيرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ)) قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْعِلْمَ)). [راجع: ٨٢]

(۷۰۰۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمزہ بن عبداللہ نے خبر دی، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس کا دودھ پیا، یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر میں نے اپنے ناخن میں ظاہر ہوتا دیکھا اس کے بعد میں نے اس کا بچا ہوا دے دیا۔'' آپ کا اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آپ نے اس کی تعبیر کیا کی یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''علم۔''

تشریح: دودھ پینے کی تعبیر ہمیشہ علم وسعادت سے ہوتی ہے۔ اللهم ارزقنا السعادة۔ آمین۔

بَابٌ: إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيرِهِ

باب: جب دودھ کسی کے اعضاء یا ناخن سے پھوٹ نکلے تو کیا تعبیر ہے؟

٧٠٠٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْعِلْمَ)). [راجع: ٨٢]

(۷۰۰۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ان سے میرے والد ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس میں سے پیا، یہاں تک کہ میں نے سیرابی کا اثر اپنے اطراف میں نمایاں دیکھا، پھر میں نے اس کا بچا ہوا حضرت عمر بن خطاب کو دیا۔'' جو صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے، انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''علم مراد ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت نکلی، حقیقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام علوم خصوصاً سیاست میں اور تدبیروں میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔

بَابُ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں قمیص کرتہ دیکھنا

٧٠٠٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذَلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ)) قَالُوْا: مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الدِّيْنَ)). [راجع: ٢٣]

(٧٠٠٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوامامہ بن سہل نے بیان کیا، انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض کی قمیص تو صرف سینے تک کی ہے اور بعض کی اس سے بڑی ہے اور عمر بن خطاب میرے پاس سے گزرے تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دین۔“

بَابُ جَرِّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ باب: خواب میں کرتے کا گھسیٹنا

تشریح: ”جر القمیص فی المنام قالوا وجه تعبیر القمیص بالدین ان القمیص یستر العورة فی الدنیا والدین یسترها فی الاخرة ویحجبها عن کل مکروه والاصل فیه قوله تعالی ﴿ولباس التقوىٰ ذالك خیر﴾ الایة والعرب تکنی عن الفضل والعفاف بالقمیص ومنه قوله ﷺ لعثمان ((ان الله سیلبسك قمیصا فلا تخلعه)) واتفق اهل التعبیر علی ان القمیص یعبر بالدین وان طوله یدل علی بقاء اثار صاحبه من بعده وفی الحدیث ان اهل الدین یتفاضلون فی الدین بالقلة والکثرة وبالقوة والضعف۔“ (فتح الباری جلد١٢/ صفحه٧٩٠)

مختصر مفہوم یہ ہے کہ خواب میں قمیص کو پہن کر کھینچنا اس کی تعبیر دین کے ساتھ ہے، اس لئے کہ قمیص دنیا میں بدن کو ڈھانپ لیتی ہے اور دین آخرت میں ہر تکلیف دہ چیز سے بچالے گا اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا کہ تقویٰ کا لباس خیر ہی خیر ہے اور عرب لوگ فضل اور پاک دامنی کو قمیص سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا کہ اللہ پاک تم کو ایک قمیص (مراد خلافت) پہنائے گا اس کو اتارنا مت جبکہ شر پسند لوگ آپ کے جسم سے اتارنا چاہیں گے اور علمائے تعبیر کا اتفاق ہے کہ قمیص کی تعبیر دین ہے اور قمیص کا طویل ہونا اس کے مرنے کے بعد اس کے نیک آثار کے بقا کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے کہ دیندار لوگ دین میں قلت اور کثرت اور ضعف اور قوت کی بنا پر کم و بیش ہوتے ہیں۔

٧٠٠٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْأُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ

(٧٠٠٩) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، کہا ان سے ابن شہاب نے، کہا ہم کو ابوامامہ بن سہل نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو اپنے سامنے پیش ہوتے دیکھا، وہ قمیص پہنے ہوئے تھے، ان میں بعض کی قمیص تو سینے تک کی تھی اور بعض کی اس سے بڑی تھی اور

الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجْتَرُّهُ)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الدِّيْنَ)).

میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کئے گئے تو ان کی قمیص (زمین سے) گھسٹ رہی تھی۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا کی؟ آپ نے فرمایا: ''دین اس کی تعبیر ہے۔''

[راجع: ٢٣]

تشریح: کرتہ بدن کو چھپاتا ہے گرمی سردی سے بچاتا ہے دین بھی روح کی حفاظت کرتا ہے، اسے برائی سے بچاتا ہے۔

بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ

باب: خواب میں سبزی یا ہرا بھرا باغ دیکھنا

٧٠١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: قَالَ قَيْسُ ابْنُ عُبَادٍ: كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُوْدٌ وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ۔ وَالْمِنْصَفُ: الْوَصِيْفُ۔ فَقِيْلَ: ارْقَهْ فَرَقِيْتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمُوْتُ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى)).

(٧٠١٠) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن مالک اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ گزرے تو لوگوں نے کہا کہ یہ اہل جنت میں سے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ اس طرح کی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ ان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں جس کا انہیں علم نہیں ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک ستون ایک ہرے بھرے باغ میں نصب کیا ہوا ہے اس ستون کے اوپر کے سرے پر ایک حلقہ (عروہ) لگا ہوا تھا اور نیچے منصف تھا۔ منصف سے مراد خادم ہے، پھر کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ، میں چڑھ گیا اور میں نے حلقہ پکڑ لیا، پھر میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''عبداللہ کا جب انتقال ہوگا تو وہ "العروۃ الوثقی" کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔''

[راجع: ٣٨١٣]

تشریح: یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ ہوگا، باغ سے مراد اسلام ہے، عروہ وثقی سے بھی دین اسلام مراد ہے۔

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں عورت کا دیکھنا

٧٠١١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

(٧٠١١) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت

قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ [مِنْ] حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ)). [راجع: ٣٨٩٥]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ ایک شخص تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے لئے جا رہا تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، جب میں نے پردہ اٹھایا تو دیکھا وہ تو تم ہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی انجام تک پہنچائے گا۔“

تشریح: یہی مرضی ہے تو ضرور پوری ہو کر رہے گی۔

بَابُ ثِيَابِ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں ریشم کے کپڑے کا دیکھنا

٧٠١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرِيْتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهُ: اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ: اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ)). [راجع: ٣٨٩٥]

(٧٠١٢) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے شادی کرنے سے پہلے مجھے تم دو مرتبہ دکھائی گئیں، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کھولو اس نے کھولا تو وہ تم تھیں، میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کے پاس سے ہے تو وہ خود ہی اسے انجام تک پہنچائے گا، پھر میں نے تمہیں دیکھا کہ فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا: کھولو! اس نے کھولا تو اس میں تم تھیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر تو یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا۔“

بَابُ الْمَفَاتِيْحِ فِي الْيَدِ

باب: ہاتھ میں کنجیاں خواب میں دیکھنا

٧٠١٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُوْرَ

(٧٠١٣) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں انہیں رکھ دیا گیا۔“ اور محمد نے بیان کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ”جوامع الکلم“ سے مراد یہ ہے کہ بہت سے امور جو آنحضرت ﷺ سے

الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ.

[راجع: ٢٩٧٧]

پہلے کتابوں میں لکھے ہوئے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور یا اسی جیسے میں جمع کر دیا ہے۔

بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

باب: کنڈے یا حلقے کو خواب میں پکڑ کر اس سے لٹک جانا

٧٠١٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، ح: وَ حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ)). [راجع: ٣٨١٣]

(٧٠١٤) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر نے بیان کیا، کہا ان سے ابن عون نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے معاذ نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے محمد نے، ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے (خواب دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اور باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے جس کے اوپر کے سرے پر ایک حلقہ ہے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، پھر میرے پاس خادم آیا اور اس نے میرے کپڑے چڑھا دیئے، پھر میں اوپر چڑھ گیا اور میں نے حلقہ پکڑ لیا، ابھی میں اسے پکڑے ہی ہوئے تھا کہ آنکھ کھل گئی، پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ باغ اسلام کا باغ تھا اور وہ ستون اسلام کا ستون تھا اور وہ حلقہ عروۃ الوثقی تھا۔ تم ہمیشہ اسلام پر مضبوطی سے جمے رہو گے یہاں تک کہ تمہاری وفات ہو جائے گی۔''

بَابُ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ

باب: خواب میں ڈیرے کا ستون تکیہ کے نیچے دیکھنا

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُولِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں رنگین ریشمی کپڑا دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

٧٠١٥ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ

(٧٠١٥) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا

حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ. [راجع: ٤٤٠]

٧٠١٦۔ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔ أَوْ قَالَ: ۔ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

ایک ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔

(۷۰۱۶) میں نے اس کا ذکر حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم سے اس خواب کا ذکر کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نیک آدمی ہے یا فرمایا: عبداللہ نیک آدمی ہے۔“

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر اشارہ جو آیت ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى﴾ (۱۰/یونس: ۶۴) کے تحت بشارت الٰہی ہے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا

٧٠١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)) وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ. قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ: الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ: وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ: الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ. وَقَالَ يُونُسُ: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقَيْدِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ. [راجع:]

(۷۰۱۷) ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے عوف سے سنا، ان سے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ علم تعبیر کے بہت بڑے عالم تھے) نے کہا نبوت کا حصہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خواب تین طرح کے ہیں، دل کے خیالات، شیطان کا ڈرانا اور اللہ کی طرف سے خوش خبری، پس اگر کوئی شخص کوئی خواب میں بری چیز دیکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو ناپسند کرتے تھے اور قید دیکھنے کو اچھا سمجھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ قید سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے اور قتادہ، یونس، ہشام اور ابو بلال نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور بعض نے یہ ساری روایت حدیث میں شمار کی ہے لیکن عوف کی روایت زیادہ واضح ہے۔ اور یونس نے کہا کہ قید کے بارے میں روایت کو میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہی سمجھتا ہوں۔ ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ طوق ہمیشہ گردنوں ہی میں ہوتے ہیں۔

٦٩٨٨] [مسلم: ٥٩٠٨]

تشریح: اور بیڑیاں ہاتھوں میں۔ آیت: ﴿غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ (٥/ المائدۃ: ٦٤) میں ہاتھوں کی بیڑیاں مذکور ہیں۔

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

٧٠١٨- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِي السُّكْنَى حَيْثُ اقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ! فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ قَالَ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ! قَالَ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِيْ- وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ- مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ)) قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَوَاللّٰهِ! لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ: وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ)).

[راجع: ١٢٤٣]

باب: خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا

(٧٠١٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے اور ان سے ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو انہیں میں کی ایک خاتون ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کے قیام کے لئے قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے یہاں ٹھہرنے کے لئے نکلا۔ پھر وہ بیمار پڑے، ہم نے ان کی تیمار داری کی لیکن ان کی وفات ہوگئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے کپڑے میں لپیٹ دیا۔ اس کے بعد آپ ہمارے گھر تشریف لائے تو میں نے کہا ابو سائب! تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ''جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی بات (موت) ان تک پہنچ چکی ہے اور میں اللہ سے ان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں رسول ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔'' ام علاء نے کہا کہ واللہ! اس کے بعد میں کسی انسان کی پاکی نہیں بیان کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے خواب میں ایک جاری چشمہ دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے حاضر ہو کر نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ان کا نیک عمل ہے جس کا ثواب ان کے لئے جاری ہے۔''

تشریح: کہتے ہیں کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ بہت مالدار آدمی تھے، خواب میں جو دیکھا اس سے ان کے صدقہ جاریہ مراد ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں یہ بتلایا کہ چشمہ سے نیک عمل کی تعبیر ہوتی ہے جس طرح لوگ حتیٰ کہ جانور بھی چشمہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح سے ایک مسلمان کا نیک عمل بہت سی مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ خیر الناس من ینفع الناس کا یہی مطلب ہے۔

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى

باب: خواب میں کنویں سے پانی کھینچنا یہاں تک

يَرْوَى النَّاسُ

رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٦٦٤]

٧٠١٩ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). [راجع: ٣٦٣٤]

کہ لوگ سیراب ہوجائیں

اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

(۷۰۱۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''(خواب میں) میں ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی آ گئے۔ اب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول پانی کھینچا ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے اسے ابو بکر کے ہاتھ سے لے لیا اور وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول بن گیا۔ میں نے عمر جیسا پانی کھینچنے میں کسی کو ماہر نہیں دیکھا۔ انہوں نے خوب پانی نکالا یہاں تک کہ لوگوں نے اونٹوں کے لئے پانی سے حوض بھر لئے۔''

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

٧٠٢٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى [بْنُ عُقْبَةَ] عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ [مَنْ] يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). [راجع: ٣٦٣٣]

باب: ایک یا دو ڈول پانی کمزوری کے ساتھ کھینچنا

(۷۰۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خواب کے سلسلے میں فرمایا: ''میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جمع ہو گئے ہیں، پھر ابو بکر کھڑے ہوئے اور ایک دو ڈول پانی کھینچا اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے پھر عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور وہ بڑا ڈول بن گیا میں نے لوگوں میں سے کسی کو اتنی مہارت کے ساتھ پانی نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگوں نے حوض بھر لئے۔''

٧٠٢١ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي

(۷۰۲۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے

اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ ابْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)).

[راجع: ٣٦٦٤] [مسلم: ٦١٩٣]

بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید نے خبر دی، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا۔ اس پر ایک ڈول تھا جتنا اللہ نے چاہا میں نے اس میں سے پانی کھینچا، پھر اس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور انہوں نے بھی ایک یا ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر وہ بڑا ڈول بن گیا اور اسے عمر بن خطاب نے اٹھا لیا میں نے کسی ماہر کو عمر بن خطاب کی طرح ڈول کھینچتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کے لئے اونٹوں کے حوض بھر دیئے۔“ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنے تھانوں پر لے جا کر بیٹھا دیا۔

بَابُ الْإِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں آرام کرنا راحت لینا

٧٠٢٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ)). [راجع: ٣٦٦٤]

(٧٠٢٢) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں حوض پر ہوں اور لوگوں کو سیراب کر رہا ہوں پھر میرے پاس ابو بکر صدیق آئے اور مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا، پھر انہوں نے دو ڈول کھینچے ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر عمر بن خطاب آئے اور ان سے ڈول لے لیا اور برابر کھینچتے رہے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو کر چل دیئے اور حوض سے پانی لبالب ابل رہا تھا۔“

تشریح: وہ حضرات بہت ہی قابل تعریف ہیں جو خواب میں ہی رسول اللہ ﷺ کو آرام و راحت پہنچائیں وہ ہر دو بزرگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ قیامت تک کے لئے رسول کریم ﷺ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں محل دیکھنا

٧٠٢٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

(٧٠٢٣) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان

قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَنْبِ قَصْرٍ قُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ: أَعَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ؟ [راجع: ٣٢٤٢]

کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ بتایا کہ عمر بن خطاب کا، پھر میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہاں سے لوٹ گیا۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس پر رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

تشریح: آپ تو تمام مؤمنین کے ولی اور مثل والد بزرگوار کے ہیں۔ دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزیز بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں داماد اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہوتا ہے، اس پر کون غیرت کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بیوی کا نام ام سلیم رضی اللہ عنہا تھا وہ اس وقت تک زندہ تھیں بہر حال خواب میں محل دیکھنا مبارک ہے۔

٧٠٢٤۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ [بْنُ سُلَيْمَانَ] قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ)) قَالَ: وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ [راجع: ٣٦٧٩]

(۷۰۲۴) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک سونے کا محل مجھے نظر آیا۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اے ابن خطاب مجھے اس کے اندر جانے سے تمہاری غیرت نے روک دیا ہے جسے میں خوب جانتا ہوں۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

بَابُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا

٧٠٢٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ

(۷۰۲۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا وہاں ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا، پھر میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہاں سے لوٹ کر چلا آیا۔“ اس پر

مُدْبِرًا)) فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: عَلَيْكَ بِأَبِي [أَنْتَ] وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ؟ [راجع: ٣٢٤٢]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا آپ پر غیرت کروں گا؟

تشریح: نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو خواب میں وضو کرتے دیکھا یہی باب سے مناسبت ہے وہ عورت جسے اس حالت میں دیکھا جائے بڑی ہی قسمت والی ہوتی ہے۔

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

٧٠٢٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوْا: ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوْا: هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ)) وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ. [راجع: ٣٤٤٠]

باب: خواب میں کسی کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھنا

(۷۰۲۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اچانک ایک صاحب پر نظر پڑی، گندم گوں بال لٹکے ہوئے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لئے ہوئے تھے) ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پھر میں مڑا تو دیکھا دوسرا شخص سرخ، بھاری جسم والا، گھنگریالے بال والا اور ایک آنکھ سے کانا جیسے اس کی آنکھ پر خشک انگور ہو نظر پڑا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا: یہ دجال ہے دجال۔ اسکی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی یہ عبدالعزیٰ بنی مصطلق کا ایک آدمی تھا جو خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ

٧٠٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ عُمَرَ)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

باب: جب کسی نے اپنا بچا ہوا دودھ خواب میں کسی اور کو دیا

(۷۰۲۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے بیان کیا: ''میں سویا ہوا تھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے پاس لایا گیا اور اس میں سے اتنا پیا کہ سیرابی کو میں ہر رگ و پے میں پایا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔'' لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے اس کی تعبیر کیا کی؟ فرمایا: ''علم اس کی تعبیر

((الْعِلْمَ)). [راجع: ٨٢]

ہے۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم نبوی کے بھی پورے طور پر حامل تھے۔ بہت ہی برے ہیں وہ لوگ جو ایسے فدائے رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کریں اللہ ان کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔ خواب میں دودھ پینے سے علوم دین کی تحصیل اس کی تعبیر ہے۔

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں آدمی اپنے تئیں بے ڈر دیکھے

٧٠٢٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ: اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِيْ رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَنِيْ مَلَكَانِ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللَّهَ اللَّهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتَّى وَقَفُوْا نِيْ بِجَهَنَّمَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَأَرَى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوْسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا

(٧٠٢٨) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے عہد میں خواب دیکھتے تھے اور اسے آپ ﷺ سے بیان کرتے تھے نبی اکرم ﷺ اس کی تعبیر دیتے جیسا کہ اللہ چاہتا۔ میں اس وقت نوعمر تھا اور میرا گھر مسجد تھی یہ میری شادی سے پہلے کی بات ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا، چنانچہ میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ! اگر تو میرے اندر کوئی خیر و بھلائی جانتا ہے تو مجھے کوئی خواب دکھا۔ میں اسی حال میں (سو گیا اور میں نے دیکھا کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے۔ میں ان دونوں فرشتوں کے درمیان میں تھا اور اللہ سے دعا کرتا جارہا تھا کہ اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے دکھایا گیا (خواب ہی میں) کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور اس نے کہا ڈرو نہیں تم کتنے اچھے آدمی ہو اگر تم نماز زیادہ پڑھتے۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے اور جہنم کے کنارے پر لے جا کر مجھے کھڑا کر دیا تو جہنم ایک گول کنویں کی طرح تھی اور کنویں کے مٹکوں کی طرح اس کے بھی مٹکے تھے اور ہر دو مٹکوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور میں نے اس میں کچھ لوگ دیکھے جنہیں زنجیروں میں لٹکا دیا گیا تھا اور ان کے سر نیچے تھے۔ اور پاؤں اوپر ان میں سے بعض قریش کے لوگوں کو میں نے پہچانا بھی، پھر

بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ. [راجع: ٤٤٠]

وہ مجھے دائیں طرف لے کر چلے۔

٧٠٢٩۔ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)) فَقَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ. [راجع: ١١٢٢]

(۷۰۲۹) بعد میں میں نے اس کا ذکر اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے یہ سن کر فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔'' (اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا) نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب سے یہ خواب دیکھا وہ نفل نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

باب: خواب میں دائیں طرف لے جاتے دیکھنا

٧٠٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ. [راجع: ٤٤٠]

(۷۰۳۰) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان غیر شادی شدہ تھا تو مسجد نبوی میں سوتا تھا اور جو شخص بھی خواب دیکھتا وہ آنحضرت ﷺ سے اس کا تذکرہ کرتا۔ میں نے سوچا اے اللہ اگر تیرے نزدیک مجھ میں کوئی خیر ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا جس کی آنحضرت ﷺ مجھے تعبیر دیں۔ پھر میں سویا اور میں نے دو فرشتے دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے لے چلے۔ پھر ان دونوں سے تیسرا فرشتہ بھی آملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں تم نیک آدمی ہو، پھر وہ دونوں فرشتے مجھے جہنم کی طرف لے گئے تو وہ کنویں کی طرح تہ بتہ تھی اور اس میں کچھ لوگ تھے جن میں سے بعض کو میں نے پہچانا بھی، پھر وہ دونوں فرشتے مجھے دائیں طرف لے چلے، جب صبح ہوئی تو میں نے اس کا تذکرہ اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔

٧٠٣١۔ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. [راجع: ١١٢٢]

(۷۰۳۱) ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جب نبی اکرم ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔ کاش! وہ رات میں نماز زیادہ پڑھا کرتا۔'' زہری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد وہ رات میں نفلی نماز زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوجوانی کے نیک اعمال خداوند قدوس کو بہت زیادہ پسند ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابھی نوجوان تھے اور فرشتے ان کو نیک اعمال یعنی نماز نفل، تہجد کی طرف ترغیب دے رہے تھے۔

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

٧٠٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمَ)).

[راجع: ٨٢]

باب: خواب میں پیالہ دیکھنا

(۷۰۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمزہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس میں سے پیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا کی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''علم سے تعبیر لی۔''

بَابٌ: إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

٧٠٣٣- حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ [أَبُو عَبْدِاللَّهِ الْجَرْمِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ ابْنِ نَشِيطٍ، قَالَ: قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ: سَأَلْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ. [راجع: ٣٦٢٠]

باب: جب خواب میں کوئی چیز اڑتی ہوئی نظر آئے

(۷۰۳۳) مجھ سے سعید بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن عبیدہ بن نشیط نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جو انہوں نے بیان کیا۔

٧٠٣٤- فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ)) فَقَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ. [راجع: ٣٦٢١]

(۷۰۳۴) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ دو سونے کے کنگن میرے ہاتھ میں رکھے گئے ہیں تو مجھے اس سے تکلیف پہنچی اور ناگواری ہوئی، پھر مجھے اجازت دی گئی اور میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ دو جھوٹے پیدا ہوں گے۔'' عبیداللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک تو عنسی تھا جسے یمن میں فیروز نے قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ۔

بَابٌ: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

باب: جب گائے کو خواب میں ذبح ہوتے دیکھے

٧٠٣٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللَّهُ [بِهِ] بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [راجع: ٣٦٢٢]

(۷۰۳۵) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے، ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں۔ میرا ذہن اس طرف گیا کہ یہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ مدینہ، یعنی یثرب ہے اور میں نے خواب میں گائے دیکھی (ذبح کی ہوئی) اور یہ آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے کہ اور اللہ کے ہاں ہی خیر ہے تو اس کی تعبیر ان مسلمانوں کی صورت میں آئی جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خیر اور سچائی کے ثواب کی صورت میں دیا، یعنی وہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد (دوسری فتوحات کی صورت میں) دی۔“

تشریح: یمامہ مکہ اور یمن کے درمیان ایک بستی ہے۔ ہجر بحرین کا پایہ تخت تھا یا یمن کا ایک شہر۔ اس روایت میں گائے کے ذبح ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو مسند احمد میں ہے۔ اس میں صاف یوں ہے بقرالنحر تو باب کی مطابقت حاصل ہوگئی۔ گائے کا اس حال میں خواب میں دیکھنا کچھ بے گناہ لوگوں کا دکھ میں مبتلا ہونا مراد ہے جیسا کہ جنگ احد میں ہوا۔ خیر سے مراد وہ فتوحات ہیں جو بعد میں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

باب: خواب میں پھونک مارتے دیکھنا

٧٠٣٦- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ)). [راجع: ٢٣٨]

(۷۰۳۶) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے ہمام بن منبہ نے بیان کیا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم سب امتوں سے آخری امت اور سب امتوں سے پہلی امت ہیں۔“

٧٠٣٧- وَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوْتِيْتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوَضَعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا [فَطَارَا] فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ)). [راجع: ٣٦٢١]

(۷۰۳۷) اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن رکھ دیئے گئے جو مجھے بہت شاق گزرے، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جن کے درمیان میں میں ہوں ایک صنعاء کا اور دوسرا یمامہ کا۔“

تشریح: صنعاء میں ایک شخص اسود عنسی نامی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے بھی یہی ڈھونگ رچایا۔ اللہ نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا۔ لفظ فنفخه کے ذیل میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وفی ذلك اشارة الی حقارة امرهما لان شان الذی ینفخ فیذهب بالنفخ ان یکون فی غایة الحقارة ...... الخ۔" (فتح ج١١، ص٥٢٤) یعنی آپ کے پھونک دینے میں ان دونوں کی حقارت پر اشارہ ہے۔ اس لئے پھونکنے کی کیفیت میں ہے کہ جس چیز کو پھونکا جائے وہ پھونکنے سے چلی جائے وہ چیز انتہائی حقیر اور کمزور ہوتی ہے جیسے ریت مٹی ہاتھوں کے اوپر سے پھونک سے اڑا دیتے ہیں دو سونے کے کنگن نظر آئے جو پھونکنے سے فوراً اڑ گئے اور ختم ہو گئے۔ اسود عنسی کو فیروز نے یمن میں ختم کیا اور مسیلمہ کذاب جنگ یمامہ میں وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ختم ہوا ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (١٧/ الاسراء: ٨١)

بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

٧٠٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا)). [طرفاه في: ٧٠٣٩، ٧٠٤٠] [ترمذي: ٢٢٩٠؛ ابن ماجه: ٣٩٢٤]

باب: جب کسی نے دیکھا کہ اس نے کوئی چیز کسی طاق سے نکالی اور اسے دوسری جگہ رکھ دیا

(٧٠٣٨) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے دیکھا جیسے ایک سیاہ عورت پراگندہ بال، مدینہ سے نکلی اور مہیعہ میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ نامی بستی میں چلی گئی۔"

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ

٧٠٣٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَدِينَةِ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ)) وَهِيَ الْجُحْفَةُ. [راجع: ٧٠٣٨]

باب: سیاہ عورت کو خواب میں دیکھنا

(٧٠٣٩) ہم سے ابوبکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں خواب کے سلسلے میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) "میں نے ایک پراگندہ بال، سیاہ عورت دیکھی کہ وہ مدینہ سے نکل کر مہیعہ چلی گئی، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وباء مہیعہ منتقل ہو گئی ہے۔" مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

٧٠٤٠ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا)). [راجع: ٧٠٣٨]

باب: پراگندہ بال عورت خواب میں دیکھنا

(٧٠٤٠) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایک پراگندہ بال کالی عورت دیکھی جو مدینہ سے نکلی اور مہیعہ میں جا کر ٹھہر گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ یعنی جحفہ منتقل، ہوگئی۔''

تشریح: "قال المهلب هذه الرؤيا من قسم الرؤيا المعبرة وهى مما ضرب به المثل ووجه التمثيل انه شق من اسم السوداء السوء والداء فتاول خروجها بما جمع اسمها۔" (فتح الباری ج١٢/ ص٥٢٧) یعنی مہلب نے کہا کہ خواب خود تعبیر شدہ ہے اس میں سوداء نامی سیاہ عورت کو دیکھا گیا جو لفظ سوء یعنی برائی اور داء بمعنی بیماری ہے پس اس کا نام ہی ایسا ہے جس سے خود تعبیر ظاہر ہے بری بیماری مدینہ سے نکل کر جحفہ نامی بستی میں چلی گئی جو مدینہ سے چھ میل دور ہے اس بستی کی آب وہوا آج تک خراب اور مرطوب ہے اور الحمدللہ مدینہ منورہ کی آب وہوا بہت عمدہ اور صحت بخش ہے۔

بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

٧٠٤١ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ)). [راجع: ٣٦٢٢]

باب: جب خواب میں تلوار ہلائے

(٧٠٤١) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ ابن ابی ابردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے، مجھے یقین ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا: ''میں نے ایک تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر احد کی جنگ میں مسلمانوں کے شہید ہونے کی صورت میں سامنے آئی پھر دوبارہ میں نے اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی شکل ہوگئی۔ اس کی تعبیر فتح اور مسلمانوں کے اتفاق واجتماع کی صورت میں سامنے آئی۔''

تشریح: مہلب نے کہا کہ اس خواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حملوں کو تلوار سے تعبیر کیا گیا اور اس کے ہلانے سے نبی کریم ﷺ کا اسوہ جنگ مراد ہے اور ٹوٹنے سے مراد وہ جانی نقصان جو جنگ میں پیش آیا اور جوڑنے سے احد کے بعد مسلمانوں کا پھر متحد ہو کر جنگ کے لئے تیار ہونا اور کامیابی حاصل کرنا۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

باب: جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا

٧٠٤٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)).

(۷۰۴۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے ان سے ایوب نے ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے دو جو کے دانوں کو قیامت کے دن جوڑنے کے لئے کہا جائے گا اور وہ اسے ہرگز نہیں کر سکے گا (اس لئے مار کھاتا رہے گا) اور جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لئے کان لگائے جو اسے پسند نہیں کرتے یا اس سے بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جو کوئی تصویر بنائے گا اسے عذاب دیا جائے گا اور اس پر زور دیا جائے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے جو وہ نہیں کر سکے گا۔''

قَالَ سُفْيَانُ: وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوْبُ [راجع:٢٢٢٥]

[ابوداود:٥٠٢٤؛ نسائي:٥٣٧٥]

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ: مَنْ كَذَبَ فِيْ رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ.

اور سفیان نے کہا کہ ہم سے ایوب نے یہ حدیث موصولاً بیان کی اور قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جو اپنے خواب کے سلسلے میں جھوٹ بولے۔ اور شعبہ نے کہا ان سے ابوہاشم رمانی نے، انہوں نے عکرمہ سے سنا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص مورت بنائے، جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے، جو شخص کان لگا کر دوسروں کی باتیں سنے۔

تشریح: یعنی یہی حدیث نقل کی ہے۔

حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ. تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ.

[راجع: ٢٢٢٥]

مجھ سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو کسی کی بات کان لگا کر سننے کے پیچھے لگا اور جس نے غلط خواب بیان کیا اور جس نے تصویر بنائی (ایسی ہی حدیث نقل کی موقوفاً ابن عباس سے) خالد حذاء کے ساتھ اس حدیث کو ہشام بن فردوسی نے بھی عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا۔

٧٠٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ

(۷۰۴۳) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ)).

بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان خواب میں ایسی چیز کے دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔“

تشریح: لفظ افریٰ اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا جھوٹ ”قال ابن بطال الفرية الكذب العظيمة يتعجب منها۔“ یعنی تعجب خیز بہت بڑے جھوٹ کو کہتے ہیں۔ یہ جھوٹا خواب بنانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

بَابٌ: إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

باب: جب کوئی برا خواب دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے اور نہ اس کا کسی سے ذکر کرے

٧٠٤٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يَقُولُ: لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللَّهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)).

[راجع: ٣٢٩٢]

(۷۰۴۴) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدربہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا، انہوں نے کہ میں (برے) خواب دیکھتا تھا اور اس کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا تھا۔ آخر میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی خواب دیکھتا اور میں بھی بیمار پڑ جاتا۔ آخر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں، پس جب کوئی اچھے خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اسے عزیز ہو اور جب برا خواب دیکھے تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور شیطان کے شر سے اور تین مرتبہ تھوتھو کر دے اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرے، پس وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔“

٧٠٤٥ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ [بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ] عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ

(۷۰۴۵) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس پر اسے اللہ کی تعریف کرنی چاہیے اور اسے بیان بھی کرنا چاہیے اور جب کوئی خواب ایسا دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، کیونکہ وہ

شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)).

[راجع: ٦٩٨٥]

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

٧٠٤٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ! لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اعْبُرْ)) قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهُ فَيَعْلُوْ بِهِ فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَبْتَ بَعْضًا

اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

باب: اگر پہلی تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا

(۷۰۴۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ کوئی زیادہ اور کوئی کم اور ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پہلے آپ نے آ کر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے، پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے، پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعے چڑھ گئے پھر وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! مجھے اجازت دیجئے، میں اس کی تعبیر بیان کردوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیان کرو۔“ انہوں نے کہا، سایہ سے مراد دین اسلام اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی شیرینی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں، بعض کم اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد وہ سچا طریق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعے اللہ آپ کو اٹھا لے گا، پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب آپ کے خلیفہ اول اسے پکڑیں گے وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے، پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے ان کا بھی یہی حال ہو گا، پھر چوتھے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا وہ بھی چڑھ جائیں گے۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان

وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ)).

[راجع: ٧٠٠٠]

ہوں! مجھے بتایئے کیا میں نے جو تعبیر کی ہے وہ غلط ہے یا صحیح۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بعض حصہ کی صحیح تعبیر کی ہے اور بعض کی غلط۔'' حضرت ابو بکر ؓ نے عرض کیا: پس واللہ! آپ میری غلطی کو ظاہر فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم نہ کھاؤ۔''

تشریح: اس خواب کی تفصیل بیان کرنے میں بڑے بڑے اندیشے تھے۔ اس لئے آپ نے سکوت مناسب سمجھا۔ اس خواب سے آپ کو رنج ہوا کہ ایک خلیفہ میرا آفتوں میں گرفتار ہوگا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

"وقال المهلب توجيه تعبير ابى بكر ان الظلة نعمة من نعم الله على اهل الجنة وكذالك كانت على بنى اسرائيل...... الخ۔"(فتح جلد ١٢/ ص٥٣٩) یعنی مہلب نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی تعبیر کی توجیہ یہ ہے کہ سایہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر اللہ نے بادلوں کا سایہ ڈالا۔ ایسا ہی اہل جنت پر سایہ ہوگا اسلام ایسا ہی مبارک سایہ ہے جس کے سایہ میں مسلمان کو تکالیف سے نجات ملتی ہے اور اس کو دنیا اور آخرت میں نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اسی طرح شہد میں شفا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ایسا ہی قرآن مجید بھی شفا ہے۔ ﴿شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۱۷/ الاسراء: ۸۲) وہ سننے میں شہد جیسی حلاوت رکھتا ہے۔

بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

باب: صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر بیان کرنا

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری ؒ کی غرض یہ ہے کہ یہ جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عورت سے خواب بیان کرنا نہ چاہیے، نہ سورج نکلنے سے پہلے تو ان کا یہ کہنا بے دلیل ہے حدیث ذیل میں آپ ﷺ نے سورج نکلنے سے پہلے خواب صحابہ کرام ؓ کے سامنے بیان فرمایا۔ یہی باب سے مناسبت ہے۔ حدیث ذیل میں کئی دوزخیوں کا حال ذکر ہوا ہے ہر مسلمان کو ان سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے" تعبير الرؤيا بعد صلوة الصبح فيه اشارة الى ضعف ما اخرجه عبدالرزاق عن معمر عن سعيد بن عبدالرحمن عن بعض علماء هم قال لا تقصص رؤياك على امراة ان تخبربها حتى تطلع الشمس...... الخ۔" (فتح جلد١٢/ ص٥٤٤)

٧٠٤٧۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا سَمُرَةُ ابْنُ جُنْدَبٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ لِأَصْحَابِهِ: ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ؟)) قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: ((إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ

(۷۰۴۷) مجھ سے ابو ہشام مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم سے عوف نے، ان سے ابو رجاء نے، کہا ہم سے سمرہ بن جندب ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ جو باتیں صحابہ ؓ سے اکثر کیا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھی: ''تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔'' بیان کیا کہ پھر جو چاہتا اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا اور آپ ﷺ نے ایک صبح کو فرمایا: ''رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لئے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا

مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى۔ قَالَ: ۔ قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَانِ؟۔ قَالَ: ۔ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ۔ قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ: ۔ فَيَشُقُّ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ۔ قَالَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ۔ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ۔ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ۔ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً

سر اس سے پھٹ جاتا، پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھا لاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آئیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان دونوں سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا کہ مجھ سے انہوں نے کہا کہ آگے بڑھو آگے بڑھو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ (عوف نے) بیان کیا کہ بعض دفعہ ابو رجاء (راوی حدیث نے) "فیشق" کہا، (رسول اللہ ﷺ نے) بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اس طرح برابر ہو رہا ہے) فرمایا کہ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو، آگے چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) چنانچہ ہم آگے چلے پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی کہا کہ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چلو چلو۔ فرمایا کہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا وہ

وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ: قَالَا لِي: ارْقَ فِيهَا قَالَ: فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ: قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ قَالَ: وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ: قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ

پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ آگے چلو آگے چلو فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے جتنے بد صورت تم نے دیکھے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ بدصورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے اس باغ کے درمیان میں بہت لمبا ایک شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لئے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے (آنحضرت ﷺ نے) نے فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے یہ بچے کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے، میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھئے ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا۔ وہ ہمارے لئے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی اس کا پانی انتہائی سفید تھا وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا کہ ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا کہ میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا فرمایا کہ انہوں

وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ: فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ: قَالَا لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ قَالَا: أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ قَالَ: قَالَا لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرْآةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ))

نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔ پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے اور وہ شخص جو بد صورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی ہے اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔"

قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرًا مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ)). [راجع:٨٤٥]

بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں) اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔"

تشریح: نبیوں کے خواب بھی وحی کا حکم رکھتے ہیں اس عظیم خواب کے اندر نبی کریم ﷺ کو بہت سے دوزخیوں کے عذاب کے نظارے دکھلائے گئے۔ پہلا شخص قرآن شریف پڑھا ہوا، حافظ، قاری مولوی تھا جو نماز کی ادائیگی میں مستعد نہیں تھا۔ دوسرا شخص جھوٹی باتیں پھیلانے والا افواہیں اڑانے والا، جھوٹی احادیث بیان کرنے والا تھا۔ تیسرے زنا کار مرد اور عورتیں تھیں جو ایک تنور کی شکل میں دوزخ کے عذاب میں گرفتار تھے۔ خون اور پیپ کی نہر میں غوطہ لگانے والا سود، بیاج کھانے والا انسان تھا۔ بدصورت انسان دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والا دوزخ کا داروغہ تھا۔ عظیم طویل بزرگ ترین انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جن کے اردگرد معصوم بچے بچیاں تھیں جو بچپن ہی میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں وہ سب حضرت سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے زیر سایہ جنت میں کھیلتے پلتے ہیں۔ یہ ساری حدیث بڑے ہی غور سے مطالعہ کے قابل ہے اللہ پاک ہر مسلمان کو اس سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ مشرکین اور کفار کے معصوم بچوں کے بارے میں اختلاف ہے مگر بہتر ہے کہ اس بارے میں سکوت اختیار کر کے معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیا جائے ایسے جزوی اختلاف کو بھول جانا آج وقت کا اہم ترین تقاضا ہے اس حدیث پر پارہ نمبر ۲۸ کا اختتام ہو جاتا ہے سارا پارہ اہم مضامین پر مشتمل ہے جن کی پوری تفاصیل کے لئے دفاتر درکار ہیں جن میں سیاسی اخلاقی، سماجی، مذہبی، فقہی بہت سے مضامین شامل ہیں۔ مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اونچے پایہ کے لائق ترین قائد انسانیت کی پاکیزہ مجلس ہے جس میں انسانیت کے اہم مسائل کا تذکرہ مختلف عنوانات سے ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ آخر میں خوابوں کی تعبیرات کے مسائل ہیں جو انسان کی روحانی زندگی سے بہت زیادہ تعلقات رکھتے ہیں۔ انسانی تاریخ میں کتنے انسانوں کے ایسے حالات ملتے ہیں کہ محض خواب کی بنا پر ان کی دنیا عظیم ترین حالات میں تبدیل ہوگئی اور یہ چیز کچھ اہل اسلام ہی سے متعلق نہیں ہے بلکہ اغیار میں بھی خوابوں کی دنیا مسلم ہے۔ یہاں جو تعبیرات بیان کی گئی ہیں وہ سب حقائق ہیں جن کی صحت میں ایک ذرہ برابر بھی شک وشبہ کی کسی مؤمن مرد وعورت کے لئے گنجائش نہیں ہے۔

یا اللہ: آج اس پارہ اٹھائیس کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں اس میں جہاں بھی قلم لغزش کھا گئی ہو اور کوئی لفظ کوئی جملہ کوئی مسئلہ تیری اور تیرے حبیب رسول کریم ﷺ کی مرضی کے خلاف قلم پر آ گیا ہو میں نہایت عاجزی وانکساری سے تیرے دربار عالیہ میں اس کی معافی کے لئے درخواست پیش کرتا ہوں۔ ایک نہایت عاجز، کمزور، مریض، گناہگار، تیرا حقیر ترین بندہ ہوں جس سے قدم قدم لغزشوں کا امکان ہے اس لئے میرے پروردگار تو اس غلطی کو معاف فرما دے اور اپنے رسالت مآب ﷺ کے ارشادات عالیہ کے اس عظیم پاکیزہ ذخیرے کی اس خدمت کو قبول فرما کر قبول عام عطا کر دے اور اسے نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے جملہ معزز شائقین اور کاتبین کے لئے میرے ماں باپ اور اہل وعیال کے لئے اور میرے سارے معزز معاونین کرام کے لئے اسے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرما کر اسے تمام شائقین کرام کے لئے ذریعہ سعادت دارین بنا۔ آمین ثم آمین یارب العالمين وصل وسلم على حبيبك سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

محمد داؤد راز

مقیم مسجد اہلحدیث نمبر: ۴۱۲۱ اجمیری گیٹ دہلی بھارت

۲۳/صفر المظفر سنہ ۱۳۹۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کے بیان میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾. [الأنفال: ٢٥]

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ انفال میں یہ فرمانا:

''ڈرو اس فتنہ سے جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا'' (بلکہ ظالم و غیر ظالم عام خاص سب اس میں پس جاتے ہیں) اس کا بیان

اور آنحضرت ﷺ جو اپنی امت کو فتنوں سے ڈراتے اس کا ذکر۔

تشریح: فتنے سے مراد یہاں ہر ایک آفت ہے دینی ہو یا دنیاوی لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تا کہ اس کا کھرا یا کھوٹا پن معلوم ہو۔ کبھی فتنہ عذاب کے معنی میں آتا ہے جیسے اس آیت میں ﴿ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ﴾ (۵۱/ الذاریات: ۱۴) کبھی آزمانے کے معنی میں۔ یہاں فتنے سے مراد گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی اور مداہنت کرنا، پھوٹ، نا اتفاقی، بدعت کا شیوع، جہاد میں سستی وغیرہ۔ امام احمد اور بزار ؒ نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر ؒ سے نکالا کہ میں نے جنگ جمل کے دن زبیر ؓ سے کہا تم ہی لوگوں نے تو حضرت عثمان ؓ کو نہ بچایا وہ شہید ہو گئے اب ان کے خون کا دعویٰ کرنے آئے ہو۔ زبیر ؓ نے کہا ہم نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ (۸/ الانفال/ ۲۵) اور یہ گمان نہ تھا کہ ہم ہی لوگ اس فتنے میں مبتلا ہوں گے یہاں تک جو ہونا تھا وہ ہوا یعنی اس بلا میں ہم لوگ خود گرفتار ہوئے۔

یہ اللہ پاک کا محض فضل و کرم ہے کہ حد سے زیادہ نامساعد حالات میں بھی نظر ثانی کے بعد آج یہ پارہ کاتب صاحب کے حوالہ کر رہا ہوں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ خیریت کے ساتھ تکمیل صحیح بخاری کا شرف عطا فرمائے اور اس خدمت عظیم کا ذریعہ نجات اخروی بنائے اور شفاعت رسول کریم ﷺ سے بہرہ اندوز کرے۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا آمين يا رب العالمين۔

٧٠٤٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُوْنِي فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي فَيُقَالُ: لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى)) قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ

(۷۰۴۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن سری نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔'' ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے

عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ. [راجع: ٦٥٩٣]

وقت دعا کرتے: ''اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنہ میں پڑ جائیں۔''

تشریح: ان احادیث کا مطالعہ کرنے والوں کو غور کرنا ہوگا کہ وہ کسی قسم کی بدعت میں مبتلا ہو کر شفاعت رسول کریم ﷺ سے محروم نہ ہو جائیں بدعت وہ بدترین کام ہے جس سے ایک مسلمان کے سارے نیک اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور بدعتی حوض کوثر اور شفاعت نبوی سے محروم ہو کر خائب وخاسر ہو جائیں گے یا اللہ! ہر بدعت اور ہر برے کام سے بچا، آمین۔ یا اللہ! اس حدیث پر ہم بھی تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یعنی دین سے بے دین ہو جائیں یا فتنہ میں پڑ کر ہم تباہ ہو جائیں۔ یا اللہ! ہماری بھی یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

٧٠٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَصْحَابِي، يَقُولُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ)). [راجع: ٦٥٧٥]

(۷۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے ابووائل کے غلام مغیرہ بن مقسم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے لئے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے کھینچ لیا جائے گا میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا نئی باتیں نکال لی تھیں۔''

تشریح: نئی باتوں سے بدعات مروجہ مراد ہیں جیسے تیجہ، فاتحہ، چہلم، تعزیہ پرستی، عرس، قوالی وغیرہ وغیرہ اللہ سب بدعات سے بچائے۔ آمین

٧٠٥٠، ٧٠٥١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَمَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)) قَالَ أَبُوحَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا

(۷۰۵۰،۵۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں گا جو وہاں پہنچے گا تو اس کا پانی پیئے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔'' ابوحازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے سہل رضی اللہ عنہ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی ابوسعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ مجھ

بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ)). [راجع: ٦٥٨٣، ٦٥٨٤] [مسلم: ٥٩٦٨]

میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔"

تشریح: یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہوگا اگر بدعتی یا دوسرے گناہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں۔ معاذ اللہ دین میں نئی بات یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے ان بدعتیوں کو پہلے نبی کریم ﷺ کے پاس لا کر پھر جو ہٹا لیے جائیں گے، اس سے یہ مقصود ہوگا کہ ان کو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں:

قسمت کی بدنصیبی ٹوٹی کہاں کمند دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

یا اس لئے کہ دوسرے مسلمانوں ان کا حال پر اختلال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ بدعت سے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا))

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمانا کہ "میرے بعد تم بعض کام دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے"

وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ)). [راجع: ٤٣٣٠]

اور عبداللہ بن زید بن عامر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (انصار سے) یہ بھی فرمایا: "تم ان کاموں پر صبر کرنا یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر آ کر مجھ سے ملو۔"

تشریح: کچھ باتیں اپنی مرضی کے خلاف دیکھو گے ان پر صبر کرنا اور امت میں اتفاق کو قائم رکھنا۔

٧٠٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ [الْقَطَّانُ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ)). [راجع: ٣٦٠٣]

(٧٠٥٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: "تم میرے بعد بعض کام ایسے دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس سلسلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "انہیں ان کا حق ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔"

تشریح: یعنی اللہ سے دعا کرو کہ اللہ ان کو انصاف اور حق رسانے کی توفیق دے۔ جیسے ثوری رحمہ اللہ کی روایت میں ہے یا اللہ ان کے بدل تم پر دوسرے حاکم جو عادل اور منصف ہوں مقرر کرے۔ مسلم اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ یا رسول اللہ! ہم ان سے لڑیں نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ معلوم ہوا کہ جب مسلمان حاکم نماز پڑھنا بھی چھوڑ دے تو پھر اس سے لڑنا اور اس کا خلاف کرنا درست ہو گیا۔ بے نمازی حاکم کی اطاعت ضروری نہیں ہے اس پر تمام اہل حدیث کا اتفاق ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جاہلیت والوں کی طرح مرے گا یعنی جیسے جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کا بھی نہ ہوگا دوسری روایت میں یوں ہے جو شخص جماعت

سے بالشت برابر جدا ہو گیا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا حاکم گو ظالم یا فاسق ہو اس سے بغاوت کرنا درست نہیں البتہ اگر صریح کفر اختیار کرے تب اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جس کو قدرت ہو اس کو اس پر جہاد کرنا واجب ہے۔ آج کل کے بعض ائمہ مساجد لوگوں سے اپنی امامت کی بیعت لے کر بیعت نہ کرنے والوں کو جاہلیت کی موت کا فتویٰ سناتے ہیں اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں یہ سب فریب خوردہ ہیں۔ یہاں مراد خلیفہ اسلام ہے، جو صحیح معنوں میں اسلامی طور پر صاحب اقتدار ہو۔

٧٠٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). [طرفاه في: ٧٠٥٤، ٧١٤٣] [مسلم: ٤٧٩٠]

(٧٠٥٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے جعد صیرفی نے، ان سے ابو رجاء عطاردی نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسند بات دیکھے تو صبر کرے (خلیفہ) کی **اطاعت سے اگر کوئی** بالشت بھر بھی باہر نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔“

تشریح: خلیفہ اسلام کی اطاعت سے مقصد یہ ہے کہ معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر قانون شکنی کر کے لاقانونیت نہ پیدا کی جائے ورنہ عہد جاہلیت کی یاد تازہ ہو جائے گی فتنہ وفساد زور پکڑ جائے گا۔

٧٠٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). [راجع: ٧٠٥٣]

(٧٠٥٤) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے جعد ابو عثمان نے بیان کیا، ان سے ابو رجاء عطاردی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے امیر کی کوئی ناپسند چیز دیکھی تو اسے چاہیے کہ صبر کرے اس لئے کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی اختیار کی اور اسی حال میں مرا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔“

تشریح: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ گو تم اپنے تئیں حکومت کا حق دار سمجھو جب بھی اس رائے پر نہ چلو بلکہ حاکم وقت کی اطاعت کرو، اس کا حکم سنو، یہاں تک کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو بن لڑے بھڑے تم کو حکومت مل جائے۔ ابن حبان اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے گو یہ حاکم تمہارا مال کھائے، تمہاری پیٹھ پر مار لگائے، یعنی جب بھی صبر کرو اگر کفر کرے تو اس سے لڑنے پر تم کو مؤاخذہ نہ ہو گا۔ دوسری روایت میں یوں ہے جب تک وہ تم کو صاف اور صریح گناہ کی بات کا حکم نہ دے۔ تیسری روایت میں ہے جو حاکم اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جو تم کو ایسی باتوں کا حکم کریں گے جن کو تم نہیں پہچانتے اور ایسے کام کریں گے جن کو تم برا جانتے ہو تو ایسے حاکموں کی اطاعت کرنا تم کو ضروری نہیں یہ جو فرمایا اللہ کے پاس تم کو دلیل مل جائیگی یعنی اس سے لڑنے اور اس کی مخالفت کرنے کی سند تم کو مل جائے گی۔ اس سے یہ نکلا کہ جب تک حاکم کے قول وفعل کی تاویل شرعی ہو سکے اس وقت تک اس سے لڑنا یا اس پر خروج کرنا جائز نہیں البتہ اگر صاف و صریح وہ شرع کے مخالف حکم دے اور قواعد اسلام کے برخلاف چلے جب تو اس پر اعتراض کرنا اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑنا درست ہے۔ داؤدی نے کہا اگر ظالم حاکم کا معزول کرنا بغیر فتنہ اور فساد کے ممکن ہو تب تو واجب ہے کہ وہ معزول کر دیا جائے ورنہ صبر کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا ابتداءً فاسق کو حاکم بنانا

درست نہیں اگر حکومت ملتے وقت عادل ہو پھر فاسق ہو جائے اس پر خروج کرنے میں علما کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خروج اس وقت تک جائز نہیں جب تک علانیہ کفر نہ کرے، اگر علانیہ کفر کی باتیں کرنے لگے اس وقت اس کو معزول کرنا واجب ہے۔

٧٠٥٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللَّهُ حَدِّثْنَا بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ. [راجع: ١٨] [مسلم: ٤٧٧١]

(۷۰۵۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبداللہ نے، ان سے بسر بن سعد نے، ان سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے وہ مریض تھے اور ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے کوئی حدیث بیان کیجئے جس کا نفع آپ کو اللہ تعالیٰ پہنچائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے لیلۃ العقبہ میں سنا ہے کہ آپ نے ہمیں بلایا اور ہم نے آپ سے بیعت کی۔

٧٠٥٦- فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ. [طرفه في: ٧٢٠٠] [مسلم: ٤٧٦٨؛ نسائي: ٤١٦٠، ٤١٦١، ٤١٦٢، ٤١٦٣، ٤١٦٤، ٤١٦٥؛ ابن ماجه: ٢٨٦٦]

(۷۰۵۶) انہوں نے بیان کیا کہ جن باتوں کا آنحضرت ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں اگر وہ اعلانیہ کفر کریں تو تم کو اللہ کے پاس دلیل مل جائے گی۔

٧٠٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي)). [راجع: ٣٧٩٢]

(۷۰۵۷) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے، ایک صاحب (خود سیدنا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے فلاں عمرو بن عاص کو حاکم بنا دیا اور مجھے نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ انصاری میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے تو قیامت تک صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔''

تشریح: حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ اوسی لیلۃ العقبہ ثانیہ میں موجود تھے سنہ ۲ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میری امت کی تباہی چند بیوقوف لڑکوں کی حکومت سے ہوگی''

٧٠٥٨ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ ﷺ يَقُولُ: ((هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى أَيْدِي غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)) فَقَالَ مَرْوَانُ: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكُوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا: عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا: أَنْتَ أَعْلَمُ. [راجع: ٣٦٠٤]

(٧٠٥٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے دادا سعید نے خبر دی، کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صادق ومصدوق سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی تباہی قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ سے ہوگی۔'' مروان نے اس پر کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ان کے خاندان کے نام لے کر بتلانا چاہوں تو بتلا سکتا ہوں، پھر جب بنی مروان شام کی حکومت پر قابض ہو گئے تو میں اپنے دادا کے ساتھ ان کی طرف جاتا تھا جب وہاں انہوں نے نوجوان لڑکوں کو دیکھا تو کہا کہ شاید یہ انہی میں سے ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ کو زیادہ علم ہے۔

تشریح: انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام نبی کریم ﷺ سے سنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ قسطلانی نے کہا اس بلا سے مراد وہ اختلاف ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اخیر خلافت میں ہوا یا وہ جنگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا ہے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے۔ اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اور اگر نہ مانو تو وہ تم کو تباہ کر دیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''ایک بلا سے جو نزدیک آ گئی ہے عرب کی خرابی ہونے والی ہے''

٧٠٥٩ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)) وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةً

(٧٠٥٩) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عربوں کی تباہی اس بلا سے ہوگی جو قریب ہی آ لگی ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے اتنا سوراخ ہو گیا۔'' اور سفیان نے نوے یا سو کے عدد کے لئے انگلی باندھی پوچھا گیا کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو

إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). [راجع: ٣٣٤٦]

جائیں گے کہ ہم میں صالحین بھی ہوں گے؟ فرمایا: ''ہاں، جب بدکاری بڑھ جائے گی (تو ایسا ہی ہوگا)۔''

تشریح: نوے کا اشارہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی کی نوک اس کی جڑ پر جمائی اور سو کا اشارہ بھی اس کے قریب قریب ہے۔ برائی سے مراد زنا یا اولاد زنا کی کثرت ہے دیگر فسق و فجور بھی مراد ہیں۔ یاجوج ماجوج کی سد نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اتنی کھل گئی تھی تو اب معلوم نہیں کتنی کھل گئی ہوگی اور ممکن ہے برابر ہو گئی ہو یا پہاڑوں میں چھپ گئی ہو اور جغرافیہ والوں کی نگاہ اس پر نہ پڑی ہو۔ یہ مولانا وحید الزمان کا خیال ہے۔ اپنے نزدیک واللہ اعلم بالصواب امنا بما قال رسول اللہ ﷺ۔

٧٠٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَحَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟)) قَالُوْا: لَا قَالَ: ((فَإِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ)). [راجع: ١٨٧٨]

(٧٠٦٠) ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینے کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے اور فرمایا: ''میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو؟'' لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں فتنوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں داخل ہو رہے ہیں۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور آپ کی جدائی کے بعد جلد فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قضاعی، ام ایمن کے بیٹے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے والد ماجد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو گود میں پالا تھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت کے محبوب حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور زید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے بہت محبوب غلام تھے وفات نبوی کے وقت ان کی عمر ٢٠ سال کی تھی اور بعد میں یہ وادی القریٰ میں رہنے لگے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہیں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امہات المومنین سے ہیں ان کی والدہ کا نام امیہ ہے جو عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی بیوی ہیں۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی اور سنہ ٥ھ میں یہ نبی کریم ﷺ کے حرم محترم میں داخل ہو گئی تھیں۔ کوئی عورت دینداری میں ان سے بہتر نہ تھی۔ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی، سب سے زیادہ سچ بولنے والی، سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں۔ وفات نبوی کے بعد آپ کی بیویوں میں سب سے پہلے سنہ ٢٠ یا ٢١ھ میں بعمر ٥٣ سال مدینہ میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

باب: فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان

٧٠٦١۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ

(٧٠٦١) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا اور لالچ دلوں میں

وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْمَ هُوَ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ الْقَتْلُ)) وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٥]

ڈال دی جائے گی اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔" لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ! یہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قتل، قتل۔" اور یونس، لیث اور زہری کے بھتیجے نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے حمید نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: یعنی لوگ عیش وعشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے، ان کا ایک سال ایسا گزرے گا جیسے ایک ماہ۔ ایک ماہ ایسے جیسے ایک ہفتہ ایک ہفتہ ایسے جیسے ایک دن یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے یا شر اور فساد نزدیک آ جائے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا یا دولت اور حکومتیں جلد جلد بدلنے اور مٹنے لگیں گی یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ میں سے برکت جاتی رہے گی جو کام اگلے لوگ ایک ماہ میں کرتے تھے وہ ایک سال میں بھی پورا نہ ہوگا۔ شعیب کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں اور یونس کی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں اور لیث کی روایت کو طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان چاروں نے معمر کا خلاف کیا۔ انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ اس حدیث میں حمید بیان کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں طریقوں کو صحیح سمجھا جب تو ایک طریق یہاں بیان کیا اور ایک کتاب الادب میں۔ کیونکہ احتمال ہے زہری نے اس حدیث کو سعید بن مسیب اور حمید دونوں سے سنا ہو۔

٧٠٦٢، ٧٠٦٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسَى، فَقَالَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ)) وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ. [طرفه في: ٧٠٦٤، ٧٠٦٥، ٧٠٦٦] [مسلم: ٦٧٨٨، ٦٧٨٩، ٦٧٩٠، ٦٧١٩؛ ترمذي: ٢٢٠٠؛ ابن ماجه: ٤٠٥٠، ٤٠٥١]

(۷۰۶۲، ۶۳) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ ان دونوں حضرات نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اتر پڑے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج بڑھ جائے گا۔" اور ہرج قتل ہے۔

٧٠٦٤- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: جَلَسَ عَبْدُاللّٰهِ وَأَبُوْ مُوْسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ)) وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ. [راجع:

(۷۰۶۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما بیٹھے اور گفتگو کرتے رہے، پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے جن میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت اتر پڑے گی اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔" اور ہرج قتل ہے۔

٧٠٦٣]

٧٠٦٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: إِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسَى، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشِ: الْقَتْلُ. [راجع: ٧٠٦٣]

(۷۰۶۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا اور ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود اور موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اسی طرح۔ ہرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

تشریح: حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ ہیں جو مکہ میں اسلام لائے اور ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے سنہ ۵۲ ھ میں وفات پائی۔ (رضی الله عنه وارضاه)۔ اور حبشی زبان میں ہرج قتل کے معنی میں ہے۔

٧٠٦٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ۔ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ۔ قَالَ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ)) قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ. [راجع: ٧٠٦٢]

(۷۰۶۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے واصل نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور میرا خیال ہے کہ اس حدیث کو انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہا کہ ”قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہوں گے، جن میں علم ختم ہو جائے گا اور جہالت غالب ہوگی۔“ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشی زبان میں ہرج بمعنی قتل ہے۔

٧٠٦٧ـ وَقَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِيْ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَيَّامَ الْهَرْجِ؟ نَحْوَهُ.

(۷۰۶۷) اور ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ وہ حدیث جانتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہرج کے دنوں وغیرہ کے متعلق بیان کی۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ)).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا: ”وہ بدبخت ترین لوگوں میں سے ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔“

تشریح: علم دین کا خاتمہ قیامت کی علامت ہے۔ جب علم دین اٹھ جائے گا شریر لوگ ہی رہ جائیں گے ان ہی پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

بَابٌ: لَا يَأْتِيْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

باب: ہر زمانے کے بعد دوسرے آنے والے زمانے کا اس سے بدتر آنا

٧٠٦٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ

(۷۰۶۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے زبیر بن عدی نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے

ابْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا يَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ: ((اصْبِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ)) سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ. [ترمذي:٢٢٠٦]

اور ان سے حجاج کے طرز عمل کی شکایت کی، انہوں نے کہا کہ ’’صبر کرو کیونکہ تم پر جو دور بھی آتا ہے تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے بھی برا ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔‘‘ میں نے یہ تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح: اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ کبھی کبھی بعد کا زمانہ اگلے زمانہ سے بہتر ہو جاتا ہے مثلاً کوئی بادشاہ عادل اور متبع سنت پیدا ہو گیا جیسے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جن کا زمانہ حجاج کے بعد تھا وہ نہایت عادل اور متبع سنت تھے کیونکہ ایک آدھ شخص کے پیدا ہونے سے اس زمانہ کی فضیلت اگلے زمانہ پر لازم نہیں آتی۔

٧٠٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ [بْنِ بِلَالٍ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ- يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ- لِكَيْ يُصَلِّيْنَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ١١٥]

(٧٠٦٩) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے۔ (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ہند بنت حارث الفراسیہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ’’اللہ کی ذات پاک ہے اللہ تعالیٰ نے کیا خزانے نازل کئے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں ان حجرہ والیوں کو کوئی بیدار کیوں نہ کرے آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ یہ نماز پڑھیں بہت سی دنیا میں کپڑے باریک پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔‘‘

تشریح: یہ وہ ہوں گی جو دنیا میں حد سے زیادہ باریک کپڑے پہنتی ہیں جس میں اندر کا جسم صاف نظر آتا ہے ایسی عورتیں قیامت کے دن ننگی اٹھیں گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ’’جو ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے‘‘

٧٠٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). [راجع: ٦٨٧٤] [مسلم: ٢٨٠]

(٧٠٧٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔‘‘

٧٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)). [مسلم: ٢٨٢؛ ترمذي: ١٤٥٩؛ ابن ماجه: ٢٥٧٧]

(۷۰۷۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔“

تشریح: بلکہ کافر ہے اگر مسلمان پر ہتھیار اٹھانا حلال جانتا ہے۔ اگر درست نہیں جانتا تو ہمارے طریق سنت پر نہیں ہے۔ اس لئے کیونکہ ایک امر حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

٧٠٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ)). [مسلم: ٦٦٦٨]

(۷۰۷۲) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن رافع نے) بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے، انہیں ہمام نے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھین لے اور پھر وہ کسی مسلمان کو مار کر اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔“

تشریح: اس طرح کہ دنیا سے دین کے عالم گزر جائیں گے اور جو لوگ باقی رہیں گے وہ ہمہ تن دنیا کے کمانے میں غرق ہوں گے، ان کو دینی علوم کا بالکل شوق ہی نہیں رہے گا۔ ہمارے زمانہ میں یہ آثار شروع ہو گئے ہیں۔ ہزارہا مسلمان اپنے بچوں کو صرف انگریزی تعلیم دلاتے ہیں، قرآن و حدیث سے بالکل بے بہرہ رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ کچھ کچھ جو دین کے عالم رہ گئے ہیں، قیامت کے قریب یہ بھی نہ رہیں گے۔ علم دین کو محض بے کار سمجھ کر اس کی تحصیل چھوڑ دیں گے، کیونکہ اچھے لوگ قیامت سے پہلے اٹھ جائیں گے۔ جیسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا جو حریر سے زیادہ ملائم ہوگی اس کے لگتے ہی جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اٹھ جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے قیامت تب تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔ اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ قیامت اچھے لوگوں پر بھی قائم ہوگی کیونکہ اس حدیث میں قیامت تک سے یہ مراد ہے کہ اس ہوا چلنے تک جس کے لگتے ہی ہر ایک مؤمن مر جائے گا اور کفار ہی دنیا میں رہ جائیں گے انہی پر قیامت آئے گی۔ (قسطلانی)

٧٠٧٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قُلْتُ لِعَمْرٍو: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ٤٥١]

(۷۰۷۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا: اے ابو محمد! تم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صاحب تیر لے کر مسجد میں سے گزرے تو ان سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تیر کی نوک کا خیال رکھو۔“ عمرو نے کہا ہاں! میں نے سنا ہے۔

٧٠٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ

(۷۰۷۴) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب

رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدَى نُصُوْلَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُوْلِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا. [راجع: ٤٥١] [مسلم: ٦٦٦٢]

مسجد میں تیر لے کر گزرے جن کے پھل باہر کو نکلے ہوئے تھے تو انہیں حکم دیا گیا کہ ان کی نوک کا خیال رکھیں کہ وہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دیں۔

٧٠٧٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا. أَوْ قَالَ: فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ. أَلَّا يُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ)).** [راجع: ٤٥٢]

(۷۰۷۵) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ اس کی نوک کا خیال رکھے یا آپ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے انہیں تھامے رہے۔ کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔“

تشریح: ان جملہ احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ ناحق خون ریزی کو کتنی بری نظر سے دیکھتے ہیں کہ قدم قدم پر اس بارے میں انتہائی احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی جس طرح بعض احکام کو ملحوظ رکھا ہے کاش ان احادیث کو بھی یاد رکھتے اور باہمی قتل و غارت سے پرہیز کرتے تو ملی حالات اس قدر خراب نہ ہوتے مگر صد افسوس کہ آج مسلمان ان خانہ جنگیوں کے نتیجہ میں صد ہا ٹولیوں میں تقسیم ہو کر اپنی طاقت تار تار کر چکا ہے۔ کاش یہ الفاظ کسی بھی دل والے بھائی کے دل میں اتر سکیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا: ”میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔“

٧٠٧٦ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).** [راجع: ٤٨] [مسلم: ٢٢٨؛ نسائي: ٤١٢٠؛ ابن ماجه: ٦٩]

(۷۰۷۶) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا، کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“

تشریح: یعنی بلاوجہ شرعی لڑنا کفر ہے۔ یعنی کافروں کا سا فعل ہے جیسے کافر مسلمانوں سے ناحق لڑتے ہیں ایسے ہی اس شخص نے بھی کیا گویا کافروں کی طرح عمل کیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان سے لڑا وہ کافر ہو گیا جیسے خارجیوں کا مذہب ہے اس لئے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ (۴۹/ الحجرات: ۹) اور دونوں گروہوں کو مومن قرار دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں لڑائیاں کیں گو ایک طرف والے خطائے اجتہادی میں تھے مگر کسی نے ان کو کافر نہیں کہا۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ والوں کے حق میں فرمایا "اخواننا بغوا علینا۔" خارجی مردود مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر سارے مسلمانوں کو کافر قرار دینے لگے بس اپنے ہی تئیں مسلمان سمجھے اور پھر یہ لطف کہ

ان خارجیوں ہی مردودوں نے مسلمانوں کے سردار جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے ہی قتل کیا۔ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان اور اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا۔ کہو جب یہ لوگ کافر ہوئے تو تم کو اسلام کہاں سے نصیب ہوا؟

٧٠٧٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ: ((يَقُولُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٤٢]

(٧٠٧٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے واقد نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

٧٠٧٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَلَا تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ - وَكَانَ كَذَلِكَ قَالَ: - لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

(٧٠٧٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بیان کیا اور ایک دوسرے شخص (حمید بن عبدالرحمٰن) سے بھی سنا جو میری نظر میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اچھے ہیں اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے لوگوں کو یوم النحر میں خطبہ دیا اور فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے یہ کونسا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ بیان کیا کہ (اس کے بعد آپ ﷺ کی خاموشی سے) ہم یہ سمجھے کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے پھر پوچھا: ''یہ کونسا شہر ہے؟ کیا یہ البلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہارا خون، تمہارے مال، تمہاری عزت اور تمہاری کھال تم پر اسی طرح حرمت والے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے کیا میں نے پہنچا دیا؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہنا، پس میرا یہ پیغام موجود لوگ غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں کیونکہ بہت سے پہنچانے والے اس پیغام کو اس تک پہنچائیں گے جو اس کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض بعض کی گردن مارنے لگو۔''

فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِينَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: أَشْرِفُوْا عَلَى أَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالُوْا: هَذَا أَبُوْبَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَحَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ. [راجع: ٦٧]قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: بَهَشْتُ يَعْنِيْ رَمَيْتُ.

پھر جب وہ دن آیا جب عبداللہ بن بن حضرمی کو جاریہ بن قدامہ نے ایک مکان میں گھیر کر جلا دیا تو جاریہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا ذرا ابوبکرہ کو تو جھانکو وہ کس حال میں ہے۔ انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں۔ عبدالرحمن بن ابی بکرہ کہتے ہیں مجھ سے میری والدہ ہالہ بنت غلیظ نے کہا کہ ابوبکرہ نے کہا، یعنی اگر یہ لوگ (جاریہ کے لشکر والے) میرے گھر میں بھی گھس آئیں اور مجھ کو مارنے لگیں تو بھی میں ان پر ایک بانس کی چھڑی بھی نہیں چلاؤں گا۔ ابوعبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (بَهَشْتُ) بمعنی رَمَيْتُ ہے۔

تشریح: چہ جائیکہ ہتھیار سے لڑوں کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سن چکے تھے کہ مسلمان کو مارنا اس سے لڑنا کفر ہے۔ عبداللہ بن عمرو حضرمی کا قصہ یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا بصرے میں آیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بصرے والوں کو بھی اغوا کر کے علی رضی اللہ عنہ کا مخالف کرا دے گویا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ سیاسی چال تھی۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو جاریہ بن قدامہ کو اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ حضرمی ایک مکان مین چھپ گیا۔ جاریہ نے اس کو گھیر لیا اور مکان میں آگ لگا دی اور حضرمی مکان سمیت جل کر خاک ہو گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۸ ہجری کا ہے اور ابن ابی شیبہ اور طبری نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے وہ وہاں سے نکلے اور زیاد بن سمیہ کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر عبداللہ بن عمرو حضرمی کو بھیجا کہ جا کر بصرے پر قبضہ کرے، وہ بنی تمیم کے محلہ میں اترا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جو لوگ تھے وہ اس کے شریک ہو گئے۔ زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر کی اور مدد چاہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے اعین بن عیینہ ایک شخص کو روانہ کیا لیکن وہ دغا سے مار ڈالا گیا پھر جاریہ بن قدامہ کو بھیجا، انہوں نے حضرمی کو اس کے چالیس یا ستر رفقا سمیت ایک مکان میں گھیر لیا اور اس میں آگ لگا دی۔ حضرمی اور اس کے ساتھی سب جل کر خاک ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

٧٠٧٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ١٧٣٩]

(٧٠٧٩) ہم سے احمد بن شکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔“

تشریح: منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ تھا کہ آپس میں لڑنا جھگڑا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے یہ کافروں کا طریقہ ہے پس تم ہرگز یہ شیوہ اختیار نہ کرنا مگر افسوس کہ مسلمان بہت جلد اس پیغام رسالت کو بھول گئے۔

٧٠٨٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ جَدِّهِ جَرِيْرٍ

(٧٠٨٠) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مدرک نے بیان کیا، کہا میں نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا، ان سے ان کے دادا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۲۱]

نے مجھ سے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ”لوگوں کو خاموش کردو۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔“

تشریح: قرون خیر میں ان احادیث نبوی کو بھلا دیا گیا اور جو بھی خانہ جنگیاں ہوئی ہیں وہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے بے حد افسوس ناک ہیں۔ آج چودھویں صدی کا خاتمہ ہے مگر ان باہمی خانہ جنگیوں کی یاد تازہ ہے بعد میں تقلیدی مذاہب نے بھی باہمی خانہ جنگی کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کو چار حصوں میں تقسیم کرلیا گیا اور ابھی تک یہ جھگڑے باقی ہیں۔ اللہ امت کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین یارب العالمین۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ))

باب: آنحضرت ﷺ کا فرمان کہ ”ایک ایسا فتنہ اٹھے گا جس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہو گا۔“

۷۰۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)). [راجع: ۳۶۰۱]

(۷۰۸۱) ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ان سے شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا ان میں چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا ان میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جو دور سے ان کی طرف جھانک کر بھی دیکھے گا تو وہ ان کو بھی سمیٹ لیں گے۔ اس وقت جس کسی کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا بچاؤ کا مقام مل سکے، پس وہ اس میں پناہ لے لے۔“

تشریح: تاکہ ان فتنوں سے محفوظ رہے۔ مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں آپس میں پیدا ہو اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ حق کس طرف ہے۔ ایسے وقت میں گوشہ نشینی بہتر ہے۔ بعض نے کہا اس شہر سے ہجرت کر جائے جہاں ایسا فتنہ واقع ہوا گر وہ آفت میں مبتلا ہو جائے اور کوئی اس کو مارنے آئے تو صبر کرے۔ مارا جائے لیکن مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھائے۔ بعض نے کہا اپنی جان و مال کو بچا سکتا ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے تو امام کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنا جائز ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا اکثر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے ساتھ ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باغی گروہ کا مقابلہ کیا اور یہی حق ہے مگر بعض صحابہ جیسے سعد اور ابن عمر اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم دونوں فریق سے الگ ہو کر گھر میں بیٹھے رہے۔

۷۰۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ

(۷۰۸۲) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)). [راجع: ٣٦٠١]

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے کہ ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اگر کوئی ان کی طرف دور سے بھی جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے بھی سمیٹ لیں گے ایسے وقت جو کوئی اس سے کوئی پناہ کی جگہ پالے اسے اس کی پناہ لے لینی چاہیے۔''

بَابٌ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

باب: جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

٧٠٨٣- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: خَرَجْتُ بِسِلَاحِيْ لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: أُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) قِيْلَ: هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ)).

(٧٠٨٣) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایک شخص نے جس کا نام نہیں بتایا، ان سے حسن بصری نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ باہمی فسادات کے دنوں میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے راستے میں ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے کی (جنگ جمل وصفین میں) مدد کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ لوٹ جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آجائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔'' پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا؟ (کہ وہ بھی ناری ہوگیا) فرمایا: ''وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔''

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِيْ بِهِ. فَقَالَا: إِنَّمَا رَوَى هَذَا الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ. [راجع: ٣١] [مسلم: ٧٢٥٥؛ نسائي: ٤١٢٧، ٤١٢٨؛ ابن ماجه: ٣٩٦٥]

حماد بن زید نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عبید سے ذکر کی، میرا مقصد تھا کہ یہ دونوں بھی مجھ سے یہ حدیث بیان کریں، ان دونوں نے کہا کہ اس حدیث کی روایت، حسن بصری نے احنف بن قیس سے اور انہوں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کی۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهَذَا. وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے یہی حدیث بیان کی اور مؤمل بن ہشام نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب، یونس، ہشام اور معلی بن زیاد نے حسن بصری سے بیان کیا، ان سے احنف بن قیس اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی

النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ [بْنِ حِرَاشٍ] عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ.

کریم ﷺ نے اور اس کی روایت معمر نے بھی ایوب سے کی ہے اور اس کی روایت بکار بن عبدالعزیز نے اپنے باپ سے کی اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اور غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ربعی بن حراش نے، ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور سفیان ثوری نے بھی اس حدیث کو منصور بن معتمر سے روایت کیا، پھر یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔

تشریح: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو نسائی میں یوں ہے: "اذا حمل الرجلان المسلمان السلاح احدهما على الآخر فهما على جرف جهنم فاذا قتل احدهما الاخر فهما فى النار۔" (ترجمہ وہی ہے جو مذکور ہوا) ہتھیار لے کر نکلنے والے احنف بن قیس تھے نہ کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ مطلب یہ کہ عمرو بن عبید نے غلطی کی جو احنف کا نام چھوڑ دیا۔ یہ فتنوں کا سلسلہ آج کل بھی جاری ہے جو جمہوری دور کی نام نہاد آزادی میں الیکشن کے دوران دیکھا جا سکتا ہے۔ سند میں جن کا نام نہیں لیا وہ بقول بعض عمرو بن عبید تھا۔ ایسے لاقانونی دور میں اپنی عزت اور جان کی حفاظت کا یہی راستہ بہتر ہے جو حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ سب متفرق ٹولیوں سے بالکل الگ ہو کر وقت گزاریں کسی باہمی جھگڑنے والی ٹولی میں شرکت نہ کریں خواہ نتیجہ میں کتنی ہی تکالیف کا سامنا ہو۔

بَابٌ: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

باب: جب کسی شخص کی امامت پر اعتماد نہ ہو تو لوگ کیا کریں؟

٧٠٨٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ: أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ)) قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ))

(۷۰۸۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جابر نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے بیان کیا، انہوں نے ابو ادریس خولانی سے سنا، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ہاں، لیکن اس خیر میں کمزوری ہوگی۔" میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہوگی؟ فرمایا: "کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں اچھی ہوں گی لیکن بعض

قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صِفْهُمْ لَنَا قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)). [راجع: ٣٦٠٦]

میں تم برائی دیکھو گے۔" میں نے پوچھا: کیا پھر دور خیر کے بعد دور شر آئے گا؟ فرمایا: "ہاں، جہنم کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں جھونک دیں گے۔" میں نے کہا یارسول اللہ! ان کی کچھ صفت بیان کیجئے۔ فرمایا: "وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔" میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: "مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔" میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا: "پھر ان تمام لوگوں سے الگ ہو کر، خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آ جائے۔"

تشریح: ① محدثین نے کہا کہ پہلی برائی سے وہ فتنے مراد ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئے اور دوسری بھلائی سے جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا زمانہ تھا وہ مراد ہے اور ان کے بعد اس زمانہ میں کوئی خلیفہ عادل ہوتا متبع سنت، کوئی ظالم ہوتا بدعتی جیسے خلفائے عباسیہ میں مامون الرشید بڑا ظالم گزرا پھر متوکل علی اللہ اچھا تھا۔ اس نے امام احمد رحمہ اللہ کو قید سے خلاصی دی اور معتزلہ کی خوب سرکوبی کی بعض نے کہا پہلی برائی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل دوسری بھلائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ مراد ہے اور دھوئیں سے خارجیوں اور رافضیوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری برائی سے بنی امیہ کا زمانہ ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر برا کہا جاتا ہے، میں (وحید الزماں رحمہ اللہ) کہتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس حدیث سے واللہ اعلم یہ ہے کہ ایک زمانہ تک تو جو نقشہ میرے زمانہ میں ہے یہی چلتا رہے گا اور بھلائی قائم رہے گی یعنی کتاب وسنت کی پیروی کرتے رہیں گے جیسے سنہ ۴۰۰ھ تک رہا اس کے بعد برائی پیدا ہوگی یعنی لوگ تقلید شخصی میں گرفتار ہو کر کتاب وسنت سے بالکل منہ موڑ لیں گے بلکہ قرآن وحدیث کی تحصیل بھی چھوڑ دیں گے۔ قرآن وحدیث کے بدل دوسری کتابیں پڑھنے لگیں گے۔ دین کے مسائل بعوض قرآن وحدیث کے ان کتابوں سے نکالے جائیں گے۔

② یعنی ان کی جماعت میں جا کر شریک ہونا ان کی تعداد بڑھانا منع ہے۔ ابویعلی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جو شخص کسی قوم کی جماعت کو بڑھائے وہ ان ہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے کاموں سے راضی ہو وہ گویا خود وہ کام کر رہا ہے اس حدیث سے اہل بدعات اور فسق کی مجلسوں میں شریک اور ان کا شمار بڑھانے کی ممانعت نکلتی ہے گو یہ آدمی ان کے اعتقاد اور عمل میں شریک نہ ہو جو کوئی حال، قال، چراغاں، عرس اور گانے بجانے کی محفل میں شریک ہو وہ بھی بدعتیوں میں گنا جائے گا گو ان کاموں کو اچھا نہ جانتا ہو۔ (وحید الزماں)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

باب: مفسدوں اور ظالموں کی جماعت کو بڑھانا منع ہے

تشریح: فسادی اور ظالم لوگوں کی حمایت کرنا ان کی تعداد میں اضافہ کرنا، سچے مسلمان کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے، تشریح نمبر ۲ مذکورہ بالا اس سے متصل جان کر مطالعہ کیجئے۔

٧٠٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ؛ ح: وَقَالَ

(٧٠٨٥) ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابواسود نے بیان کیا، یا لیث نے ابواسود سے

اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ: قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾. [النساء: ٩٧]

[راجع: ٤٥٩٦]

بیان کیا کہ اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا (عبداللہ بن زبیر ؓ کے زمانہ میں شام والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے) اور میرا نام اس میں لکھ دیا گیا، پھر عکرمہ سے ملا اور میں نے انہیں خبر دی تو انہوں نے مجھے شرکت سے سختی کے ساتھ منع کیا، پھر کہا کہ ابن عباس ؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ کچھ مسلمان جو مشرکین کے ساتھ رہتے تھے وہ رسول کریم ﷺ کے خلاف (غزوات) میں مشرکین کی جماعت کی زیادتی کا باعث بنتے، پھر کوئی تیر آتا اور ان میں سے کسی کو لگ جاتا اور قتل کر دیتا یا انہیں کوئی تلوار سے قتل کر دیتا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”بلاشبہ وہ لوگ جن کو فرشتے فوت کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔“

تشریح: حضرت عکرمہ ؓ کا مطلب یہ تھا کہ یہ مسلمان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہیں نکلتے تھے بلکہ کافروں کی جماعت بڑھانے کے لئے نکلے تب اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم اور گناہگار ٹھہرایا بس اسی قیاس پر جو لشکر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے گا یا ان کے ساتھ جو نکلے گا گناہگار ہوگا گو اس کی نیت مسلمانوں سے جنگ کرنے کی نہ ہو۔ ”من کثر سواد قوم...... الخ۔“ کا یہی مطلب ہے۔

بَابٌ: إِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

باب: جب کوئی برے لوگوں میں رہ جائے تو کیا کرے؟

٧٠٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ حَدَّثَنَا: ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ)) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ

(٧٠٨٦) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا، ان سے حذیفہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو احادیث فرمائیں تھیں جن میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی دوسری کا انتظار ہے۔ ہم سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”امانت لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں نازل ہوئی تھی، پھر لوگوں نے اسے قرآن سے سیکھا، پھر سنت سے سیکھا۔“ اور آپ ﷺ نے ہم سے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا تھا کہ ایک شخص ایک نیند سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال دی جائے گی اور اس کا نشان ایک دھبے جتنا باقی رہ جائے گا، پھر وہ ایک نیند سوئے گا اور پھر امانت نکالی جائے گی تو اس کے دل میں آبلے کی طرح اس کا نشان باقی رہ جائے گا، جیسے تم نے کوئی چنگاری اپنے پاؤں پر گرا لی ہو اور اس کی وجہ سے آبلہ پڑ جائے، تم اس میں

النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ: إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ! وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ)) وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا. [راجع: ٦٤٩٧]

سو جن دیکھو گے لیکن اندر کچھ نہیں ہوگا اور لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن کوئی امانت ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔ پھر کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار آدمی ہے اور کسی کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کسی قدر عقلمند، کتنا خوش طبع، کتنا دلاور آدمی ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔'' اور مجھ پر ایک زمانہ گزر گیا اور میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ تم میں سے کس کے ساتھ میں لین دین کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اسے میرے حق کے ادا کرنے پر مجبور کرتا اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم لوگ اس کو دباتے ایمانداری پر مجبور کرتے۔ لیکن آج کل تو میں صرف فلاں فلاں لوگوں سے ہی لین دین کرتا ہوں۔

تشریح: یہ خیر القرون کا حال بیان ہو رہا ہے۔ آج کل تو امانت دیانت کا جتنا بھی جنازہ نکل جائے کم ہے۔ کتنے دین کے دعویدار ہیں جو امانت دیانت سے بالکل کورے ہیں۔ اس حدیث سے غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کرنا بھی ثابت ہوا بشرطیکہ کسی خطرے کا ڈر نہ ہو۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سنہ ۳۵ھ میں مدائن میں فوت ہوئے، شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے چالیس روز بعد آپ کی وفات ہوئی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنہ فساد کے وقت جنگل میں جا کر رہنا

٧٠٨٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ: لَا وَلَكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالِيَ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ. [مسلم: ٤٨٢٥؛ نسائي: ٤١٩٧]

(۷۰۸۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ حجاج کے ہاں گئے تو اس نے کہا کہ اے ابن الاکوع! تم گاؤں میں رہنے لگے ہو کیا الٹے پاؤں پھر گئے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے شادی کر لی اور وہاں ان کے بچے بھی پیدا ہوئے۔ وہ برابر وہیں رہے، یہاں تک کہ وفات سے چند دن پہلے مدینہ آ گئے تھے۔

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے حضرت سلمہ بن اکوع نے ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۷۴ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

آج بھی فتنوں کا زمانہ ہے ہر جگہ گھر گھر نفاق و شقاق ہے۔ باہمی خلوص کا پتہ نہیں۔ ایسے حالات میں بھی سب سے تنہائی بہتر ہے، کچھ مولانا قسم کے لوگ لوگوں سے بیعت لے کر ان احادیث کو پیش کرتے ہیں، یہ ان کی کم عقلی ہے۔ یہاں بیعت خلافت مراد ہے اور فتنے سے اسلامی ریاست کا شیرازہ بکھر جانا مراد ہے۔

٧٠٨٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١٩]

(۷۰۸۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ لے کر پہاڑی کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر چلا جائے گا۔ وہ فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے وہاں بھاگ کر آ جائے گا۔''

تشریح: فتنوں سے بچنے کی ترغیب ہے اس حد تک کہ اگر بستی چھوڑ کر پہاڑوں میں رہ کر بھی فتنہ سے انسان بچ سکے تب بھی بچنا بہتر ہے۔ یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے کہ انسان اپنے دین کو بایں صورت بھی بچا سکے اور تنہائی میں اپنا وقت کاٹ لے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

باب: فتنوں سے پناہ مانگنا

٧٠٨٩۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ)) فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسُهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى يُدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَنْ أَبِي؟ فَقَالَ: ((أَبُوكَ حُذَافَةُ)) ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الْحَائِطِ)) قَالَ قَتَادَةُ: يَذْكُرُ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. [المائدة:١٠١] [راجع: ٩٣]

(۷۰۸۹) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے سوالات کئے آخر جب لوگ بار بار سوال کرنے لگے تو آنحضرت ﷺ منبر پر ایک دن چڑھے اور فرمایا: ''آج تم مجھ سے جو سوال بھی کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔'' انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر شخص کا سر اس کے کپڑے میں چھپا ہوا تھا اور وہ رو رہا تھا۔ آخر ایک شخص نے خاموشی توڑی، اس کا جب کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا دوسرے باپ کی طرف پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ فرمایا: ''تمہارے والد حذافہ ہیں۔'' پھر عمر رضی اللہ عنہ سامنے آئے اور عرض کیا ہم اللہ سے کہ وہ رب ہے، اسلام سے کہ وہ دین ہے، محمد سے کہ وہ رسول ہیں راضی ہیں اور آزمائش کی برائی سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خیر و شر آج جیسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میرے سامنے جنت دوزخ کی صورت پیش کی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے قریب دیکھا۔'' قتادہ نے بیان کیا کہ یہ بات اس آیت کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو اگر وہ ظاہر

کر دی جائیں جو تمہیں بری معلوم ہوں۔“

۷۰۹۰۔ وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ [بْنُ زُرَيْعٍ] قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِهَذَا وَقَالَ: كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي وَقَالَ: عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سَوْءِ الْفِتَنِ. [راجع: ٩٣]

(۷۰۹۰) اور عباس نرسی نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہر شخص کپڑے میں اپنا سر لپیٹے ہوئے رو رہا تھا اور فتنے سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا یا یوں کہہ رہا تھا کہ میں اللہ کی فتنہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

۷۰۹۱۔ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَقَالَ: عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ. [راجع: ٩٣]

(۷۰۹۱) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، ان سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید و معتمر کے والد نے قتادہ سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر یہی حدیث آنحضرت ﷺ سے نقل کی، اس میں بجائے سوء کے شر کا لفظ ہے۔

تشریح: اس روایت کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ سعید کی روایت میں خیر یا شر شک کے ساتھ مذکور ہے جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے، سب رونے لگے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ بوجہ کثرت سوالات بالکل رنجیدہ ہو گئے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا رنجیدہ ہونا اللہ کے غضب کی نشانی ہے۔ جب کثرت سوالات سے آپ کو غصہ آیا تو خیال کرنا چاہیے کہ جو شخص آپ کے ارشادات کو سن کر اس پر عمل نہ کرے اور دوسرے چیلے چاٹروں کی بات سنے اس پر آپ ﷺ کا غصہ کس قدر ہوگا؟ اور اس کو اللہ کے غضب سے کتنا ڈرنا چاہیے۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ اہل ہند کی غفلت اور بے اعتنائی اور حدیث اور قرآن کو چھوڑ دینے کی سزا میں کئی سال سے ان پر طاعون کی بلا نازل ہوئی ہے، معلوم نہیں آیندہ اور کیا عذاب اترتا ہے ابھی یہ پارہ ختم نہیں ہوا تھا یعنی ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں پنجاب سے خبر آئی کہ وہاں سخت زلزلہ ہوا اور ہزاروں لاکھوں مکانات تہ خاک ہو گئے اور جو بچ رہے ہیں ان کی بھی حالت تباہ ہے۔ نہ رہنے کو گھر نہ بیٹھنے کا ٹھکانا۔ غرض اہل ہند کسی طرح خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور تعصب اور ناحق شناسی نہیں چھوڑتے، معلوم نہیں آیندہ اور کیا کیا عذاب آنے والے ہیں۔ یا اللہ! سچے مسلمانوں پر رحم کر اور ان کو ان عذابوں سے بچا دے۔ آمین یا رب العالمین۔ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ آج سے ۷۵ سال پہلے کی باتیں کر رہے ہیں مگر آج سنہ ۱۳۹۸ھ میں بھی آندھرا پردیش اور علاقہ میوات میں پانی کے طوفانوں نے عذابوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ))

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ”فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا“

۷۰۹۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۷۰۹۲) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ منبر کے

أَنَّهُ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((الْفِتْنَةُ هَاهُنَا، الْفِتْنَةُ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ـ أَوْ قَالَ: ـ قَرْنُ الشَّمْسِ)). [راجع: ٣١٠٤] [ترمذي: ٢٢٦٨]

ایک طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''فتنہ ادھر ہے، فتنہ ادھر جدھر شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے یا سورج کا سینگ فرمایا۔''

تشریح: مراد مشرق ہے، شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج پر رکھ دیتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو۔

٧٠٩٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ: ((أَلَا! إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ٣١٠٤] [مسلم: ٧٢٩٢]

(٧٠٩٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: ''آگاہ ہو جاؤ! فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔''

تشریح: مدینہ کے پورب کی طرف عراق، عرب، ایران وغیرہ ممالک واقع ہیں۔ ان ہی ممالک سے بہت سے فتنے شروع ہوئے۔ تاتاریوں کا فتنہ بھی ادھر ہی سے شروع ہوا، جنہوں نے بہت سے اسلامی ملکوں کو تہ وبالا کر دیا۔

٧٠٩٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ١٠٣٧]

(٧٠٩٤) ہم سے علی بن بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے، ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ میرا گمان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''

تشریح: یعنی دجال جو مشرق کے ملک سے آئے گا۔ اسی طرف سے یاجوج ماجوج آئیں گے نجد سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو بلندی پر واقع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا نہیں فرمائی کیونکہ ادھر سے بڑی بڑی آفتوں کا ظہور ہونے والا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی سرزمین میں شہید ہوئے۔ کوفہ، بابل وغیرہ یہ سب نجد میں داخل ہیں۔ بعض بے وقوفوں نے نجد کے فتنے سے محمد بن عبدالوہاب کا نکلنا مراد رکھا ہے، ان کو یہ معلوم نہیں کہ محمد بن عبدالوہاب تو مسلمان اور موحد تھے وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے، ان کا نکلنا تو رحمت تھا نہ کہ فتنہ اور اہل مکہ کو جو رسالہ انہوں نے لکھا ہے اس میں سراسر یہی مضامین ہیں کہ توحید اور اتباع سنت اختیار کرو اور شرکی، بدعی امور سے پرہیز کرو، اونچی اونچی قبریں مت بناؤ قبروں پر جا کر نذریں مت چڑھاؤ، منتیں مت مانو۔ یہ سب امور تو نہایت عمدہ اور سنت نبوی ﷺ کے موافق ہیں۔ نبی کریم ﷺ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اونچی قبروں کو گرانے کا حکم دیا تھا پھر محمد بن عبدالوہاب نے اگر اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی پیروی کی تو کیا قصور کیا۔ صلى الله على حبيبه محمد وبارك وسلم۔

٧٠٩٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ: فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ؟ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

[راجع: ٣١٣٠]

(٧٠٩٥) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے بیان بن بصیر نے، ان سے وبرہ بن عبدالرحمٰن نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے تو ہم نے امید کی کہ وہ ہم سے کوئی اچھی بات کریں گے اتنے میں ایک صاحب حکیم نامی ہم سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے اور پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! ہم سے زمانۂ فتنہ میں قتال کے متعلق حدیث بیان کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تمہیں معلوم بھی ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ تمہاری ماں تمہیں روئے۔ محمد ﷺ فتنہ رفع کرنے کے لئے مشرکین سے جنگ کرتے تھے، شرک میں پڑنا یہ فتنہ ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کی لڑائی تم لوگوں کی طرح بادشاہت حاصل کرنے کے لئے ہوتی تھی؟

تشریح: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ خیال تھا کہ جب مسلمانوں میں آپس میں فتنہ ہو تو لڑنا درست نہیں۔ دونوں طرف والوں سے الگ رہ کر خاموش گھر میں بیٹھنا چاہیے۔ اسی لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے شریک رہے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ اس شخص نے گویا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جواب دیا کہ اللہ تو فتنہ رفع کرنے کا حکم دیتا ہے اور تم فتنے میں لڑنا منع کرتے ہو آیت: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ (٢/البقرة:١٩٣) میں فتنہ سے مراد شرک ہے یعنی مشرکوں سے لڑو تاکہ دنیا میں توحید پھیلے۔ اسلامی لڑائی صرف توحید پھیلانے کے لئے ہوتی ہے۔ فتنے سے متعلق لفظ مشرق والی حدیث کی مزید تشریح پارہ ۳۰ کے خاتمہ پر ملاحظہ کی جائے۔ (راز)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

باب: اس فتنے کا بیان جو فتنہ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار کر اٹھے گا

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ: كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ [قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ:]

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ فَتِيَّةً
تَسْعَى بِزِينَتِهَا لِكُلِّ جَهُولِ
حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا

ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے بیان کیا کہ سلف فتنے کے وقت ان اشعار سے مثال دینا پسند کرتے تھے جن میں امرء القیس نے کہا ہے:

ابتدا میں اک جواں عورت کی صورت ہے یہ جنگ
دیکھ کر ناداں اسے ہوتے ہیں عاشق اور دنگ
جبکہ بھڑکے شعلے اس کے پھیل جائیں ہر طرف

وَلَّتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيلٍ	تب وہ ہو جاتی ہے بوڑھی اور بدل جاتی ہے رنگ
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ	ایسی بدصورت کو رکھے کون چونڈا ہے سفید
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيلِ	سونگھنے اور چومنے سے اس کے سب ہوتے ہیں تنگ

تشریح: امرء القیس کے اشعار کا مندرجہ بالا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزماں نے کیا ہے۔ جبکہ نثر میں ترجمہ اس طرح ہے ''اول مرحلہ پر جنگ ایک نوجوان لڑکی معلوم ہوتی ہے جو ہر نادان کے بہکانے کے لئے اپنی زیب و زینت کے ساتھ دوڑتی ہے۔ یہاں تک کہ جب لڑائی بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں تو ایک رانڈ بیوہ بڑھیا کی طرح پیٹھ پھیر لیتی ہے، جس کے بالوں میں سیاہی کے ساتھ سفیدی کی ملاوٹ ہو گئی ہو اور اس کے رنگ کو ناپسند کیا جاتا ہے اور وہ اس طرح بدل گئی ہو کہ اس سے بوس و کنار کو ناپسند کیا جاتا ہو۔''

٧٠٩٦- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) قَالَ: لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ: أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ: إِذَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْتُ: أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ؟ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرُ. [راجع: ٥٢٥]

(٧٠٩٦) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے پوچھا تم میں سے کسے فتنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''انسان کا فتنہ (آزمائش) اس کی بیوی، اس کے مال، اس کے بچے اور پڑوسی کے معاملات میں ہوتا ہے جس کا کفارہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنہ کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ امیر المومنین تم پر اس کا کوئی خطرہ نہیں اس کے اور تمہارے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے۔ عمر نے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ بیان کیا کہ توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر تو وہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا عمر اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں، جس طرح میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات آئے گی کیونکہ میں نے ایسی بات بیان کی تھی جو بے بنیاد نہیں تھی۔ ہمیں ان سے یہ پوچھتے ہوئے ڈر لگا کہ وہ دروازہ کون تھے۔ چنانچہ ہم نے مسروق سے کہا (کہ پوچھیں) جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ کون تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح: توڑے جانے سے ان کی شہادت مراد ہے انا لله وانا اليه راجعون۔ سبحان اللہ! حضرت عمر ؓ کی ذات مسلمانوں کی پشت پناہ تمام آفتوں اور بلاؤں کی روک تھی۔ جب سے یہ ذات مقدس اٹھ گئی مسلمان مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ آئے دن ایک ایک آفت ایک ایک مصیبت۔ اگر حضرت عمر ؓ زندہ ہوتے تو ان جاہل درویشوں اور صوفیوں کی جو معاذ اللہ ہر چیز کو خدا اور عابد اور معبود کو ایک سمجھتے ہیں، پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان بدعتی گور پرستوں اور پیر پرستوں اور ان رافضیوں اور خارجیوں، دشمنان صحابہ واہل بیت کی کچھ دال گلنے پاتی؟ کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یا اللہ حضرت عمر ؓ کی طرح اور ایک شخص کو مسلمانوں میں بھیج دے جو اسلام کا جھنڈا از سر نو بلند کرے اور دشمنان اسلام کو سرنگوں کر دے۔

آمین یارب العالمین۔ (وحیدی)

٧٠٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَأْمُرْنِيْ فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِيْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ

(٧٠٩٧) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شریک بن عبداللہ نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے باغات میں کسی باغ کی طرف اپنی کسی ضرورت کے لئے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آنحضرت ﷺ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں حضرت کا دربان بنوں گا، حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا۔ پھر ابوبکر ؓ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہیں رہیں، میں آپ کے لئے اجازت لے کر آتا ہوں، چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! ابوبکر آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا'': انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔'' چنانچہ وہ اندر آ گئے اور آنحضرت ﷺ کی دائیں جانب آ کر انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا لیا۔ اتنے میں عمر ؓ آئے میں نے کہا ٹھہرو میں آپ ﷺ سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپ سے عرض کیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔'' خیر وہ بھی آئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آنحضرت ﷺ کے بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں۔ اور کنویں کی منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی پھر عثمان ؓ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا کہ یہیں رہیے یہاں تک کہ

النَّبِيُّ ﷺ: ((اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ)) فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يَأْتِيَ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَاهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

[راجع: ٣٦٧٤]

آپ کے لئے آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگ لوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انہیں پہنچے گی۔'' پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنویں کے کنارے پر آ گئے، پھر انہوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں پاؤں لٹکا لئے، پھر میرے دل میں بھائی (غالباً ابو بردہ یا ابورہم) کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا کہ وہ بھی آ جاتے۔ ابن مسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان حضرات کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی لیکن عثمان ؓ کی الگ بقیع غرقد میں ہے۔

تشریح: حضرت عثمان ؓ پر بلا سے باغیوں کا بلوہ ''ان کا گھیر لینا'' ان کے ظلم اور تعدی کی شکاتیں کرنا، خلافت سے اتار دینے کی سازشیں کرنا مراد ہے۔ گو حضرت عمر ؓ بھی شہید ہوئے مگر ان پر یہ آفتیں نہیں آئیں بلکہ ایک نے دھوکے سے ان کو مار ڈالا وہ بھی عین نماز میں۔ باب کا طلب یہیں سے نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کی نسبت یہ فرمایا کہ ایک بلا یعنی فتنے میں مبتلا ہوں گے اور یہ فتنہ بہت بڑا تھا اسی کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

٧٠٩٨ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: قِيلَ لِأُسَامَةَ: أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا؟ قَالَ: قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ لَكَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ! أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ)). [راجع: ٣٢٦٧]

(٧٠٩٨) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے کہ میں نے ابووائل سے سنا، انہوں نے کہا کہ اسامہ ؓ سے کہا گیا کہ آپ (عثمان بن عفان ؓ) سے گفتگو کیوں نہیں کرتے (کہ عام مسلمانوں کی شکایات کا خیال رکھیں) انہوں نے کہا کہ میں نے (خلوت میں) ان سے گفتگو کی ہے لیکن (فتنے کے) دروازے کو کھولے بغیر کہ اس طرح میں سب سے پہلے اس دروازے کو کھولنے والا ہوں گا میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی شخص سے جب وہ دو آدمیوں پر امیر بنا دیا جائے یہ کہوں کہ تو سب سے بہتر ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک شخص کو (قیامت کے دن) لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ اس میں اس طرح چکی پیسے گا جیسے گدھا پیستا ہے۔ پھر دوزخ کے لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے، اے فلاں! کیا تم نیکیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکا نہیں کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ میں اچھی بات کے لئے کہتا تو ضرور تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور بری بات سے روکتا بھی تھا لیکن خود کرتا تھا۔''

تشریح: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ میری نسبت تم لوگ یہ خیال نہ کرنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک بات سمجھانے میں مداہنت اور سستی کرتا ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کی اس وجہ سے کہ وہ حاکم ہیں خواہ مخواہ خوشامد کے طور پر تعریف کرتا ہوں۔ بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دو آدمیوں پر بھی حاکم بنے میں اس کی تعریف کرنے والا نہیں، اس لئے کہ حکومت بڑے مؤاخذہ کی چیز ہے۔ حاکم کو عدل و انصاف اور رعایا کی پوری خبر گیری کا انتظام کرنا چاہیے۔ تو حاکم شخص کے لئے یہی غنیمت ہے کہ حکومت کی وجہ سے اور مؤاخذہ میں گرفتار نہ ہو چہ جائیکہ بھلائی اور ثواب حاصل کرے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس دوزخی آدمی سے یہ حدیث بیان کر کے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ تم میری نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک صلاح دینے میں کوتاہی کرتا ہوں کیا میں قیامت کے دن اپنا حال اس شخص کا سا کرلوں گا جو انتڑیوں کو اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح گھومے گا یعنی اگر میں تم لوگوں کو یہ کہوں گا کہ بری بات دیکھنے پر منع کیا کرو اور جو کوئی برا کام کرے اس کو سمجھا کر ایسے کام سے باز رکھا کرو اور خود میں ایسا نہ کروں بلکہ برے کاموں کو دیکھ کر خاموش رہ جاؤں تو میرا حال اسی شخص کا سا ہونا ہے۔

بَابٌ

باب

٧٠٩٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً)). [راجع: ٤٤٢٥]

(٧٠٩٩) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ان سے حسن نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے زمانہ میں مجھے اللہ تعالیٰ ایک کلمہ کے ذریعہ فائدہ پہنچایا جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ فارس کی سلطنت والوں نے بوران نامی کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہو۔''

تشریح: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل فریق کی سردار تھیں، نتیجہ ناکامی ہوا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مطلب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھڑکانے والے چند منافق قسم کے فسادی لوگ تھے۔ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے بہانے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اپنا جادو چلا کر ان کو سردار فوج بنالیا اور جنگ جمل واقع ہوئی، جس میں سراسر منافق یہودی صفت لوگوں کا ہاتھ تھا۔

٧١٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ

(٧١٠٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحصین نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے بیان کیا کہ جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر چڑھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان سے نیچے تھے، پھر ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمار کو یہ کہتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئی ہیں اور اللہ کی قسم! وہ دنیا و آخرت

أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَاللَّهِ! إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُوْنَ أَمْ هِيَ. [راجع: ٣٧٧٢] [مسلم: ٣٨٨٩]

میں تمہارے نبی ﷺ کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تا کہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

تشریح: عمار رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں اور خلیفہ کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پیغام سنایا، میں لوگوں کو اللہ کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں، وہ بھاگیں نہیں اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ میری مدد کرے گا اور اگر میں ظالم ہوں تو اللہ مجھ کو تباہ کرے گا۔ اللہ کی قسم طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے خود مجھ سے بیعت کی پھر بیعت توڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لڑنے نکلے۔ عبداللہ بن بدیل کہتے ہیں جنگ شروع ہوتے وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کے پاس آیا میں نے کہا ام المؤمنین جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں آپ کے پاس آیا، آپ نے خود فرمایا کہ اب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا اور پھر اب آپ خود اس سے لڑنا چاہتی ہیں یہ کیا بات ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پھر میں اور ان کے بھائی محمد بن ابی بکر دونوں اترے اور کجاوے کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو گھر میں زنانہ میں بھیج دیا۔

[بَابٌ]

باب

٧١٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيْرَهَا وَقَالَ: إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيْتُمْ. [راجع: ٣٧٧٢]

(۷۱۰۱) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی غنیۃ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا اور ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ کوفہ میں عمار رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا بلاشبہ وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کی زوجہ ہیں لیکن تم ان کے بارے میں آزمائے گئے ہو۔

تشریح: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں ترانوے سال کی عمر میں سنہ ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) یہ جملہ حضرات آخرت میں ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾ (۷/ الاعراف: ۴۳) آیت کے مصداق ہوں گے۔ (ان شاء اللہ)

٧١٠٢، ٧١٠٣، ٧١٠٤۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يَقُوْلُ: دَخَلَ أَبُوْ مُوْسَى وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلَى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِ الْكُوْفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا: مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِيْ هَذَا الْأَمْرِ

(۷۱۰۲، ۰۳، ۰۴) ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی کہ میں نے ابو وائل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما دونوں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب انہیں علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے پاس اس کے لئے بھیجا تھا کہ لوگوں کو لڑنے کے لئے تیار کریں۔ ابوموسیٰ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما دونوں عمار رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے جب سے تم مسلمان ہوئے ہو ہم نے کوئی بات اس سے زیادہ

مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ: مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ. [طرفه في: ٧١٠٥، ٧١٠٦، ٧١٠٧]

بری نہیں دیکھی کہ تم اس کام میں جلدی کر رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے بھی جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو تمہاری کوئی بات اس سے بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دونوں کو ایک ایک کپڑے کا نیا جوڑا پہنایا، پھر تینوں مل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔

٧١٠٥، ٧١٠٦، ٧١٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنَ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ! وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَكَانَ مُوسِرًا: يَا غُلَامُ! هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ. [راجع: ٧١٠٢، ٧١٠٣، ٧١٠٤]

(٧١٠٧،٠٦،٠٥) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق بن سلمہ نے کہ میں ابومسعود ابوموسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ نے عمار سے کہا ہمارے ساتھ جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمہارے سوا ان میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ عیب بیان کر سکتا۔ (لیکن تم ایک بے عیب ہو) اور جب سے تم نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اختیار کی میں نے کوئی عیب کا کام تمہارا نہیں دیکھا، ایک یہی عیب کا کام دیکھتا ہوں، تم اس دور میں، یعنی لوگوں کو جنگ کے لئے اٹھانے میں جلدی کر رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ابومسعود تم سے اور تمہارے ساتھی ابوموسیٰ اشعری سے جب سے تم دونوں نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ اس پر ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مالدار آدمی تھے کہ اے غلام! دو حلے لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایک حلہ ابوموسیٰ کو دیا اور دوسرا عمار کو اور کہا کہ آپ دونوں بھائی کپڑے پہن کر جمعہ پڑھنے چلیں۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہی کو قائم رکھا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک فوج کثیر کے ساتھ بصرے تشریف لے گئیں اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ کر ان کے ساتھ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو جنگ کے لئے تیار رکھ اور حق کی مدد کر۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سائب بن مالک اشعری سے رائے لی۔ انہوں نے بھی رائے دی کہ خلیفہ وقت کے حکم پر چلنا چاہیے لیکن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہ سنا اور الٹا لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ جنگ کا ارادہ نہ کرو آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا حاکم کیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا، ادھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ جا کر کیا کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب ابن حنیف کو گرفتار کر لیا۔ یہ تو علانیہ بغاوت اور عہد شکنی ٹھہری اور ایسے لوگوں سے لڑنا بموجب نص قرآنی: ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ﴾ (۴۹/ الحجرات: ۹) ضروری تھا اور عمار رضی اللہ عنہ کی رائے بالکل صائب تھی کہ خلیفہ وقت کی تعمیل حکم میں دیر نہ کرنا چاہیے اور نبی کریم ﷺ نے خود

علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اے علی! تم بیعت توڑنے والوں اور باغیوں سے لڑو گے۔ کہتے ہیں جب جنگ جمل شروع ہوئی سنہ ۳۶ ہجری ۱۵ جمادی الاولیٰ کو تو ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہنے لگا تم ان لوگوں سے کیسے لڑتے ہو؟ انہوں نے کہا میں حق پر لڑتا ہوں وہ کہنے لگا وہ بھی یہی کہتے ہیں ہم حق پر لڑتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ان سے بیعت شکنی اور جماعت کو چھوڑ دینے پر لڑتا ہوں۔ غفر الله لهم اجمعين۔

بَابٌ: إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

باب: جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو سب قسم کے لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں

٧١٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ)). [مسلم: ٧٢٣٤]

(۷۱۰۸) ہم سے عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو اس قوم میں ہوتے ہیں پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

تشریح: آیت قرآنی ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ (۸/ الانفال: ۲۵) میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے سچ کہا ہے کہ چنے کے ساتھ گیہوں پس جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ:

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)).

”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ پاک اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔“

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے فساد کو ختم کرا دیا جو بے حد قابل تعریف ہے۔

٧١٠٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى وَلَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ وَجَاءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ: أَدْخِلْنِي عَلَى عِيسَى فَأَعِظَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

(۷۱۰۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل ابوموسیٰ نے بیان کیا اور میری ان سے ملاقات کوفہ میں ہوئی تھی۔ وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے عیسیٰ (منصور کے بھائی اور کوفہ کے والی کے پاس لے چلو تاکہ میں اسے نصیحت کروں غالباً ابن شبرمہ نے خوف محسوس کیا اور ایسا نہ کیا۔ انہوں نے اس پر بیان کیا کہ ہم سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب حسن بن علی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو عمرو بن عاص نے امیر معاویہ سے کہا کہ میں ایسا

لِمُعَاوِيَةَ أَرَى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّيْ حَتَّى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ: الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ابْنِيْ هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)). [راجع: ٢٧٠٤]

لشکر دیکھتا ہوں جو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتا جب تک اپنے مقابل کو بھگا نہ لے۔ پھر امیر معاویہ نے کہا مسلمانوں کے اہل و عیال کا کون کفیل ہوگا جواب دیا کہ میں۔ پھر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا کہ ہم امیر معاویہ سے ملتے ہیں اور ان سے صلح کے لئے کہتے ہیں، حسن بصری نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم خطبہ دے رہے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا۔“

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے مسلمانوں میں ایک بڑی جنگ ٹل گئی جبکہ حالات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے سازگار تھے مگر آپ نے اس خانہ جنگی کو حسن تدبیر سے ختم کردیا۔ اللہ پاک آپ کی روح پاک پر ہزار ہا ہزار رحمت نازل فرمائے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی سچی ہوگئی جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ اللهم صل على محمد وعلىٰ آله واصحابه اجمعين۔ پھر یہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور صلح کی تجویز ٹھہر گئی۔ اور انہوں نے صلح کرلی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مقدمہ لشکر کے سردار قیس بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ دونوں لشکر کوفہ کے قریب ایک دوسرے سے ملے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان لشکروں کی تعداد پر نظر ڈال کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکارا فرمایا میں نے اپنے پروردگار کے پاس سے جو ملنے والا ہے اس کو اختیار کیا اگر خلافت اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے تو مجھ کو ملنے والی نہیں اور اگر میرے لیے لکھی ہے تو میں نے تم کو دے ڈالی۔ اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر والوں نے تکبیر کہی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی ((ان ابنی هذا سيد)) آخر تک۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ سنایا اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی، اس شرط پر کہ وہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول پر عمل کرتے رہیں۔ لوگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے یا عار المسلمين! یعنی مسلمانوں کے ننگ۔ آپ نے جواب دیا: العار خير من النار۔ جو صلح نامہ قرار پایا تھا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد پھر خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ملے گی۔ محمد بن قدامہ نے بہ سند صحیح اور ابن ابی خیثمہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی شرط پر بیعت کی تھی۔

٧١١٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو: قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ: أَرْسَلَنِيْ أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُوْلُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ: يَقُوْلُ لَكَ: لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ

(۷۱۱۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا کہ عمرو نے بیان کیا، کہا مجھے محمد بن علی نے خبر دی، انہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حرملہ نے خبر دی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حرملہ کو دیکھا تھا۔ حرملہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا، اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگ جمل وصفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو ان سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے، یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں معلوم ہوئی (حرملہ کہتے ہیں کہ) چنانچہ انہوں نے کوئی

فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

چیز نہیں دی۔ پھر میں، حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری پر اتنا مال لدوا دیا جتنا کہ اونٹ اٹھا نہ سکتا تھا۔

تشریح: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے جو آپ ﷺ کے والد جناب عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی جس نے نبی کریم ﷺ کی پرورش کی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین خادم تھے۔ وفات نبی کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القریٰ میں سنہ ۵۴ھ میں شہید ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابٌ: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

باب: کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے، پھر اس کے پاس سے نکل کر دوسری بات کہنے لگے

۷۱۱۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ. [راجع: ۳۱۸۸]

(۷۱۱۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خادموں اور لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر غدر کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا۔'' اور ہم نے اس شخص (یزید) کی بیعت اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کی ہے اور میرے علم میں کوئی عذر اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ کسی شخص سے اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی جائے اور پھر اس سے جنگ کی جائے اور دیکھو مدینہ والو! تم میں سے جو کوئی یزید کی بیعت کو توڑے اور دوسرے کسی سے بیعت کرے تو مجھ میں اور اس میں کوئی تعلق نہیں رہا، میں اس سے الگ ہوں۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھا تو اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کرنے کے بعد یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی۔

۷۱۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّأْمِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ

(۷۱۱۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب نے، بیان کیا، ان سے عوف نے بیان کیا، ان سے ابومنہال نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زیاد اور مروان شام میں تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ پر اور خوراج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا تو میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ جب ہم ان کے گھر میں ایک کمرے کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جو بانس کا بنا ہوا تھا، ہم ان کے پاس بیٹھ گئے

مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ بِالْحَدِيثَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ! أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَاللَّهِ أَنِّيْ أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللَّهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِالشَّأْمِ وَاللَّهِ! إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا. [طرفه في: ٧٢٧١]

اور میرے والد ان سے بات کرنے لگے اور کہا: اے ابو برزہ! آپ نہیں دیکھتے لوگ کن باتوں اور اختلاف میں الجھ گئے ہیں۔ میں نے ان کی زبان سے سب سے پہلی بات یہ سنی کہ میں جوان قریش کے لوگوں سے ناراض ہوں تو محض اللہ کی رضا مندی کے لیے، اللہ میرا اجر دینے والا ہے۔ عرب کے لوگو! تم جانتے ہو پہلے تمہارا کیا حال تھا تم گمراہی میں گرفتار تھے، اللہ نے اسلام کے ذریعے اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعے تم کو اس بری حالت سے نجات دی۔ یہاں تک کہ تم اس رتبے کو پہنچے۔ (دنیا کے حاکم اور سردار بن گئے) پھر اسی دنیا نے تم کو خراب کر دیا۔ دیکھو! یہ شخص جو شام میں حاکم بن بیٹھا ہے، یعنی مروان دنیا کے لیے لڑ رہا ہے۔

7113ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ.

(۷۱۱۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حذیفہ بن یمان نے بیان کیا کہ آج کل کے منافق نبی کریم ﷺ کے زمانے کے منافقین سے بدتر ہیں اس وقت چھپاتے تھے اور آج اس کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں۔

7114ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ.

(۷۱۱۴) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے ابو شعثاء نے بیان کیا اور ان سے حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نفاق تھا آج تو ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا ہے۔

بَابٌ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

باب: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کریں

7115ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ!

(۷۱۱۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو زناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش! میں اسی کی

مَكَانَهُ)). [راجع: ٨٥] [مسلم: ٧٣٠١]

جگہ ہوتا۔"

تشریح: زمانہ کے حالات اتنے خراب ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی سے تنگ آ کر موت کی آرزو کریں گے۔ کاش ہم بھی مر کر قبر میں گڑ گئے ہوتے کہ یہ آفتیں اور بلائیں نہ دیکھتے۔ بعض نے کہا یہ اس وقت ہوگا جب قیامت کے قریب فتنوں کی کثرت ہوگی، دین ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہوگا کیونکہ گمراہ کرنے والوں کا ہر طرف سے نرغہ ہوگا۔ ایماندار مغلوب ہوں گے وہی یہ آرزو کریں گے، لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے "دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر سے گزرے گا اس پر لوٹ جائے گا کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کہنا اس کا کچھ دینداری کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ بلاؤں اور آفتوں کی وجہ سے۔" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا "ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر موت بکتی ہوتی تو لوگ اس کو مول لینے پر مستعد ہو جاتے۔"

بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

باب: قیامت کے قریب زمانہ کا رنگ بدلنا اور عرب میں پھر بت پرستی کا شروع ہونا

٧١١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ)) وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. [مسلم: ٧٢٩٨]

(٧١١٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ "قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کا ذو الخلصہ کا طواف کرتے ہوئے ان کا ایک پٹ دوسرے پٹ کے ساتھ رگڑ کھائے گا۔" اور ذو الخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

تشریح: چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے گرد طواف کریں گی معلوم ہوا کہ کعبے کے سوا اور کسی قبر یا جھنڈے یا شدے یا بت کا طواف کرنا شرک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پہلے شرک اور بت پرستی عورتوں سے نکلے گی کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں، جلدی سے کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں، حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت تک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا۔ جیسے دوسری حدیث میں "بدأ الاسلام غريباً وسيعود كما بدأ" عرب ہی کے ملک سے سارے جہان میں توحید پھیلی قیامت کے قریب وہاں بھی شرک ہونے لگے گا۔ دوسرے ملکوں کا کیا پوچھنا وہ تو اب بھی شرک اور مشرکوں سے پٹے پڑے ہیں دوسری روایت میں یوں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک لات اور عزیٰ کی پھر سے پرستش نہ شروع ہوگی۔ تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کریں گے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ بنی عامر کی عورتوں کے مونڈھے ذی الخلصہ کے پاس نہ لڑیں اور ٹکر نہ کھائیں۔ ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ معاذ اللہ! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسی لئے تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری کریں شرک و کفر اور بت پرستی کی کمر توڑیں۔ بس جو شخص شرک اور شرک کے مقامات کو ختم کرے۔ بتوں اور تھانوں اور جھنڈوں اور قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کیا جاتا ہے، ان سے دلی نفرت کرے وہی درحقیقت پیغمبر صاحب کا پیرو ہے اور یوں تو ہر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں پیغمبر کا عاشق ہوں، پر علانیہ شرک ہوتے دیکھتا ہے اور منہ سے ایک حرف نہیں نکالتا ایسا زبانی دعویٰ کچھ کام نہیں آئے گا۔

٧١١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ

(٧١١٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو لیث نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصًا)). [راجع: ٣٥١٧]

سے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان کا ایک شخص (بادشاہ بن کر) نکلے گا اور لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا۔“

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔ جنگ خیبر میں مسلمان ہو کر اصحاب صفہ میں داخل ہوئے اور صحبت نبوی میں ہمیشہ حاضر رہے۔ ۷۸ سال کی عمر میں سنہ ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ایک چھوٹی سی بلی پال رکھی تھی، اسی سے ابو ہریرہ مشہور ہوئے (رضی الله عنه وارضاه)۔ قیامت کے قریب ایک ایسا قحطانی بادشاہ ہوگا۔

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ

باب: ملک حجاز سے آگ کا نکلنا

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ)). [راجع: ٣٣٢٩]

اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کی پہلی علامتوں میں سے ایک آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔“

٧١١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى)). [مسلم: ٧٢٨٩]

(۷۱۱۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا شعیب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زہری نے خبر دی کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔“

تشریح: یہ آگ نکل چکی ہے جس کی تفصیل حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اقتربت الساعة میں لکھی ہے۔

٧١١٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)).

(۷۱۱۹) ہم سے عبداللہ بن سعید کندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عقبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا حفص بن عاصم نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا، پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔“

قَالَ عُقْبَةُ: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ)). [مسلم: ٧٢٧٤]

عقبہ نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا کہ ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا، البتہ انہوں نے یہ الفاظ کہے کہ ”فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔“

بَابٌ

٧١٢٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي زَمَانٌ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا)) قَالَ مُسَدَّدٌ: حَارِثَةُ أَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ [قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ]. [راجع: ١٤١١]

باب

(۷۱۲۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے معبد بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے حارثہ بن وہب ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو کیونکہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب ایک شخص اپنا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔'' امام بخاری ؒ نے کہا: مسدد نے بیان کیا کہ حارثہ عبیداللہ بن عمر کے ماں شریک بھائی تھے۔

تشریح: کہتے ہیں کہ یہ دور حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے زمانہ میں گزر چکا ہے یا قیامت کے قریب آئے گا جب لوگ بہت تھوڑے رہ جائیں گے۔

٧١٢١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا

(۷۱۲۱) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں گی۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے تقریباً تیس دجال ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوگی اور زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج سے مراد قتل ہے اور یہاں تک کہ تمہارے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی بلکہ بہہ پڑے گا اور یہاں تک کہ صاحب مال کو اس کا فکر دامن گیر ہوگا کہ اس کا صدقہ قبول کون کرے اور یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا لیکن جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور یہاں تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں میں آپس میں فخر کریں گے۔ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر عمارتیں بنائیں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کہ اے کاش! میں اس کی جگہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے گا، پس جب وہ اس طرح طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے

خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلُوْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا)). [راجع: ٨٥]

لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایک شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان کے ساتھ اچھے کام نہ کئے ہوں اور قیامت اچانک اس طرح قائم ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور اسے ابھی بیچ نہ پائے ہوں گے نہ لپیٹ پائے ہوں گے اور قیامت اس طرح برپا ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر واپس ہوا ہوگا کہ اسے کھاس بھی نہ ڈالا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا اور اس میں سے پانی بھی نہ پیا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ اس نے اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا اور ابھی اسے کھایا بھی نہ ہوگا۔''

تشریح: ان میں بہت سی علامات موجود ہیں اور باقی بھی قرب قیامت ضرور وجود میں آ کر رہیں گی۔

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

باب: دجال کا بیان

تشریح: دجال دجل سے نکلا ہے جس کے معنی حق کو چھپانا اور ملمع سازی کرنا، جادو اور شعبدہ بازی کرنا، ہر شخص کو جس میں یہ صفتیں ہوں دجال کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اوپر گزرا کہ امت میں تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ ہمارے زمانہ میں جو ایک مرزا قادیان میں پیدا ہوا ہے وہ بھی ان تیس میں کا ایک ہے اور بڑا دجال وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا عجیب عجیب شعبدے دکھلائے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا لیکن مردود کانا ہوگا۔ یہ باب اسی کے حالات میں ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی تم میں سے سنے دجال نکلا تو اس سے دور رہے یعنی جہاں تک ہو سکے اس کے پاس نہ جائے۔ باوجود اس بات کے کہ اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ پانی کی نہریں ہوں جب بھی وہ اللہ کے نزدیک اس لائق نہ ہوگا کہ لوگ اس کو خدا سمجھیں کیونکہ وہ کانا اور عیب دار ہوگا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ مرقوم ہوگا جس کو دیکھ کر سب مسلمان پہچان لیں گے کہ یہ جعلی مردود ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کوئی تم میں سے مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا اور دجال کو لوگ دنیا میں دیکھیں گے تو معلوم ہوا وہ جھوٹا ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں دنیا میں بیداری میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔

٧١٢٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ، قَالَ: قَالَ لِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ: ((مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ؟)) قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ: ((هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ)). [مسلم: ٥٦٢٤، ٧٣٧٨، ٧٣٧٩، ٧٣٨٠؛ ابن ماجه: ٤٠٧٣]

(۷۱۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہیں اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہ دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا۔'' میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں. کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا: ''وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔''

تشریح: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خندق کے دن مسلمان ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے کارکن تھے۔ سنہ ۵۶ھ میں وفات پائی۔ (رضی الله عنه وارضاه)۔ دجال موعود کا آنا برحق ہے۔

٧١٢٣ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ))**. [راجع: ٣٠٥٧] [مسلم: ٧٣٦٢]

(۷۱۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے، انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا: ''دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور۔''

٧١٢٤ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ))**. [راجع: ١٨٨١]

(۷۱۲۴) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دجال آئے گا اور مدینہ کے ایک کنارے قیام کرے گا، پھر مدینہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے نتیجے میں ہر کافر اور منافق نکل کر اس کی طرف چلا جائے گا۔''

٧١٢٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ))**. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ: سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٨٧٩]

(۷۱۲۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابوبکرہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آپ نے فرمایا: ''مدینہ والوں پر دجال کا رعب نہیں پڑنے کا اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے (پہرہ دیتے) ہوں گے۔'' ابن اسحاق نے صالح بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں بصرہ میں گیا تو مجھ سے ابوبکرہ نے کہا کہ اس کو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح: لفظ دجال دجل سے ہے جس کے معنی جھگڑا فساد برپا کرنے والے، لوگوں کو فریب دھوکا میں ڈالنے والے کے ہیں۔ بڑا دجال آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور چھوٹے دجال بکثرت ہر وقت پیدا ہوتے رہیں گے جو غلط مسائل کے لئے قرآن کو استعمال کر کے لوگوں کو بے دین کریں گے، قبر پرست وغیرہ بناتے رہیں گے۔ اس قسم کے دجال آج کل بھی بہت ہیں۔

٧١٢٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

(۷۱۲۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے

بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ)). [راجع: ١٨٧٩]

فرمایا: ”مدینہ پر مسیح دجال کا رعب نہیں پڑے گا اس وقت اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر پہرہ دار دو فرشتے ہوں گے۔“

تشریح: اس سند کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا سماع ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو جائے کیونکہ بعض محدثین نے ابراہیم کی روایت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منکر سمجھی ہے۔ اس لئے کہ ابراہیم مدنی ہیں اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اپنی وفات تک بصرہ میں رہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال دور سے آپ ﷺ کا روضہ مبارکہ دیکھ کر کہے گا اخاہ محمد کا یہی سفید محل ہے۔

٧١٢٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)). [راجع: ٣٠٥٧]

(٧١٢٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی پھر دجال کا ذکر فرمایا: ”میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، البتہ میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی اور یہ کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ کانا نہیں ہے۔“

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنے پیغمبر گزرے ہیں، سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ کانا ہونا ایک بڑا عیب ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔

٧١٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوا: هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ

(٧١٢٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا ان پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میرے ساتھ کے لوگوں نے بتایا کہ یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک موٹے شخص پر نظر پڑی جو سرخ تھا اس کے بال گھنگریالے تھے، ایک آنکھ کا کانا تھا، اس کی ایک آنکھ انگور کی طرح اٹھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس کی

قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ)). [راجع: ٣٤٤٠]

صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی۔ جو قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی تھا۔“

تشریح: یہ ایک شخص تھا جو عہد جاہلیت میں مر گیا تھا اور قبیلہ خزاعہ سے تھا۔

٧١٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [راجع: ٨٣٢] [مسلم: ١٣٢٣]

(۷۱۲۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔

٧١٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الدَّجَّالِ: ((إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ)) قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٤٥٠]

(۷۱۳۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں عبدالملک نے، انہیں ربعی نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا: ”اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی اور اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی اور پانی آگ ہو گا۔“ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے تم میں سے جو کوئی اس کا زمانہ پائے تو اس کی آگ میں چلا جائے وہ نہایت شیریں ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ دجال ایک شعبدہ باز اور ساحر ہوگا پانی کو آگ، آگ کو پانی کر کے لوگوں کو بتلائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرنے کے لئے الٹا کر دے گا، جن لوگوں کو وہ پانی دے گا ان کے لئے وہ پانی آگ ہو جائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا ان کے حق میں آگ پانی ہو جائے گی۔ جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آگ اور پانی دونوں مختلف حقیقتیں ہیں۔ ان میں انقلاب کیسے ہوگا در حقیقت وہ پرلے سرے کے بے وقوف ہیں یہ انقلاب تو رات دن دنیا میں ہو رہا ہے۔ عناصر کا کون وفساد برابر جاری ہے۔ بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی دجال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو در حقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں وہ دوزخی ہوگا اور جس کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا اس کے حق میں یہ آگ ٹھنڈا پانی ہوگی یعنی قیامت کے دن وہ بہشتی ہوگا اس کو بہشت کا ٹھنڈا پانی ملے گا۔

٧١٣١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ)) فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٧٤٠٨] [مسلم: ٧٣٦٣؛ ابوداود: ٤٣١٦، ٤٣١٧؛

(۷۱۳۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو نبی بھی مبعوث کیا گیا تو انہوں نے اپنی قوم کو کانے جھوٹے سے ڈرایا۔ آگاہ رہو! وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔“ اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

ترمذي: ٢٢٤٥]

تشریح: یہ دونوں احادیث اوپر احادیث الانبیاء میں موصولاً گزر چکی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ مؤمن اس کو پڑھ لے گا خواہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو اور کافر نہ پڑھ سکے گا گو لکھا پڑھا بھی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہوگی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ حقیقتاً یہ لفظ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا بعض نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک مؤمن کے دل میں ایمان کا ایسا نور دے گا کہ وہ دجال کو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ کافر جعل ساز بدمعاش ہے۔ اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دے گا وہ سمجھے گا کہ دجال سچا ہے۔ دوسری روایت میں ہے یہ شخص مسلمان ہوگا اور لوگوں سے پکار کر کہہ دے گا مسلمانو! یہی وہ دجال ہے جس کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال آرے سے اس کو چروا ڈالے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ تلوار سے وہ نیم کردے گا اور یہ جلانا کچھ دجال کا معجزہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر کو معجزہ نہیں دیتا بلکہ اللہ کا ایک فعل ہوگا جس کو وہ اپنے سچے بندوں کے آزمانے کے لئے دجال کے ہاتھ پر ظاہر کرے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ولی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ شریعت پر قائم ہو، اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہو اور مردے کو بھی زندہ کرکے دکھلائے جب بھی اس کو نائب دجال سمجھنا چاہیے۔

بَابٌ: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

باب: دجال مدینے کے اندر نہیں داخل ہو سکے گا

٧١٣٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ: ((يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ: الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ)). [راجع: ١٨٨٢]

(۷۱۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا، ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دجال کے متعلق ایک طویل بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں یہ بھی تھا کہ آپ نے فرمایا: ''دجال آئے گا اور اس کے لئے ناممکن ہوگا کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہو۔ چنانچہ مدینہ منورہ کے قریب کسی شور زمین پر قیام کرے گا، پھر اس دن اس کے پاس ایک مؤمن مرد جائے گا اور وہ افضل ترین لوگوں میں سے ہوگا اور اس سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی جو رسول کریم ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا تھا۔ اس پر دجال کہے گا کیا تم دیکھتے ہو اگر میں اسے قتل کردوں اور پھر زندہ کروں تو کیا تمہیں میرے معاملہ میں شک و شبہ باقی رہے گا؟ اس کے پاس والے لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ اس صاحب کو قتل کردے گا اور پھر اسے زندہ کردے گا۔ اب وہ صاحب کہیں گے کہ واللہ! آج سے زیادہ مجھے تیرے معاملہ میں اتنی بصیرت حاصل نہ تھی۔ اس پر دجال پھر انہیں قتل کرنا چاہے گا لیکن اس مرتبہ اسے مار نہ سکے گا۔''

تشریح: امت کا یہ بہترین شخص ہوگا جس کے ذریعہ سے دجال کو شکست فاش ہوگی۔

٧١٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ

(۷۱۳۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ)). [راجع: ١٨٨٠].

بیان کیا، ان سے نعیم بن عبداللہ بن مجمر نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں نہ یہاں طاعون آ سکتی ہے اور نہ دجال آ سکتا ہے۔''

٧١٣٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ [قَالَ] وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). [راجع: ١٨٨١] [ترمذي: ٢٢٤٢]

(۷۱۳۴) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہیں قتادہ نے، انہیں انس بن مالک ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دجال مدینے تک آئے گا تو یہاں فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ چنانچہ نہ دجال اس کے قریب آ سکتا ہے اور نہ طاعون ان شاء اللہ۔''

بَابُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ

باب: یاجوج ماجوج کا بیان

تشریح: صحیح یہ ہے کہ یاجوج ماجوج آدمی ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے۔ بعض نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں مگر حوا کی اولاد نہیں۔ آدم ؑ کا نطفہ مٹی میں مل گیا تھا اس سے پیدا ہوئے مگر یہ قول محض بے دلیل ہے۔ ابن مردویہ اور حاکم نے حذیفہ ؓ سے مرفوعاً نکالا کہ یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے۔ ان میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار اولاد اپنی نہیں دیکھ لیتا اور ابن ابی حاتم نے نکالا آدمیوں اور جنوں کے دس حصے ہیں ان میں نو حصے یاجوج ماجوج ہیں ایک حصے میں باقی لوگ۔ کعب سے منقول ہے یاجوج ماجوج کے لوگ کئی قسم کے ہیں بعض تو شمشاد کے درخت کی طرح لمبے، بعض طول وعرض دونوں میں چار چار ہاتھ، بعض اتنے بڑے کان رکھتے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ایک کو اوڑھ لیتے ہیں اور حاکم نے ابن عباس ؓ سے نکالا یاجوج ماجوج کے لوگ ایک ایک بالشت دو دو بالشت کے لوگ ہیں۔ بہت لمبے، ان میں وہ ہیں جو تین بالشت کے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا ابن ابی حاتم نے ان کے اشکال اور حالات اور قد وقامت اور کانوں کے باب میں عجیب عجیب احادیث نقل کی ہیں۔ جن کی سندیں صحیح نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں جتنا صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں آدمیوں کی، قیامت کے قریب وہ نہایت ہجوم کریں گے اور ہر بستی میں گھس آئیں گے اس کو تباہ اور برباد کریں گے۔ واللہ اعلم۔

٧١٣٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ

(۷۱۳۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان ؓ نے اور ان سے زینب بنت جحش نے کہ ایک

جَحْشٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ)) وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيْهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ)). [راجع: ٣٣٤٦]

دن رسول کریم ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے داخل ہوئے آپ فرما رہے تھے ”اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، کہ تباہی ہے عربوں کے لئے اس برائی سے جو قریب آ چکی ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا ہے۔“ اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کی قریب والی انگلی کو ملا کر ایک حلقہ بنایا۔ اتنا سن کر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! تو کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں نیک صالح لوگ بھی زندہ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جب بدکاری بہت بڑھ جائے گی۔“

٧١٣٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ)) وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِيْنَ. [راجع: ٣٣٤٧]

(٧١٣٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سد یعنی یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے۔“ وہیب نے نوے کا اشارہ کر کے بتلایا۔

تشریح: ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگ اس میں شبہ کرتے ہیں کہ جب یاجوج ماجوج اتنی بڑی قوم ہے کہ اس میں کا کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار آدمی اپنی نسل کے نہیں دیکھ لیتا تو یہ قوم اس وقت دنیا کے کس حصہ میں آباد ہے۔ اہل جغرافیہ نے تو ساری زمین کو چھان ڈالا ہے یہ ممکن ہے کہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ ان کی نظر سے رہ گیا ہو مگر اتنا بڑا ملک جس میں ایسی کثیر التعداد قوم بستی ہے نظر نہ آنا قیاس سے دور ہے۔ دوسرے اس زمانہ میں لوگ بڑے بڑے اونچے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں ان میں ایسے ایسے سوراخ کرتے ہیں جس میں سے ریل چلی جاتی ہے تو یہ دیوار ان کو کیونکر روک سکتی ہے؟ سخت سے سخت چیز دنیا میں فولاد ہے اس میں بھی باآسانی سوراخ ہو سکتا ہے کتنی ہی اونچی دیوار ہو آلات کے ذریعہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں ڈائنامیٹ سے اس کو دم بھر میں گرا سکتے ہیں ان شبہوں کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ دیوار اب تک موجود ہے اور یاجوج ماجوج کو روکے ہوئے ہے البتہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ تک ضرور موجود تھی اور اس وقت تک دنیا میں صنعت اور آلات کا ایسا رواج نہ تھا تو یاجوج ماجوج کی وحشی قومیں اس دیوار کی وجہ سے رکی رہنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ رہا یہ خیال یاجوج ماجوج کے کسی شخص کا نہ مرنا جب تک وہ ہزار آدمی اپنی نسل سے نہ دیکھ لے یہ بھی ممکن ہے کہ اسی وقت تک کا بیان ہو جب تک آدمی کی عمر ہزار دو ہزار سال تک ہوا کرتی تھی نہ کہ ہمارے زمانہ کا جب عمر انسانی کی مقدار سو برس یا ایک سو بیس برس رہ گئی ہے۔ آخر یاجوج ماجوج بھی انسان ہیں ہماری عمروں کی طرح ان کی عمریں بھی گھٹ گئی ہوں گی اب یہ جو آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے منقول ہیں کہ ان کے قد و قامت اور کان ایسے ہیں ان کی سندیں صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں اور جغرافیہ والوں نے جن قوموں کو دیکھا ہے انہیں میں سے دو بڑی قومیں یاجوج اور ماجوج ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْأَحْكَامِ

حکومت اور قضاء کا بیان

تشریح: کتاب الاحکام کے ذیل میں حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”والاحكام جمع حكم ، والمراد بيان آدابه وشروطه ، وكذا الحاكم ويتناول لفظ الحاكم الخليفة والقاضي ، فذكرما يتعلق بكل منهما والحكم الشرعي عند الأصوليين خطاب الله تعالى المتعلق بأفعال المكلفين بالاقتضاء أو التخيير ومادة الحكم من الأحكام وهو الاتقان للشيء ومنعه من العيب باب قول الله تعالى ﴿اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم﴾ في هذا اشارة من المصنف الى ترجيح القول الصائر الى ان الاية نزلت في طاعة الامراء خلافا لمن قال نزلت في العلماء وقد رجح ذلك أيضا الطبري...... الخ۔“ (فتح الباری جلد۱۳ صفحه ۱۳۹۔۱۴۰)

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ احکام حکم کی جمع ہے مراد حکومت کے آداب اور شرائط ہیں جو اس کتاب میں بیان ہوں گے ایسا ہی لفظ حاکم ہے جو خلیفہ اور قاضی ہر دو پر مشتمل ہے۔ پس ان کے متعلق ضروری امور یہاں مذکور ہوں گے اور حکم شرعی اصولیوں کے نزدیک مکلفین کے لئے امور خداوندی ہیں: جو ضروری ہوں یا مستحب اور لفظ احکام کا مادہ لفظ حکم ہے اور وہ کسی کار ثواب کو بجالانا یا ممنوعات شرعیہ سے رک جانا ہر دو پر بولا جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [النساء: ۵۹]

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے سرداروں کا حکم مانو۔“

تشریح: اسلام کا آخری نصب العین ایک خالص عدل و مساوات اور آزادی پر مبنی حکومت کا قیام بھی ہے جیسا کہ بہت سی آیات قرآنی سے یہ امر ثابت ہے چنانچہ یہی ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد آخر میں عرب میں ایک آزاد اسلامی حکومت قائم فرما کر دنیا سے رخصت ہوئے اور بعد میں خلفائے راشدین سے اسکا دائرہ عرب و عجم میں دور دور تک وسیع ہوتا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ کی بھی بیشتر ہدایات فرمائیں۔ ایسی ہی احادیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب الاحکام میں جمع فرمایا ہے جسے آیت قرآنی: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (۴/ النساء:۵۹) سے شروع فرمایا اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد خلفائے اسلام کی اطاعت بھی ضروری قرار دی تھی جو قومی و ملی نظم و نسق کو قائم رکھنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ اصول بھی قرار پایا کہ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق خلفائے اسلام یا دیگر ائمہ اسلام کی اطاعت کتاب و سنت کی حد تک ہے اگر کسی جگہ اس کی اطاعت میں کتاب و سنت سے تصادم ہوتا ہو تو وہاں بہر حال ان کی فرمانبرداری کو چھوڑنا اور کتاب و سنت کو لازم پکڑنا ضروری ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی بالکل بجا ہے کہ جب میرا کوئی مسئلہ کوئی فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کو لازم پکڑو۔ دیگر ائمہ کرام کے بھی ایسے ہی ارشادات ہیں جو کتاب حجة الله البالغه اور رسالہ الانصاف وعقد الجيد مؤلفات حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ وبالله التوفيق۔

٧١٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ)). [راجع: ٢٩٥٧] [مسلم: ٤٧٤٩]

(٧١٣٧) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

تشریح: لیکن اگر امیر کا حکم قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ کر قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہوگا۔

٧١٣٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ٨٩٣] [ابوداود: ٢٩٢٨]

(٧١٣٨) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، انہیں عبداللہ بن دینار نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا، پس امام (امیر المؤمنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور کسی شخص کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔“

تشریح: مقصد یہ ہے کہ ذمہ داری کا دائرہ حکومت وخلافت سے ہٹ کر ہر ادنیٰ سے ادنیٰ ذمہ دار پر بھی شامل ہے۔ ہر ذمہ دار اپنے حلقہ کا ذمہ دار اور مسئول ہے۔

بَابٌ: اَلْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

باب: امیر، سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش قبیلے سے ہونا چاہیے

تشریح: یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث کا لفظ ہے جس کو طبرانی نے نکالا لیکن چونکہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی اس لئے اس کو نہ لا سکے۔ جمہور علمائے سلف اور خلف کا یہی قول ہے کہ امامت اور خلافت کے لئے قرشی ہونا شرط ہے اور غیر قرشی کی امامت اور خلافت صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث سے استدلال کر کے انصار کے دعویٰ کو رد کیا، جب وہ کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے رہے ایک قریش میں سے اور تمام

صحابہ ؓ نے اس پر اتفاق کیا گویا صحابہ ؓ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ غیر قرشی کے لئے خلافت نہیں ہو سکتی، البتہ خلیفہ وقت کا وہ نائب رہ سکتا ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے اور خلفائے راشدین نے اور خلفائے بنی امیہ اور عباسیہ نے اپنے اپنے عہد میں غیر قرشی لوگوں کو اپنا نائب اور عامل مقرر کیا ہے حافظ نے کہا خارجی اور معتزلیوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا وہ غیر قرشی کی امامت اور خلافت جائز رکھتے ہیں۔ ابن طیب نے کہا ان کا قول التفات کے لائق نہیں ہے۔ جب حدیث سے ثابت ہے کہ قریش کا حق ہے اور ہر قرن میں مسلمانوں نے اسی اصول پر عمل کیا ہے۔ قاضی عیاض ؒ نے کہا جب سب علما کا یہی مذہب ہے کہ امام کے لئے قرشی ہونا شرط ہے اور یہ اجماعی مسائل میں سے ہے اور خارجی اور معتزلی نے یہ شرط نہیں رکھی ان کا قول تمام مسلمانوں کے خلاف ہے۔

٧١٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، [قَالَ:] كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ [فِي النَّارِ] عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ**)) تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ. [راجع: ٣٥٠٠]

(٧١٣٩) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ میں قریش کے ایک وفد کے ساتھ معاویہ ؓ کے پاس تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قبیلہ قحطان کا ایک بادشاہ ہو گا۔ معاویہ ؓ اس پر غصہ ہوئے اور کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق کی، پھر فرمایا: اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، یہ تم میں سے جاہل لوگ ہیں۔ پس تم ایسے خیالات سے بچتے رہو جو تمہیں گمراہ کر دیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا۔ کوئی بھی ان سے اگر دشمنی کرے گا تو اللہ اسے رسوا کر دے گا لیکن اس وقت تک جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔“ اس روایت کی متابعت نعیم نے ابن المبارک سے کی ہے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے اور ان سے محمد بن جبیر نے۔

تشریح: قحطانی کی بابت حدیث مذکور کو علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر حضرت معاویہ ؓ شاید یہ سمجھے کہ اوائل زمانہ اسلام میں شاید ایسا ہو گا یہ غلط ہے اور نبی کریم ﷺ نے امارت کو قریش کے ساتھ خاص کیا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت ایک وقت ایسا آئے گا جب قحطانی شخص بادشاہ ہو گا امر خلافت اسلامی قریش کے ساتھ مخصوص ہے جب تک وہ دین کو قائم رکھیں۔

٧١٤٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، يَقُوْلُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا**

(٧١٤٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ امر خلافت اس

يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ)). [راجع: ٣٥٠١]

وقت تک قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو شخص بھی باقی رہیں گے۔"

تشریح: اور جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ اگر دین کو چھوڑیں گے تو امر خلافت دیگر اقوام کے حوالہ ہو جائے گا۔

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ

باب: جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اس کا ثواب

لِقَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ [المائدة: ٤٧]

کیونکہ اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے: "جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی گنہگار ہیں۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ جو اللہ کے اتارے ہوئے کے موافق فیصلہ کرے ان کو ثواب ملے گا۔

٧١٤١ـ حَدَّثَنِي شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [راجع: ٧٣]

(۷۱۴۱) مجھ سے شہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رشک بس دو آدمیوں پر ہی کیا جانا چاہیے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور پھر اس نے وہ حق کے راستے میں بے دریغ خرچ کیا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دین کا علم (قرآن وحدیث کا علم) دیا ہو وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے۔ اور اس کی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔"

تشریح: یعنی اور لوگ رشک کے قابل ہی نہیں ہیں یہ دو شخص البتہ رشک کے قابل ہیں کیونکہ ان دونوں شخصوں نے دین اور دنیا دونوں حاصل کر لئے، دنیا میں نیک نام ہوئے اور آخرت میں شادکام۔ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی گزرے ہیں جن کو یہ دونوں نعمتیں سرفراز ہوئی ہیں ان پر بے حد رشک ہوتا ہے۔ نواب سید محمد صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم بھی دیا تھا، اور دولت بھی عنایت فرمائی تھی۔ انہوں نے اپنی دولت بہت سے نیک کاموں میں جیسے اشاعت کتب حدیث وغیرہ میں صرف کی اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے اور ان کی نیکیاں قبول فرمائے۔ آمین

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

باب: امام اور بادشاہ کی بات سننا اور ماننا واجب ہے جب تک وہ خلافِ شرع اور گناہ کی بات کا حکم نہ دے

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اسلام اگر کسی حبشی غلام کو بھی عامل مقرر کرے تو اس کی اطاعت واجب ہوگی۔ حبشی غلام کا خلیفہ ہونا مراد نہیں ہے۔

٧١٤٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى [بْنُ

(۷۱۴۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان

سَعِيدٍ] عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ)). [راجع: ٦٩٣]

سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوتیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو، خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے جس کا سر منقیٰ کی طرح چھوٹا ہو۔''

تشریح: یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کی بھی اطاعت ضروری ہے بشرطیکہ معصیت الٰہی کا حکم نہ دیں۔

٧١٤٣ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). [راجع: ٧٠٥٣]

(۷۱۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے جعد نے بیان کیا اور ان سے ابورجاء نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے امیر میں کوئی برا کام دیکھا تو اسے صبر کرنا چاہیے کیونکہ کوئی اگر جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

تشریح: جماعت سے الگ ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ حاکم اسلام سے باغی ہو کر اس کی اطاعت سے نکل جائے جیسا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خارجیوں نے کیا تھا ایسا کرنا ملی نظام کو توڑنا اور عہد جاہلیت کی سی خودسری میں گرفتار ہونا ہے جو اہل جاہلیت کا شیوہ تھا۔ مسلمان کو ایسی خودسری کی حالت میں مرنا عہد جاہلیت والوں کی سی موت مرنا ہے جو مسلمان کے لئے کسی طرح زیبا نہیں ہے۔

٧١٤٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)). [راجع: ٢٩٥٥]

(۷۱۴۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لئے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے، ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے، جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔''

تشریح: امیر ہوں یا امام مجتہد، غلطی کا امکان سب سے ہے، اس لئے غلطی میں ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی سے اندھی تقلید کی جڑ کٹتی ہے۔ آج کل کسی امام مسجد کا امام وخلیفہ بن بیٹھنا اور اپنے نہ ماننے والوں کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرانا اس حدیث کا مذاق اڑانا ہے اور ''لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل'' کا مصداق بننا ہے جب کہ ایسے امام اغیار کی غلامی میں رہ کر خلیفہ کہلا کر خلافت اسلامی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

٧١٤٥ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ

(۷۱۴۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابوعبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى! قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٤٣٤٠]

بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لئے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔ اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے کبھی بھی نہ نکل سکتے اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔''

تشریح: غلط باتوں میں اطاعت جائز نہیں ہے۔ یہ امیر لشکر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی انصاری رضی اللہ عنہ تھے غصہ میں ان سے یہ بات ہوئی غصہ ٹھنڈا ہونے تک وہ آگ بھی ٹھنڈی ہوگئی۔

بَابٌ

مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللَّهُ.

باب:

جسے بن مانگے سرداری ملے تو اللہ اس کی مدد کرے گا

تشریح: اس کی سرداری نیک نامی سے گزرے گی اور جو شخص مانگ کر عہدہ حاصل کرے گا اللہ کی مدد اس کے شامل حال نہ ہوگی۔

٧١٤٦ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[راجع: ٦٦٢٢]

(۷۱۴۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حسن نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! حکومت کے طالب نہ بنا کیونکہ اگر تمہیں مانگنے کے بعد حکومت ملی تو تم اس کے حوالے کر دیے جاؤ گے اور اگر تمہیں وہ بلا مانگے ملی تو اس میں تمہاری (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور اگر تم نے قسم کھالی ہو پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو اور وہ کام کرو جس میں بھلائی ہو۔''

تشریح: غلط بات پر خواہ مخواہ اڑے رہنا کوئی دانشمندی نہیں ہے اگر غلط قسم کی صورت ہو تو اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

بَابٌ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

٧١٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ)). [راجع: ٦٦٢٢]

باب: جو شخص مانگ کر حکومت یا سرداری لے اس کو اللہ پاک چھوڑ دے گا وہ جانے اس کا کام جانے

(۷۱۴۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے حسن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ نے بیان کیا کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! حکومت طلب مت کرنا کیونکہ اگر تمہیں مانگنے کے بعد امیری ملی تو تم اس کے حوالے کر دیے جاؤ گے اور اگر تمہیں مانگے بغیر ملی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر تم کسی بات پر قسم کھالو اور پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو وہ کرو جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔''

تشریح: اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حاکم اعلیٰ اپنی حکومت میں قابل ترین افراد کو تلاش کر کے امور حکومت ان کے حوالے کرے اور جو لوگ خود لالچی ہوں ان کو کوئی ذمہ داری کا منصب سپرد نہ کرے۔ ایسے لوگ ادائیگی میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ الا ماشاء الله۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

٧١٤٨ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ))

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيْدِ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ. [مسلم: ٤٢٢٢، ٥٤٠٠]

باب: حکومت اور سرداری کی حرص کرنا منع ہے

(۷۱۴۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم حکومت کا لالچ کرو گے اور یہ قیامت کے دن تمہارے لئے باعث ندامت ہوگی، پس کیا ہی بہتر ہے دودھ پلانے والی اور کیا ہی بری ہے دودھ چھڑانے والی۔''

اور محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن حمران نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے عمر بن حکم نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے اپنا قول (موقوفاً) نقل کیا۔

تشریح: تو اس طریق میں دو باتیں اگلے طریق کے خلاف ہیں ایک تو سعید اور ابوہریرہ ؓ میں عمر بن حکم کا واسطہ ہونا، دوسرے حدیث کو موقوفاً نقل کرنا۔

سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے کیا عمدہ مثال دی ہے۔ آدمی کو حکومت اور سرداری ملتے وقت بڑی لذت ہوتی ہے، خوب روپیہ کماتا ہے، مزے اڑاتا ہے لیکن اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سدا قائم رہنے والی چیز نہیں، ایک دن چھن جائے گی تو نے جتنا مزہ اٹھایا ہے وہ سب کرکرا ہو جائے گا اور اس رنج کے سامنے جو سرداری اور حکومت جاتے وقت ہوگا یہ خوشی کوئی چیز نہیں ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ جس کام کے انجام میں رنج ہو اس کو تھوڑی سی لذت کی وجہ سے ہرگز اختیار نہ کرے۔ عاقل وہی کام کرتا ہے جس میں رنج اور دکھ کا نام نہ ہو، نری لذت ہی لذت ہو گو یہ لذت مقدار میں تھوڑی ہو لیکن اس لذت سے بدرجہا بہتر ہے جس کے بعد رنج سہنا پڑے۔ لاحول ولا قوة الا باللہ۔ دنیا کی حکومت پر سرداری اور بادشاہت درحقیقت ایک عذاب الیم ہے۔ اسی لئے عقلمند بزرگ اس سے ہمیشہ بھاگتے رہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مار کھائی، قید میں رہے مگر حکومت قبول نہ کی۔ دوسری حدیث میں ہے جو شخص عدالت کا حاکم یعنی قاضی (جج) بنایا گیا وہ بن چھری ذبح کیا گیا۔

٧١٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: أَمِّرْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ: ((إِنَّا لَا نُوَلِّي هَذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٢٦١] [مسلم: ٤٧١٧]

(٧١٤٩) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابوبردہ نے، ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کے دو آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یارسول اللہ! ہمیں کہیں کا حاکم بنا دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی خواہش ظاہر کی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم ایسے شخص کو یہ ذمہ داری نہیں سونپتے جو اسے طلب کرے اور نہ اسے دیتے ہیں جو اس کا حریص ہو۔“

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

باب: جو شخص رعیت کا حاکم بنے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے اسکا عذاب

٧١٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَاللهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ [يَقُولُ:] ((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)).

[طرفه في: ٧١٥١] [مسلم: ٣٦٣، ٣٦٤، ٣٦٥، ٤٧٢٩، ٤٧٣٠]

(٧١٥٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاشہب نے بیان کیا، ان سے حسن نے کہ عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوگیا، تو معقل بن یسار نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ نے فرمایا تھا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی قوم کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔“

تشریح: طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے حالانکہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہے۔ طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ عبیداللہ بن زیاد ایک ظالم سفاک چھوکرا تھا جس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم بنایا تھا وہ بہت خونریزی کیا کرتا آخر معقل بن یسار صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو

نصیحت کی کہ ان کاموں سے باز رہ۔ آخر تک۔

٧١٥١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ: أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَدَخَلَ عُبَيْدُاللَّهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). [راجع: ٥١٥٠]

(۷۱۵۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حسین جعفی نے خبر دی کہ زائدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے اور ان سے حسن نے بیان کیا کہ ہم معقل بن یسار ؓ کی عیادت کے لئے ان کے پاس گئے، پھر عبیداللہ بھی آئے تو معقل ؓ نے ان سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص مسلمانوں کا حاکم بنایا گیا اور اس نے ان کے معاملہ میں خیانت کی اور اسی حالت میں مرگیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔“

تشریح: حضرت معقل بن یسار مزنی ؓ اصحاب شجرہ میں سے ہیں سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔ (رضی الله عنه وارضاه)

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

باب: جو شخص اللہ کے بندوں کو ستائے (مشکل میں پھنسائے) اللہ اس کو ستائے گا (مشکل میں پھنسائے گا)

٧١٥٢ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيفٍ أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ: شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ:- وَمَنْ يُشَاقِقْ يُشَقِّقِ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالُوا: أَوْصِنَا فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَلَّا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَلَّا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفِّهِ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللَّهِ: مَنْ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ جُنْدَبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، جُنْدَبٌ. [راجع: ٦٤٩٩]

(۷۱۵۲) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے، ان سے جریری نے، ان سے طریف ابوتمیمہ نے بیان کیا کہ میں صفوان اور جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا۔ صفوان اپنے ساتھیوں شاگردوں کو وصیت کر رہے تھے، پھر (صفوان اور ان کے ساتھیوں نے جندب ؓ سے) پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ”جو لوگوں کو ریاکاری کے طور پر دکھانے کے لئے کام کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی ریاکاری کا حال لوگوں کو سنا دے گا اور فرمایا کہ جو لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔“ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے انسان کے جسم میں اس کا پیٹ سڑتا ہے پس جو کوئی طاقت رکھتا ہو کہ پاک وطیب کے سوا اور کچھ نہ کھائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے اور جو کوئی طاقت رکھتا ہو وہ چلو بھر لہو بہا کر (یعنی ناحق خون کرکے) اپنے تئیں بہشت

میں جانے سے نہ روکے تو وہ ایسا کرے۔ جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا کون صاحب اس حدیث میں یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، کیا جندب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہی کہتے ہیں۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ.

باب: چلتے چلتے راستے میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا

یحییٰ بن یعمر نے راستے میں فیصلہ کیا اور شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر فیصلہ کیا۔

٧١٥٣ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)).

[راجع: ٣٦٨٨]

(۷۱۵۳) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے اسلم بن ابی جعد نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص مسجد کی چوکھٹ پر آ کر ہم سے ملا اور دریافت کیا: یارسول اللہ! قیامت کب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' اس پر وہ شخص خاموش سا ہو گیا، پھر اس نے کہا: یارسول اللہ! میں نے بہت زیادہ روزے، نماز اور صدقہ قیامت کے لئے نہیں تیار کئے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔''

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ

باب: یہ بیان کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی دربان نہیں تھا

٧١٥٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ: تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: ((اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِيْ)) فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّيْ فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيبَتِي قَالَ:

(۷۱۵۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے گھر کی ایک عورت سے کہہ رہے تھے فلانی کو پہچانتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، بتلایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس عورت نے جواب دیا آپ میرے پاس سے چلے جاؤ! میری مصیبت آپ پر نہیں پڑی ہے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ وہاں

فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ: مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: مَا عَرَفْتُهُ قَالَ: إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ! مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ)). [راجع: ١٢٥٢]

سے ہٹ گئے اور چلے گئے۔ پھر ایک صاحب ادھر سے گزرے اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے تم سے کیا کہا تھا؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے انہیں پہچانا نہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ کے ہاں کوئی دربان نہیں پایا پھر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "صبر تو صدمہ کے شروع میں ہی ہوتا ہے۔"

تشریح: روایت میں آپ کے ہاں دربان نہ ہونا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ

باب: ماتحت حاکم قصاص کا حکم دے سکتا ہے بڑے حاکم سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں

تشریح: اور قصاص کی طرح حد بھی ہے تو ہر ملک کا عامل حدود اور قصاص شرع کے موافق جاری کر سکتا ہے۔ بڑے بادشاہ یا خلیفہ سے اجازت لینا شرط نہیں ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ عاملوں کو ایسا کرنا درست نہیں بلکہ شہر کے سردار حدیں قائم کریں ابن قاسم نے کہا قصاص دار الخلافہ ہی میں لیا جائے گا جہاں خلیفہ رہتا ہو یا اس کی تحریری اجازت سے اور مقاموں میں۔ اشہب نے کہا جس عامل یا والی کو خلیفہ اجازت دے، حدود اور قصاص قائم کرنے کی وہ قائم کر سکتا ہے۔

٧١٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ [الذُّهْلِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ] أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ. [ترمذي: ٣٨٥٠، ٣٨٥١]

(۷۱۵۵) ہم سے محمد بن خالد ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح رہتے تھے جیسے امیر کے ساتھ کوتوال رہتا ہے۔

تشریح: بعض کوتوال اچھے بھی ہوتے ہیں اور حاکم اعلیٰ کی طرف سے وہ مجاز بھی ہوتے ہیں، اس میں یہی اشارہ ہے۔

٧١٥٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ [بْنِ خَالِدٍ] قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ. [راجع: ٢٢٦١]

(۷۱۵۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قرہ نے، ان سے حمید بن ہلال نے کہا ہم سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں بھیجا تھا اور ان کے ساتھ معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا تھا۔

تشریح: حضرت ابوموسیٰ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام لائے اور ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے پھر اہل سفینہ کے ساتھ خیبر میں خدمت نبوی میں واپس ہوئے۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٧١٥٧۔ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتَى مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: مَا لِهَذَا؟ قَالَ: أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى أَقْتُلَهُ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ. [راجع: ٢٢٦١]

(۷۱۵۷) (دوسری سند) مجھ سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے محبوب بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آئے اور وہ شخص ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ انہوں نے پوچھا اس کا کیا معاملہ ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں نہیں بیٹھوں گا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

تشریح: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ شرعی حکم صاف ہوتے ہوئے انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اجازت لینا ضروری نہیں جانا۔

بَابٌ: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ؟

باب: قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصے کی حالت میں دینا درست ہے یا نہیں؟

٧١٥٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ أَنْ لَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)). [مسلم: ٤٤٩٠، ٤٤٩١؛ ابوداود: ٣٥٨٩؛ ترمذي: ١٣٣٤؛ نسائي: ٥٤٢١، ٥٤٣٦؛ ابن ماجه: ٢٣١٦]

(۷۱۵۸) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے سنا، کہا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے (عبیداللہ) کو لکھا اور وہ اس وقت سجستان میں تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرنا جب تم غصے میں ہو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے: ''کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے جب وہ غصے میں ہو۔''

تشریح: جج صاحبان کے لئے بہت بڑی نصیحت ہے، غصہ کی حالت میں انسانی ہوش وحواس مختل ہو جاتے ہیں اس لئے اس حالت میں فیصلہ نہیں دینا چاہیے۔

٧١٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۷۱۵۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، [قَالَ:] جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي وَاللّٰهِ! لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [راجع: ٩٠]

ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہیں قیس بن ابی حازم نے، ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں واللہ! صبح کی جماعت میں فلاں (امام معاذ بن جبل یا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما) کی وجہ سے شرکت نہیں کر پاتا کیونکہ وہ ہمارے ساتھ اس نماز کو بہت لمبی کر دیتے ہیں۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو وعظ و نصیحت کے وقت اس سے زیادہ غضب ناک ہوتا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ آپ اس دن تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض نمازیوں کو نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے کیونکہ جماعت میں بوڑھے، بچے اور ضرورت مند سب ہی ہوتے ہیں۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کتنے بھی غضبناک ہوں آپ کے ہوش و حواس قائم ہی رہتے تھے۔ اس لئے اس حالت میں آپ کا یہ ارشاد بالکل بجا تھا۔ اس سے امام کو سبق لینا چاہیے کہ مقتدی کا لحاظ کتنا ضروری ہے۔

٧١٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ مُحَمَّدٌ [هُوَ الزُّهْرِيُّ]: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ.

(۷۱۶۰) ہم سے محمد بن ابی یعقوب کرمانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، محمد زہری نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے بیوی (آمنہ بنت غفار) کو جب کہ وہ حالت حیض میں تھیں طلاق دے دی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ بہت خفا ہوئے پھر فرمایا: ''انہیں چاہیے کہ وہ رجوع کر لیں اور انہیں اپنے پاس رکھیں، یہاں تک کہ جب وہ پاک ہو جائیں، پھر حائضہ ہوں اور پھر پاک ہوں تب اگر چاہے تو اسے طلاق دے دے۔'' ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ محمد سے مراد زہری ہیں۔

[راجع: ٤٩٠٨] [مسلم: ٣٦٥٩؛ ابوداود: ٢١٨١؛ ترمذي: ١١٧٦؛ نسائي: ٣٣٩٧؛ ابن ماجه: ٢٠٢٣]

تشریح: آپ نے بحالت خفگی فتویٰ دیا۔ یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے۔

بَابٌ

باب

مَنْ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ

قاضی کو اپنے ذاتی علم کی رو سے معاملات میں حکم دینا درست ہے (نہ کہ

النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهَمَةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِهِنْدٍ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)) وَذَلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُورًا.

حدود اور حقوق اللہ میں) یہ بھی جب کہ بدگمانی اور تہمت کا ڈر نہ ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہند (ابوسفیان کی بیوی) کو یہ حکم دیا تھا کہ ''تو ابوسفیان کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو دستور کے موافق تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو'' اور یہ اس وقت ہوگا جب معاملہ مشہور ہو۔

٧١٦١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ [مِنَ] الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ لَهَا ((لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ)).

[راجع: ٢٢١١]

(۷۱۶۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئیں اور کہا یا رسول اللہ! روئے زمین کا کوئی گھرانہ ایسا نہیں تھا جس کے متعلق اس درجہ میں ذلت کی خواہشمند ہوں جتنا آپ کے گھرانہ کی ذلت و رسوائی کی میں خواہشمند تھی لیکن اب میرا یہ حال ہے کہ میں سب سے زیادہ خواہشمند ہوں کہ روئے زمین کے تمام گھرانوں میں آپ کا گھرانہ عزت و سربلندی والا ہو۔ پھر انہوں نے کہا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں، تو کیا میرے لئے کوئی حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر لے کر) اپنے اہل و عیال کو کھلاؤں؟ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم انہیں دستور کے مطابق کھلاؤ۔''

تشریح: اس مقدمہ کے متعلق آپ کو ذاتی علم تھا اسی وثوق پر آپ نے یہ حکم دے دیا۔

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ

باب: مہر لگے خط پر گواہی دینے کا بیان (کہ یہ فلاں شخص کا خط ہے)

وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ: إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْجَارُودِ

اور کون سی گواہی اس مقدمہ میں جائز ہے اور کون سی ناجائز اور حاکم جو اپنے نائبوں کو پروانے لکھے۔ اسی طرح ایک ملک کا قاضی دوسرے ملک کے قاضی کو، اس کا بیان اور بعض لوگوں نے کہا حاکم جو پروانے اپنے نائبوں کو لکھے ان پر عمل ہو سکتا ہے مگر حدود شرعیہ میں نہیں ہو سکتا (کیونکہ ڈر ہے کہ پروانہ جعلی نہ ہو) پھر خود ہی کہتے ہیں کہ قتل خطا میں پروانے پر عمل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اس کی رائے پر مثل مالی دعووں کے ہے، حالانکہ قتل خطا مالی دعووں کی طرح نہیں ہے بلکہ ثبوت کے بعد اس کی سزا مالی ہوتی ہے تو قتل خطا اور

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ: شَهِدْتُ عَبْدَالْمَلِكِ بْنَ يَعْلَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ: اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ أَنَّ لِي عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو قِلَابَةَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى يَعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ فِيهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ: ((إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ)) [طرفه في: ٧١٩٢] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ

عمد دونوں کا حکم رہنا چاہیے (دونوں میں پروانے کا اعتبار نہ ہونا چاہیے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو حدود میں پروانے لکھے ہیں اور عمر بن عبدالعزیز نے دانت توڑنے کے مقدمے میں پروانہ لکھا اور ابراہیم نخعی نے کہا ایک قاضی دوسرے قاضی کے خط پر عمل کر لے جب اس کی مہر اور خط کو پہچانتا ہو تو یہ جائز ہے اور شعبی مہر لگے خط کو جو ایک قاضی کی طرف سے آئے جائز رکھتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں عبدالملک بن یعلی (بصرہ کے قاضی) اور ایاس بن معاویہ (بصرہ کے قاضی) اور حسن بصری اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ (بصرہ کے قاضی) اور عبداللہ بن بریدہ (مرو کے قاضی) اور عامر بن عبید (کوفہ کے قاضی) اور عباد بن منصور (بصرہ کے قاضی) ان سب سے ملا ہوں۔ یہ سب ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام بغیر گواہوں کے منظور کرتے۔ اگر فریق ثانی جس کو اس خط سے ضرر ہوتا ہے یوں کہے کہ یہ خط جعلی ہے تو اس کو حکم دیں گے کہ اچھا اس کا ثبوت دے اور قاضی کے خط پر سب سے پہلے ابن ابی لیلیٰ (کوفہ کے قاضی) اور سوار بن عبداللہ (بصرہ کے قاضی) نے گواہی چاہی اور ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے کہا، ہم سے عبیداللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن انس بصری کے پاس اس مدعی پر گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص پر میرا حق اتنا آتا ہے اور وہ کوفہ میں ہے پھر میں ان کا خط لے کر قاسم بن عبدالرحمن کوفہ کے قاضی کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو منظور کیا اور امام حسن بصری اور ابوقلابہ نے کہا وصیت نامہ پر اس وقت تک گواہی کرنا مکروہ ہے جب تک اس کا مضمون نہ سمجھ لے ایسا نہ ہو وہ ظلم اور خلاف شرع ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خط بھیجا کہ ”یا تو اس (شخص یعنی عبداللہ بن سہل) مقتول کی دیت دو جو تمہاری بستی میں مارا گیا ہے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔“ اور زہری نے کہا اگر عورت پردے کی آڑ میں ہو اور آواز وغیرہ سے اسے پہچانتا ہو تو اس پر گواہی دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔

السِّتْرِ: إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا فَلَا تَشْهَدْ.

٧١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِهِ وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ. [راجع: ٦٥]

(۷۱۶۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اہل روم کو خط لکھنا چاہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رومی صرف مہر لگا ہوا خط ہی قبول کرتے ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی ایک مہر بنوائی۔ گویا میں اس کی چمک کو اس وقت بھی دیکھتا ہوں اور اس پر کلمہ "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے نکالا کہ خط پر عمل ہو سکتا ہے بالخصوص جب وہ مختوم ہو تو شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بَابٌ: مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

باب: قاضی بننے کے لئے کیا کیا شرطیں ہونی ضروری ہیں

وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِآيَاتِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ [ص: ٢٦] وَقَرَأَ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيْلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [المائدة: ٤٤] ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ اسْتُوْدِعُوْا ﴿مِنْ كِتَابِ اللَّهِ﴾ وَقَرَأَ:

اور حسن بصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے یہ عہد لیا ہے کہ خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے نہ ڈریں اور میری آیات کو معمولی قیمت کے بدلے نہ بیچیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: "اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے، پس تم لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں، ان کو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا بوجہ اس کے جو انہوں نے حکم الٰہی کو بھلا دیا تھا۔" اور حسن بصری نے یہ آیت تلاوت کی: "بلاشبہ ہم نے تورات نازل کی، جس میں ہدایت اور نور تھا اس کے ذریعے انبیا جو اللہ کے فرمانبردار تھے، فیصلہ کرتے رہے۔ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ہدایت اختیار کی اور پاک باز اور علما (فیصلہ کرتے ہیں) اس کے ذریعے جو انہوں نے کتاب اللہ کو یاد رکھا اور وہ اس پر نگہبان ہیں، پس لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ہی ڈرو اور میری آیات کے ذریعے دنیا کی تھوڑی پونجی نہ خریدو اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو وہی منکر ہیں۔" ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ ای بما استودعوا من کتاب اللہ" اور امام بصری نے

﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [الانبیا: ۷۸، ۷۹] فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ هَذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَثْنَى عَلَى هَذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هَذَا بِاجْتِهَادِهِ.

سورۂ انبیاء کی یہ آیت بھی تلاوت کی (اور یاد کرو) ''داؤد اور سلیمان کو جب انہوں نے کھیتی کے بارے میں فیصلہ کیا جب کہ اس میں ایک جماعت کی بکریاں گھس پڑیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے، پس ہم نے فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو نبوت اور معرفت دی تھی۔'' پس سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اور داؤد علیہ السلام کو ملامت نہیں کی۔ اگر ان دو انبیا کا حال جو اللہ نے ذکر کیا ہے نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ قاضی تباہ ہو رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان کی تعریف ان کے علم کی وجہ سے کی ہے اور داؤد کو ان کے اجتہاد میں معذور قرار دیا۔

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ: خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِي مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهِمًا حَلِيمًا عَفِيفًا صَلِيبًا عَالِمًا سَئُولًا عَنِ الْعِلْمِ.

اور مزاحم بن زفر نے کہا کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہ پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے کوئی ایک خصلت بھی نہ ہو تو اس کے لئے باعث عیب ہے۔ اول یہ کہ وہ دین کی سمجھ والا ہو، دوسرے یہ کہ وہ بردبار ہو، تیسرے وہ پاک دامن ہو، چوتھے وہ قوی ہو، پانچویں یہ کہ عالم ہو، علم دین کی دوسروں سے بھی خوب معلومات حاصل کرنے والا ہو۔

تشریح: اسی لئے اصول قرار پایا کہ مجتہد کو غلطی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے پس قاضی سے بھی غلطی کا امکان ہے۔ اللہ اسے معذور رکھے گا اور اس کی غلطی پر مؤاخذہ نہ کرے گا۔ الا ان یشاء اللہ۔ ((صلیبا)) کا ترجمہ یوں بھی ہے کہ وہ حق اور انصاف کرنے پر خوب پکا اور مضبوط ہو۔ آیت میں حضرت داؤد (علیہ السلام) کے فیصلے کا غلط ہونا مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کبھی پیغمبروں سے بھی اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر وہ اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ ان کو مطلع کر دیتا ہے۔ مجتہدین سے غلطی کا ہونا عین ممکن ہے۔ ان کے غلطی پر جمے رہنا یہی اندھی تقلید ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (۹/التوبۃ: ۳۱)

شافعیہ نے کہا قضا کی شرط یہ ہے کہ آدمی مسلمان متقی، پرہیزگار، مکمل آزاد، مرد، سنتا، دیکھتا، بولتا ہو تو کافر یا نابالغ یا مجنون یا غلام لونڈی یا عورت یا خنثیٰ یا فاسق بہرے یا گونگے یا اندھے کی قضا درست نہیں ہے۔ اہل حدیث اور شافعیہ کے نزدیک قضا کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے یعنی قرآن اور حدیث اور ناسخ اور منسوخ کا عالم ہونا اسی طرح قضایائے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے واقف ہونا اور ہر مقدمہ میں اللہ کی کتاب کے موافق حکم دے۔ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ملے تو حدیث کے موافق اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کے موافق اگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو تو جس کا قول قرآن و حدیث کے زیادہ موافق دیکھے اس پر حکم دے اور اہلحدیث اور محققین علما نے مقلد کی قضا جائز نہیں رکھی اور یہی صحیح ہے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا

باب: حکام اور حکومت کے عاملوں کا تنخواہ لینا

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ

اور قاضی شریح قضا کی تنخواہ لیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (یتیم کا) نگراں اپنے کام کے مطابق خرچہ لے گا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی (خلیفہ

عُمَالَتِهِ وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ہونے پر) بیت المال سے بقدر کفایت تنخواہ لی تھی۔

تشریح: جمہور علما کا یہی قول ہے کہ حکومت اور قضا کی تنخواہ لینا درست ہے مگر بقدر کفاف ہونا نہ کہ حد سے آگے بڑھنا۔

٧١٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيْ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلَى! فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا تُرِيْدُ إِلَى ذٰلِكَ قُلْتُ: إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ: لَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِيْ أَرَدْتَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتَّى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)). [راجع:١٤٧٣]

[مسلم: ٢٤٠٧، ٢٤٠٨، ٢٤٠٩؛ ابوداود: ١٦٤٧، ٢٩٤٤؛ نسائي: ٢٦٠٣، ٢٦٠٦]

(۷۱۶۳) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں نمر کے بھانجے سائب بن یزید نے خبر دی، انہیں حویطب بن عبدالعزیٰ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن سعدی نے خبر دی کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے زمانہ خلافت میں آئے تو ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا مجھ سے جو یہ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے کہ تمہیں لوگوں کے کام سپرد کئے جاتے ہیں اور جب اس کی تنخواہ دی جاتی ہے تو تم اسے لینا پسند نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خوشحال ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ میں نے بھی اس کا ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے آنحضرت ﷺ مجھے عطا کرتے تھے تو میں عرض کر دیتا تھا کہ اسے مجھ سے زیادہ اس کے ضرورت مند کو عطا فرما دیجئے۔ آخر آپ نے ایک مرتبہ مجھے مال عطا کیا اور میں نے وہی بات دہرائی کہ اسے ایسے شخص کو دے دیجئے جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آپ نے فرمایا: ”اسے لو اور اس کے مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کرو۔ یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے نہ خواہشمند ہو اور نہ اسے مانگا تو اسے لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔“

٧١٦٤۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتَّى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ

(۷۱۶۴) اور زہری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مجھے عطا کرتے تھے تو میں کہتا کہ آپ اسے دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، پھر آپ نے مجھے ایک مرتبہ مال دیا اور میں نے کہا کہ آپ اسے ایسے شخص کو دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)). [راجع: ١٤٧٣، ٧١٦٣]

"اسے لے لو اور اس کے مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کر دو۔ یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے خواہشمند نہ ہو اور نہ اسے تم نے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔"

تشریح: سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے وہ بات بتلائی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں سوجھی یعنی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مال کو نہ لیتے صرف واپس کر دیتے تو اس میں اتنا فائدہ نہ تھا جتنا لے لینے میں اور پھر اللہ کی راہ میں خیرات کرنے میں۔ کیونکہ صدقہ کا ثواب بھی اس میں حاصل ہوا۔ محققین فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ مال کے رد کرنے میں بھی نفس کو ایک غرور حاصل ہوتا ہے اگر ایسا ہو تو اسے مال لے لینا چاہیے پھر لے کر خیرات کر دے یہ نہ لینے سے افضل ہوگا۔ آج کل دینی خدمات کرنے والوں کے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ تنخواہ بقدر کفاف لیں، غنی ہوں تو نہ لیں یا لے کر خیرات کر دیں۔

بَابُ مَنْ قَضَى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ

باب: جو مسجد میں فیصلہ کرے یا لعان کرائے

وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَضَى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى ابْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ ابْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر کے پاس لعان کرا دیا اور قاضی شریح شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں فیصلہ کیا اور مروان نے زید بن ثابت کا فیصلہ یمن میں (مسجد) میں منبر کے پاس کیا۔ اور حسن بصری اور زرارہ بن اوفیٰ دونوں مسجد کے باہر ایک دالان میں بیٹھ کر قضا کا کام کیا کرتے تھے۔

٧١٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٢٣]

(۷۱۶۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دو لعان کرنے والوں کو دیکھا۔ میں اس وقت پندرہ سال کا تھا اور ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دی گئی تھی۔

تشریح: سہل بن سعد ساعدی انصاری ہیں یہ آخری صحابی ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے سال وفات سنہ ۹۱ھ ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

٧١٦٦۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ.

(۷۱۶۶) مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں بنی ساعدہ کے ایک فرد سہل رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھے، کیا اسے قتل کر سکتا ہے؟ پھر دونوں (میاں بیوی) میں میری موجودگی میں لعان کرایا گیا۔

وَأَنَا شَاهِدٌ. [راجع: ٤٢٣]

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ

باب: حد کا مقدمہ مسجد میں سننا، پھر جب حد لگانے کا وقت آئے تو مجرم کو مسجد کے باہر لے جانا

وَقَالَ عُمَرُ: أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس مجرم کو مسجد سے باہر لے جاؤ اور حد لگاؤ (اس کو ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے وصل کیا) اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

٧١٦٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)). [راجع: ٥٢٧١]

(٧١٦٧) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ مسجد میں تھے اور انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا: یارسول اللہ! میں نے زنا کرلیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا لیکن جب اس نے اپنے ہی خلاف چار مرتبہ گواہی دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ”کیا تم پاگل ہو؟“ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں لے جاؤ اور رجم کردو۔“

٧١٦٨۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجْمِ. [راجع: ٥٢٧٠]

(٧١٦٨) ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس شخص کو عیدگاہ پر رجم کیا تھا۔ اس کی روایت یونس، معمر اور ابن جریج نے زہری سے کی، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم کے سلسلے میں یہی حدیث ذکر کی۔

تشریح: عیدگاہ کے قریب ان کو رجم کیا گیا۔ یہ شخص ماعز بن مالک اسلمی مدنی ہے جو بحکم نبوی سنگسار کئے گئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

باب: فریقین کو امام کا نصیحت کرنا

٧١٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(٧١٦٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ میں

قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)). [راجع: ٢٤٥٨]

ایک انسان ہوں، تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو ممکن ہے تم میں سے بعض اپنے مقدمے کو پیش کرنے میں فریق ثانی کے مقابلہ میں زیادہ چرب زبان ہو اور میں تمہاری بات سن کر فیصلہ کر دوں تو جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی (فریق مخالف) کا کوئی حق دلا دوں۔ چاہیے کہ وہ اسے نہ لے کیونکہ یہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دیتا ہوں۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ کسی بھی قاضی کا غلط فیصلہ عند اللہ صحیح نہیں ہو سکتا گو وہ نافذ کر دیا جائے، غلط غلط ہی رہے گا۔ اس حدیث سے امام مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور اہلحدیث اور جمہور علما کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے لیکن اس کے فیصلے سے جو شے حرام ہے وہ حلال نہیں ہوتی نہ حلال حرام ہوتی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول رد ہو گیا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا البتہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو بتلا دیتا تو معلوم ہو جاتا۔

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ لِلْخَصْمِ

باب: اگر قاضی خود عہدہ قضا حاصل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اس کی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے؟

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ: ائْتِ الْأَمِيرَ حَتَّى أَشْهَدَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى حَدِّ زِنًى أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيرٌ؟ فَقَالَ: شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: صَدَقْتَ.

اور شریح (مکہ کے قاضی) سے ایک آدمی (نام نامعلوم) نے کہا تم اس مقدمے میں گواہی دو۔ انہوں نے کہا تو بادشاہ کے پاس جا کر کہنا تو میں وہاں گواہی دوں گا۔ اور عکرمہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا اگر تو خود اپنی آنکھ سے کسی کو زنا یا چوری کا جرم کرتے دیکھے اور تو امیر ہو تو کیا اس کو حد لگا دے گا؟ عبدالرحمٰن نے کہا کہ نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آخر تیری گواہی ایک مسلمان کی گواہی کی طرح ہو گی یا نہیں؟ عبدالرحمٰن نے کہا بے شک سچ کہتے ہو۔

قَالَ عُمَرُ: لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِي وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعًا بِالزِّنَى فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ وَقَالَ حَمَّادٌ: إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ: أَرْبَعًا.

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر لوگ یوں نہ کہیں کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے بڑھا دیا تو میں رجم کی آیت اپنے ہاتھ سے مصحف میں لکھ دیتا۔ اور ماعز اسلمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے چار بار زنا کا اقرار کیا تو آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور یہ منقول نہیں ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے اقرار پر حاضرین کو گواہ کیا ہو۔ اور حماد بن ابی سلیمان (استاد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا اگر زنا کرنے والا حاکم کے سامنے ایک بار بھی اقرار کر لے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور حکم بن عتیبہ نے کہا، جب تک چار بار اقرار نہ

کر لے سنگسار نہیں ہو سکتا۔

تشریح: اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باب کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر قاضی خود عہدہ قضا حاصل ہونے کے بعد یا قبل ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اس کی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے یعنی اپنی شہادت اور واقفیت کی بنا پر، اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کو خود اپنے علم یا گواہی پر فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ ایسا مقدمہ بادشاہ وقت یا دوسرے قاضی کے پاس رجوع ہونا چاہیے اور اس قاضی کو مثل دوسرے گواہوں کے وہاں گواہی دینا چاہیے۔

٧١٧٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ [بْنُ سَعْدٍ] عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى قَتِيْلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ)) فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيْلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: كَلَّا لَا تُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَدَعَ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ: فَعَلِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ [لِي] عَبْدُاللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ: الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بِعِلْمِهِ شَهِدَ بِذَلِكَ فِي وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ آخَرَ بِحَقٍّ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتَّى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ: مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى

(۷۱۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے عمر بن کثیر نے، ان سے ابوقتادہ کے غلام ابومحمد نافع نے اور ان سے ابوقتادہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے حنین کی جنگ کے دن فرمایا: ''جس کے پاس کسی مقتول کے بارے میں جسے اس نے قتل کیا ہو گواہی ہو تو اس کا سامان اسے ملے گا۔'' چنانچہ میں مقتول کے لئے گواہ تلاش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو میرے لئے گواہی دے سکے، اس لئے میں بیٹھ گیا، پھر میرے سامنے ایک صورت آئی اور میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو وہاں بیٹھے ہوئے ایک صاحب نے کہا کہ اس مقتول کا سامان جس کا ابوقتادہ ذکر کر رہے ہیں، میرے پاس ہے۔ انہیں اس کے لئے راضی کر دیجیے (کہ وہ یہ ہتھیار وغیرہ مجھے دے دیں) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں، اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو نظر انداز کر کے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کرتا ہے وہ قریش کے معمولی آدمی کو ہتھیار نہیں دیں گے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور انہوں نے ہتھیار مجھے دے دیے اور میں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام کے بعد حاصل کیا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن صالح نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے کہ پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان دلا دیا اور اہل حجاز امام مالک وغیرہ نے کہا کہ حاکم کو صرف اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا درست نہیں خواہ وہ معاملہ پر عہدہ قضا حاصل ہونے کے بعد گواہ ہوا ہو یا اس سے پہلے اور اگر کسی فریق نے اس کے سامنے دوسرے کے لئے مجلس قضا میں کسی حق

بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ: بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَقْضِي بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ: لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُونَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنْ فِيهِ تَعَرُّضٌ لِتُهَمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِيقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ الظَّنَّ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةُ)). [راجع: ٢١٠٠]

کا اقرار کیا تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس بنیاد پر وہ فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ دو گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے اقرار کرائے گا۔ اور بعض اہل عراق نے کہا ہے کہ جو کچھ عدالت کے باہر ہوگا اس کی بنیاد پر دو گواہوں کے بغیر فیصلہ نہیں کرسکتا اور انہیں میں سے دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کی بنیاد پر بھی فیصلہ کرسکتا ہے کیونکہ وہ امانت دار ہے۔ شہادت کا مقصد تو صرف حق کا جاننا ہے، پس قاضی کا ذاتی علم گواہی سے بڑھ کر ہے۔ اور بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ اموال کے بارے میں تو اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا اور اس کے سوا میں نہیں کرے گا اور قاسم نے کہا کہ حاکم کے لئے درست نہیں کہ وہ کوئی فیصلہ اپنے علم کی بنیاد پر کرے اور دوسرے کے علم کو نظر انداز کردے گو قاضی کا علم دوسرے کی گواہی سے بڑھ کر ہے لیکن چونکہ عام مسلمانوں کی نظر میں اس صورت میں قاضی کے متہم ہونے کا خطرہ ہے اور مسلمانوں کو اس طرح بدگمانی میں مبتلا کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بدگمانی کو ناپسند کیا تھا اور فرمایا تھا: ''یہ صفیہ میری بیوی ہیں۔''

تشریح: جب دو انصاریوں نے آپ کو مسجد سے باہر ان کے ساتھ چلتے دیکھا تو ان کی بدگمانی دور کرنے کے لئے آپ نے یہ فرمایا تھا جس کی تفصیل آگے والی حدیث میں وارد ہے۔ تو اگر حاکم یا قاضی نے کسی شخص کو زنا یا چوری یا خون کرتے دیکھا تو صرف اپنے علم کی بنا پر مجرم کو سزا نہیں دے سکتا جب تک با قاعدہ شہادت سے ثبوت نہ ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قیاس تو یہ تھا کہ ان سب مقدمات میں بھی قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا جائز ہوتا لیکن میں قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں اور استحسان کی رو سے یہ کہتا ہوں کہ قاضی ان مقدمات میں اپنے علم کی بنا پر حکم نہ دے۔

٧١٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ [الْأُوَيْسِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)) رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ

(۷۱۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا (رات کے وقت نبی کریم کے پاس آئیں (اور آپ ﷺ مسجد میں معتکف تھے) جب وہ واپس آنے لگیں تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ آئے۔ اس وقت دو انصاری صحابی ادھر سے گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ ''یہ صفیہ ہیں۔'' ان دونوں انصاریو نے کہا، سبحان اللہ (کیا ہم آپ پر شبہ کریں گے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔'' اس کی

مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ [يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ] عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٠٣٥]

روایت شعیب بن مسافر بن عتیق اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے کی ہے، ان سے علی بن حسین نے اور ان سے صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے یہی واقعہ نقل کیا ہے۔

بَابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

باب: جب حاکم اعلیٰ دو شخصوں کو کسی ایک جگہ ہی کا حاکم مقرر کرے تو انہیں یہ حکم دے کہ وہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں

٧١٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ [بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ] عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٢٦١]

(۷۱۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو عقدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی بردہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے والد (ابوموسیٰ) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا: ”آسانی پیدا کرنا اور تنگی نہ کرنا اور خوش خبری دینا اور نفرت نہ دلانا اور آپس میں اتفاق رکھنا۔“ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہمارے ملک میں شہد کا نبیذ (تبع) بنایا جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“ نضر بن شمیل، ابوداؤد طیالسی، یزید بن ہارون اور وکیع نے شعبہ سے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے دادا نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی۔

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

باب: حاکم دعوت قبول کرسکتا ہے

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ.

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی دعوت قبول کی۔

٧١٧٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ)). [راجع: ٣٠٤٦]

(۷۱۷۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، کہا مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیدیوں کو چھڑاؤ اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔“

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

باب: حاکموں کو جو ہدیے تحفے دیے جائیں ان کا بیان

تشریح: ان کا لینا ان کے لئے قطعاً ناجائز ہے وہ سارا مال بیت المال کا ہے۔

٧١٧٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِي يَقُولُ: هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ ((أَلَا! هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثَلَاثًا.

(۷۱۷۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، انہوں نے عروہ سے سنا، انہیں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسد کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تحصیلدار بنایا، ان کا نام ابن اللُّتْبِيَّة تھا، جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں دیا گیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سفیان ہی نے یہ روایت بھی کی کہ ''پھر آپ منبر پر چڑھے'' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''اس عامل کا کیا حال ہوگا جسے ہم تحصیل کے لئے بھیجتے ہیں پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا ہے کیوں نہ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھا رہا اور دیکھا ہوتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عامل جو چیز بھی (ہدیہ کے طور پر) لے گا اسے قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر اونٹ ہوگا وہ اپنی آواز نکالتا آئے گا، اگر گائے ہوگی تو وہ اپنی آواز نکالتی ہوئی آئے گی، بکری ہوگی تو وہ بولتی آئے گی۔'' پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ ہم نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا میں نے پہنچا دیا؟'' تین مرتبہ یہی فرمایا۔

وَقَالَ سُفْيَانُ: قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِي وَسَلُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِي وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ: سَمِعَ أُذُنِي. [راجع: ٩٢٥] ﴿خُوَارٌ﴾ [الاعراف: ١٤٨؛ طه: ٨٨] صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ ﴿تَجْأَرُونَ﴾ [النحل: ٥٣] كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم سے زہری نے بیان کی اور ہشام نے اپنے والد سے روایت کی، ان سے ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور دونوں آنکھوں نے دیکھا اور زید بن ثابت صحابی سے بھی پوچھ کیونکہ انہوں نے بھی یہ حدیث میرے ساتھ سنی ہے۔ سفیان نے کہا زہری نے یہ لفظ نہیں کہا کہ میرے کانوں نے سنا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں خوار کا لفظ ہے، یعنی گائے کی آواز یا جوار کا لفظ تَجْأَرُونَ سے نکلا ہے جو سورۂ مؤمنون میں ہے، یعنی گائے کی آواز نکالتے ہوں گے۔

تشریح: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فقہائے بزرگ اصحاب سے ہیں۔ عہد صدیقی میں انہوں نے قرآن کو جمع کیا اور عہد عثمانی میں نقل کیا۔ ۵۶ سال کی عمر میں سنہ ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ

باب: آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا

تشریح: جائز ہے جیسا کہ حدیث ذیل سے ثابت ہے۔

٧١٧٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ. [راجع: ٦٩٢]

(۷۱۷۵) ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے ابن جریج نے خبر دی، انہیں نافع نے خبر دی، انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی، کہا کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم مہاجراولین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مسجد قبا میں امامت کیا کرتے تھے۔ ان اصحاب میں ابوبکر، عمر، ابوسلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے۔

تشریح: اس کی وجہ یہ تھی کہ سالم رضی اللہ عنہ قرآن کے بڑے قاری تھے جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابوحذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک بار میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر لگائی آپ نے وجہ پوچھی۔ میں نے کہا ایک قاری کو نہایت عمدہ طور سے میں نے قرآن پڑھتے سنا۔ یہ سنتے ہی آپ چادر لے کر باہر نکلے دیکھا تو وہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص بنایا۔ سالم رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے جو آزاد کردہ غلام تھے اسی سے غلام کو حاکم یا قاضی بنانا ثابت ہوا بشرطیکہ وہ اہلیت رکھتا ہو۔

بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

باب: لوگوں کے نگران یا نقیب بنانا

تشریح: خاندان کے نمائندے بنانا حدیث ذیل سے ثابت ہے۔

٧١٧٦، ٧١٧٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ: ((إِنِّي لَا أَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)) فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

[راجع: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

(۷۱۷۶، ۷۱۷۷) ہم سے اسماعیل بن اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں نے قبیلۂ ہوازن کے قیدیوں کو اجازت دی تو فرمایا: ”مجھے نہیں معلوم ہے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ پس واپس جاؤ اور تمہارا معاملہ ہمارے پاس تمہارے نقیب یا چودھری اور تمہارے سردار لائیں۔“ چنانچہ لوگ واپس ہو گئے اور ان کے ذمہ داروں نے ان سے بات کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر اطلاع دی کہ لوگوں نے دلی خوشی سے اجازت دے دی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ

باب: بادشاہ کے سامنے منہ در منہ خوشامد کرنا پیٹھ پیچھے اس کو برا کہنا منع ہے

تشریح: کیونکہ یہ دغابازی اور نفاق ہے جس کے معنی یہی ہیں کہ ظاہر میں کچھ ہو اور باطن میں کچھ یہی نفاق ہے۔

٧١٧٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

(٧١٧٨) ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے اور ان سے ان کے والد نے کہ کچھ لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے حاکموں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے حق میں وہ باتیں کہہ دیتے ہیں کہ باہر آنے کے بعد ہم اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اسے نفاق کہتے تھے۔

٧١٧٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)). [راجع: ٣٤٩٤]

(٧١٧٩) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عراک نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بدترین شخص دورخا ہے، کسی کے سامنے اس کا ایک رخ ہوتا ہے اور دوسرے کے سامنے دوسرا رخ کرتا ہے۔“

تشریح: منہ دیکھی بات کرنا اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں ایسے لوگ سب کی نظروں میں غیر معتبر ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی مقام نہیں رہتا۔

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

باب: ایک طرف فیصلہ کرنے کا بیان

٧١٨٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ: ((خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ)). [راجع: ٢٢١١]

(٧١٨٠) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ (ان کے شوہر) ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل ہیں اور مجھے ان کے مال میں سے لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”دستور کے مطابق اتنا لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو۔“

تشریح: آپ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں فیصلہ دے دیا یہی باب سے مطابقت ہے ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اور ماں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہما)

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ فَلَا يَأْخُذْهُ

باب: اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے مسلمان بھائی کا مال ناحق دلا دے تو اس کو نہ لے

فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا.

کیونکہ حاکم کے فیصلے سے نہ حرام حلال ہو سکتا ہے نہ حلال حرام ہو سکتا ہے۔

٧١٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا)). [راجع: ٢٤٥٨]

(۷۱۸۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی۔ آپ نے اپنے حجرہ کے دروازے پر جھگڑے کی آواز سنی تو باہر ان کی طرف نکلے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں اور میرے پاس لوگ مقدمے لے کر آتے ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے بولنے میں زیادہ عمدہ ہو اور میں یقین کرلوں کہ وہی سچا ہے اور اس طرح اس کے موافق فیصلہ کردوں۔ پس جس شخص کے لئے بھی میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے وہ چاہے اسے لے یا چھوڑ دے، میں اس کو درحقیقت دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔''

تشریح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابوامیہ ہیں پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سنہ ۴ھ میں ان کے انتقال کے بعد حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ ۸۴ سال کی عمر میں سنہ ۵۹ھ میں فوت ہو کر بقیع غرقد میں دفن ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا و ارضاھا)

٧١٨٢- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي

(۷۱۸۲) مجھ سے اسماعیل بن اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے۔ تم اسے اپنی پرورش میں لے لینا چنانچہ فتح مکہ کے دن سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور مجھے اس کے بارے انہوں نے وصیت کی تھی۔ پھر عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی لونڈی کا لڑکا ہے اور انہیں کے فراش پر پیدا ہوا۔ چنانچہ یہ دونوں آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے بھائی کا لڑکا ہے، انہوں نے مجھے اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی لونڈی

وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. [راجع: ٢٠٥٣]

کا لڑکا ہے اور انہیں کے فراش پر پیدا ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبد بن زمعہ یہ تمہارا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔'' پھر آپ نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔'' کیونکہ آپ نے لڑکے کی عتبہ سے مشابہت دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو موت تک نہیں دیکھا۔

تشریح: سبحان اللہ! امام بخاری رحمہ اللہ کے باریک فہم پر آفریں۔ انہوں نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ اگر قاضی کی قضا ظاہر اور باطن یعنی عند الناس وعند اللہ دونوں طرح نافذ ہو جاتی جیسے حنفیہ کہتے ہیں تو جب آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بچہ زمعہ کا بیٹا ہے تو سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہو جاتا اور اس وقت آپ ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا کیوں حکم دیتے۔ جب پردے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قضائے قاضی سے باطنی اور حقیقی امر نہیں بدلتا گو ظاہر میں وہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ٹھہرا مگر حقیقتاً عند اللہ بھائی نہ ٹھہرا اسی وجہ سے پردہ کا حکم دیا۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

باب: کنویں اور اس جیسی چیزوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنا

٧١٨٣ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الْآيَةَ. [راجع: ٢٣٥٦]

(٧١٨٣) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں منصور اور اعمش نے، ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسی قسم کھائے جو بھولی ہو جس کے ذریعہ وہ کسی دوسرے کا مال مار لے تو اللہ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (اس کی تصدیق میں) نازل فرمائی: ''بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی پونجی کے بدلے خریدتے ہیں۔''

٧١٨٤ـ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَعَبْدُاللَّهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَلْيَحْلِفْ)) قُلْتُ: إِذًا يَحْلِفَ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ الْآيَةَ. [آل عمران: ٧٧] [راجع: ٢٣٥٧]

(٧١٨٤) اتنے میں اشعث رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ ابھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے حدیث بیان کر ہی رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور ایک اور شخص کے بارے میں، میرا ان سے کنویں کے بارے میں جھگڑا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے (مجھ سے) کہا کہ تمہارے پاس کوئی گواہی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر فریق مقابل کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔'' میں نے کہا پھر تو یہ (جھوٹی)

قسم کھالے گا۔ چنانچہ آیت: ’’بلا شبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو‘‘ الخ نازل ہوئی۔

تشریح: اس سے کنویں وغیرہ کے مقدمات ثابت ہوئے، اور یہ بھی کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔

بَابٌ: اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ بِسَوَاءٌ

باب: ناحق مال اڑانے میں جو وعید ہے وہ تھوڑے اور بہت دونوں مالوں کو شامل ہے

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ: اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ.

اور ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے کہا: دعویٰ تھوڑا ہو یا بہت سب کا فیصلہ یکساں ہے۔

٧١٨٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِيْ لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا)).

(٧١٨٥) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی، ان سے ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی اور ان کی طرف نکلے پھر ان سے فرمایا: ’’میں تمہارے ہی جیسا انسان ہوں میرے پاس لوگ مقدمہ لے کر آتے ہیں ممکن ہے ایک فریق دوسرے سے زیادہ عمدہ بولنے والا ہو اور میں اس کے لئے اس حق کا فیصلہ کر دوں اور یہ سمجھوں کہ یہ (اپنی بات میں) سچا ہے (حالانکہ وہ سچا نہ ہو) تو جس کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو بلاشبہ یہ فیصلہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے۔‘‘

[راجع: ٢٤٥٨]

تشریح: معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ اگر غلط ہو تو وہ نافذ نہ ہوگا۔

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

باب: حاکم بے وقوف اور غائب لوگوں کی جائیداد، منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کو بیچ سکتا ہے

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ ﷺ [مُدَبَّرًا] مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ.

اور نبی کریم ﷺ نے ایک مدبر غلام نعیم بن نحام کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

تشریح: یہ حدیث آگے آرہی ہے۔

٧١٨٦ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ

(٧١٨٦) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا، ان

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ [بْنِ عَبْدِاللّٰهِ] قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا [لَهُ] عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ. [راجع: ٢١٤١]

سے عطاء نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے اپنے ایک غلام کو مدبر بنا دیا ہے (کہ ان کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا) چونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ دیا اور اس کی قیمت انہیں بھیج دی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ

باب: کسی شخص کی سرداری میں نافرمانی سے لوگ طعنہ دیں اور حاکم ان کے طعنے کی پرواہ نہ کرے

٧١٨٧ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ: ((إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَأَيْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ خَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ٣٧٣٠]

(٧١٨٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا لیکن ان کی سرداری پر طعن کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اگر آج تم ان کی امارت کو مطعون قرار دیتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی امارت کو بھی مطعون قرار دیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ امارت کے لئے سزاوار تھے اور وہ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔''

تشریح: بزرگ لوگوں کے ہوتے ہوئے آپ نے ایک چھوکرے کو سردار بنایا حالانکہ آپ ﷺ کا کوئی فعل مصلحت اور دور اندیشی سے خالی نہ تھا ہوا یہ تھا کہ اسامہ کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان رومی کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کے بیٹے کو اس لیے سردار بنایا کہ وہ اپنے باپ کے مارنے والوں سے بڑے جوش کے ساتھ لڑیں گے دوسرے یہ کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل کو ذرا تسلی ہوگی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے بیٹا بنایا تھا جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو ایک اکلوتا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ چھوڑ گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کو بے انتہا چاہتے تھے یہاں تک کہ ایک ران پر ان کو بٹھاتے اور ایک ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے یا اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ اس حدیث کے لانے سے یہاں یہ غرض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے لغو طعن و تشنیع پر کچھ خیال نہیں کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو سرداری سے علیحدہ نہیں کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی بے اصل شکایات پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں معزول کر دیا کیونکہ ہر زمانہ اور ہر موقع کی مصلحت جداگانہ ہوتی ہے گو سعد کی شکایات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیں تو بے اصل نکلیں مگر کسی فتنے یا فساد کے ڈر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا علیحدہ ہی کر دینا قریب مصلحت نظر آیا اور نبی کریم ﷺ کو ایسے کسی فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ تھا۔ بہر حال یہ امر امام کی رائے کی طرف مفوض ہے۔

بَابٌ: اَلْأَلَدُّ الْخَصِمُ

باب: جھگڑالو کا بیان

وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ، لُدًّا: عُوْجًا.

یعنی اس شخص کا بیان جو ہمیشہ لوگوں سے لڑتا جھگڑتا رہے۔ لُدًّا: یعنی ٹیڑھا پن۔

تشریح: سورہ مریم ۱۹/ ۹۷ میں جو ہے ﴿ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴾ یہاں لدا کا معنی ٹیڑھی اور کج ہے یعنی گمراہی کی طرف جانے والے۔

۷۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)). [راجع: ۲٤٥٧]

(۷۱۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔''

بَابٌ: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

باب: جب حاکم کا فیصلہ ظالمانہ ہو یا علما کے خلاف ہو تو وہ رد کر دیا جائے گا

تشریح: اس کا ماننا ضروری نہ ہوگا۔

۷۱۸۹۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدًا ح: وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ [بْنُ حَمَّادٍ] أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا فَقَالُوا: صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ وَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ)) مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٣٣٩]

(۷۱۸۹) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے انہیں سالم نے، انہیں ان کے والد کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا (جب انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ ''أَسْلَمْنَا'' (ہم اسلام لائے) کہہ کر اچھی طرح اظہار اسلام نہ کر سکے بلکہ کہنے لگے کہ ''صبأنا صبأنا'' (ہم اپنے دین سے پھر گئے، ہم اپنے دین سے پھر گئے) اس پر خالد انہیں قتل اور قید کرنے لگے اور ہم میں سے ہر شخص کو اس کے حصہ کا قیدی دیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے اس پر میں نے کہا کہ واللہ! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ پھر ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے برأت ظاہر کرتا ہوں جو خالد بن ولید نے کیا۔'' دو مرتبہ۔

تشریح: آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاکم تھے مگر ان کے غلط فیصلے کو ساتھیوں نے نہیں مانا اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے سچ ہے: لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔

بَابٌ: الْإِمَامُ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

٧١٩٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرٍو فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ! إِنْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ: وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ ﷺ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُاللَّهَ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُونَ مَضَيْتَ؟)) قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ لِلْقَوْمِ: ((إِذَا رَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: لَمْ يَقُلْ هَذَا الْحَرْفَ غَيْرَ حَمَّادٍ: ((يَا بِلَالُ! مُرْ أَبَا بَكْرٍ)). [راجع:

باب: امام کسی جماعت کے پاس آئے اور ان میں باہم صلح کرا دے

(۷۱۹۰) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا ان سے ابو حازم مدنی نے بیان کیا اور ان سے سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں باہم لڑائی ہو گئی۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور ان کے ہاں صلح کرانے کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! اگر عصر کی نماز کا وقت آ جائے اور میں تمہارے پاس نہ آ سکوں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' جب عصر کی نماز کا وقت ہوا (مدینہ میں) تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ آگے بڑھے، اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز ہی میں تھے اور آپ ﷺ ابو بکر کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس صف میں آ گئے جو ان سے قریب تھی۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی آمد کو بتانے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارے ابو بکر جب نماز شروع کرتے تو ختم کرنے سے پہلے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا رکتا ہی نہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ کو پیچھے دیکھا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ نماز پوری کریں اور آپ نے اس طرح ہاتھ سے اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا اشارہ کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر نبی کریم ﷺ کے حکم پر اللہ کی حمد کرنے کے لئے ٹھہرے رہے، پھر آپ الٹے پاؤں پیچھے آ گئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز پوری کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: ''ابو بکر جب میں نے اشارہ کر دیا تھا تو آپ کو نماز پوری پڑھانے میں کیا چیز مانع تھی؟'' انہوں نے عرض کیا: ابن ابی قحافہ کے لئے مناسب نہیں تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی امامت کرائے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(نماز میں) جب کوئی معاملہ پیش آئے تو مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہیے۔'' ابو

٦٨٤] [ابو داود: ١٩٤١؛ نسائي: ٧٩٢]

عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ حماد کے علاوہ یہ الفاظ کہ (يَا بِلَالُ! مُرْ أَبَا بَكْرٍ) کسی نے نہیں کہے۔

تشریح: قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں آپ صلح کرانے گئے، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا، اس میں امام کی کسر شان نہیں ہے بلکہ یہ اس کی خوبی ہوگی۔

بَابٌ: يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا عَاقِلًا

باب: فیصلہ لکھنے والا امانت دار اور عقلمند ہونا چاہیے

٧١٩١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ أَبُوْ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيْرٌ وَإِنِّيْ أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذَلِكَ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ. وَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللَّهِ! لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِيْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ

(۷۱۹۱) ہم سے محمد بن عبید اللہ ابو ثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جنگ یمامہ میں بکثرت (قاری صحابہ رضی اللہ عنہم کی) شہادت کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا قتل بہت ہوا ہے میرا خیال ہے کہ دوسری جنگوں میں اسی طرح وہ شہید کئے جائیں گے اور قرآن اکثر ضائع ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید کو (کتابی صورت میں) جمع کرنے کا حکم دیں۔ اس پر میں نے عمر سے کہا کہ میں کوئی ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! یہ تو کار خیر ہے عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں برابر مجھ سے کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے اسی طرح اس معاملے میں میرا بھی سینہ کھول دیا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ کا تھا اور میں بھی وہ مناسب سمجھنے لگا جسے عمر رضی اللہ عنہ مناسب سمجھتے تھے زید نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جوان عقلمند ہو اور ہم تمہیں کسی بارے میں متہم بھی نہیں سمجھتے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھتے تھے، پس تم اس قرآن مجید کی آیات کو تلاش کرو اور ایک جگہ جمع کر دو زید نے بیان کیا کہ واللہ! اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا مکلف کرتے تو اس کا بوجھ بھی میں اتنا نہ محسوس کرتا جتنا کہ مجھے قرآن مجید کو جمع کرنے کے حکم سے محسوس ہوا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ کس طرح ایسا کام کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکر نے کہا کہ واللہ! یہ خیر

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: هُوَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُحِبُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذَلِكَ الَّذِيْ رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِيْ آخِرِ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِيْ خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِيْ سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ: اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ. [راجع: ۲۸۰۷]

ہے۔ چنانچہ مجھے آمادہ کرنے کی وہ کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا اور میں بھی وہی مناسب خیال کرنے لگا جسے وہ لوگ مناسب خیال کر رہے تھے چنانچہ میں نے قرآن مجید کی تلاش شروع کی اسے میں کھجور کی چھال، چمڑے وغیرہ کے ٹکڑوں، پتلے پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا اور میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ آخر تک خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی اور اس کو سورت میں شامل کر لیا۔ قرآن مجید کے یہ مرتب صحیفے ابوبکر کے پاس رہے جب تک وہ زندہ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی، پھر وہ عمر کے پاس آ گئے اور آخر وقت تک ان کے پاس رہے جب آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وفات دی تو وہ حفصہ بنت عمر کے پاس محفوظ رہے۔ محمد بن عبیداللہ نے کہا کہ "اللخاف" کے لفظ سے ٹھیکری مراد ہے جسے خزف کہتے ہیں۔

تشریح: باب کا مضمون اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اہم تحریر کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِيْ إِلَى أُمَنَائِهِ

باب: امام کا اپنے نائبوں کو اور قاضی کا اپنے عملے کو لکھنا

۷۱۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ لَيْلَى؛ ح: وَحَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُوْدَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللّٰهِ! قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا: مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ! ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ

(۷۱۹۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن ابی لیلیٰ نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو لیلیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سہل نے، ان سے سہل بن ابی حثمہ نے، انہیں سہل اور ان کی قوم کے بعض دوسرے ذمہ داروں نے خبر دی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ عنہما خیبر کی طرف (کھجور لینے کے لئے) گئے۔ کیونکہ تنگ دستی میں مبتلا تھے، پھر محیصہ کو بتایا گیا کہ عبداللہ کو کسی نے قتل کر کے گڑھے میں یا کنویں میں ڈال دیا ہے، پھر وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا کہ واللہ! تم نے ہی قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا واللہ! ہم نے انہیں نہیں قتل کیا، پھر وہ واپس آئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ان سے ذکر کیا اس کے

فَذَكَرَ لَهُمْ فَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ [النَّبِيُّ ﷺ] لِمُحَيِّصَةَ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ)) فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ: ((أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟)) قَالُوا: لَيْسَ بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ: فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ. [راجع: ٢٧٠٢]

بعد وہ ان کے بھائی حویصہ جو ان سے بڑے تھے اور عبدالرحمٰن بن سہل ؓ آئے، پھر محیصہ ؓ نے بات کرنی چاہی کیونکہ آپ ہی خیبر میں موجود تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ ''بڑے کو آگے کرو بڑے کو۔'' آپ کی مراد عمر کی بڑائی تھی۔ چنانچہ حویصہ نے بات کی، پھر محیصہ نے بھی بات کی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں۔'' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس مقدمہ میں لکھا، انہوں نے جواب میں یہ لکھا کہ ہم نے انہیں نہیں قتل کیا ہے، پھر آپ نے حویصہ محیصہ اور عبدالرحمٰن ؓ سے کہا کہ ''کیا آپ لوگ قسم کھا کر اپنے شہید ساتھی کے خون کے مستحق ہو سکتے ہیں؟'' ان لوگوں نے کہا کہ نہیں (کیونکہ جرم کرتے نہیں دیکھا تھا) پھر آپ نے فرمایا ''کہ آپ لوگوں کے بجائے یہودی قسم کھائیں۔'' (کہ انہوں نے قتل نہیں کیا ہے) انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں اور وہ جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف سے سو اونٹوں کی دیت ادا کی اور وہ اونٹ گھر میں لائے گئے۔ سہل ؓ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

تشریح: آپ نے یہودیوں کو اس مقدمہ قتل کے بارے میں سوالنامہ لکھوا کر بھیجا اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

بَابٌ: هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ؟

باب: کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایک شخص کو معاملات کی دیکھ بھال کے لئے بھیجے؟

٧١٩٣، ٧١٩٤- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ

(۷۱۹۳، ۷۱۹۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی ؓ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے۔ پھر دوسرے فریق کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی کہا کہ یہ صحیح کہتے ہیں، ہمارا فیصلہ کتاب اللہ سے کر دیجئے، پھر دیہاتی نے کہا، میرا لڑکا اس شخص کے ہاں مزدور تھا، پھر اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا تو

فَقَالُوْا لِيْ: عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا: إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ! -لِرَجُلٍ- فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا)) فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارے لڑکے کا حکم اسے رجم کرنا ہے لیکن میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا باندی اور بکریاں تو تمہیں واپس ملیں گی اور تیرے لڑکے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہونا ہے اور انیس (جو ایک صحابی تھے) سے فرمایا کہ تم اس کی بیوی کے پاس جاؤ اور اسے رجم کرو۔“ چنانچہ انیس رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے رجم کیا۔

تشریح: تو نبی کریم ﷺ نے انیس رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا اور انیس کے سامنے اس کے اقرار کا وہی حکم ہوا جیسے وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اقرار کرتی اگر انیس رضی اللہ عنہ گواہ بنا کر بھیجے گئے ہوتے تو ایک شخص کی گواہی پر اقرار کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ حافظ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر امام محمد رحمہ اللہ کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا ان کا مذہب یہ ہے کہ قاضی کسی شخص کے اقرار پر کوئی حکم نہیں دے سکتا، جب تک دو عادل شخصوں کو جو قاضی کی مجلسوں میں رہا کرتے ہیں اس کے اقرار پر گواہ نہ بنا دے اور جب وہ دونوں اس کے اقرار پر گواہی دیں تب قاضی ان کی شہادت کی بنا پر حکم دے۔

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

باب: حاکم کے سامنے مترجم کا رہنا اور کہا ایک ہی شخص ترجمانی کے لئے کافی ہے

٧١٩٥- وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتَّى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ: مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهِ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ: فَقُلْتُ: تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ. [ابوداود: ٣٦٤٥، ٣٦٥٠؛ ترمذي: ٢٧١٥]

(۷۱۹۵) اور خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد اور زید بن ثابت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی تحریر سیکھیں، یہاں تک کہ میں یہودیوں کے نام آپ ﷺ کے خطوط لکھتا تھا اور جب یہودی آپ کو لکھتے تو ان کے خطوط آپ کو پڑھ کر سناتا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن حاطب سے پوچھا، اس وقت ان کے پاس علی، عبدالرحمٰن اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے کہ یہ لونڈی کیا کہتی ہے؟ عبدالرحمٰن بن حاطب نے کہا کہ امیر المؤمنین یہ آپ کو اس کے متعلق بتاتی ہے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے (جویرغوس نام کا غلام تھا) اور ابو جمرہ نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کرتا تھا اور بعض لوگوں (امام محمد اور امام شافعی) نے کہا ہے کہ حاکم کے لئے دو ترجمان کا ہونا ضروری ہے۔

تشریح: ترجمان ایک بھی کافی ہے جب وہ ثقہ اور عادل ہو۔ امام مالک ؒ کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ ؒ اور امام احمد ؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاری ؒ کا بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے لیکن شافعی ؒ نے کہا جب حاکم فریقین یا ایک فریق کی زبان نہ سمجھتا ہو تو دو شخص عادل بطور مترجم کے ضروری ہیں جو حاکم کو اس کا بیان ترجمہ کر کے سنائیں۔ خارجیہ کے قول کو امام بخاری ؒ نے تاریخ میں وصل کیا۔ کہتے ہیں زید بن ثابت ؓ ایسے ذہین تھے کہ پندرہ دن کی محنت میں یہود کی کتابت پڑھنے لگے اور لکھنے لگے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی زبان اور تحریر دونوں سیکھنا درست ہیں، خصوصاً جب ضرورت ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے زید ؓ سے فرمایا تھا کہ مجھ کو یہودیوں سے لکھوانے میں اطمینان نہیں ہوتا۔ لونڈی نے اپنی زبان میں کہا کہ فلاں غلام یرغوس نامی نے مجھ سے زنا کیا اور کہا کہ میں حاملہ ہوں۔ اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ابوجمرہ کی یہ حدیث پیچھے کتاب العلم میں موصولاً گزر چکی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ترجمہ کو حضرت ابن عباس ؓ وغیرہ نے شہادت پر قیاس کیا ہے۔ یہاں سے ان لوگوں کا جواب ہو گیا جو کہتے ہیں امام بخاری ؒ نے **بعض الناس** کے لفظ سے امام ابوحنیفہ ؒ کی تحقیر کی ہے کیونکہ **بعض الناس** کوئی تحقیر کا کلمہ نہیں اگر تحقیر کا کلمہ ہوتا تو امام شافعی ؒ کے لئے کیونکر استعمال کرتے۔

٧١٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ ابْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ إِنِّيْ سَائِلٌ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِلتُّرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ: إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. [راجع: ٧]

(٧١٩٦) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس ؓ نے خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے انہیں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلا بھیجا، پھر اپنے ترجمان سے کہا، ان سے کہو کہ میں ان کے بارے میں پوچھوں گا اگر یہ مجھ سے جھوٹ بات کہے تو اسے جھٹلا دیں۔ پھر پوری حدیث بیان کی پھر اس نے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ اگر تمہاری باتیں صحیح ہیں تو وہ شخص اس ملک کا بھی ہو جائے گا جو اس وقت میرے قدموں کے نیچے ہے۔

تشریح: یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہرقل کا فعل کیا حجت ہے وہ تو کافر تھا؟ نصرانیوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو ہرقل کافر ہے مگر اگلے پیغمبروں کی کتابوں اور انکے حالات سے خوب واقف تھا تو گویا پہلی شریعتوں میں بھی ایک ہی مترجم کا ترجمہ کرنا کافی سمجھا جاتا تھا۔ بعض نے کہا ہرقل کے فعل سے غرض نہیں بلکہ ابن عباس ؓ نے جو اس امت کے عالم تھے اس قصے کو نقل کیا اور اس پر یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک شخص کا ترجمہ غیر کافی تھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک شخص کی مترجمی کافی سمجھتے تھے۔

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

باب: امام کا اپنے عاملوں سے حساب طلب کرنا

٧١٩٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَحَاسَبَهُ قَالَ: هَذَا الَّذِيْ لَكُمْ

(٧١٩٧) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوحمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن اللتبیۃ کو بنی سلیم کے صدقہ کی وصول یابی کے لئے عامل بنایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (وصول یابی کر کے آئے) اور آنحضرت ﷺ نے ان سے حساب طلب

وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى أُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ. فَيَأْتِيْ أَحَدُكُمْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا؟ فَوَاللّٰهِ! لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا ـ قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا! هَلْ بَلَّغْتُ؟)). [راجع: ٩٢٥]

فرمایا تو انہوں نے کہا یہ تو آپ لوگوں کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھے رہے، اگر تم سچے ہو تو وہاں بھی تمہارے پاس ہدیہ آتا۔'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''امابعد! میں کچھ لوگوں کو بعض ان کاموں کے لئے عامل بناتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپے ہیں، پھر تم میں سے کوئی ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے اگر وہ سچا ہے تو پھر کیوں نہ وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھا رہا تاکہ وہیں اس کا ہدیہ پہنچ جاتا پس اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اگر اس میں سے کوئی چیز لے گا۔ ہشام نے آگے کا مضمون اس طرح بیان کیا کہ بلاحق کے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس طرح لائے گا کہ وہ اس کو اٹھائے ہوئے ہوگا آگاہ ہو جاؤ! میں اسے پہچان لوں گا جو اللہ کے پاس وہ شخص لے کر آئے گا، اونٹ جو آواز نکال رہا ہوگا یا گائے جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی یا بکری جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی اور فرمایا کیا میں نے پہنچا دیا۔''

تشریح: جس حکومت کے عمال اور افسران بددیانت ہوں گے اسکا ضرور ایک دن بیڑا غرق ہوگا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس سختی کے ساتھ اس عامل سے باز پرس فرمائی اور اس کی بددیانتی پر آپ نے سخت لفظوں سے اسے ڈانٹا۔ (ﷺ)

بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهِ، الْبِطَانَةُ: الدُّخَلَاءُ

باب: امام کا خاص مشیر جسے بطانہ بھی کہتے ہیں، یعنی رازدار دوست بنانا

٧١٩٨ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ

(۷۱۹۸) ہم سے اصبغ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں ابوسعید خدری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جب نبی کوئی نہیں بھیجا اور نہ ہی کسی کو خلیفہ بنایا مگر اس کے ساتھ دو رفیق تھے ایک تو انہیں نیکی کے لئے کہتا اور اس پر ابھارتا اور دوسرا انہیں برائی کے لئے کہتا اور اس پر ابھارتا۔ پس معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے رکھے۔'' اور سلیمان بن بلال نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا، کہا مجھے ابن شہاب نے خبر

اللَّهِ)) وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهَذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ: وَقَالَ الأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ٦٦١١] [مسلم: ٤٢١٤]

دی (اس کو اسماعیل نے وصل کیا) اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے بھی، ان دونوں نے ابن شہاب سے یہی حدیث (اس کو بیہقی نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے یوں روایت کی۔ مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کا قول (یعنی حدیث کو موقوفاً نقل کیا) اور امام اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا، مجھ سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور سعید بن زیاد رضی اللہ عنہ نے اس کو ابوسلمہ سے روایت کیا، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (یعنی ابوسعید کا قول) اور عبداللہ بن ابی جعفر نے کہا، مجھ سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا، انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے ابو ایوب سے، کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

تشریح: اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا۔ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو بھی شیطان بہکانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے دام میں نہیں آتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو معصوم رکھنا چاہتا ہے۔ باقی دوسرے خلیفے اور بادشاہ کبھی بدکار مشیر کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور برے کام کرنے لگتے ہیں۔ بعض نے کہا نیک رفیق سے فرشتہ اور برے رفیق سے شیطان مراد ہے۔ بعض نے کہا نفس امارہ اور نفس مطمئنہ مراد ہیں اوزاعی کی روایت کو امام احمد نے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا۔ ان دونوں نے راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا اور اوپر کی روایتوں میں ابوسعید رضی اللہ عنہ تھے اور عبداللہ بن ابی حسین اور سعید کی روایتوں کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا۔ سند میں تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پر راویوں کا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کوئی کہتا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے، کوئی کہتا ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے، کوئی ابوسعید رضی اللہ عنہ سے موقوفاً نقل کرتا ہے کوئی مرفوعاً۔

بَابٌ: كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامُ النَّاسَ

باب: امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے؟

٧١٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ. [راجع: ١٨] [مسلم: ٤٧٦٨؛ نسائي: ٤١٦٠، ٤١٦٥؛ ابن ماجه: ٢٨٦٦]

(۷۱۹۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہا کہ مجھے عبادہ بن ولید بن عبادہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے خبر دی، ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں۔

٧٢٠٠۔ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُوْمَ أَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. [راجع: ٧٠٥٦]

(۷۲۰۰) اور اس شرط پر کہ جو شخص سرداری کے لائق ہوگا (مثلاً: قریش میں سے ہو اور شرع پر قائم ہو) اس کی سرداری قبول کرلیں گے اس سے جھگڑا نہ کریں گے اور یہ کہ ہم حق کو لے کر کھڑے ہوں گے یا حق بات کہیں گے جہاں بھی ہوں اور اللہ کے راستے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کریں گے۔

٧٢٠١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ:

((اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

فَأَجَابُوْا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

[راجع: ٢٨٣٤]

(۷۲۰۱) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سردی میں صبح کے وقت باہر نکلے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے، پس انصار و مہاجرین کی مغفرت کردے۔“

اس کا جواب لوگوں نے دیا کہ

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لئے جب تک ہم زندہ ہیں۔

تشریح: مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے دعائے نبوی اور انصار کے شعر کا ترجمہ شعر میں یوں ادا کیا ہے:

فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ
بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا!

انصار کے شعر کا اردو منظوم ترجمہ یوں کیا ہے:

اپنے پیغمبر محمد ﷺ سے یہ بیعت ہم نے کی
جان جب تک ہیں لڑیں گے کافروں سے ہم سدا

٧٢٠٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا: ((فِيْمَا اسْتَطَعْتَ)).

(۷۲۰۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرماتے: ”جتنی تمہیں طاقت ہو۔“

٢٧٠٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ

(۷۲۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا جب سب لوگ عبدالملک بن مروان

الْمَلِكِ [قَالَ:] كَتَبَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذَلِكَ. [طرفاه في: ٧٢٠٥، ٧٢٧٢]

سے بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ بیان کیا کہ انہوں نے عبدالملک کو لکھا کہ ”میں سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے لئے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق جتنی بھی مجھ میں قوت ہوگی اور یہ کہ میرے لڑکے بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔“

تشریح: ہوا یہ کہ جب یزید خلیفہ ہوا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے بیعت نہیں کی۔ یزید کے مرتے ہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ ادھر معاویہ بن یزید بن معاویہ خلیفہ ہوا کچھ لوگوں نے عبداللہ سے، کچھ لوگوں نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی لیکن یہ معاویہ جیا نہیں چالیس ہی دن سلطنت کر کے فوت ہو گیا اور مروان خلیفہ بن بیٹھا وہ چھ مہینہ جی کر فوت ہو گیا اور اپنے بیٹے عبدالملک کو خلیفہ کر گیا۔ عبدالملک نے حجاج بن یوسف ظالم کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے روانہ کیا جب حجاج غالب ہوا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تو اب سب لوگوں کا اتفاق عبدالملک پر ہو گیا۔ اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں سمیت اس سے بیعت کر لی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے نام یہ تھے: (۱) عبداللہ (۲) ابوبکر (۳) ابوعبیدہ (۴) بلال (۵) عمر۔ یہ سب صفیہ بنت ابی عبید کے بطن سے تھے اور (۶) عبدالرحمٰن۔ ان کی ماں علقمہ بنت نافس تھی اور (۷) سالم (۸) عبیداللہ (۹) حمزہ ان کی ماں لونڈی تھی اسی طرح (۱۰) زید۔ ان کی بھی ماں لونڈی تھی۔

٧٢٠٤ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي: ((فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ٥٧] [مسلم: ١٩٩؛ نسائي: ٤٢٠٠]

(۷۲۰۴) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیار نے بیان کیا، انہیں شعبی نے، ان سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی تو آپ نے مجھے اس کی تلقین کی کہ ”جتنی مجھ میں طاقت ہو اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔“

٧٢٠٥ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَالْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِاللَّهِ عَبْدِالْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِالْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذَلِكَ. [راجع: ٧٢٠٣]

(۷۲۰۵) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ جب لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کے نام، میں اقرار کرتا ہوں سننے اور اطاعت کرنے کا اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کے لئے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق، جتنی مجھ میں طاقت ہوگی اور میرے بیٹوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔

٧٢٠٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قُلْتُ لِسَلَمَةَ:

(۷۲۰۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگوں

عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. [راجع: ٢٩٦٠]

٧٢٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ: أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُالرَّحْمَنِ: لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمُ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَالرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولَئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ: طَرَقَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ: أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللَّهِ! مَا اكْتَحَلْتُ هَذِهِ الثَّلَاثَ بِكَثِيرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ: ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ

نے صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ موت پر۔

(٧٢٠٧) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زہری نے، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ وہ چھ آدمی جن کو عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لئے نامزد کر گئے تھے (علی، عثمان، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کہ ان میں سے کسی ایک کو اتفاق سے خلیفہ بنا لیا جائے) یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا خلیفہ ہونے کے لئے میں آپ لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کروں گا، البتہ اگر آپ لوگ چاہیں تو آپ لوگوں کے لئے کوئی خلیفہ آپ ہی میں سے میں چن دوں۔ چنانچہ سب نے مل کر اس کا اختیار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے انتخاب کی ذمہ داری عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف جھک گئے جتنے لوگ بھی اس جماعت کے پیچھے چل رہے تھے، ان میں اب میں نے کسی کو بھی ایسا نہ دیکھا جو عبدالرحمٰن کے پیچھے نہ چل رہا ہو۔ سب لوگ ان ہی کی طرف مائل ہو گئے اور ان دنوں میں ان سے مشورہ کرتے رہے۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ مسور رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رات گئے میرے ہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ میں بیدار ہو گیا۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے آپ سو رہے تھے۔ اللہ کی قسم! میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں۔ جائیے! زبیر اور سعد رضی اللہ عنہما کو بلا لائیے۔ میں ان دونوں بزرگوں کو بلا لایا اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا، پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لئے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجیے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر چکی، پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لئے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا، پھر انہوں نے کہا کہ میرے لئے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں

عِنْدَ الْمِنْبَرِ. فَأَرْسَلَ إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! يَا عَلِيُّ! إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ فَبَايَعَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ. [راجع: ١٣٩٢]

بھی بلالایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے موذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر ؓ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن ؓ نے خطبہ پڑھا، پھر کہا: امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے، اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان ؓ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے بیعت کی، پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین، انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

تشریح: عبدالرحمٰن ؓ یہ ڈرتے تھے کہ حضرت علی ؓ کے مزاج میں ذرا سختی ہے اور عام لوگ ان سے خوش نہیں ہیں۔ ان سے خلافت سنبھلتی ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے بعض کہتے ہیں حضرت علی ؓ کے مزاج شریف میں ظرافت اور خوش طبعی بہت تھی۔ عبدالرحمٰن ؓ کو یہ ڈر ہوا کہ اس مزاج کے ساتھ خلافت کا کام اچھی طرح سے چلے گا یا نہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت علی ؓ سے اسی ظرافت اور خوش طبعی کی نسبت کہا: ”هذا الذي اخرك الى الرابعة۔“ پس بعد میں حضرت علی ؓ نے بیعت کر لی امر الٰہی یہی تھا کہ پہلے حضرت عثمان ؓ خلیفہ ہوں اور اخیر میں جناب علی مرتضی ؓ کو خلافت ملے۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ — باب: جس نے دو مرتبہ بیعت کی

تشریح: لفظ بیعت بیع سے مشتق ہے۔ بیعت کرنے والا جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے گویا اپنی جان و مال اسلام کے جہاد کے لئے بیچ رہا ہے۔ ایسا عہد نامہ حسب ضرورت بار بار بھی لیا جا سکتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کا عہد ایک ہی دفعہ بھی کافی ہے۔ تجدید ایمان کے لئے بار بار بھی یہ عہد نامہ دہرایا جا سکتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کی بیعت کسی بھی اچھے عالم صالح امام کے ہاتھ پر کی جا سکتی ہے۔ حالات حاضرہ میں امام کو چاہیے کہ کسی بھی سرکاری عدالت میں اس کا بیان رجسٹرڈ کرا دے تا کہ آئندہ کوئی فتنہ نہ ہو سکے۔

٧٢٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ: ((يَا سَلَمَةُ! أَلَا تُبَايِعُ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ: ((وَفِي الثَّانِيْ)). [راجع: ٢٩٦٠]

(٧٢٠٨) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے، ان سے سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے پہلی ہی مرتبہ میں بیعت کر لی ہے۔ فرمایا: ”اور دوسری مرتبہ میں بھی کر لو۔“

تشریح: دوبارہ بیعت کا مطلب تجدید عہد ہے جو جس قدر مضبوط کیا جا سکے بہتر ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بار بار بیعت لی ہے۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور لڑنے والے مرد تھے تیر اندازی اور دوڑ میں بے نظیر تھے۔ ان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے ان سے دو مرتبہ بیعت لی گئی۔

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

باب: دیہاتیوں کا اسلام اور جہاد پر بیعت کرنا

٧٢٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا)). [راجع: ١٨٨٣] [مسلم: ٣٣٥٥؛ ترمذي: ٣٩٢٠؛ نسائي: ٤١٩٦]

(٧٢٠٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا: کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی پھر اسے بخار ہو گیا تو اس نے کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا، پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیعت فسخ کر دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری بیعت فسخ کر دیجیے، پھر آنحضرت ﷺ نے انکار کیا آخر وہ (خود ہی مدینہ سے) چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل دور کر دیتا ہے اور صاف مال کو رکھ لیتا ہے۔''

تشریح: بیعت فسخ کرانے کی درخواست دینا ناپسندیدہ فعل ہے۔ مدینہ منورہ کی خاص فضیلت بھی اس سے ثابت ہوئی۔

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

باب: نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا

تشریح: حدیث باب سے ظاہر ہے کہ اپنے نابالغ بچے کو والدین خلیفہ اسلام یا بزرگ آدمی کے ہاں بیعت کے لئے لے کر آ سکتے ہیں اور بزرگ اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دے سکتا ہے۔

٧٢١٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ صَغِيْرٌ)) فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ. [راجع: ٢٥٠١]

(٧٢١٠) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید ابن ابی ایوب نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ! اس سے بیعت لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابھی کمسن ہے۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی اور وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔

تشریح: یہی سنت ہے کہ ہر ایک گھر کی طرف سے عیدالاضحیٰ میں ایک بکری قربانی کی جائے۔ سارے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری بھی کافی ہے۔ اب یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ بہت سی بکریاں قربانی کرتے ہیں یہ سنت نبوی کے خلاف ہے اور صرف فخر کے لئے لوگوں نے ایسا کرنا اختیار کر لیا ہے جیسے کتاب الاضحیہ میں گزر چکا ہے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت مدت تک زندہ رہے۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

باب: بیعت کرنے کے بعد اس کا فسخ کرانا

٧٢١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا)). [راجع: ١٨٨٣]

(۷۲۱۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن منکدر نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ ایک دیہاتی نے رسول کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، پھر اسے مدینے میں بخار ہو گیا تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انکار کیا، پھر وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا، پھر وہ آیا اور بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا۔ اس کے بعد وہ خود ہی (مدینہ سے) چلا گیا رسول اللہ ﷺ اس پر فرمایا: ”مدینہ بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص مال رکھ لیتا ہے۔“

تشریح: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مشہور انصاری صحابی ہیں سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ احادیث کثیرہ کے راوی ہیں سنہ ۷۴ھ میں بعمر ۹۴ سال وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

باب: جس نے کسی سے بیعت کی اور مقصد خالص دنیا کمانا ہو اس کی برائی کا بیان

٧٢١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفَى لَهُ

(۷۲۱۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحمزہ محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے بہت سخت دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر کو اس میں سے نہ پلائے، دوسرا وہ شخص جو امام سے بیعت کرے اور بیعت کی غرض صرف دنیا کمانا ہو اگر وہ امام

وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا)). [راجع:٢٣٥٨]

اسے کچھ دنیا دے دے تو بیعت پوری کرے ورنہ توڑ دے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی دوسرے سے کچھ مال متاع عصر کے بعد بیچ رہا ہو اور قسم کھائے کہ اسے اس سامان کی اتنی اتنی قیمت مل رہی تھی اور پھر خریدنے والا اسے سچا سمجھ کر اس مال کو لے لے، حالانکہ اسے اس کی اتنی قیمت نہیں مل رہی تھی۔"

تشریح: معاذ اللہ! یہ کیسی سخت دلی اور قساوت قلبی ہے۔ بزرگوں نے تو یہ کیا ہے کہ مرتے وقت بھی خود پانی نہ پیا اور دوسرے مسلمان بھائی کے پاس بھیج دیا چنانچہ جنگ یرموک میں جس میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم شریک تھے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس جو زخمی ہو کر پڑا تھا پانی لے کر گیا اتنے میں اس کے پاس ایک اور مسلمان زخمی پڑا تھا اس نے پانی مانگا۔ میرے بھائی نے اشارے سے کہا پہلے اس کو پلاؤ۔ جب میں اس کے پلانے کو گیا تو ایک اور زخمی نے پانی مانگا اس نے اشارے سے کہا اس کے پاس لے جاؤ مگر جب تک پانی لے کر اس کے پاس پہنچا وہ جان بحق تسلیم ہوا۔ لوٹ کر آیا تو وہ شخص بھی مر چکا تھا جس کے پلانے کے لئے میرے بھائی نے کہا تھا آگے جو بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں میرا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ (رضی اللہ عنہم) مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے مغرور فقیر۔ ایک روایت میں ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا، دوسرا خیرات کر کے احسان جتانے والا، تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا مذکور ہے۔ ایک روایت میں قسم کھا کر کسی کا مال چھین لینے والا مذکور ہے۔

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

باب: عورتوں سے بیعت لینا

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع:٩٧٩]

اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: حدیث باب میں بہ سلسلہ بیعت لفظ بین ایدیکم وارجلکم آیا ہے وہ اس لئے کہ اکثر گناہ ہاتھ اور پاؤں سے صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے افترا میں انہی کا بیان کیا۔ **بعض** نے کہا یہ محاورہ ہے جیسے کہتے ہیں بما کسبت ایدیکم اور پاؤں کا ذکر محض تاکید کے لئے ہے۔ **بعض** نے کہا بین ایدیکم وارجلکم سے قلب مراد ہے افترا پہلے قلب سے کیا جاتا ہے آدمی دل میں اس کی نیت کرتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے۔ حدیث ذیل کا تعلق ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتا مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی باریک بینی اللہ اکبر یہ ہے کہ یہ شرطیں سورہ ممتحنہ میں قرآن مجید میں عورتوں کے باب میں مذکور ہیں: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ﴾ (٦٠/الممتحنة:١٢) آخر آیت تک تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ کی حدیث بیان کر کے اس آیت کی طرف اشارہ کیا جس میں صراحتاً عورتوں کا ذکر ہے **بعض** نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے ہم سے ان شرطوں پر بیعت لی جن پر عورتوں سے بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی۔ حدیث دوم میں عورتوں سے بیعت کرنا مذکور ہے۔ نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کئی عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس گئی۔ کہنے لگی ہاتھ لائیے ہم آپ سے مصافحہ کریں۔ آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں شعبی سے نکالا کہ عورتیں کپڑا رکھ کر آپ کا ہاتھ تھامتیں یعنی بیعت کے وقت۔

٧٢١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ

(٧٢١٣) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے ابو ادریس خولانی نے خبر دی، انہوں

الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ: ((تُبَايِعُوْنِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِي فِي مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)) فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ. [راجع: ١٨]

نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم مجلس میں موجود تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور نیک کام میں نافرمانی نہیں کرو گے، پس جو کوئی تم میں سے اس وعدے کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ کے ہاں اسے ملے گا اور جو کوئی ان کاموں میں سے کسی برے کام کو کرے گا، اس کی سزا اسے دنیا میں ہی مل جائے گی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جو کوئی ان میں سے کسی برائی کا کام کرے گا اور اللہ پاک اسے چھپالے گا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ چاہے تو اس کی سزا دے اور چاہے اسے معاف کر دے۔“ چنانچہ ہم نے اس پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

تشریح: بیعت اقرار کو کہتے ہیں جو خلیفہ اسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کیا جائے یا پھر کسی نیک صالح انسان کے ہاتھ پر ہو۔

٧٢١٤۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿لَا تُشْرِكُوْا بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا. [راجع: ٢٧١٣] [مسلم: ٣٣٠٦]

(۷۲۱۴) ہم سے محمد بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عورتوں سے زبانی اس آیت کے احکام کی بیعت لیتے کہ ”وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔“ آخر آیت تک۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، سوائے اس عورت کے جو آپ کی لونڈی ہو۔

تشریح: یا آپ کی بیوی ہو۔ ان سب سے غیر عورتیں مراد ہیں۔ بیعت میں بھی آپ نے ان کا ہاتھ نہیں چھوا۔ نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کئی عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور مصافحہ کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

٧٢١٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ: فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِي وَأَنَا

(۷۲۱۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حفصہ نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے میرے سامنے سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت پڑھی: ”یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔“ آخر تک اور ہمیں آپ نے نوحہ سے منع کیا، پھر ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ

أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ. [راجع: ١٣٠٦]

لیا اور کہا کہ فلاں عورت نے کسی نوحہ میں میری مدد کی تھی (میرے ساتھ مل کر نوحہ کیا تھا) اور میں اسے اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں کہا، پھر وہ گئیں اور واپس آئیں (میرے ساتھ بیعت کرنے والی عورتوں میں سے) کسی عورت نے اس بیعت کو پورا نہیں کیا، سوائے ام سلیم اور ام علاء اور معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی کے یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی کے اور سب عورتوں نے احکام بیعت کو پورے طور پر ادا نہ کر کے بیعت کو نہیں نبھایا۔ (غفر اللہ لهن اجمعین)۔

تشریح: روایت میں ہاتھ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ بیعت کی شرطیں قبول کرنے میں اس نے توقف کیا۔ بیعت پر قائم رہنے والی وہ پانچ عورتیں یہ ہیں۔ ام سلیم اور ام العلاء، ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی عورت، اور ایک عورت اور یہ سب نوحہ کرنے سے رک گئیں۔ یہ راوی کا شک ہے کہ ابوسبرہ کی بیٹی وہ معاذ کی بیوی تھی یا معاذ کی بیوی اس کے سوا تھی۔ حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ واؤ عطف کے ساتھ ہے کیونکہ معاذ کی بیوی ام عمرو بنت خلاد تھی۔ نسائی کی روایت میں صاف یوں ہے آپ نے فرمایا جا اس کا بدلہ کر آ وہ گئی پھر آئی اور آپ سے بیعت کی شاید یہ نوحہ اس قسم کا نہ ہوگا جو قطعاً حرام ہے یا یہ اجازت خاص طور سے اس عورت کے لئے ہوگی۔ بعض مالکیہ کا یہ قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے مگر نوحہ میں جاہلیت کے افعال حرام ہیں جیسے کپڑے پھاڑنا، منہ یا بدن نوچنا، خاک اڑانا۔ بعض نے کہا اس وقت تک نوحہ حرام نہیں ہوا تھا۔ قسطلانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلے نوحہ جائز تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا پھر مکروہ تحریمی۔ (وحیدی)

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

باب: اس کا گناہ جس نے بیعت توڑی

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾. [الفتح: ١٠]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فتح میں فرمان: ”یقیناً جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، پس جو کوئی اس بیعت کو توڑے گا بلاشک اس کا نقصان اسے ہی پہنچے گا اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے جو اللہ سے اس نے کیا ہے تو اللہ اسے بڑا اجر عطا فرمائے گا۔“

تشریح: اور وہ چودہ سو حضرات تھے۔ یہ اصحاب الشجرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

٧٢١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُومًا فَقَالَ: أَقِلْنِي فَأَبَى فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: ((الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي

(٧٢١٦) ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے ایک دیہاتی (نام نامعلوم) یا قیس بن ابی حازم آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا: یارسول اللہ! اسلام پر مجھ سے بیعت لیجیے۔ آپ نے اس سے بیعت لے لی، پھر دوسرے دن بخار میں بلبلاتا آیا کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا (بیعت

خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا)). [راجع: ١٨٨٣]

فسخ نہیں کی) جب وہ پیٹھ موڑ کر چلتا ہوا تو فرمایا: ”مدینہ کیا ہے (لوہار کی بھٹی ہے) پلید اور ناپاک (میل کچیل) کو چھانٹ ڈالتا ہے اور کھرا ستھرا مال رکھ لیتا ہے۔“

بَابُ الْإِسْتِخْلَافِ

باب: ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے تو کیسا ہے؟

تشریح: ”ای تعیین الخلیفة عند موته خلیفة بعده او یعین جماعة لیتخیروا منهم واحدا۔“ (فتح جلد ١٣ صفحه ٢٥٥) یعنی خلیفہ اپنی موت کے وقت کسی کو خلیفہ نامزد کر جائے یا ایک جماعت بنا جائے جو اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیں۔

٧٢١٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهُ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَا ثُكْلِيَاهْ! وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ)). [راجع: ٥٦٦٦]

(۷۲۱۷) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید نے، کہا میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (اپنے سر درد پر) ہائے سر پھٹا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم مر جاؤ اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لئے مغفرت مانگوں گا اور تمہارے لئے دعا کروں گا۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر کہا افسوس میرا خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دن کے آخری وقت ضرور کسی دوسری عورت سے شادی کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نہیں بلکہ میں اپنا سر دکھنے کا اظہار کرتا ہوں میرا ارادہ ہوا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (ابوبکر کو) خلیفہ بنا دوں تا کہ اس پر کسی دعویٰ کرنے والے یا اس کی خواہش رکھنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ خود کسی دوسرے کو خلیفہ نہیں ہونے دے گا اور مسلمان بھی اسے دفع کریں گے۔ یا (آپ نے اس طرح فرمایا کہ) اللہ دفع کرے اور مسلمان کسی اور کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔“

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا لو تا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھ جاؤں۔ اس کے آخر میں بھی یہ ہے کہ اللہ پاک اور مسلمان لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کی خلافت نہیں مانیں گے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ارادہ الٰہی اور مرضی نبوی کے موافق تھی۔ اب جو لوگ ایسے پاک نفس خلیفہ کو غاصب اور ظالم جانتے ہیں وہ خود ناپاک اور پلید ہیں۔

٧٢١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا

(۷۲۱۸) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری

سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: رَاغِبٌ وَ رَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّيْ نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيْ وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا. [مسلم: ٤٧١٣]

نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ عمر ؓ نے بیان کیا کہ عمر ؓ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے، یعنی ابوبکر ؓ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لئے) چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ یعنی رسول کریم ﷺ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی، پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں، نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب۔ میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

تشریح: سبحان اللہ! حضرت عمر ؓ کی احتیاط انہوں نے جب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے تو کسی کو خلیفہ نہیں کیا، مسلمانوں کی رائے پر چھوڑا اور ابو بکر صدیق ؓ خلیفہ کر گئے تو وہ ایسے راستے چلے جس میں دونوں کی پیروی ہو جاتی ہے یعنی کچھ مشورہ پر چھوڑا کچھ مقرر کر دیا۔ انہوں نے چھ آدمیوں کو جو اس وقت افضل اور اعلیٰ تھے، معین کیا پھر ان چھ میں سے کسی ایک کی تعیین مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دی، گویا دونوں سنتوں پر عمل کیا۔ دوسرے تقویٰ شعاری دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ میں سے سعید بن زید ؓ بھی زندہ تھے مگر ان کا نام تک نہ لیا۔ اس خیال سے کہ وہ حضرت عمر ؓ سے کچھ رشتہ رکھتے تھے۔ ہائے حضرت عمر ؓ کی طرح مسلمانوں میں کون بے نفس اور عادل اور منصف پیدا ہوا ہے۔ ان کا ایک ایک کام ایسا ہے جو ان کی فضیلت پہچاننے کے لئے کافی ہے اور افسوس ہے ان عقل کے اندھوں پر جو ایسے فرد فرید کو جس کا نظیر اسلام میں نہیں ہوا برا جانتے ہیں۔

٧٢١٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ: كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ ﷺ

(۷۲۱۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں انس بن مالک ؓ نے خبر دی کہ انہوں نے عمر ؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب آپ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن کا ہے انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھا، حضرت ابوبکر ؓ خاموش تھے اور کچھ نہیں بول رہے تھے، پھر کہا مجھے امید تھی کہ آنحضرت ﷺ زندہ رہیں گے اور ہمارے کاموں کی تدبیر و انتظام کرتے رہیں گے۔ ان کا منشا یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ ان سب لوگوں کے بعد تک زندہ رہیں گے تو اگر آج محمد ﷺ وفات پا گئے

قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهِ هَدَى اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً. [طرفه في: ٧٢٦٩]

ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے نور (قرآن) کو باقی رکھا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت حاصل کرتے رہو گے اور اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو اس سے ہدایت کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھی (جو غار ثور میں) دو میں کے دوسرے ہیں، بلاشک وہ تمہارے امور خلافت کے لئے تمام مسلمانوں میں سب سے بہتر ہیں۔ پس اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ ایک جماعت ان سے پہلے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکی تھی، پھر عام لوگوں نے منبر پر بیعت کی۔ زہری نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، اس دن کہہ رہے تھے، منبر پر چڑھ آیئے۔ چنانچہ وہ اس کا برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے اور سب لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔

تشریح: سقیفہ کا ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے منڈوے سے کیا ہے۔ عرف عام میں بنو ساعدہ کی چوپالی ٹھیک ہے کانت مکان اجتماعھم للحکومات یعنی وہ پنچائت گھر تھا۔ ابن معین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصرار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھانے کا درست تھا تاکہ آپ کا سب سے تعارف ہو جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تواضع کی بنا پر چڑھنے سے انکار کر رہے تھے۔ آخر چڑھ گئے اور اب بیعت عمومی ہوئی جبکہ سقیفہ بنو ساعدہ کی بیعت خصوصی تھی۔ باب کی مناسبت اس سے نکلی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا وہ تم سب میں خلافت کے زیادہ مستحق اور زیادہ لائق ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زور اور اصرار سے ہوئی ورنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بالکل درویش صفت اور منکسر المزاج اور خلافت سے متنفر تھے۔ ہم کہتے ہیں اگر ایسا ہی ہو جب بھی کیا قباحت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک جس کو خلافت کے لائق سمجھا اس کے لئے زور دیا اور حق پسند لوگوں کا یہی قاعدہ ہوتا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے غلط ہوتی تو دوسرے صدہا ہزارہا صحابہ جو وہاں موجود تھے وہ کیوں اتفاق کرتے۔ غرض باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل اور قابل ٹھہرے۔

٧٢٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ. قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ، قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ)). [راجع: ٣٦٥٩]

(٧٢٢٠) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک خاتون آئیں اور کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئیں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر آپ کیا فرماتے ہیں؟ جیسے ان کا اشارہ وفات کی طرف ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔“

تشریح: یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر ؓ خلیفہ ہوں گے دوسری روایت میں جسے طبرانی اور اسماعیلی نے نکالا یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ایک گنوار نے بیعت کی پوچھا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو کس کے پاس آؤں؟ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر ؓ کے پاس آنا۔ پوچھا اگر وہ بھی گزر جائیں؟ فرمایا کہ پھر عمر ؓ کے پاس۔ ترتیب خلافت کا یہ کھلا ہوا ثبوت ہے۔

٧٢٢١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ: تَتْبَعُوْنَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ حَتَّى يُرِيَ اللّٰهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهِ ﷺ وَالْمُهَاجِرِيْنَ أَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهِ.

(٧٢٢١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے کہ ابو بکر ؓ نے قبائل بزاخہ کے وفد سے (جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور اب معافی کے لئے آیا تھا) فرمایا کہ اونٹوں کی دموں کے پیچھے پیچھے جنگلوں میں گھومتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی نبی ﷺ کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر بتلا دے جس کی وجہ سے وہ تمہارا قصور معاف کر دیں۔

تشریح: یہ بزاخہ والے بہت سے لوگ تھے طے اور اسد، غطفان قبیلوں کے۔ انہوں نے کیا کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے اور طلیحہ بن خویلد اسدی پر ایمان لائے جس نے نبی کریم ﷺ کے بعد پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ خالد بن ولید ؓ جب مسیلمہ کے قتل وقمع سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آخر ان پر غالب آئے۔ انہوں نے عاجز ہو کر توبہ کی اور اپنی طرف سے چند لوگوں کو معافی قصور کے لئے ابو بکر صدیق ؓ کے پاس بھجوایا اور ابو بکر ؓ نے فرمایا یا تو جنگ اختیار کرو، مال اسباب گھر بار اہل وعیال سے ہاتھ دھوؤ یا ذلت کی صلح اختیار کرو۔ انہوں نے پوچھا ذلت کی صلح کیا ہے؟ حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا ہتھیار اور سامان جنگ ہم سب تم سے لے لیں گے اور جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں پر تقسیم ہو جائے گا اور جو لوگ ہم میں سے مارے گئے ان کی دیت دو۔ تم میں سے جو لوگ مارے گئے ان کو داخل جہنم سمجھو اور تم غریب رعیت کی طرح جنگل میں اونٹ چراتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ بات بتلائے جس سے وہ تمہارا قصور معاف کریں۔

بَابٌ

باب

٧٢٢٢، ٧٢٢٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيْرًا)) فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: ((كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). [مسلم: ٤٧٠٦]

(٧٢٢٢، ٧٢٢٣) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، انہوں نے جابر بن سمرہ ؓ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''(میری امت میں) بارہ امیر ہوں گے۔'' پھر آپ نے کوئی ایسی ایک بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی۔ بعد میں میرے والد نے بتایا کہ آپ نے یہ فرمایا: ''وہ سب کے سب قریش خاندان سے ہوں گے۔''

تشریح: دوسری روایت میں ہے یہ دین برابر عزت سے رہے گا، بارہ خلیفوں کے زمانہ تک۔ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ یہ دین برابر قائم رہے گا، یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے اور سب پر امت اتفاق کرے گی۔ یہ بارہ خلیفے نبی کریم ﷺ کی امت میں گزر چکے ہیں۔ حضرت صدیق ؓ سے لے کر عمر بن عبد العزیز ؒ تک چودہ شخص حاکم ہوئے ہیں۔ ان میں دو کا زمانہ بہت قلیل رہا۔ ایک معاویہ بن یزید، دوسرے مروان کا۔ ان

کو نکال ڈالو تو وہی بارہ خلیفہ ہوتے ہیں جنہوں نے بہت زور شور کے ساتھ خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز ؒ کے بعد پھر زمانہ کا رنگ بدل گیا اور حضرت حسن اور عبداللہ بن زبیر ؓ پر گو سب لوگ جمع نہیں ہوئے تھے مگر اکثر لوگ تو پہلے جمع ہو گئے اس لئے ان دونوں صاحبوں کی بھی خلافت حق اور صحیح ہے۔ امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں یعنی حضرت علی ؓ سے لے کر جناب محمد بن حسن مہدی تک مگر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت حسن ؓ کے بعد پھر کسی امام پر لوگ جمع نہیں ہوئے نہ ان کو شوکت اور حکومت حاصل ہوئی بلکہ اکثر جان کے ڈر سے چھپے رہے تو یہ لوگ اس حدیث سے کیسے مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

باب: جھگڑا اور فسق و فجور کرنے والوں کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکالنا

وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ.

عمر ؓ نے ابوبکر کی بہن (ام فروہ) کو اس وقت (گھر سے) نکال دیا تھا جب وہ (ابوبکر ؓ پر) نوحہ کر رہی تھیں۔

٧٢٢٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ يُونُسُ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِنْسَاةٍ وَمِيضَاةٍ، أَلْمِيمُ مَخْفُوضَةٌ.

[راجع: ٦٤٤]

(۷۲۲۴) ہم سے اسماعیل بن اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا ارادہ ہوا کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لئے اذان دینے کا، پھر کسی سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اس کے بجائے ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے) اور انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ تم سے کسی کو اگر یہ امید ہو کہ وہاں موٹی ہڈی یا دو مرماۃ حسنہ (بکری کے کھر) کے درمیان کا گوشت ملے گا تو وہ ضرور نماز عشاء میں شریک ہو۔“

محمد بن یوسف فربری نے کہا: یونس نے کہا محمد بن سلیمان نے کہا ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا ”مرماۃ“ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھروں میں ہوتا ہے۔ بروزن منساۃ و میضاۃ بکسر میم۔

تشریح: باب کا مطلب یوں نکلا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز باجماعت ترک کرنے والوں کو جلانے کا ارادہ فرمایا۔

بَابٌ: هَلْ لِلْإِمَامِ

أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ؟

باب: کیا امام کے لئے جائز ہے

وہ مجرموں اور گنہگاروں کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے اور ملاقات وغیرہ کرنے سے روک دے؟

٧٢٢٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا. [راجع: ٢٧٥٧]

(۷۲۲۵) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نابینا ہو جانے کے زمانے میں ان کے سب لڑکوں میں یہی راستے میں ان کے ساتھ چلتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں جا سکے تھے، پھر انہوں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا اور آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہم سے گفتگو کرنے سے روک دیا تھا تو ہم پچاس دن اسی حالت میں رہے، پھر آنحضرت ﷺ نے اعلان کیا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔

تشریح: حضرت کعب بن مالک نے غزوہ تبوک سے بلا اجازت غیر حاضری کی تھی اور یہ بڑا بھاری ملی جرم تھا جو ان سے صادر ہوا رسول کریم ﷺ نے ان سے اور ان کے ساتھیوں سے پورا ترک موالات فرمایا حتیٰ کہ ان کی توبہ اللہ نے قبول کی اب ایسے معاملات۔ خلیفہ اسلام کی صوابدید پر موقوف کیے جا سکتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ التَّمَنِّيْ

نیک آرزوؤں کے جائز ہونے کا بیان

تشریح: تمنی عرف عام میں آدمی کا یوں کہنا کاش ایسا ہوتا، تمنی اور ترجی میں یہ فرق ہے کہ تمنی اس بات میں ہوتی ہے جو محال ہو جیسے کہنا کہ کاش جوانی پھر آ جاتی اور ترجی ہمیشہ ان ہی باتوں میں ہوتی ہے جو ہونے والی ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّيْ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

٧٢٢٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ)). [راجع: ٣٦]

باب: آرزو کرنے کے بارے میں اور جس نے شہادت کی آرزو کی

(٧٢٢٦) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن میسّب سے یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو میرے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکنے کو برا جانتے ہیں مگر اسباب کی کمی کی وجہ سے وہ شریک نہیں ہو سکتے اور کوئی ایسی چیز میرے پاس نہیں ہے جس پر انہیں سوار کروں تو میں کبھی (غزوات میں شریک ہونے سے) پیچھے نہ رہتا۔ میری تو خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔“

تشریح: ایسی پاکیزہ تمنائیں کرنا بلاشبہ جائز ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ سے یہ منقول ہوا۔

٧٢٢٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! وَدِدْتُ أَنِّيْ لَأُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ

(٧٢٢٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ابوزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں جنگ کروں اور قتل

فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ)) فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ لِلّٰهِ. [راجع: ٣٦]

کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کو تین مرتبہ دہراتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔

تشریح: کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ آخر میں ختم شہادت پر کیا کیونکہ مقصود وہی تھی جو آپ کو بتلا دیا گیا تھا کہ اللہ آپ کی جان کی حفاظت کرے گا جیسا کہ فرمایا، ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (۵/ المائدہ: ٦٧) لیکن یہ آرزو محض فضیلت جہاد کے ظاہر کرنے کے لئے آپ نے فرمائی۔

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ

باب: نیک کام جیسے خیرات کی آرزو کرنا

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَبًا)).

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں اسے بھی خیرات کر دیتا۔''

٧٢٢٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كَانَ عِنْدِي أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهُ)). [راجع: ٢٣٨٩]

(۷۲۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے ان سے ہمام بن منبہ نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں پسند کرتا کہ اگر ان کے لینے والے مل جائیں تو تین دن گزرنے سے پہلے ہی میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی نہ بچے، سوائے اس کے جسے میں اپنے اوپر قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔''

تشریح: بس اصل درویشی یہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمادی کہ کل کے لئے کچھ نہ رکھ چھوڑے، جو روپیہ یا مال متاع آئے وہ غربا اور مستحقین کو فوراً تقسیم کردے۔ اگر کوئی شخص خزانہ اپنے لئے جمع کرے اور تین دن سے زیادہ روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اس کو درویش نہ کہیں گے بلکہ دنیا دار کہیں گے۔ ایک بزرگ کے پاس روپیہ آیا، انہوں نے پہلے چالیسواں حصہ اس میں سے زکوٰۃ کا نکالا پھر باقی ۳۹ حصے بھی تقسیم کر دیے اور کہنے لگے میں نے زکوٰۃ کا ثواب حاصل کرنے کے لئے پہلے چالیسواں حصہ نکالا اگر سب ایک بارگی خیرات کر دیتا تو اس فرض کے ثواب سے محروم رہتا۔ حیدر آباد میں بہت سے مشائخ اور درویش ایسے نظر آتے ہیں کہ دنیا داران سے بمراتب بہتر ہیں۔ افسوس ان کو اپنے تئیں درویش کہتے ہوئے شرم نہیں آتی وہ تو ساہوکاروں کی طرح مال و دولت اکٹھا کرتے ہیں ان کو مہاجن یا ساہوکار کا لقب دینا چاہیے نہ کہ شاہ اور فقیر کا۔ (وحیدی) الا ماشاء الله۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: ''اگر مجھے پہلے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا۔''

٦٢٢٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوا)).

(۷۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ رضی اللہ عنہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا: ''اگر مجھے اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور عمرہ کر کے دوسرے لوگوں کی طرح

[راجع: ٢٩٤]

٧٢٣٠ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ)) قَالَ: وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَنَا هَذِهِ خَاصَّةً قَالَ: ((لَا بَلْ لِلْأَبَدِ)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوْفُ وَلَا تُصَلِّيْ حَتَّى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِيْ ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

[راجع: ١٥٥٧]

میں بھی احرام کھول ڈالتا۔"

(٧٢٣٠) ہم سے حسن بن عمر جرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ذریع بصری نے، ان سے حبیب بن ابی قریبہ نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے (حجۃ الوداع کے موقع پر) ساتھ تھے، پھر ہم نے حج کے لئے تلبیہ کہا اور چار ذی الحجہ کو مکہ پہنچے، پھر نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے طواف کا حکم دیا اور یہ کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور اس کے بعد حلال ہو جائیں (سوائے ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ حلال نہیں ہو سکتے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا ہم میں سے کسی کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ بھی ہدی تھی اور کہا کہ میں بھی اس کا احرام باندھ کر آیا ہوں جس کا رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے، پھر دوسرے لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد منیٰ جا سکتے ہیں؟ (اس حال میں کہ ہمارے ذکر منی ٹپکاتے ہوں؟) آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: "جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے ہی معلوم ہوتی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔" بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ سے سراقہ بن مالک نے ملاقات کی اس وقت آپ بڑے شیطان پر رمی کر رہے تھے اور پوچھا: یارسول اللہ! یہ ہمارے لئے خاص ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔" بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مکہ آئی تھیں لیکن وہ حائضہ تھیں تو آنحضرت ﷺ نے انہیں تمام اعمال حج ادا کرنیکا حکم دیا، صرف وہ پاک ہونے سے پہلے طواف نہیں کر سکتی تھیں اور نہ نماز پڑھ سکتی تھیں جب سب لوگ بطحاء میں اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ سب لوگ حج و عمرہ دونوں کر کے لوٹیں گے اور میرا صرف حج ہوگا؟ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عائشہ کو ساتھ لے کر مقام تنعیم جائیں، چنانچہ انہوں نے بھی ایام حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ: ((لَيْتَ كَذَا وَكَذَا))

باب: نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا: ''کاش ایسا اور ایسا ہوتا۔''

٧٢٣١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: أَرِقَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ قَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قِيلَ: سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ.

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ بِلَالٌ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ - وَجَلِيلُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ٢٨٨٥]

(٧٢٣١) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ کو نیند نہ آئی، پھر آپ نے فرمایا: ''کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لئے آج رات پہرہ دیتا۔'' اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون صاحب ہیں؟'' بتایا گیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں یارسول اللہ! (انہوں نے کہا) میں آپ کے لئے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر نبی کریم ﷺ سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ جب نئے نئے مدینہ آئے تو بحالت بخار حیرانی میں یہ شعر پڑھتے تھے: ''کاش! میں جانتا کہ میں ایک رات اس وادی میں گزار سکوں گا (وادی مکہ میں) اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل گھاس ہوگی۔'' پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی۔

تشریح: مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کا ترجمہ شعر میں یوں کیا ہے:

کاش میں مکہ کی پاؤں ایک رات　　گرد میرے ہوں جلیل اذخر نبات

یہ پہرہ کا ذکر مدینہ میں شروع شروع آتے وقت کا ہے کیونکہ دشمنوں کا ہر طرف ہجوم تھا آپ کی دعا سعد رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

باب: قرآن مجید اور علم کی آرزو کرنا

٧٢٣٢۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ

(٧٢٣٢) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشک صرف دو شخصوں پر ہوسکتا ہے ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا ہے اور وہ اسے دن رات پڑھتا رہتا ہے اور اس پر (سننے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی ایسا علم ہوتا جیسا کہ اس شخص کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح

آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ)). [راجع: ٥٠٢٦]

کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو (دیکھنے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی اتنا دیا جاتا جیسا اسے دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسا کہ یہ کر رہا ہے۔"

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

باب: جس کی تمنا کرنا منع ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾. [النساء: ٣٢]

اور اللہ نے سورۂ نساء میں فرمایا: "اور نہ تمنا کرو اس چیز کی جس کے ذریعے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر (مال میں) فضیلت دی ہے مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے اور عورتیں اپنی کمائی کا اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

تشریح: اللہ ہر ایک کی حالت جانتا ہے جس کو جتنا دیا ہے، اسی میں اس کی حکمت ہے پس لوگوں کو دیکھ کر ہوس کرنا کیا ضروری ہے۔

٧٢٣٣ـ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُ. [راجع: ٥٦٧١] [مسلم: ٦٧٥٧]

(٧٢٣٣) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے، ان سے عاصم نے بیان کیا، ان سے نضر بن انس نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ "موت کی تمنا نہ کرو۔" تو میں موت کی آرزو کرتا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت طویل ہوئی تھی۔ انہوں نے طرح طرح کے فتنے اور فساد مسلمانوں میں دیکھے مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، خارجیوں کا زور ظلم، اس وجہ سے موت کو پسند کرنے لگے۔ قسطلانی نے کہا اگر آدمی کو دین کی خرابی اور فتنے میں پڑنے کا ڈر ہو تب تو موت کی آرزو کرنا بلا کراہت جائز ہے میں کہتا ہوں ایک حدیث میں ہے: "إِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔" دوسری حدیث میں ہے ایسے وقت میں یوں دعا کرنا بہتر ہے: "اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ"۔

٧٢٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابَ ابْنَ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [راجع: ٥٦٧٢]

(٧٢٣٤) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، ان سے ابن ابی خالد نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے، انہوں نے سات داغ لگوائے تھے، پھر انہوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔

٧٢٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ:

(٧٢٣٥) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ [مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ أَزْهَرَ] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: أَبُو عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ. [راجع: ٣٩]

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابی عبید، عبدالرحمٰن بن ازہر نے انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے، اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔'' ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ابوعبید کا نام سعد بن عبید ہے جو عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام ہیں۔

تشریح: بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت اور زائد ہے: "قال ابو عبدالله ابو عبيد اسمه سعد بن عبيد مولى عبدالرحمن بن ازهر۔" یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابوعبید کا نام سعد بن عبید ہے وہ عبدالرحمٰن بن ازہر کا غلام تھا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

باب: کسی شخص کا کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ ہوتی

٧٢٣٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ يَقُولُ:

((لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

إِنَّ الْأُولَى ـ وَرُبَّمَا قَالَ: الْمَلَا ـ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا)) يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ. [راجع: ٢٨٣٦]

(۷۲۳۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد عثمان بن جبلہ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ غزوۂ خندق کے دن (خندق کھودتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ بھی خود ہمارے ساتھ مٹی اٹھایا کرتے تھے میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا دیا تھا آپ فرماتے تھے: ''اگر تو نہ ہوتا (اے اللہ!) تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر دل جمعی نازل فرما۔ بیشک اس معاندین کی جماعت نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ جب یہ فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی بات نہیں مانتے۔'' اس پر آپ آواز کو بلند کر دیتے۔

تشریح: مولانا وحیدالزماں کا منظوم ترجمہ یوں ہے:

اے خدا اگر تو نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جموا دے لڑائی میں تو دے ہم کو ثبات

بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ فتنہ چاہیں تو سنتے نہیں ہم ان کی بات

آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَاءِ الْعَدُوِّ

باب: دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو کرنا منع ہے

وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس کو اعرج نے ابو ہریرہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

٧٢٣٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ)). [راجع: ٢٨١٨]

(٧٢٣٧) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبید اللہ کے غلام سالم ابو نضر نے بیان کیا، جو اپنے آقا کے کاتب تھے۔ بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا اور میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ مضمون تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔''

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوْ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَوْ أَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً﴾. [هود: ٨٠]

باب: لفظ ''اگر مگر'' کے استعمال کا جواز اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اگر مجھے تمہارا مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی''

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر مگر کہنا شیطان کا کام کھولتا ہے اور نسائی نے جو روایت کی جب تجھ پر کوئی بلا آئے تو یوں نہ کہہ اگر میں ایسا کرتا اگر یوں ہوتا بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر میں یوں ہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہ کیا تو ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ اور رسول کے کلام میں اگر کا لفظ کیوں آتا۔ بلکہ ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تدبیر پر نازاں ہو کر اور اللہ کی مشیئت سے غافل ہو کر اگر مگر کہنا منع ہے۔ آیت کے الفاظ حضرت لوط علیہ السلام کے ہیں جو انہوں نے قوم کی فرشتوں کے ساتھ گستاخی دیکھ کر کہے تھے۔

٧٢٣٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: أَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ؟)) قَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

(٧٢٣٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو اس پر عبداللہ بن شداد نے پوچھا، کیا یہی وہ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی عورت کو بغیر گواہ رجم کر سکتا تو اسے کرتا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں، وہ ایک اور عورت تھی جو (اسلام لانے کے بعد) کھلے عام (فحش

[راجع: ۵۳۱۰]

کام) کرتی تھی۔

تشریح: مگر قاعدے سے ثبوت نہ تھا یعنی چار عینی گواہ نہیں تھے۔

۷۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، قَالَ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُوْلُ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ۔ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلَى أُمَّتِي۔ لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ)).

(۷۲۳۹) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، ایک رات ایسا ہوا رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر کی۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! نماز پڑھیے عورتیں اور بچے سونے لگے ہیں۔ اس وقت آپ (حجرے سے) برآمد ہوئے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (غسل کر کے باہر تشریف لائے) فرمانے لگے: ''اگر میری امت پر یا یوں فرمایا: لوگوں پر دشوار نہ ہوتا۔ سفیان بن عیینہ نے یوں کہا: میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس وقت (اتنی رات گئے) ان کو یہ نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔''

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي)).

اور ابن جریج نے (اسی سند سے سفیان سے، انہوں نے ابن جریج سے) انہوں نے عطاء سے روایت کی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت ﷺ نے اس نماز (یعنی عشاء کی نماز) میں دیر کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! عورتیں اور بچے تو سو گئے۔ یہ سن کر آپ باہر تشریف لائے اور آپ اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے: ''اس نماز کا عمدہ وقت یہی ہے۔ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا۔''

وَقَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ: رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ وَقَالَ عَمْرٌو: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي)). وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: ((إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي))

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عمرو بن دینار نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہم سے عطاء نے بیان کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا لیکن عمرو نے یوں کہا آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور ابن جریج کی روایت میں یوں ہے آپ سر کے ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے اور عمرو نے کہا آپ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا۔'' اور ابن جریج نے کہا آپ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو اس نماز کا افضل وقت تو یہی ہے۔'' اور ابراہیم بن منذر (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن مسلم نے، انہوں نے عمرو سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں

[راجع: ٥٧١]

نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے، پھر یہی حدیث نقل کی۔

٧٢٤٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ)). [راجع: ٨٨٧]

(۷۲۴۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک کرنا واجب قرار دے دیتا۔''

٧٢٤١۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: وَاصَلَ النَّبِيُّ ﷺ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ)) تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ ابْنُ مُغِيْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٦١] [مسلم: ٢٥٧١]

(۷۲۴۱) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری دنوں میں صوم وصال رکھا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی صوم وصال رکھا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: ''اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ دیتے، میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اس طرح دن گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔'' اس روایت کی متابعت سلیمان بن مغیرہ نے کی، ان سے ثابت نے، ان سے انس نے، ان سے نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا جو اوپر مذکور ہوا۔

تشریح: یعنی حقیقت میں جنت کا کھانا پانی اس صورت میں آپ ﷺ کا وصالی روزہ ظاہری ہوگا نہ کہ حقیقت میں مگر بعض نے کہا کہ کھانے پینے سے مجازی معنی مراد ہے کہ وہ مجھ کو قوت دیتا رہتا ہے جو تم کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ صوم وصال اس روزے کو کہتے ہیں جس میں افطار وسحر کے وقت میں بھی نہیں کھایا جاتا اور اس روزے کو مسلسل جاری رکھا جاتا ہے۔

٧٢٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: ((أَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي)) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ

(۷۲۴۲) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو زہری نے خبر دی (دوسری سند) اور لیث نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب (زہری) نے، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون مجھ جیسا ہے، میں تو اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔'' لیکن جب لوگ نہ مانے تو آپ نے ایک دن کے ساتھ دوسرا دن ملا کر وصال کا روزہ رکھا، پھر

فَقَالَ: ((لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ)) كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ. [راجع: ١٩٦٥]

٧٢٤٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاؤُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ)). [راجع: ١٢٦]

لوگوں نے (عید) کا چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور وصال کرتا۔'' اور گویا آپ نے انہیں تنبیہ کرنے کے لئے ایسا فرمایا۔

(۷۲۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، کہا ہم سے اشعث نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (خانۂ کعبہ کے) حطیم کے بارے میں پوچھا: کیا یہ بھی خانۂ کعبہ کا حصہ ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے کہا: پھر کیوں ان لوگوں نے اسے بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی ہوگئی تھی۔'' میں نے کہا کہ یہ خانۂ کعبہ کا دروازہ اونچائی پر کیوں ہے؟ فرمایا: ''یہ اس لئے انہوں نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم (قریش) کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا اور مجھے خوف نہ ہوتا کہ ان کے دلوں میں اس سے انکار پیدا ہوگا تو میں حطیم کو بھی خانہ کعبہ میں شامل کر دیتا اور اس کے دروازے کو زمین کے برابر کر دیتا۔''

تشریح: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت میں ایسا کر دیا تھا۔ شرقی اور غربی دو دروازے بنا دیئے تھے مگر حجاج بن یوسف نے ضد میں آ کر اس عمارت کو تڑوا کر پہلی حالت پر کر دیا۔ آج تک اسی حالت پر ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے اس کے دو دروازے رکھتا ایک مشرقی اور ایک مغربی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت میں یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن کر جیسا منشا نبی کریم ﷺ کا تھا اسی طرح کعبہ کو بنا دیا مگر اللہ حجاج ظالم سے سمجھے اس نے کیا کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ضد سے پھر کعبہ تڑوا کر جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا ایسا ہی کر دیا اگر کعبہ میں دو دروازے رہتے تو داخلے کے وقت کیسی راحت رہتی، ہوا آتی اور نکلتی رہتی اب ایک ہی دروازہ اور روشندان بھی ندارد۔ ادھر لوگوں کا ہجوم۔ داخلے کے وقت وہ تکلیف ہوتی ہے کہ معاذ اللہ۔ اور گرمی اور حبس کے مارے نماز بھی اچھی طرح اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی۔

٧٢٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ٣٧٧٩]

(۷۲۴۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بننا پسند کرتا اور اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔''

تشریح: انصار کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔

٧٢٤٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْشِعْبَهَا)) تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الشِّعْبِ. [راجع: ٤٣٣٠]

(۷۲۴۵) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا آپ نے فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اور اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔'' اس روایت کی متابعت ابوالتیاح نے کی، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس میں بھی درے کا ذکر ہے۔

تشریح: یہ حدیث کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو جمع کیا جن میں اگر کا لفظ ہے تو معلوم ہوا کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع نہیں ہے اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے اگر مگر سے بچارہ وہ خاص مقاموں پر محمول ہے یعنی جب کسی کار خیر کا ارادہ کرے اور اس پر قدرت ہو تو اس کو کر ڈالے۔ اس میں اگر مگر نہ نکالے۔ دوسرے جب کوئی مصیبت پیش آئے کچھ نقصان ہو جائے تو اللہ کی تقدیر اور اس کے ارادے سے سمجھے اس میں بھی اگر مگر نکالنا اور یوں کہنا اگر ہم ایسا کرتے تو یہ آفت نہ آتی منع ہے کیونکہ اس میں تقدیر الٰہی پر بے اعتمادی اور اپنی تدبیر پر بھروسہ نکلتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ

ان احادیث کا بیان جن کو ایک سچے اور معتبر شخص نے روایت کیا ہو

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

باب: ایک سچے شخص کی خبر پر اذان، نماز، روزے، فرائض اور تمام احکام میں عمل ہونا

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ [التوبة: ١٢٢] وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ [الحجرات: ٩] فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلِهِ: ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ﴾ [الحجرات: ٦] وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں فرمایا: ”ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تا کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور لوٹ کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈرائیں اس لئے کہ وہ تباہی سے بچے رہیں۔“

اور ایک شخص کو بھی طائفہ کہہ سکتے ہیں جیسے سورۂ حجرات میں: ”اور اگر دو مسلمان بھی داخل ہیں جو آپس میں لڑ پڑیں۔“ تو ہر ایک مسلمان ایک طائفہ ہوا اور اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مسلمانو (جلدی مت کیا) کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی کی وجہ سے تکلیف پہنچاؤ تمہارے پاس بدکار شخص کچھ خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“ اگر خبر واحد مقبول نہ ہوتی تو آپ ﷺ ایک شخص کو حاکم بنا کر اور اس کے بعد دوسرے شخص کو کیوں بھیجتے اور یہ کیوں فرماتے کہ اگر پہلا حاکم کچھ بھول جائے تو دوسرا حاکم اسے سنت کے طریق پر لگا دے۔

تشریح: جن کو اصطلاح اہلحدیث میں خبر واحد کہتے ہیں اکثر صحیح احادیث اسی قسم کی ہیں کہ ان کو ایک یا دو صحابہ رضی اللہ عنہم یا ایک یا دو تابعیوں نے روایت کیا ہے۔ خبر واحد کا جب راوی سچا اور ثقہ اور معتبر ہو تو اس کا قبول کرنا تمام اماموں نے واجب رکھا ہے اور ہمیشہ قیاس کو ایسی حدیث کے مقابل ترک کر دیا ہے۔ بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو اور زیادہ احتیاط کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث یہاں تک کہ صحابی کا قول بھی حجت ہے اور قیاس کو اس کے مقابلہ میں ترک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے وہ اہلسنت یعنی اہل حدیث کے پیشوا تھے۔ ہمارے زمانے میں جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں اور صحیح حدیث کو سن کر بھی قیاس کی پیروی نہیں چھوڑتے وہ سچے حنفی نہیں ہیں بلکہ بدنام کنندہ نکونا مے چند

اپنے امام کے جھوٹے نام لیوا ہیں سچے حنفی اہل حدیث ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت اور ارشاد کے مطابق چلتے ہیں اور تمام عقائد اور صفات اللہ اور اصول میں ان کے ہم اعتقاد اور ہم عمل ہیں۔ اس آیت ذیل سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے کیونکہ طائفہ ایک شخص کو بھی کہہ سکتے ہیں اور بعض فرقہ میں صرف تین آدمی ہی ہوتے ہیں اس دوسری آیت سے صاف نکلتا ہے کہ اگر نیک اور سچا اور معتبر شخص کوئی خبر لائے تو اس کو مان لینا چاہیے۔ اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس کی خبر کا بھی یہی حکم ہو جو بدکار کی خبر کا ہے تو نیک اور بدکار دونوں کا یکساں ہونا لازم آئے گا۔ ابن کثیر نے کہا آیت سے یہ بھی نکلا کہ فاسق اور بدکار شخص کی روایت کی ہوئی حدیث حجت نہیں، اسی طرح مجہول الحال کی۔ حدیث مذکور سے ظاہر ہوا کہ اگر خبر واحد قبول کے لائق نہ ہوتی تو ایک شخص واحد کو حاکم بنا کر بھیجنا ایک شخص واحد کا دوسرے کی غلطی ظاہر کرنا اس کو ٹھیک راستے پر لگانا اس کے کچھ معنی نہ ہوتے۔

٧٢٤٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ رَقِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ: ((ارْجِعُوْا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوْا فِيهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ۔ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا۔ وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)). [راجع: ٦٢٨]

(٧٢٤٦) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے، ان سے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم سب جوان اور ہم عمر تھے ہم آپ کی خدمت میں بیس دن تک ٹھہرے رہے۔ آنحضرت ﷺ بہت شفیق تھے۔ جب آپ نے معلوم کیا کہ اب ہمارا دل اپنے گھر والوں کی طرف مشتاق ہے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے ہم کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے گھر چلے جاؤ! اور ان کے ساتھ رہو اور انہیں اسلام سکھاؤ اور دین بتاؤ اور بہت سی باتیں آپ نے کہیں جن میں بعض مجھے یاد نہیں ہیں اور بعض یاد ہیں اور (فرمایا کہ) جس طرح مجھے تم نے نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھو، پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک تمہارے لئے اذان کہے اور جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔''

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اذان دے تو معلوم ہوا کہ ایک شخص کے اذان دینے پر لوگوں کو عمل کرنا اور نماز پڑھ لینا درست ہے۔ آخر یہ بھی تو خبر واحد ہے۔

٧٢٤٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ۔ أَوْ قَالَ:۔ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُوْلَ هَكَذَا)) وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُوْلَ هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

(٧٢٤٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن قطان نے، ان سے سلیمان تیمی نے، ان سے ابوعثمان نہدی نے، ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''کسی شخص کو حضرت بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ صرف اس لئے اذان دیتے ہیں یا ندا کرتے ہیں تاکہ جو نماز کے لئے بیدار ہیں وہ واپس آ جائیں اور جو سوئے ہوئے ہیں وہ بیدا ہو جائیں اور فجر وہ نہیں ہے جو اس طرح لمبی دھاری ہوتی ہے۔'' یحییٰ نے اس کے اظہار کے لئے اپنے دونوں ہاتھ

[راجع: ٦٢١]

ملائے اور کہا یہاں تک کہ وہ اس طرح ظاہر ہو جائے اور اس کے اظہار کے لئے انہوں نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو پھیلا کر بتلایا۔

تشریح: یعنی چوڑے آسمان کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی صبح صادق ہوتی ہے۔

٧٢٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)).

(٧٢٤٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے، کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ نبی کریم نے فرمایا: ”بلال (رمضان میں) رات ہی میں اذان دیتے ہیں (وہ نماز فجر کی اذان نہیں ہوتی) پس تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ عبداللہ بن ام مکتوم اذان دیں (تو کھانا پینا بند کر دو)“۔

[راجع: ٦١٧]

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ایک شخص بلال ؓ یا عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کی اذان کو عمل کے لئے کافی سمجھا اس سے بھی خبر واحد کا اثبات ہوا۔ واحد شخص جب معتبر ہو اس کا روایت کرنا بھی اسی طرح حجت ہے جیسے شخص واحد کی اذان جملہ مسلمانوں کے لئے حجت ہے۔ خبر واحد کو حجت نہ ماننے والے کو چاہیے کہ شخص واحد کی اذان کو بھی تسلیم نہ کرے۔ اذ لیس فلیس۔

٧٢٤٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. [راجع: ٤٠١]

(٧٢٤٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے حکم بن عتبہ نے ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ بن قیس نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعت نماز پڑھائی تو آپ سے پوچھا گیا نماز (کی رکعتوں) میں کچھ زیادہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ صحابہ ؓ نے کہا آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے (سہو کے) کئے۔

تشریح: اگرچہ اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ یہ کہنے والے کہ آپ نے پانچ رکعت پڑھی ہیں۔ کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن امام بخاری ؒ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جسے خود انہوں نے کتاب الصلوۃ باب اذا صلی خمسا میں روایت کیا ہے۔ اس میں یہ صیغہ مفرد یوں ہے کہ قال صلیت خمسا تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے کہنے پر عمل کیا۔ حافظ نے کہا کہ اس شخص کا نام معلوم نہ ہو سکا نبی کریم ﷺ نے صرف ایک شخص کے کہنے پر اعتبار کر لیا۔ اگر ایک معتبر آدمی کا کہنا ناقابل اعتبار ہوتا تو آپ ایسا کیوں کرتے۔ معلوم ہوا کہ شخص واحد معتبر کی روایت کو تسلیم کرنا عقلاً و نقلاً ہر طرح سے درست ہے جو لوگ مطلق خبر واحد کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں ان کا یہ کہنا کسی طرح سے بھی درست نہیں ہے۔

٧٢٥٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي

(٧٢٥٠) ہم سے اسماعیل بن اویس نے بیان کا، کہا مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ ثُمَّ رَفَعَ. [راجع: ٤٨٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ! نے دو ہی رکعت پر (مغرب یا عشاء کی نماز میں) نماز ختم کر دی تو ذوالیدین نے کہا: یا رسول اللہ! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں آپ نے پوچھا: ''کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟'' لوگوں نے کہا جی ہاں، پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور دو آخری رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا (نماز کے عام) سجدے جیسا یا اس سے طویل، پھر آپ نے سر اٹھایا، پھر تکبیر کہی اور نماز کے سجدے جیسا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا۔

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ذوالیدین رضی اللہ عنہ اکیلے شخص کی خبر کو قابل عمل جان کر منظور کر لیا اور تصدیق مزید کے لئے دوسرے لوگوں سے بھی دریافت فرما لیا۔ اگر ایک شخص کی خبر قابل عمل نہ ہوتی تو آپ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کچھ خیال ہی نہ فرماتے، اس سے خبر واحد کی دوسروں سے تصدیق کر لینا بھی ثابت ہوا۔

٧٢٥١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ٤٠٣]

(۷۲۵۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مسجد قبا میں لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والے نے ان کے پاس پہنچ کر کہا کہ رسول اللہ پر رات قرآن کی آیت نازل ہوئی اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کر لیں، پس تم بھی اسی طرف رخ کر لو۔ ان لوگوں کے چہرے شام، یعنی بیت المقدس کی طرف تھے، پھر وہ لوگ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

تشریح: باب کی مطابقت یہ ہے کہ ایک شخص کی خبر پر مسجد قبا والوں نے عمل کیا۔

٧٢٥٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ

(۷۲۵۲) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع بن جراح نے بیان کیا، ان سے اسرائیل بن یونس نے، ان سے ابواسحاق سبیعی نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ کی آرزو تھی کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں یہ آیت نازل کی: ''ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھتے ہیں پس عنقریب ہم آپ کے منہ کو قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے۔'' چنانچہ رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ایک صاحب نے عصر کی نماز آنحضرت ﷺ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ. [راجع: ٤٠]

کے ساتھ پڑھی، پھر وہ مدینے سے نکل کر انصار کی ایک جماعت تک پہنچے اور کہا کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے، چنانچہ سب لوگ کعبہ کی جانب ہو گئے، حالانکہ وہ عصر کی نماز کے رکوع میں تھے۔

تشریح: یہ واقعہ تحویل قبلہ کے پہلے دن مسجد بنی حارث یعنی مسجد قبلتین کا ہے۔ بعض روایتوں میں ظہر کی نماز مذکور ہے اور اگلی حدیث کا واقعہ دوسرے روز کا مسجد قبا کا ہے تو دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں رہا۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ خبر واحد کو تسلیم کر کے اس پر جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔ جو لوگ خبر واحد کے منکر ہیں وہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے منکر ہیں۔

٧٢٥٣۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ! قُمْ إِلَى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ. [راجع: ٢٤٦٤]

(۷۲۵۳) مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہ انصاری، ابوعبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا اتنے میں ایک آنے والے شخص نے آ کر خبر دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی خبر سنتے ہی کہا انس ان مٹکوں کو بڑھ کر توڑ دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک ہاون دستہ کی طرف بڑھا جو ہمارے پاس تھا اور میں نے اس کے نچلے حصہ سے ان مٹکوں پر مارا جس سے وہ سب ٹوٹ گئے۔

تشریح: سبحان اللہ! صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایمانداری اور تقویٰ شعاری، ایمان ہو تو ایسا ہو۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ایک شخص کی خبر پر شراب کے حرام ہو جانے پر اعتماد کر لیا۔ اس سے بھی خبر واحد پر عمل کا اثبات ہوا۔

٧٢٥٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ: ((لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ)). فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ. [راجع: ٣٧٤٥]

(۷۲۵۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے، ان سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا: ”میں تمہارے پاس ایک امانت دار آدمی جو حقیقی امانت دار ہو گا بھیجوں گا۔“ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر رہے (کہ کون اس صفت سے موصوف ہے) تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

تشریح: اس سے بھی خبر واحد کا اثبات ہوا کہ آپ نے اکیلے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمانے کا اعلان کیا اور ان کو بھیجا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

٧٢٥٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا

(۷۲۵۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان

شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). [راجع: ٣٧٤٤]

کیا، ان سے خالد بن مہران نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت میں ایک امانتدار ہوتا ہے اور اس امت کے امانت دار ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔''

تشریح: یہ ایمانداری اور امانت داری میں فرد فرید تھے گو اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایماندار اور دیانتدار تھے مگر ان کا درجہ اس خاص صفت میں بہت ہی بڑھا ہوا تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ حیا میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شجاعت میں۔ (رضی اللہ عنہم)

٧٢٥٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَهُ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٨٩]

(٧٢٥٦) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبید بن حنین نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلۂ انصار کے ایک صاحب تھے (اوس بن خولی نام) جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں شرکت نہ کر سکتے اور میں شریک ہوتا تو انہیں آ کر آپ ﷺ کی مجلس کی خبریں بتاتا اور جب میں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں شریک نہ ہو پاتا اور وہ شریک ہوتے تو وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کی مجلس کی خبریں مجھے بتاتے۔

تشریح: اس حدیث سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی خبر پر یقین کرتے اور وہ حضرت کی خبر پر اعتماد کرتا تھا۔ پس خبر واحد پر تواتراً عمل ہوتا آ رہا ہے مگر مقلدین کو اللہ عقل دے کہ وہ کیوں ایک صحیح بات کے زبردستی سے منکر ہو گئے ہیں۔

٧٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ: ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: ((لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ لِلْآخَرِينَ: ((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٤٣٤٠]

(٧٢٥٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا کہا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے زبید نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ایک صاحب عبداللہ بن حذافہ سہمی کو بنایا، پھر (اس نے کیا کیا کہ) آگ جلوائی اور (لشکریوں سے) کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ جس پر بعض لوگوں نے داخل ہونا چاہا لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم آگ ہی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ پھر اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ ''اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس میں قیامت تک رہتے۔'' اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت حلال نہیں ہے اطاعت صرف نیک کاموں میں ہے۔''

تشریح: باقی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کسی کا حکم نہ ماننا چاہیے، بادشاہ ہو یا وزیر سب چھپر پر رہے ہمارا بادشاہ حقیقی اللہ ہے۔ یہ دنیا کے جھوٹے بادشاہ گویا گڑیوں کے بادشاہ ہیں یہ کیا کر سکتے ہیں بہت ہوا تو دنیا کی چند روزہ زندگی لے لیں گے وہ بھی بادشاہ حقیقی چاہے گا تو، ورنہ ایک بال ان سے بیکا نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں نکلتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جائز باتوں میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا، حالانکہ وہ ایک شخص ہوتا ہے دوسرے یہ کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی بات سنی اور آگ میں بھی گھسنا چاہا۔

٧٢٥٨، ٧٢٥٩۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

(٧٢٥٨، ٥٩) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ دو شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔

٧٢٦٠۔ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ [بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ] أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَعْرَابِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْضِ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَائْذَنْ لِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُلْ)) فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا۔ وَالْعَسِيفُ الأَجِيرُ۔ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَأَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ! ۔ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ۔

(٧٢٦٠) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ دیہاتیوں میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا: یارسول اللہ! کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ فرما دیجئے۔ اس کے بعد ان کا مقابل فریق کھڑا ہوا اور کہا انہوں نے صحیح کہا یارسول اللہ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجئے اور مجھے کہنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے ہاں مزدوری کیا کرتا تھا (عسیف بمعنی اجیر مزدور ہے) پھر اس نے ان کی عورت سے زنا کر لیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہوگی لیکن میں نے اس کی طرف سے سو بکریوں اور ایک باندی کا فدیہ دیا (اور لڑکے کو چھڑا لیا) پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کی بیوی پر رجم کی سزا لاگو ہوگی اور میرے لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا باندی اور بکریاں اسے واپس کر دو اور تمہارے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے اور اے انیس! (قبیلہ اسلم کے ایک صحابی اس کی بیوی کے پاس جاؤ،

فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دو۔'' چنانچہ انیس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور اس نے اقرار کرلیا، پھر انیس رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کر ڈالا۔

[راجع: ٢٣١٥]

تشریح: باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ آپ نے ایک شخص واحد کو ایذا کا حکم دیا۔ اس نے حکم شرعی یعنی رجم جاری کیا۔ بعض نے کہا آپ نے ہر فریق کی جو ایک تن تنہا تھا بات قبول کی اس کی تصدیق فرمائی۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا، خبر واحد تین قسم کی ہے ایک یہ کہ قرآن کے موافق ہو، دوسرے یہ کہ اس میں قرآن کی تفصیل ہو، تیسرے یہ کہ اس میں ایک نیا حکم ہو جو قرآن میں نہیں ہے۔ ہر حال میں اس کی اتباع واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جداگانہ حکم دیا، پس اگر خبر واحد وہی قابل قبول ہو جو قرآن کے موافق ہے تو رسول ﷺ کی اطاعت علیحدہ اور خاص نہیں ہوئی اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن پر زیادتی خبر واحد سے نہیں ہو سکتی بلکہ خبر کا مشہور یا متواتر ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے بہت سے مسائل میں اپنے اس اصول کے خود خلاف کیا ہے جیسے نبیذ تمر سے وضو کے جواز اور نصاب سرقہ اور مہر دس درہم سے کم نہ ہونا اور ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ میں جمع حرام ہونا اور شفعہ یا رہن اور صدہا مسائل میں جن میں آحاد احادیث وارد ہیں اور باوجود اس کے حنفیہ نے اس سے کلام اللہ پر زیادتی کی ہے۔ میں کہتا ہوں حنفیہ کا کوئی اصول جمتا ہی نہیں ہے۔ اصول میں تو یہ لکھتے ہیں کہ خبر واحد اور قول صحابی بھی حجت ہے يترك به القياس اور پھر صدہا مسائل میں حدیث کے خلاف قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اصول میں لکھتے ہیں کہ کتاب اللہ پر زیادتی کے لئے خبر مشہور یا متواتر ضروری ہے اور پھر صدہا مسائل میں خبر واحد سے زیادت کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وہاں خبر مشہور کو بھی یہ بہانہ کر کے کہ مخالف کتاب اللہ ہے ترک کر دیتے ہیں۔ مثلاً یمین مع الشاهد الواحد کی احادیث کو۔ غرض یہ عجب اصول ہیں جو کچھ سمجھ میں نہیں آتے اور حق یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصول نہیں ہیں خود پچھلوں نے قائم کئے ہیں اور وہی حق تعالیٰ کے پاس جواب دہ بنیں گے اللہ انصاف نصیب فرمائے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ

باب: نبی کریم ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو اکیلے کافروں کی خبر لانے کے لئے بھیجنا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ اس باب سے یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ خبر واحد کی صحت پر رسول کریم ﷺ نے خود اعتماد فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ واحد شخص یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس معرکے کے لئے نہ بھیجتے۔

٧٢٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَقُولُ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ))

(٧٢٦١) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے دن نبی کریم ﷺ نے (دشمن سے خبر لانے کے لئے) صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا تو زبیر رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے، پھر ان سے کہا: تو زبیر ہی تیار ہوئے۔ پھر کہا: پھر بھی انہوں نے ہی آمادگی دکھلائی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔''

قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ

اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ روایت ابن منکدر سے یاد کی اور ایوب نے ابن المنکدر سے کہا، اے ابوبکر! (یہ محمد بن منکدر کی کنیت

الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ: سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ: كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ: هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ. [راجع: ٢٨٤٦]

ہے) ان سے جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث بیان کریں تو انہوں نے اسی مجلس میں کہا کہ میں نے جابر سے سنا اور چار احادیث میں پے در پے یہ کہا کہ میں نے جابر سے سنا۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ سفیان ثوری تو ”غزوۂ قریظہ“ کہتے ہیں (بجائے غزوۂ خندق کے) انہوں نے کہا کہ میں نے اتنے ہی یقین کے ساتھ یاد کیا ہے جیسا کہ تم اس وقت بیٹھے ہو کہ انہوں نے ”غزوۂ خندق“ کہا سفیان نے کہا کہ یہ دونوں ایک ہی غزوہ ہیں (کیونکہ) غزوۂ خندق کے فوراً بعد اسی دن غزوۂ قریظہ پیش آیا اور وہ مسکرائے۔

تشریح: بنی قریظہ کے دن سے وہ دن مراد ہے جب جنگ خندق میں نبی کریم ﷺ نے بنی قریظہ کی خبر لانے کے لئے فرمایا تھا وہ دن مراد نہیں ہے جب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا اور ان سے جنگ شروع کی کیونکہ یہ جنگ جنگ خندق کے بعد ہوئی جو کئی دن تک قائم رہی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اکیلے ایک شخص زبیر رضی اللہ عنہ کو خبر لانے کے لئے بھیجا اور ایک شخص کی خبر قابل اعتماد سمجھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥٣] فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں فرمانا:

”نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو مگر اجازت لے کر۔“ ظاہر ہے کہ اجازت کے لئے ایک شخص کا بھی اذن دینا کافی ہے۔

تشریح: جمہور کا یہی قول ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہے کہ ایک شخص یا اتنے شخص اجازت دیں بلکہ اذن کے لئے ایک عادل شخص کا اذن دینا کافی ہے کیونکہ ایسے معاملے میں جھوٹ بولنے کا موقع نہیں ہے اس سے بھی خبر واحد کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

٧٢٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بْنُ زَيْدٍ] عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). [راجع: ٣٦٧٤]

(۷۲۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازے کی نگرانی کا حکم دیا، پھر ایک صحابی آئے اور اجازت چاہی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔“ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔“ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔“

تشریح: ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک شخص یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اجازت کو کافی سمجھا۔

٧٢٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ

(۷۲۶۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے، انہوں

ابْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ: قُلْ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي. [راجع: ٨٩]

نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کا ایک کالا غلام سیڑھی کے اوپر (نگرانی کررہا تھا) میں نے اس سے کہا کہ کہو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑا ہے اور اجازت چاہتا ہے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اس تحقیق کے لئے آئے اور ایک دربان رباح نامی کی اجازت لینے پر اعتماد کیا۔ اس سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا۔

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ

باب: نبی کریم ﷺ کا عاملوں اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے بھیجنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنے خط کے ساتھ عظیم بصرہ کے پاس بھیجا کہ وہ یہ خط قیصر روم تک پہنچا دے۔

تشریح: اور حاطب بن ابی بلتعہ کو خط دے کر مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا یہ خط اب تک موجود ہے اور اس کی عکسی تصاویر چھپ چکی ہیں اور شجاع بن ابی شمر کو بلقاء کے حاکم کے پاس بھیجا۔

٧٢٦٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ [عَبْدَاللَّهِ] بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ)). [راجع: ٦٤]

(۷۲۶۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ پرویز شاہ ایران کو خط بھیجا اور قاصد عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ خط بحرین کے گورنر منذر بن ساوی کے حوالہ کریں وہ اسے کسریٰ تک پہنچائے گا۔ جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بددعا دی کہ ”اللہ انہیں بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔“

تشریح: ٹکڑے ٹکڑے کر دے، ان کی حکومت کا نام ونشان نہ رہے ایسا ہی ہوا ایران والوں کی سلطنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بالکل نابود ہو

گئی اور پھر آج تک پارسیوں کو سلطنت نصیب نہیں ہوئی جہاں میں دوسروں کی رعیت ہیں۔ ان کی شہزادیاں تک قید ہو کر مسلمانوں کے تصرف میں آئیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی مردود کسریٰ پرویز ایک چھوٹے سے ملک کا بادشاہ ہو کر یہ دماغ رکھتا تھا کہ پروردگار عالم کے محبوب کا خط جو آنکھوں پر رکھنا تھا اس نے حقیر جان کر پھاڑ ڈالا۔ اس کی سزا ملی۔ یہ دنیا کے (جاہل) بادشاہ درحقیقت طاغوت ہیں۔ معلوم نہیں اپنے تئیں کیا سمجھتے ہیں کہو جیسے تم ویسے ہی خدا کی دوسری مخلوق تم میں کیا لعل لٹکتے ہیں جوں جوں دنیا میں علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے توں توں بادشاہوں کے ناک کے کیڑے جھڑتے جاتے ہیں اور آج کے زمانے میں تو کوئی ان نام نہاد بادشاہوں کو ایک کوڑی برابر بھی نہیں پوچھتا ہے۔ عظمت اور عزت کا تو کیا ذکر ہے۔ (آج سنہ ۱۹۷۸ء کا دور تو بہت ہی عبرت انگیز ہے)

٧٢٦٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ: ((أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ)). [راجع: ١٩٢٤]

(۷۲۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن قطان نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب ہند بن اسماء سے فرمایا: ''اپنی قوم میں یا لوگوں میں اعلان کر دو عاشورہ کے دن کہ جس نے کھا لیا ہو وہ اپنا بقیہ دن (بغیر کھائے) پورا کرے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھے۔''

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ایک ہی شخص کو اپنی طرف سے ایلچی مقرر کر دیا۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ

باب: وفود عرب کو نبی کریم ﷺ کی یہ وصیت کہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں دین کی باتیں پہنچا دیں

قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

یہ مالک بن حویرث صحابی نے نقل کیا۔

٧٢٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لِي: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ الْوَفْدُ؟)) قَالُوْا: رَبِيعَةُ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ

(۷۲۶۶) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے خاص اپنے تخت پر بٹھا لیتے تھے۔ انہوں نے ایک بار بیان کیا کہ قبیلۂ عبد القیس کا وفد آیا جب وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کس قوم کا وفد ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ربیعہ قبیلہ کا (عبد القیس اسی قبیلہ کی شاخ ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مبارک ہو اس وفد کو یا یوں فرمایا کہ مبارک ہو بغیر رسوائی اور شرمندگی اٹھائے آئے ہو۔'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کافروں کا ملک پڑتا ہے آپ ہمیں ایسی بات

أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ۔ وَأَظُنُّ فِيْهِ۔ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ۔ وَرُبَّمَا قَالَ:۔ الْمُقَيَّرِ)) قَالَ: ((احْفَظُوْهُنَّ وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَرَائَكُمْ))

[راجع: ۵۳]

کا حکم دیجئے جس سے ہم جنت میں داخل ہوں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی بتائیں۔ پھر انہوں نے شراب کے برتنوں کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں چار چیزوں سے روکا اور چار چیزوں کا حکم دیا۔ آپ نے ایمان باللہ کا حکم دیا دریافت فرمایا: ''جانتے ہو ایمان باللہ کیا چیز ہے؟'' انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: ''گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے (کا حکم دیا) اور زکوٰۃ دینے کا۔ میرا خیال ہے کہ حدیث میں رمضان کے روزوں کا بھی ذکر ہے اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال) میں دینا اور آپ نے انہیں دباء حنتم، مزفت اور نقیر کے برتن (جن میں عرب لوگ شراب رکھتے اور بناتے تھے) کے استعمال سے منع کیا اور بعض اوقات مقیر کہا۔'' فرمایا: ''انہیں یاد رکھو اور انہیں پہنچا دو جو نہیں آ سکے ہیں۔''

تشریح: مقیر یعنی قار لگا ہوا قارورہ روغن ہے جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے۔ ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کہ اپنے ملک والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ عام ہے ایک شخص بھی ان میں کا یہ باتیں دوسرے کو پہنچا سکتا ہے اسی سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ دباء کدو کا تونبا، حنتم، سبز لاکھی اور رال کا برتن، نقیر کریدی ہوئی لکڑی کا برتن۔ اس وقت ان برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی۔ اس لئے آپ نے ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا، اب یہ خطرات ختم ہیں۔

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

باب: ایک عورت کی خبر کا بیان

تشریح: اگر یہ عورت ثقہ ہو تو اس کی خبر بھی واجب القبول ہے۔

۷۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمُ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ لَحْمُ

(۷۲۶۷) ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے توبہ بن کیسان عنبری نے بیان کیا کہ مجھ سے شعبی نے کہا کہ تم نے دیکھا حسن بصری نبی کریم ﷺ سے کتنی حدیث (مرسلاً) روایت کرتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تقریباً اڑھائی سال رہا لیکن میں نے ان کو آنحضرت ﷺ سے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کئی اصحاب جن میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے (دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے) لوگوں نے گوشت کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ازواج میں سے ایک زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے آگاہ کیا کہ یہ سانڈے کا

ضَبٌّ فَأَمْسَكُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا فَإِنَّهٗ حَلَالٌ. أَوْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهٖ، شَكَّ فِيْهِ. وَلٰكِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ)).
[مسلم: ۵۰۳۲، ۵۰۳۳؛ ابن ماجہ: ۳۲۴۲]

گوشت ہے۔ سب لوگ کھانے سے رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ (آپ نے کلوا فرمایا، یا اطعموا) اس لئے کہ یہ حلال ہے یا فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ یہ جانور میری خوراک نہیں ہے مجھے اس کے کھانے سے ایک قسم کی نفرت آتی ہے۔“

شعبی کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ امام حسن بصری ؒ جھوٹے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ امام حسن بصری ؒ حدیث بیان کرنے میں بہت جرأت کرتے ہیں حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ صحابی ہو کر بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ احتیاط کی بنا پر تھا کہ خدانخواستہ کوئی غلط حدیث بیان میں آئے اور میں زندہ دوزخی بنوں کیونکر غلط حدیث بیان کروں۔

تشریح: قرآن وحدیث پر چنگل مارنا اوران کے خلاف رائے وقیاس سے بچنا بنیاد ایمان ہے۔ سب سے پہلے رائے قیاس پر عمل کرنے اور نص صریح کو رد کرنے والا ابلیس ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیات اور رسول کریم ﷺ کی حدیث کے منکر کی سزا یہی ہے کہ وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے۔ ایک عورت ذات نے گوشت کے بارے میں بتلایا کہ وہ سانڈے کا گوشت ہے اس کی خبر کو سب نے تسلیم کیا اسی سے عورت کی خبر بھی قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ ثقہ ہو۔ اسی سے خبر واحد کا حجت ہونا ثابت ہوا جو لوگ خبر واحد کو حجت نہیں مانتے ان کا مسلک صحیح نہیں ہے جملہ احادیث کے نقل کرنے سے امام بخاری ؒ کا یہی مقصد ہے۔ والحمدلله اولاً وآخرًا۔ یہ باب ختم ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ

کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان

تشریح: "الاعتصام افتعال من العصمة والمراد امتثال قوله تعالى: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا﴾ الاية قال الكرماني هذه الترجمة منتزعة من قوله تعالى ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا﴾ لان المراد بالحبل الكتاب والسنة على سبيل الاستعارة والجامع كونهما سببا للمقصود وهو الثواب والنجاة من العذاب، كما ان الحبل سبب لحصول المقصود به من السقى وغيره والمراد بالكتاب: القرآن المتعبد بتلاوته و بالسنة: ما جاء عن النبی ﷺ من اقواله وافعاله وتقريره وماهم بفعله والسنة فى اصل اللغة الطريقة وفى اصطلاح الاصوليين والمحدثين ماتقدم قال ابن بطال لاعصمة لأحد الا فى كتاب الله اوفى سنة رسوله أو فى اجماع العلماء على معنى فى احدهما ثم تكلم على السنة باعتبار ما جاء عن النبی ﷺ۔" (فتح البارى جلد١٣/ صفحه٣٠٦)

لفظ اعتصام باب افتعال کا مصدر عصمت سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد اللہ کے ارشاد ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ (٣/آل عمران:٠٣) کی تعمیل ہے۔ کرمانی نے کہا کہ یہ ترجمہ اللہ کے قول ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ سے ماخوذ ہے کیونکہ حبل سے مراد اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے اور مقصود ان سے ثواب اخروی پانا اور عذاب اخروی سے نجات حاصل کرنا ہے جیسا کہ رسی سے کھینچ کر کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اور رسی میں لٹک کر اسے مضبوطی سے پکڑ کر کنویں سے باہر آیا جا سکتا ہے۔ پس کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جس کی محض تلاوت کرنا بھی عبادت ہے اور سنت سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال اور افعال اور آپ ﷺ کے اپنے سامنے کسی کام کو ہوتے دیکھ کر ثابت رکھنا ہے اور لفظ سنت لغت میں طریقہ پر بولا جاتا ہے اور اصولیوں اور محدثین کی اصطلاح میں رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریر پر بولا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا غلطی سے بچنا صرف کتاب اللہ یا پھر سنت رسول اللہ ﷺ ہی میں ہے یا پھر اجماع علما میں جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو۔

بَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

باب: کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا

٧٢٦٨ـ حَدَّثَنَا [عَبْدُاللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ] الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ:

(٧٢٦٨) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے مسعر بن کدام اور ان کے علاوہ (سفیان ثوری) نے ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ ایک یہودی (کعب احبار اسلام لانے سے پہلے) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر ہمارے ہاں سورۂ مائدہ کی یہ آیت

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة: ٣] لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ. سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ مِسْعَرٍ وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا. [راجع: ٤٥]

نازل ہوتی کہ ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔“ تو ہم اس دن کو عید (خوشی) کا دن بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی عرفہ کے دن نازل ہوئی اور جمعہ کا دن تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ روایت سفیان نے مسعر سے سنی، مسعر نے قیس سے سنا اور قیس نے طارق سے۔

تشریح: تو اس دن مسلمانوں کی دو عیدیں یعنی عرفہ اور جمعہ تھیں اور اتفاق سے یہود اور نصاریٰ اور مجوس کی عیدیں بھی اسی دن آ گئی تھیں۔ اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ الفاظ سمع سفیان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کی صراحت کر دی۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ اللہ پاک نے امت محمدیہ پر اس آیت میں احسان جتلایا کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا، اپنا احسان تم پر تمام کر دیا۔ یہ جب ہی ہوگا کہ امت اللہ و رسول کے احکام پر قائم رہے۔ قرآن وحدیث کی پیروی کرتی رہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نزول آیت کے وقت اسلام مکمل ہو گیا بعد میں اندھی تقلید سے تقلیدی مذاہب نے اسلام میں اضافہ کر کے تقلید بغیر اسلام کی تکمیل کا مضحکہ اڑایا۔ فیا اسفی۔

٧٢٦٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوَى عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِيْ عِنْدَهُ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهَذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهِ تَهْتَدُوْا لِمَا هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَهُ. [راجع: ٧٢١٩]

(٧٢٦٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جو انہوں نے وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے دن پڑھا تھا جس دن مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا، پھر کہا: اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی (دنیا) اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین وسیدھا راستہ بتلایا، پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یاب رہو گے، یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو بتلایا تھا۔

تشریح: اگر قرآن کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ قرآن کا مطلب حدیث سے واضح ہوتا ہے تو قرآن اور حدیث یہی دین کی اصل ہیں۔ ہر مسلمان کو ان دونوں کو تھامنا یعنی سمجھ کر انہی کے موافق اعتقاد اور عمل کرنا ضروری ہے جس شخص کا اعتقاد یا عمل قرآن اور حدیث کے موافق نہ ہو، وہ کبھی اللہ کا ولی اور مقرب بندہ نہیں ہو سکتا اور جس شخص میں جتنا اتباع قرآن وحدیث زیادہ ہے اتنا ہی ولایت میں اس کا درجہ بلند ہے۔ مسلمانو! خوب سمجھ رکھو موت سر پر کھڑی ہے اور آخرت میں پروردگار اور اپنے پیغمبر کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے، ایسا نہ ہو کہ تم وہاں شرمندہ بنو اور اس وقت کی شرمندگی کچھ فائدہ نہ دے۔ دیکھو یہی قرآن اور حدیث کی پیروی تم کو نجات دلوانے والی اور تمہارے بچاؤ کے لئے ایک عمدہ دستاویز ہے باقی سب چیزیں ڈھونگ

ہیں کشف وکرامات، تصور شیخ، درویشی کے شطحیات دوسرے خرافات جیسے حال، قال، نیاز، عرس، میلے ٹھیلے، چراغاں، صندل یہ چیزیں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں۔ ایک شخص نے حضرت جنید رحمہ اللہ کو جو رئیس الاولیا تھے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا گزری؟ انہوں نے کہا یہ درویشی کے حقائق اور وقائع اور فقیری کے نکتے اور ظرائف سب گئے گزرے کچھ کام نہیں آئے۔ چند رکعتیں تہجد کی جو ہم سحر کے قریب (سنت کے موافق) پڑھا کرتے تھے، انہوں نے ہی ہم کو بچایا۔ یا اللہ! قرآن اور حدیث پر ہم کو کاربند رکھ اور شیطانی علوم اور وسوسوں سے بچائے رکھ۔ آمین

٧٢٧٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَمَّنِي إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)). [راجع: ٧٥]

(٧٢٧٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے قرآن کا علم سکھا۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما امت کے بڑے عالم ہوئے خاص طور پر علم تفسیر میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔

٧٢٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا: أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ. [راجع: ٧١١٢]

(٧٢٧١) ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عوف اعرابی سے سنا، ان سے ابومنہال نے بیان کیا، انہوں نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد ﷺ کے ذریعے غنی کر دیا ہے یا بلند درجہ کر دیا ہے۔

تشریح: ورنہ اسلام سے پہلے تم ذلیل اور محتاج تھے۔

٧٢٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ. [راجع: ٧٢٠٣]

(٧٢٧٢) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ وہ اس کی بیعت قبول کرتے ہیں اور یہ لکھا کہ میں تیرا حکم سنوں گا اور مانوں گا بشرطیکہ اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے موافق ہو جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا۔

تشریح: یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد کی بات ہے۔ جب عبدالملک بن مروان کی خلافت پر لوگوں کا اتفاق ہو گیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ))

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں''

٧٢٧٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

(٧٢٧٣) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جوامع

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِيْ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُوْنَهَا أَوْ تَرْغَثُوْنَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا. [راجع: ٢٩٧٧]

الکلم (مختصر الفاظ میں بہت سے معانی کو سمودینا) کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی اور میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھ دی گئیں۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو چلے گئے اور تم مزے کر رہے ہو یا اسی جیسا کوئی کلمہ کہا۔

تشریح: حدیث میں تلغثونہا ہے یہ کلمہ لغیث سے نکلا ہے۔ لغیث کھانے کو جس میں جو ملے ہوں کہتے ہیں یعنی جس طرح اتفاق پڑے کھاتے ہو یا لفظ ترغثونہا ہے جو رغث سے نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں رغث الجدی امہ یعنی بکری کے بچے نے اپنی ماں کا دودھ پی لیا۔

٧٢٧٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُوْمِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنِّيْ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٤٩٨١]

(۷۲۷۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انبیا میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جن کو کچھ نشانیاں (معجزات) نہ دیے گئے ہوں جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا یا (آپ ﷺ نے فرمایا:) انسان ایمان لائے اور مجھے جو بڑا معجزہ دیا گیا وہ قرآن مجید ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا، پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن شمار میں تمام انبیا سے زیادہ پیروی کرنے والے میرے ہوں گے۔''

تشریح: قرآن ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے۔ آج قرآن اترے چودہ سو برس ہو رہے ہیں لیکن کسی سے قرآن کی ایک سورت نہ بن سکی باوجود یہ کہ ہر زمانہ میں قرآن کے صدہا مخالف اور دشمن گزر چکے۔ اب کوئی یہ نہ کہے کہ مردم شاری کی رو سے نصاریٰ کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ معلوم ہوتی ہے تو مسلمانوں کا شمار آخرت میں کیونکر زیادہ ہوگا۔ اس لئے کہ نصاریٰ جو عیسیٰ علیہ السلام کی سچی شریعت پر قائم رہے یعنی توحید الٰہی کے قائل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور پیغمبر سمجھتے تھے۔ ان نصاریٰ سے قیامت کے دن مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ اس زمانہ کے نصاریٰ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور سچے نصاریٰ نہیں ہیں، وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا ہیں۔ انہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور دین کے بڑے رکن یعنی توحید ہی کو خراب کر دیا۔ افسوس اسی طرح نام کے مسلمانوں نے بھی اپنا دین بدل ڈالا اور شرک کرنے لگے، اسی قسم کے مسلمان بھی درحقیقت مسلمان نہیں ہیں نہ امت محمدی ﷺ میں ان کا شمار ہو سکتا ہے۔

بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فرقان میں فرمانا: ''اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا

[الفرقان: ٧٤] قَالَ: أَئِمَّةً نَقْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِي وَلِإِخْوَانِي هَذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوهُ وَيَسْأَلُوا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

پیشوا بنا دے۔" مجاہد نے کہا: یعنی امام بنا دے کہ ہم لوگ اگلے لوگوں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری پیروی کریں اور عبداللہ بن عون نے کہا تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں ایک تو علم حدیث، مسلمانوں کو اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ دوسرا قرآن مجید، اسے سمجھ کر پڑھیں اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ کیا کریں، کسی کی برائی کا ذکر نہ کریں۔

٧٢٧٥- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هَذَا فَقَالَ: [لَقَدْ] هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ قَالَ: هُمَا الْمَرْءَانِ يُقْتَدَى بِهِمَا. [راجع: ١٥٩٤]

(٧٢٧٥) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے واصل نے، ان سے ابو وائل نے بیان کیا کہ اس مسجد (خانہ کعبہ) میں، میں شیبہ بن عثمان حجبی (جو کعبہ کے کلید بردار تھے) کے پاس بیٹھا تو انہوں نے کہا کہ جہاں تم اب بیٹھے ہو، وہیں عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ کعبہ میں کسی طرح کا سونا چاندی نہ چھوڑوں اور سب مسلمانوں میں تقسیم کردوں جو نذر اللہ کعبہ میں جمع ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ کہا: کیوں؟ میں نے کہا کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایسا نہیں کیا تھا، اس پر انہوں نے کہا کہ وہ دونوں بزرگ ایسے ہی تھے جن کی اقتدا کرنی ہی چاہیے۔

٧٢٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَؤُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)). [راجع: ٦٤٩٧]

(٧٢٧٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا میں نے اعمش سے پوچھا تو انہوں نے زید بن وہب سے بیان کیا کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "امانت داری آسمان سے بعض لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری۔ (ان کی فطرت میں داخل ہے) اور قرآن مجید نازل ہوا تو انہوں نے قرآن مجید کا مطلب سمجھا اور سنت کا علم حاصل کیا۔" (تو قرآن و حدیث دونوں سے اس ایمانداری کو جو فطرتی تھی پوری قوت مل گئی)۔

تشریح: قرآن کی تفسیر حدیث مبارکہ ہے بغیر حدیث کے قرآن کا صحیح مطلب معلوم نہیں ہوتا جتنے گمراہ فرقے اس امت میں ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ قرآن کو لے لیتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور چونکہ قرآن کی بعض آیتیں گول گول ہیں۔ ان میں اپنی رائے کو دخل دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن کو حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں اور جو تفسیر حدیث کے موافق ہو اسی کو اختیار کریں۔ اللہ کے فضل وکرم سے اس آخری زمانے میں جب طرح طرح کے فتنے مسلمانوں میں نمودار ہو رہے ہیں اور دجال اور شیطان کے نائب ہر جگہ پھیل رہے ہیں اس نے عام مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے قرآن کی ایک مختصر اور صحیح تفسیر یعنی تفسیر موضحة الفرقان مرتب کرادی۔ اب ہر مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ قرآن کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے اور ان دجالی اور شیطانی پھندوں سے اپنے تئیں بچا سکتا ہے۔ الحمد للہ منتخب حواشی اور ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید بھی اس مقصد کے لئے بے حد مفید ہے۔

٧٢٧٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ ﴿إِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾.

(٧٢٧٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن مرہ نے خبر دی، کہا میں نے مرہ ہمدانی سے سنا، بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے اچھی بات کتاب اللہ ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور: ''بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آ کر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔''

[راجع: ٦٠٩٨]

تشریح: آخرت، عذاب قبر، حشر ونشر یہ سب کچھ ضرور ہو کر رہے گا۔ دوسری مرفوع حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ کی: ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے: ((اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) اس کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے صحیح کہا۔ حافظ نے کہا بدعت شریعت میں وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے جس کی اصل شرع سے نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت مذموم اور قبیح ہے لیکن لغت میں بدعت ہر نئی بات کو کہتے ہیں۔ اس میں بعض بات اچھی ہوتی ہے اور بعض بری۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک بدعت محمود ہے جو سنت کے موافق ہو، دوسری مذموم جو سنت کے خلاف ہو اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب شافعی میں ان سے نکالا، انہوں نے کہا نئے کام دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع کے خلاف ہیں، وہ بدعت ضلالت ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے خلاف نہیں ہیں وہ گو محدث ہوں مگر مذموم نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں بدعت کی تحقیق میں علما کے مختلف اقوال ہیں اور انہوں نے اس باب میں جداگانہ رسائل اور کتابیں تصنیف کئے ہیں اور بہتر رسالہ مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا ہے ایضاح الحق۔ ابن عبدالسلام نے کہا بدعت پانچ قسم کی ہے بعض بدعت واجب ہے جیسے علم صرف اور نحو کا حاصل کرنا جس سے قرآن وحدیث کا مطلب سمجھ میں آئے۔ بعض مستحب ہیں جیسے تراویح میں جمع ہونا، مدرسے بنانا، سرائیں بنانا، بعض حرام ہیں جو خلاف سنت ہیں جیسے قدریہ مرجیہ مشبہہ کی بدعات بعض مباح ہیں جیسے مصافحہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد اور کھانے پینے کی لذتیں وغیرہ بعض مکروہ اور خلاف اولیٰ۔ میں کہتا ہوں ابن عبدالسلام کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ بیشک اس کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں لیکن بدعت شریعت میں وہ ہے جس کی کوئی اصل کتاب وسنت سے نہ ہو اور قرون ثلاثہ کے بعد دین میں نکالی جائے وہ نری گمراہی ہے ایسی بدعت کوئی اچھی نہیں ہو سکتی اور صرف ونحو کا علم حاصل کرنا یا مدرسے یا سرائیں بنانا یا نماز تراویح میں جمع ہونا بدعت در شریعت نہیں ہے کیونکہ ان کی اصل کتاب وسنت سے پائی جاتی ہے اور ان میں کی بعض باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے وقت میں شروع ہو گئی تھیں بدعت شرعی وہ ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے بعد دین میں نکالی جائے اور اس کی اصل کتاب اور سنت سے نہ ہو۔ رہا مصافحہ عصر اور فجر کی نماز

کے بعد تو گو ابن عبدالسلام نے اس کو مباح کہا مگر اکثر علمانے اسکو بدعت مذموم قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین کے بعد بھی مصافحہ اور معانقہ سے منع کیا ہے۔

٧٢٧٨، ٧٢٧٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)). [راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

(۷۲۷۸، ۷۲۷۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ اور زید بن خالد ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے آپ نے فرمایا: ”یقیناً میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔“

٧٢٨٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى)) قَالُوا: وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)).

(۷۲۸۰) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔“ صحابہ ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا: ”جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔“

٧٢٨١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ مِينَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَقُولُ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ

(۷۲۸۱) ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم سے سلیم بن حیان نے بیان کیا اور یزید بن ہارون نے ان کی تعریف کی، کہا ہم سے سعد بن میناء نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے (جبرئیل ومیکائیل اور آپ سوئے ہوئے تھے) ایک نے کہا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں، دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھیں سورہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب (آپ ﷺ) کی ایک مثال ہے، پس ان کی مثال بیان کرو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سورہے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ آنکھ سورہی ہے اور دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا، پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہوگیا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور

الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا: أَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ. تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ.

دستر خوان سے کھانا نہیں کھایا، پھر انہوں نے کہا کہ اس کی ان کے لئے تفسیر کردو تاکہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سورہی ہیں لیکن دل بیدار ہے، پھر انہوں نے کہا کہ گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ہیں، پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ محمد بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی لیث سے روایت کیا، انہوں نے خالد بن یزید مصری سے، انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے جابر سے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے۔ (پھر یہی حدیث نقل کی اسے ترمذی نے وصل کیا)

تشریح: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث ہی دین کے اصل الاصول ہیں اور سنت نبوی ﷺ ہی بہر حال مقدم ہے۔ امام، استاد، بزرگ سب کو ترک کیا جاسکتا ہے مگر قرآن وحدیث کو مقدم رکھنا ہوگا، یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

٧٢٨٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا.

(٧٢٨٢) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے ان سے ہمام نے اور ان سے حذیفہ ؓ نے کہا کہ استقامت اختیار کرو، اے قرآن و حدیث پڑھنے والو! تم اگر قرآن وحدیث پر نہ جمو گے، ادھر ادھر دائیں بائیں راستہ لوگے تو بھی گمراہ ہوگے بہت ہی بڑے گمراہ۔

تشریح: یعنی ان لوگوں سے کہیں افضل ہوگے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ یہ ترجمہ اس وقت ہے جب لفظ حدیث ((فقد سبقتم به)) صیغہ معروف ہو اگر بہ صیغہ مجہول سبقتم ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ تم حدیث اور قرآن پر جم جاؤ کیونکہ دوسرے لوگ جو حدیث اور قرآن کی پیروی کرتے ہیں۔ تم سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں یعنی دور نکل گئے ہیں۔

٧٢٨٣۔ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ!

(٧٢٨٣) مجھ سے ابو کریب محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری اور جس دعوت کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے

إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ)). [راجع: ٦٤٨٢]

جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے: اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں واضح تم کو ڈرانے والا ہوں، پس بچاؤ کی صورت کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے ۔ اس لئے نجات پا گئے لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر موجود رہے، پھر صبح سویرے ہی دشمن کے لشکر نے انہیں آ لیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا۔ تو یہ مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں اور جو دعوت میں لایا ہوں اس کی پیروی کریں اور اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کریں اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلائیں۔''

تشریح: عرب میں قاعدہ تھا جب دشمن نزدیک آن پہنچتا اور کوئی شخص اس کو دیکھ لیتا اس کو یہ ڈر ہوتا کہ میرے پہنچنے سے پہلے یہ لشکر میری قوم پر پہنچ جائے گا تو ننگا ہو کر جلدی جلدی چیختا چلاتا بھاگتا۔ بعض کہتے ہیں اپنے کپڑے اتار کر جھنڈے کی طرح ایک لکڑی پر لگاتا اور چلاتا ہوا بھاگتا۔

٧٢٨٤، ٧٢٨٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)) فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ! لَوْ مَنَعُوْنِي عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ:

(۷۲۸۴، ۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، پس جو شخص اقرار کر لے کہ لا الہ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے، البتہ کسی حق کے بدلے ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً: کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔'' لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ

فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُقَيْلٍ: عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ: عَنَاقًا وَعِقَالاً هٰهُنَا لَا يَجُوزُ وَعِقَالاً فِي حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ: عِقَالاً. [راجع: ١٣٩٩، ١٤٠٠]

کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جو میں نے غور کیا مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابن بکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے عناقاً (بجائے عقالاً) کہا، یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: کیونکہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ تو آ جاتا ہے مگر رسی زکوٰۃ میں نہیں دی جاتی۔ بعض نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تو وہ ہر شخص سے زکوٰۃ کے جانور باندھنے کے لئے رسی بھی لیتے، اسی طرح تبعاً رسی بھی زکوٰۃ میں دی جاتی۔

٧٢٨٦- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ ابْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي! هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِي عَلَيْهِ فَقَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَاللّٰهِ! مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِأَنْ يَقَعَ بِهِ فَقَالَ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ

(۷۲۸۶) مجھ سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے ہاں قیام کیا۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے علما عمر کے شریک مجلس و مشورہ رہتے تھے، خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، پھر عیینہ نے اپنے بھتیجے حر سے کہا، بھتیجے کیا امیرالمؤمنین کے ہاں کچھ رسوخ حاصل ہے کہ تم میرے لئے ان کے ہاں حاضری کی اجازت لے دو؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لئے اجازت مانگوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے عیینہ کے لئے اجازت چاہی (اور آپ نے اجازت دی) پھر جب عیینہ مجلس میں پہنچے تو کہا کہ اے ابن خطاب واللہ! تم ہمیں بہت زیادہ نہیں دیتے اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ نے انہیں سزا دینے کا ارادہ کر لیا۔ اتنے میں حر نے کہا، امیرالمؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے: ”معاف کرنے کا طریقہ اختیار

بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [الاعراف: ١٩٩] وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ فَوَاللَّهِ! مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [راجع: ٤٦٤٢]

کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔" اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے، پس واللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ آیت انہوں نے تلاوت کی تو آپ ٹھنڈے ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ اللہ کی کتاب پر فوراً عمل کرتے۔

تشریح: یہ عیینہ بن حصن نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسلمان ہو گیا تھا پھر جب طلیحہ اسدی نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو عیینہ بھی اس کے معتقدوں میں شریک ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلیحہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا تو وہ بھاگ گیا لیکن عیینہ قید ہو گیا۔ اس کو مدینہ لے کر آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا توبہ کر۔ اس نے توبہ کی۔ سبحان اللہ! علم کی قدردانی تب ہی ہوتی ہے جب بادشاہ اور رئیس عالموں کو مقرب رکھتے ہیں۔ علم ایسی ہی چیز ہے کہ جوان میں ہو یا بوڑھے میں، ہر طرح اس سے افضلیت پیدا ہوتی ہے ایک جوان عالم درجہ اور مرتبہ میں اس سو برس کے بوڑھے سے کہیں زائد ہے جو کمبخت جاہل لٹھ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جہاں اور فضیلتیں جمع تھیں وہاں علم کی قدردانی بھی بدرجہ کمال ان میں تھی۔ سبحان اللہ! خلافت ایسے لوگوں کو سزاوار ہے جو قرآن وحدیث کے ایسے تابع اور مطیع ہوں۔ اب ان جاہلوں سے پوچھنا چاہیے کہ عیینہ بن حصن تو تمہارا ہی بھائی تھا پھر اس نے ایسی بدتمیزی کیوں کی اگر ذرا بھی علم رکھتا ہوتا تو ایسی بے ادبی کی بات منہ سے نہ نکالتا۔ حر بن قیس جو عالم تھے، ان کی وجہ سے اس کی عزت بچ گئی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وہ مار کھاتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا۔

٧٢٨٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ! فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ۔ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ۔ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَاهُ وَآمَنَّا فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا

(٧٢٨٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی جب سورج گرہن ہوا تھا اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے (کہ بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں) تو انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ! میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں، پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: "کوئی چیز ایسی نہیں لیکن میں نے آج اس جگہ سے اسے دیکھ لیا، یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی اور مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں بھی آزمائے جاؤ گے، دجال کے فتنے کے قریب قریب، پس مؤمن یا مسلم مجھے یقین نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان میں سے کونسا لفظ کہا تھا تو وہ (قبر میں فرشتوں کے سوال پر کہے گا) محمد ﷺ ہمارے پاس روشن نشانات لے کر آئے اور ہم نے ان کی دعوت قبول کی اور ایمان لائے۔ اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سوئے رہو، ہمیں معلوم تھا کہ تم مؤمن ہو۔

الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ ـ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ. فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ)). [راجع: ٨٦]

اور منافق یا شک میں مبتلا مجھے یقین نہیں کہ ان میں سے کونسا لفظ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا تھا، تو وہ کہے گا (نبی کریم ﷺ کے متعلق سوال پر کہ) مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔“

تشریح: باب کا مطلب اس فقرے سے نکلا کہ ہم نے ان کا کہنا مان لیا، ان پر ایمان لائے۔

٧٢٨٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)). [مسلم: ٣٢٥٧، ٦١١٣]

(۷۲۸۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیا کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں، پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔“

تشریح: یعنی جس بات کا ذکر میں تم سے نہ کروں وہ مجھ سے مت پوچھو یعنی بلاضرورت سوالات نہ کرو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ

باب: بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے

وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلِهِ: ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. [المائدة: ١٠١]

اسی طرح بے فائدہ سختی اٹھانا اور وہ باتیں بتانا جن میں کوئی فائدہ نہیں، اور اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا: ”مسلمانو! ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔“

تشریح: جب تک کوئی حادثہ نہ ہو تو خواہ مخواہ فرضی سوالات کرنا منع ہے جیسا کہ فقہا کی عادت ہے کہ وہ اگر مگر سے بال کی کھال نکالتے رہتے ہیں۔

٧٢٨٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)). [مسلم: ٦١١٦، ٦١١٧، ٦١١٨؛ ابوداود: ٣٦١٠]

(۷۲۸۹) ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کردی گئی۔“

تشریح: گو سوال تحریم کی علت نہیں مگر جب اس کی حرمت کا حکم سوال کے بعد اترا تو گویا سوال ہی اس کی حرمت کا باعث ہوا۔

٧٢٩٠ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ،

(۷۲۹۰) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عفان بن مسلم نے

قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتَّى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ! فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ)).

[راجع: ۷۳۱]

خبر دی، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابونضر سے سنا، انہوں نے بسر بن سعید سے بیان کیا، ان سے زید بن ثابت نے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں چٹائی سے گھیر کر ایک حجرہ بنالیا اور رمضان کی راتوں میں اس کے اندر نماز پڑھنے لگے، پھر اور لوگ بھی جمع ہو گئے تو ایک رات نبی کریم ﷺ کی آواز نہیں آئی لوگوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ سو گئے ہیں، اس لئے ان میں سے بعض کھنگار نے لگے تا کہ آپ باہر تشریف لائیں، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تم لوگوں کے کام سے واقف ہوں، یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر یہ نماز تراویح فرض نہ کر دی جائے اور اگر فرض کر دی جائے تو تم اسے قائم نہیں رکھ سکو گے، پس اے لوگو! اپنے گھروں میں یہ نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے سوا انسان کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں ہے۔“

تشریح: یا جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے جیسے عیدین، گہن کی نماز وغیرہ یا تحیۃ المسجد کہ وہ خاص مسجد ہی کی تعظیم کے لئے ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ان لوگوں کو مسجد میں اس نماز کا حکم نہیں ہوا تھا مگر انہوں نے اپنے نفس پر سختی کی، آپ ﷺ نے ان سے باز رکھا۔ معلوم ہوا کہ سنت کی پیروی افضل ہے اور خلاف سنت عبادت کے لئے سختی اٹھانا قیدیں لگانا کوئی عمدہ بات نہیں ہے۔

۷۲۹۱- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ: ((سَلُوْنِيْ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ حُذَافَةُ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ فَقَالَ: ((أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ)) فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ: إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى

(۷۲۹۱) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن ابی بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھا گیا جنہیں آپ نے ناپسند کیا جب لوگوں نے بہت زیادہ پوچھنا شروع کر دیا تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: ”پوچھو!“ اس پر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! میرے والد کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے والد حذافہ ہیں۔“ پھر دوسرا صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا: میرے والد کون ہیں؟ فرمایا: ”تمہارے والد شیبہ کے مولیٰ سالم ہیں۔“ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کئے تو عرض کیا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ کو غصہ دلانے سے توبہ کرتے

اللّٰهِ. [راجع: ٩٢]

ہیں۔

تشریح: کسی نے یہ پوچھا میری اونٹنی اس وقت کہاں ہے؟ کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ کسی نے پوچھا کیا ہر سال حج فرض ہے وغیرہ وغیرہ۔

٧٢٩٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ. [راجع: ٨٤٤]

(۷۲۹۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر کوفی نے بیان کیا، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب ورّاد نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ مجھے لکھیے تو انہوں نے انہیں لکھا کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد کہتے تھے: ''تنہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے! اے اللہ جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی نصیبہ ور کا نصیبہ تیرے مقابلہ میں اسے نفع نہیں پہنچا سکے گا۔'' اور انہیں یہ بھی لکھا کہ نبی کریم ﷺ بے فائدہ بہت سوال کرنے سے منع کرتے تھے اور مال ضائع کرنے سے اور آپ ماؤں کی نافرمانی کرنے سے منع کرتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور اپنا حق محفوظ رکھنے اور دوسروں کا حق نہ دینے سے اور بے ضرورت مانگنے سے منع فرماتے تھے ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: مشرکین جاہلیت میں اپنی بیٹیاں مار دیا کرتے تھے لہٰذا اللہ نے اس فعل کو حرام قرار دے دیا۔

٧٢٩٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

(۷۲۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تشریح: ابونعیم نے مستخرج میں نکالا انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے وہ چار پیوند لگے ہوئے ایک کرتہ پہنے تھے۔ اتنے میں انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا﴾ (۸۰/عبس: ۳۱) تو کہنے لگے فاکھۃ ہم کو معلوم ہے لیکن ابا کیا چیز ہے۔ پھر کہنے لگے ہم کو تکلف سے منع کیا گیا اور اپنے تئیں آپ پکارنے لگے کہنے لگے اے عمر کی ماں کے بیٹے! یہی تو تکلف ہے اگر تجھ کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ابا کیا چیز ہے تو کیا نقصان ہے؟

٧٢٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

(۷۲۹۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی،

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ! لَا تَسْأَلُوْنِّي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هَذَا)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُوْلَ: ((سَلُوْنِيْ)) فَقَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((النَّارُ)) فَقَامَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ حُذَافَةُ)) قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُوْلَ: ((سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ)) قَالَ: فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)). [راجع: ٩٣]

[مسلم: ٦١٢٢]

انہیں زہری نے، کہا مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی، پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور آپ نے ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہے تو سوال کرے، آج مجھ سے جو بھی سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا جب تک میں اپنی جگہ پر ہوں۔'' انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر لوگ بہت رونے لگے اور آنحضرت ﷺ بار بار وہی فرماتے تھے: ''مجھ سے پوچھو۔'' انہوں نے بیان کیا کہ پھر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا: میری جگہ کہاں ہے؟ (جنت میں یا جہنم میں یا رسول اللہ!) آپ ﷺ نے بیان کیا: ''جہنم میں۔'' پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا میرے والد کون ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ ''تمہارے والد حذافہ ہیں۔'' بیان کیا کہ پھر آپ مسلسل کہتے رہے کہ ''مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔'' آخر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہا: ہم اللہ سے رب کی حیثیت سے، اسلام سے دین کی حیثیت سے، محمد ﷺ سے رسول کی حیثیت سے راضی وخوش ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کہے تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی مجھ پر جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں میرے سامنے کی گئی تھی (ان کی تصویریں) جب میں نماز پڑھ رہا تھا، آج کی طرح میں نے خیر وشر کو کبھی نہیں دیکھا۔''

٧٢٩٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَبِيْ؟

(٧٢٩٥) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا یا نبی اللہ! میرے والد کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے

قَالَ: ((أَبُوكَ فُلَانٌ)) وَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ۹۳]

والد فلاں ہیں۔" اور یہ آیت نازل ہوئی: "اے لوگو! ایسی چیزیں نہ پوچھو اگر بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔"

تشریح: خدانخواستہ کسی کا باپ صحیح نہ ہو اور آپ ﷺ پوچھنے پر اس حقیقت کو ظاہر کر دیں تو پوچھنے والے کی کتنی رسوائی ہو سکتی ہے۔ اس لیے احتیاطاً فضول سوال کرنے سے منع کیا گیا۔ آپ کو اللہ پاک وحی کے ذریعہ سے آگاہ کر دیتا تھا۔ یہ کوئی غیب دانی کی بات نہیں بلکہ محض اللہ کا عطیہ ہے جو وہ اپنے رسولوں، نبیوں کو بخشتا ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ......﴾ (۲۷/النمل: ۶۵)

۷۲۹۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟)) [مسلم: ۳۵۲]

(۷۲۹۶) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان برابر سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ سوال کرے گا کہ یہ تو اللہ ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا؟"

تشریح: معاذ اللہ یہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ایسا وسوسہ آئے تو اعوذ باللہ پڑھو یا آمنت باللہ کہو یا اللہ احد اللہ الصمد اور بائیں طرف تھوکو اور اعوذ باللہ پڑھو۔

۷۲۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾. [راجع: ۱۲۵]

(۷۲۹۷) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے، ان سے ابن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں تھا۔ نبی کریم ﷺ کھجور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کچھ یہودی ادھر سے گزرے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو، لیکن دوسروں نے کہا کہ ان سے نہ پوچھو کہیں ایسی بات نہ سنا دیں جو تمہیں ناپسند ہے۔ آخر آپ کے پاس وہ لوگ آئے اور کہا: ابو القاسم! روح کے بارے میں ہمیں بتایئے؟ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر کھڑے دیکھتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ میں تھوڑی دور ہٹ گیا یہاں تک کہ وحی کا نزول پورا ہو گیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: "اور آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہیے کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ہے۔"

تشریح: ان یہودیوں نے آپس میں یہ صلاح کی تھی کہ ان سے روح کا پوچھو۔ اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں تب تو سمجھ جائیں گے کہ یہ حکیم ہیں، پیغمبر نہیں ہیں۔ چونکہ کسی پیغمبر نے روح کی حقیقت بیان نہیں کی۔ اگر یہ بھی بیان نہ کریں تو معلوم ہوگا کہ پیغمبر ہیں۔ اس پر بعض نے کہا نہ پوچھو، اس لیے کہ اگر انہوں نے بھی روح کی حقیقت بیان نہیں کی تو ان کی پیغمبری کا ایک اور ثبوت پیدا ہوگا اور تم کو ناگوار گزرے گا۔ روح کی حقیقت میں آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم ہزارہا حکیموں نے غور کیا اور اب تک اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی۔ اب امریکہ کے حکیم روح کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن ان کو بھی اب تک پوری حقیقت دریافت نہ ہو سکی، پر اتنا تو معلوم ہو گیا کہ بیشک روح ایک جوہر ہے جس کی صورت ذی روح کی صورت کی سی ہوتی ہے۔ مثلاً آدمی کی روح اس کی صورت پر، کتے کی روح اس کی صورت پر اور یہ جوہر ایک لطیف جوہر ہے جس کا ہر جزو جسم حیوانی کے ہر جزو میں سما جاتا ہے اور بوجہ شدت لطافت کے اس کو نہ پکڑ سکتے ہیں نہ بند کر سکتے ہیں۔ روح کی لطافت اس درجہ ہے کہ شیشہ میں بھی پار ہو جاتی ہے حالانکہ ہوا اور پانی دوسرے اجسام لطیفہ اس میں سے نہیں نکل سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ اس نے روح کو اپنی ذات مقدس کا ایک نمونہ اس دنیا میں رکھا ہے تاکہ جو لوگ صرف محسوسات کو مانتے ہیں وہ روح پر غور کر کے مجردات یعنی جنوں اور فرشتوں اور پروردگار کو بھی مانیں کیونکہ روح کے وجود سے انکار کرنا یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ ساٹھ برس ادھر میں فلاں ملک میں گیا تھا۔ میں نے یہ یہ کام کئے تھے حالانکہ اس ساٹھ برس میں اس کا بدن کئی بار بدل گیا۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی جزو قائم نہیں رہا، پھر وہ چیز کیا ہے جو نہیں بدلی اور جس پر میں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کا عجز دکھانے کے لیے روح کی حقیقت پوشیدہ کر دی۔ پیغمبروں کو اتنا ہی بتلایا گیا کہ وہ پروردگار کا امر یعنی حکم ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہیں کا حاکم ہو تعلق دار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر پر اس کی موقوفی کا حکم بادشاہ کے پاس سے صادر ہو جائے۔ دیکھو وہ شخص وہی رہتا ہے جو پہلے تھا اس کی کوئی چیز نہیں بدلتی لیکن موقوفی کے بعد اس کو تعلقدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر نہیں کہتے۔ آخر کیا چیز اس میں سے جاتی رہی، وہی حکم بادشاہ کا جاتا رہا۔ اسی طرح روح بھی پروردگار کا ایک حکم ہے یعنی حیاۃ کی صفت کا ظہور ہے۔ جہاں یہ حکم اٹھ گیا، حیوان مر گیا اس کا جسم وغیرہ سب ویسا ہی رہتا ہے۔

بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی کریم ﷺ کے کاموں کی پیروی کرنا

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ......﴾ (۳۳/الاحزاب:۲۱) یعنی اللہ کے رسول ﷺ میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ پس ہر کام میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا علامت ایمان ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر فعل میں آپ ﷺ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ جو آپ کے کسی کام کو مکروہ جانے، وہ ایمان سے خالی ہے۔ اتباع نبوی کا یہی مطلب ہے کہ آپ ﷺ کا ہر نقش قدم آپ کے عقائد واعمال کا جزو ہو اور پورے طور پر اتباع کی جائے۔ ہر سنت نبوی کو سرمایہ سعادت دارین سمجھا جائے۔ اللھم وفقنا لاتباع حبیبك ﷺ۔

۷۲۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ)) فَنَبَذَهُ وَقَالَ: ((إِنِّيْ لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

[راجع: ٥٨٦٥]

(۷۲۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی۔'' پھر آپ نے پھینک دی اور فرمایا کہ ''میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' چنانچہ اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تشریح: بعد میں سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام قرار پائی تو آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب نے سونے کی انگوٹھیوں کو ختم کر دیا۔ عورتوں کے لیے یہ حلال ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهِ: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾. [النساء: ١٧١]

باب: کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا

یا علم کی بات میں بے موقع فضول جھگڑا کرنا اور دین میں غلو کرنا، بدعتیں نکالنا، حد سے بڑھ جانا منع ہے کیونکہ اللہ پاک نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''کتاب والو! اپنے دین میں حد سے مت بڑھو اور اللہ پر مت کہو مگر حق۔''

تشریح: جیسے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھٹا کر ان کی پیغمبری کا بھی انکار کر دیا اور نصاریٰ نے چڑھایا کہ ان کو خدا بنا دیا، دونوں باتیں غلو ہیں۔ غلو اسی کو کہتے ہیں جس کی مسلمانوں میں بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ شیعہ اور اہل بدعت نے غلو میں یہود ونصاریٰ کی پیروی کی۔ هداهم الله تعالىٰ۔

٧٢٩٩- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُوَاصِلُوْا)) قَالُوْا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ)) فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ: فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ)) كَالْمُنْكِرِ لَهُمْ. [راجع: ١٩٦٥]

(٧٢٩٩) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم صوم وصال (افطار وسحر کے بغیر کئی دن کے روزے) نہ رکھا کرو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم جیسا نہیں ہوں، میں رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے لیکن لوگ صوم وصال سے نہیں رکے۔'' بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دو دن یا دو راتوں میں صوم وصال کیا، پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاند نہ نظر آتا تو میں اور وصال کرتا۔'' آنحضرت ﷺ کا مقصد انہیں سرزنش کرنا تھا۔

تشریح: گو یہ روایت باب کے مطابق نہیں ہے، مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ میں اتنا وصال کرتا کہ سختی کرنے والے اپنی سختی چھوڑ دیتے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر عبادت اور ریاضت اسی طرح دین کے سب کاموں میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد اور آپ کی سنت کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اس میں زیادہ ثواب ہے باقی کسی بات میں غلو کرنا یا حد سے بڑھ جانا مثلاً ساری رات جاگتے رہنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا یہ کچھ افضل نہیں ہے۔ کیا تم نے وہ شعر نہیں سنا

به زهد و ورع کوش وصدق وصفا
ولیکن بیفزائے برمصطفی

اسی طرح یہ جو بعض مسلمانوں نے عادت کر لی ہے کہ ذرا سے مکروہ کام کو دیکھا تو اس کو حرام کہہ دیا یا سنت یا مستحب پر فرض واجب کی طرح سختی کی یا حرام یا مکروہ کام کو شرک قرار دے دیا اور مسلمان کو مشرک بنا دیا، یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اور غلو میں داخل ہے: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ (١٦/النحل:١١٦)

٧٣٠٠- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ،

(٧٣٠٠) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا: ((أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهِ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهَا: ((مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)). [راجع: ١١١]

والد نے، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اینٹ کے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ تلوار لیے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوائے اس صحیفہ کے، پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں: ”دیت دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا۔ (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرم ہے، پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی اللہ اس سے کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔“ اور اس میں یہ بھی تھا کہ ”مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا، اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام جہانوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل عبادت۔“ اور اس میں یہ بھی تھا کہ ”جس نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اس کی فرض نماز قبول کرے گا نہ نفل۔“

تشریح: باب کا مطلب یہیں سے نکلا اور گو حدیث میں اس جگہ کی قید ہے مگر بدعت کا حکم ہر جگہ ایک ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے، اس میں یہ بھی تھا کہ جو اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو کوئی زمین کا نشان چرا لے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو شخص اپنے باپ پر لعنت کرے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو شخص کسی بدعتی کو اپنے یہاں ٹھکانا دے اس پر اللہ نے لعنت کی۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شیعہ لوگ جو بہت سی کتابیں جناب امیر کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے صحیفہ کاملہ وغیرہ یا جناب امیر کا کوئی اور قرآن اس مروج قرآن کے سوا جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اسی طرح سورۂ علی جو بعض شیعوں نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے لعنة الله علی واضعه۔ البتہ بعض روایتوں سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر کے قرآن شریف کی ترتیب دوسری طرح پر تھی یعنی باعتبار تاریخ نزول کے اور ایک تابعی کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن مجید موجود ہوتا تو ہم کو بہت فائدے حاصل ہوتے یعنی سورتوں کی تقدیم وتاخیر معلوم ہو جاتی۔ باقی قرآن یہی تھا جو اب مروج ہے۔ اس سے زیادہ اس میں کوئی سورت نہ تھی۔

٧٣٠١۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ

(٧٣٠١) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ؟ فَوَاللّٰهِ! إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)). [راجع: ٦١٠١]

نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی کام کیا جس سے بعض لوگوں نے پرہیز کرنا اختیار کیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی چیز سے پرہیز اختیار کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ واللہ! میں ان سے زیادہ اللہ کے متعلق علم رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ خشیت رکھتا ہوں۔“

تشریح: داؤدی نے کہا نبی کریم ﷺ نے جو کام کیا، اس سے بچنا اس کو خلاف تقویٰ سمجھنا بڑا گناہ ہے بلکہ الحاد اور بے دینی ہے۔ میں کہتا ہوں جو کوئی نبی کریم ﷺ کے افعال کو تقویٰ یا اولیٰ کے خلاف یا آپ ﷺ کی عبادت کو بے حقیقت سمجھے اس سے کہنا چاہیے تجھ کو کہاں سے معلوم ہوا اور تو نے عبادت کیا سمجھی نہ تو نے اللہ کو دیکھا نہ تو اللہ سے ملا جو کچھ تو نے علم حاصل کیا وہ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے۔ پھر اللہ کی مرضی تو کیا جانے، جو نبی کریم ﷺ نے کیا یا بتلایا اسی میں اللہ کی مرضی ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

٧٣٠٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ [التَّمِيمِيِّ] الْحَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَظِيمٌ﴾ [الحجرات: ٢، ٣] وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ ـ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ ـ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ

(٧٣٠٢) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ امت کے دو بہترین انسان قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) جس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو ان میں ایک صاحب (عمر رضی اللہ عنہ) نے بنی تمیم میں سے اقرع بن حابس حنظلی رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار بنائے جانے کا مشورہ دیا (تو انہوں نے یہ درخواست کی کہ کسی کو ہمارا سردار بنا دیجئے) اور دوسرے صاحب (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے دوسرے (قعقاع بن سعید بن زرارہ) کو بنائے جانے کا مشورہ دیا۔ اس پر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ آپ کا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری نیت آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دونوں بزرگوں کی آواز بلند ہو گئی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ”اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔“ ارشاد خداوندی ”عظیم“ تک۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے اترنے کے بعد یہ طریقہ اختیار کیا اور ابن زبیر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے نانا کا ذکر نہیں کیا وہ جب رسول اللہ ﷺ سے کچھ عرض کرتے تو اتنی آہستگی سے

حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ. [راجع: ٤٣٦٧]

جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے حتی کہ آنحضرت ﷺ کو بات سنائی نہ دیتی تو آپ دوبارہ پوچھتے کیا کہا۔

تشریح: اس حدیث کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں جھگڑا کرنے کا ذکر ہے کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں تولیت کے باب میں جھگڑ رہے تھے یعنی کس کو حاکم بنایا جائے، یہ ایک علم کی بات تھی۔

٧٣٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ: **((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ))** قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ: **((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ))** فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **((إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ))** فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا. [راجع: ١٩٨]

(۷۳۰۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے جواباً عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی شدت کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو شدت بکاء کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ تم لوگ یوسف پیغمبر کی ساتھ والیاں ہو؟ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' بعد میں حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے تم سے کبھی کچھ بھلائی نہیں دیکھی۔

تشریح: تم نے بڑھ کر مجھ سے ایک بات کہلوائی اور نبی کریم ﷺ کو مجھ پر غصہ کرایا۔ یہ حدیث اس باب میں اس لیے لائے کہ اس سے اختلاف کرنے کی یا بار بار ایک ہی مقدمہ میں عرض کرنے کے جھگڑا کرنے کی برائی نکلتی ہے۔

٧٣٠٤- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ الْعَجْلَانِيُّ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ

(۷۳۰۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آیا اور کہا: اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے مرد کو پائے اور اسے قتل کر دے، کیا آپ لوگ مقتول کے بدلہ میں

رَجُلًا فَيَقْتُلُهُ أَتَقْتُلُونَهُ بِهِ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ! رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ! لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكُمْ قُرْآنًا)) فَدَعَاهُمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ ﷺ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا)) فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

[راجع: ٤٢٣]

اسے قتل کر دیں گے؟ اے عاصم! میرے لیے آپ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ دیجیے۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا لیکن آپ نے اس طرح کے سوال کو ناپسند کیا اور معیوب جانا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر انہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح کے سوال کو ناپسند کیا۔ اس پر عویمر رضی اللہ عنہ بولے کہ واللہ! میں خود آپ ﷺ کے پاس جاؤں گا، خیر عویمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور عاصم کے لوٹ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت آپ پر نازل کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے کہا: ”تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا ہے۔“ پھر آپ نے دونوں (میاں بیوی) کو بلایا۔ دونوں آگے بڑھے اور لعان کیا، پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر اسے اب بھی اپنے پاس رکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں، چنانچہ اس نے فوری اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے جدا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ رائج ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دیکھتے رہو اس کا بچہ لال لال پست قد بامہنی کی طرح پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عویمر کا ہی بچہ ہے۔ عویمر نے عورت پر جھوٹا طوفان باندھا اور اگر سانولے رنگ کا بڑی آنکھ والا بڑے بڑے چوتڑ والا پیدا ہو، جب میں سمجھوں گا کہ عویمر سچا ہے۔“ پھر اس عورت کا بچہ اس مکروہ صورت کا، یعنی جس مرد سے وہ بدنام ہوئی تھی، اسی صورت کا پیدا ہوا۔

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے سوالات کو برا جانا۔

٧٣٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ

(٧٣٠٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، مجھ سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں مالک بن اوس نصری نے خبر دی کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے اس سلسلے میں ذکر کیا تھا، پھر میں مالک کے پاس گیا اور ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ میں روانہ ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ان کے دربان یرفا آئے اور کہا کہ عثمان، عبدالرحمٰن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، کیا انہیں اجازت دی جائے؟

وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا قَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِيْ هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللَّهُ: ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ الْآيَةَ [الحشر: ٦] فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَاللَّهِ! مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، چنانچہ سب لوگ اندر آ گئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر یرفا نے آ کر پوچھا کہ کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دی جائے؟ ان حضرات کو بھی اندر بلایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ آپس میں دونوں نے سخت کلامی کی۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے کہا کہ امیر المؤمنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے تا کہ دونوں کو آرام حاصل ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہماری میراث نہیں تقسیم ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے اس سے خود اپنی ذات مراد لی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا، پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی کہا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کہا کہ پھر میں آپ لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس مال میں سے ایک حصہ مخصوص کیا تھا جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ تو یہ مال خاص آپ ﷺ کے لیے تھا، پھر واللہ! آنحضرت ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اسے اپنی ذاتی جائیداد بنایا۔ آپ ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو بھی دیا اور سب میں تقسیم کیا، یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تو نبی کریم ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ دیتے تھے، پھر باقی اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور اسے بیت المال میں رکھ کر عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے زندگی بھر اس کے مطابق عمل کیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم

تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهَا كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ وَأَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ تَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ

نے کہا: ہاں، پھر آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں آپ دونوں حضرات کو بھی اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگوں کو اس کا علم ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہاں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ولی ہونے کی حیثیت سے اس پر قبضہ کیا اور اس میں اسی طرح عمل کیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کرتے تھے۔ آپ دونوں حضرات بھی یہیں موجود تھے۔ آپ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر یہ بات کہی اور آپ لوگوں کا خیال تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس معاملے میں خطا کار ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اس معاملے میں سچے اور نیک، اور سب سے زیادہ حق کی پیروی کرنے والے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی وفات دی اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ولی ہوں اس طرح میں نے بھی اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں دو سال تک رکھا اور اس میں اسی کے مطابق عمل کرتا رہا جیسا کہ آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، پھر آپ دونوں حضرات میرے پاس آئے اور آپ لوگوں کا معاملہ ایک ہی تھا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) اپنے بھائی کے لڑکے کی طرف سے اپنی میراث لینے آئے اور یہ (علی رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کی طرف سے ان کے والد کی میراث کا مطالبہ کرنے آئے۔ میں نے تم سے کہا کہ یہ جائیداد تقسیم تو نہیں ہو سکتی لیکن تم لوگ چاہو تو میں اہتمام کے طور پر آپ کو یہ جائیداد دے دوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ لوگوں پر اللہ کا عہد اور اس کی میثاق ہے کہ اس کو اسی طرح خرچ کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور جس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور جس طرح میں نے اپنے زمانۂ ولایت میں کیا اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس معاملہ میں بات نہ کریں۔ آپ دونوں حضرات نے کہا کہ اس شرط کے ساتھ ہمارے حوالے جائیداد کر دیں۔ چنانچہ میں نے اس شرط کے ساتھ آپ کے حوالے کر دی تھی۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا میں نے ان لوگوں کو اس شرط کے ساتھ جائیداد دی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، پھر آپ علی اور

وَالْأَرْضُ! لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا. [راجع: ٢٩٠٤]

عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا میں نے جائیداد آپ لوگوں کو اس شرط کے ساتھ حوالے کی تھی؟ انہوں نے بھی کہا ہاں، پھر آپ نے کہا: کیا آپ لوگ مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ پس اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، اس میں، میں اس کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ اگر آپ لوگ اس کا انتظام نہیں کرسکتے تو پھر میرے حوالے کردو میں اس کا بھی انتظام کرلوں گا۔

تشریح: ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے تنازع اور اختلاف کو برا سمجھا۔ جب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ان دونوں کا فیصلہ کرکے ان کو آرام دیجئے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

باب: جو شخص بدعتی کو ٹھکانہ دے، اس کو اپنے پاس ٹھہرائے

رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٨٧٠]

اس کا بیان اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

٧٣٠٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَحَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ ((مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) قَالَ عَاصِمٌ: فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: ((أَوْ آوَى مُحْدِثًا)). [راجع: ١٨٦٧]

(٧٣٠٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں "فلاں جگہ عیر سے فلاں جگہ (ثور) تک۔ اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا جس نے اس حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔" عاصم نے بیان کیا کہ پھر مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ "یا کسی نے دین میں بدعت پیدا کرنے والے کو پناہ دی۔"

تشریح: معاذ اللہ! بدعت سے نبی کریم ﷺ کو کتنی نفرت تھی کہ فرمایا جو کوئی بدعتی کو اپنے پاس اتارے، جگہ دے، اس پر بھی لعنت۔ مسلمانو! اپنے پیغمبر ﷺ کے فرمانے پر غور کرو بدعت سے اور بدعتیوں کی صحبت سے بچتے رہو۔ اور ہر وقت سنت نبوی ﷺ اور سنت پر چلنے والوں کے محب رہو۔ اگر کسی کام کے بدعت حسنہ یا سیئہ ہونے میں اختلاف ہو جیسے مجلس میلاد یا قیام وغیرہ تو اس سے بھی بچنا ہی افضل ہوگا، اس لیے کہ اس کا کرنا کچھ فرض نہیں ہے اور نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ مسلمانو! تم جو بدعت کی طرف جاتے ہو یہ تمہاری نادانی ہے اگر آخرت کا ثواب چاہتے ہو تو نبی کریم ﷺ کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرلو جیسے فجر کی سنت کے بعد ذرا سا لیٹ جانا اس میں ہزار مولود سے زیادہ تم کو ثواب ملے گا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

باب: دین کے مسائل میں رائے پر عمل کرنے کی مذمت، اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنے کی برائی

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ٣٦]

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۂ بنی اسرائیل میں: ”یعنی نہ کہو وہ بات جس کا تم کو علم نہ ہو۔“

تشریح: یا تکلف کے ساتھ قیاس کرنے کی جیسے حنفیہ نے استحسان نکالا ہے یعنی قیاس جلی کے خلاف ایک باریک علت کو لینا ہماری شرع میں ان باتوں کو کسی صحابی نے پسند نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کتاب وسنت پر عمل کرتے رہے۔ جس مسئلے میں کتاب وسنت کا حکم نہ ملا اس میں اپنی رائے کو دخل دیا وہ بھی سیدھے سادھے طور سے اور پیچ دار وجہوں سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ ترجمہ باب میں رائے کی مذمت سے وہی رائے مراد ہے جو نص کے ہوتے ہوئے دی جائے۔

٧٣٠٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ)) فَحَدَّثْتُ بِهِ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو.

[راجع: ١٠٠]

(۷۳۰۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن شریح اور ان کے علاوہ ابن لہیعہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسود نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں ساتھ لے کر حج کیا تو میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ علم کو، اس کے بعد کہ تمہیں دیا ہے ایک دم سے نہیں اٹھالے گا بلکہ اسے اس طرح ختم کرے گا کہ علما کو ان کے علم کے ساتھ اٹھالے گا، پھر کچھ جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے، ان سے فتویٰ پوچھا جائے اور وہ فتویٰ اپنی رائے کے مطابق دیں گے، پس وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور وہ خود بھی گمراہ ہوں گے۔“ پھر میں نے بھی یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی۔ ان کے بعد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے دوبارہ حج کیا تو ام المومنین نے مجھ سے کہا کہ بھانجے عبداللہ کے پاس جاؤ اور میرے لیے اس حدیث کو سن کر خوب مضبوط کرلو جو حدیث تم نے مجھ سے ان کے واسطہ سے بیان کی تھی۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے وہ حدیث بیان کی، اسی طرح جیسا کہ وہ پہلے مجھ سے بیان کر چکے تھے، پھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی تو انہیں تعجب ہوا اور بولیں کہ واللہ! عبداللہ بن عمرو نے خوب یاد رکھا۔

تشریح: کہ اتنی مدت کے بعد بھی حدیث میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں کیا۔

٧٣٠٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ،

(۷۳۰۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی، کہا میں

قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلَى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ يَقُوْلُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يُفْتِيَ. [راجع: ٣١٨١]

نے اعمش سے سنا، کہا کہ میں نے ابووائل سے پوچھا تم صفین کی لڑائی میں شریک تھے؟ کہا کہ ہاں، پھر میں نے سہل بن حنیف کو کہتے سنا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے (جنگ صفین کے موقع پر) کہا کہ لوگو! اپنے دین کے مقابلہ میں اپنی رائے کو بے حقیقت سمجھو میں نے اپنے آپ کو ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے دن (صلح حدیبیہ کے موقع پر) دیکھا کہ اگر میرے اندر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہٹنے کی طاقت ہوتی تو میں اس دن آپ سے انحراف کرتا (اور کفار قریش کے ساتھ ان شرائط کو قبول نہ کرتا) اور ہم نے جب کسی مہم پر اپنی تلواریں کندھوں پر رکھیں (لڑائی شروع کی) تو ان تلواروں کی بدولت ہم کو ایک آسانی مل گئی جسے ہم پہچانتے تھے مگر اس مہم میں (یعنی جنگ صفین میں ہم مشکل میں گرفتار ہیں دونوں طرف والے اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں) ابواعمش نے کہا کہ ابووائل نے بتایا کہ میں صفین میں موجود تھا اور صفین کی لڑائی بھی کیا بری لڑائی تھی جس میں مسلمان آپس میں کٹ مرے۔

تشریح: بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے: "قال ابو عبد الله اتهموا رايكم يقول مالم يكن فيه كتاب ولا سنة ولا ينبغى له ان يفتى۔" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اتهموا رايكم جو سہل کی کلام میں ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر مسئلہ میں جب تک کتاب اور سنت سے کوئی دلیل نہ ہو تو اپنی رائے کو صحیح نہ سمجھو اور رائے پر فتویٰ نہ دو بلکہ کتاب وسنت میں غور کر کے اس میں سے اس کا حکم نکالو۔ ابن عبدالبر نے کہا رائے مذموم سے وہی رائے مراد ہے کہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر آدمی قیاس پر عمل کرے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ

باب: نبی کریم ﷺ نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا

فَيَقُوْلُ: ((لَا أَدْرِيْ)) أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ [النساء: ١٠٥] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ.

بلکہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس باب میں وحی نہ اتری ہوتی تو آپ فرماتے: "میں نہیں جانتا۔" یا وحی اترنے تک خاموش رہتے کچھ جواب نہ دیتے کیونکہ اللہ پاک نے سورۂ نساء میں فرمایا "تاکہ اللہ جیسا تجھ کو بتلائے۔" اس کے موافق تو حکم دے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش ہو رہے

یہاں تک کہ یہ آیت اتری۔

٧٣٠٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: مَرِضْتُ فَجَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ؟ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ؟ قَالَ: فَمَا أَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ. [راجع: ١٩٤]

(٧٣٠٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا، بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ یہ دونوں بزرگ پیدل چل کر آئے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ پہنچے تو مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور بعض اوقات سفیان نے یہ الفاظ بیان کئے کہ میں نے کہا: اے رسول اللہ! میں اپنے مال کے بارے میں کس طرح فیصلہ کروں، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔

تشریح: حدیث سے آپ کا سکوت نکلا، وحی اترنے تک لیکن یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا ابن حبان کی روایت میں ہے، ایک شخص نے آپ سے پوچھا کون سی جگہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ دارقطنی اور حاکم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ حدود، گناہ کرنے والوں کا کفارہ ہیں یا نہیں۔ مہلب نے کہا نبی کریم ﷺ نے بعض مشکل مقامات میں سکوت فرمایا لیکن آپ ﷺ ہی نے اپنی امت کو قیاس کی تعلیم فرمائی۔ ایک عورت سے فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ تو اللہ کا حق ضرور ادا کرنا ہوگا۔ یہ عین قیاس ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بالکل قیاس نہ کرنا چاہیے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا قیاس جو اصول شرعیہ کے خلاف ہو یا کسی دلیل شرعی پر مبنی نہ ہو صرف ایک خیالی بات ہو نہ کرنا چاہیے اور یہ مسئلہ تو علما کا اجماعی ہے کہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں اور جو شخص حدیث کا خلاف کرے حالانکہ وہ دوسری حدیث سے اس کا معارضہ نہ کرتا ہو نہ اس کے نسخ کا دعویٰ کرے نہ اس کی سند میں قدح کرے تو اس کی عدالت جاتی رہے گی وہ لوگوں کا امام کہاں ہو سکتا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو وہ تو سر اور آنکھوں پر ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مختلف قولوں میں سے ہم کوئی قول چن لیں گے۔ میں کہتا ہوں بس حنفیہ کو اپنے امام کے قول پر تو کم از کم چلنا چاہیے۔

بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

باب: رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے مردوں اور عورتوں کو وہی باتیں سکھانا جو اللہ نے آپ کو سکھا دی تھیں

لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيْلٍ.

باقی رائے اور تمثیل آپ نے نہیں سکھائی۔

تشریح: تمثیل یعنی ایک چیز کا حکم دوسری چیز کے مثل قرار دینا بوجہ علت جامعہ کے جس کو قیاس کہتے ہیں۔

٧٣١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ: ((اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا)) فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوِ اثْنَيْنِ؟ قَالَ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ)). [راجع: ١٠١]

(٧٣١٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے، ان سے ابوصالح ذکوان نے اور ان سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: یارسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے، ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی طرف سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر فلاں فلاں دن، فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔'' چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا، پھر آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جو عورت بھی اپنی زندگی میں اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی (یعنی ان کی وفات ہو جائے گی) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' اس پر ان میں سے ایک خاتون نے کہا، یارسول اللہ! دو؟ انہوں نے اس کلمہ کو دو مرتبہ دہرایا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں دو، دو، دو بھی یہی درجہ رکھتے ہیں۔''

تشریح: باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ کرمانی نے کہا اس قول سے کہ وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ ہوں گے کیونکہ یہ امر بغیر اللہ کے بتلائے قیاس اور رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ [يُقَاتِلُوْنَ])) وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ

''میری امت کی ایک جماعت حق پر غالب رہے گی اور جنگ کرتی رہے گی۔'' (اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ) اس گروہ سے دین کے عالموں کا گروہ مراد ہے۔

تشریح: علی بن عبداللہ مدینی استاد امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے جماعت اہل حدیث مراد ہے۔

٧٣١١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ)).

[راجع: ٣٦٤٠] [مسلم: ٤٩٥١، ٤٩٥٢]

(٧٣١١) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا (اس میں علمی و دینی غلبہ بھی داخل ہے) یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ غالب ہی رہیں گے۔''

تشریح: یہ دوسری حدیث کے خلاف نہیں ہے، جس میں یہ ہے کہ قیامت بدترین خلق اللہ پر قائم ہوگی کیونکہ یہ بدترین لوگ ایک مقام میں ہوں گے اور وہ گروہ دوسرے مقام میں ہوگا یا اس حدیث میں امر اللہ سے یہ مراد ہے کہ یہاں تک کہ قیامت قریب آن پہنچے تو قیامت سے کچھ پہلے یہ فرقہ والے مرجائیں گے اور نرے برے لوگ رہ جائیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جس سے ہر مؤمن کی روح قبض ہوجائے گی۔

٧٣١٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ)). [راجع: ٧١، ٣٦٤١]

(٧٣١٢) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید نے خبر دی، کہا کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے سنا، وہ خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا اللہ ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے یا (آپ ﷺ نے یوں فرمایا) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچے۔“

تشریح: معلوم ہوا کہ اللہ کا دین اسلام قیامت تک قائم رہے گا معاندین اسلام لاکھ کوشش کریں مگر:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بَابٌ: فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ [الانعام: ٦٥]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ انعام میں یوں فرمانا: ”یا وہ تمہارے کئی فرقے کر دے“

٧٣١٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ، يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ: ((هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ)). [راجع: ٤٦٢٨]

(٧٣١٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ”کہو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے۔“ تو آپ ﷺ نے کہا کہ ”میں تیرے باعظمت وبزرگ چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔“ ”یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔“ (عذاب بھیجے) تو اس پر پھر آپ ﷺ نے کہا: ”میں تیرے مبارک چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔“ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: ”یا تمہیں فرقوں میں تقسیم کردے اور تم میں سے بعض کو بعض کا خوف چکھائے۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں آسان وسہل ہیں۔“

[مسلم: ٣٠٦٥]

تشریح: اوپر سے پتھروں یا بارش کا عذاب مراد ہے۔ نیچے سے زلزلہ اور زمین میں دھنس جانا مراد ہے۔

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّائِلَ

باب: ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا جس کا حکم اللہ نے بیان کر دیا ہے تا کہ پوچھنے والا سمجھ جائے

تشریح: اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ باب کی دونوں احادیث سے قیاس کا جواز نکلتا ہے لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اور عامر شعبی اور ابن سیرین نے فقہا میں سے قیاس کا انکار کیا ہے۔ باقی تمام فقہا نے قیاس کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ جب اس کی ضرورت ہو اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے قیاس منقول ہے اور اوپر جو امام بخاری رحمہ اللہ نے رائے اور قیاس کی مذمت بیان کی ہے، اس سے مراد وہی قیاس اور رائے ہے جو فاسد ہو لیکن قیاس صحیح شرائط کے ساتھ وہ بھی جب حدیث اور قرآن میں وہ مسئلہ صراحت کے ساتھ نہ ملے، اکثر علما نے جائز رکھا ہے اور بغیر اس کے کام چلنا دشوار ہے۔

٧٣١٤۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَمَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ حُمْرٌ: قَالَ: ((فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ: ((فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ: ((وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ)) وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ. [راجع: ٥٣٠٥] [مسلم: ٣٧٦٨؛ ابوداود: ٢٢٦٢]

(۷۳۱۴) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیوی کے ہاں کالا لڑکا پیدا ہوا ہے جسے میں اپنا نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارے پاس اونٹ ہیں؟'' انہوں نے کہا: ہیں۔ دریافت فرمایا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' کہا کہ سرخ ہیں۔ پوچھا: ''ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، ان میں خاکی بھی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے پوچھا: ''پھر کس طرح تم سمجھتے ہو کہ اس رنگ کا پیدا ہوا؟'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے اس بچے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔'' اور آپ ﷺ نے ان کو بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

٧٣١٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ

(۷۳۱۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: میری والدہ نے

أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟)) قَالَتْ: نَعَمْ فَقَالَ: ((اقْضُوا [اللَّهَ] الَّذِي لَهُ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)). [راجع: ١٨٥٢]

حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ (ادائیگی سے پہلے ہی) وفات پا گئیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ان کی طرف سے حج کرلو۔ تمہارا کیا خیال ہے، اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے پورا کرتیں؟'' انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس قرض کو بھی پورا کرو جو اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس قرض کا پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ لِقَوْلِهِ:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة: ٤٥] وَمَدَحَ النَّبِيُّ ﷺ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

باب: قاضیوں کو کوشش کر کے اللہ کی کتاب کے موافق حکم دینا چاہیے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا:

''جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔'' اور نبی کریم ﷺ نے اس علم والے کی تعریف کی جو علم (قرآن وحدیث) کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو قرآن وحدیث سکھلاتا ہے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بتاتا، اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ خلفاء نے اہل علم سے مشورے لیے ہیں۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "قال ابو على الكرابيسى صاحب الشافعى فى (كتاب آداب القضاء) لا اعلم بين العلماء ممن سلف خلافا ان احق الناس أن يقضى بين المسلمين من بان فضله وصدقه وعلمه وورعه، قارئاً لكتاب الله، عالما بأكثر احكامه، عالماً بسنن رسول الله حافظاً لا كثرها، وكذا أقوال الصحابة، عالما بالوفاق والخلاف وأقوال فقهاء التابعين يعرف الصحيح من السقيم يتبع فى النوازل الكتاب فان لم يجد فالسنن فان لم يجد عمل بما اتفق عليه الصحابة، فان اختلفوا فى وجده أشبه بالقرآن ثم بالسنة ثم بفتوى اكابر الصحابة عمل به ويكون كثير المذاكرة مع اهل العلم والمشاورة لهم مع فضل وورع ويكون حافظا للسانه وبطنه وفرجه فهما بكلام الخصوم...... الخ۔" (فتح البارى جلد ١٣/ صفحه ١٨٢)

یعنی ابو علی کرابیسی نے کہا کتاب آداب القضاء میں اور یہ امام شافعی ؒ کے شاگردوں میں سے ہیں کہ میں علمائے سلف میں اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا کہ جو شخص مسلمانوں میں عہدۂ قضا پر فائز ہو اس کا علم وفضل وصدق اور تقویٰ ظاہر ہونا چاہیے۔ وہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا، اس کے اکثر احکام کا جاننے والا، رسول کریم ﷺ کی سنتوں کا عالم بلکہ اکثر سنن کا حافظ ہونا چاہیے۔ اسی طرح اقوال صحابہ ؓ کا بھی جاننے والا ہو۔ نوازل میں کتاب اللہ کا اتباع کرنے والا ہو اگر کتاب اللہ میں نہ پا سکے تو پھر سنن نبوی میں پھر اقوال متفقہ صحابہ کرام ؓ میں ماہر ہو اور اہل علم واہل مشاورت کے ساتھ کثیر المذاکرہ ہو، فضل وورع کو ہاتھ سے نہ جانے دے والا اور اپنی زبان کو کلام حرام سے، پیٹ کو لقمہ حرام سے اور فرج کو حرام کاری سے پورے طور پر بچانے والا ہو اور خصم (مقابل) کے کلام کو سمجھنے والا ہو۔

٧٣١٦۔ حَدَّثَنِي شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

(٧٣١٦) مجھ سے شہاب بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے، ان سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [راجع: ۷۳]

فرمایا: ”رشک دو ہی آدمیوں پر ہوسکتا ہے، ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے (مال کو) راہ حق میں لٹانے کی پوری طرح توفیق ملی ہوتی ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی ہے اور وہ اس کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔“

تشریح: حکمت سے قرآن وحدیث کا پختہ علم مراد ہے جسے حدیث میں فقاہت کہا گیا ہے: ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) قرآن وحدیث کی فقاہت مراد ہے۔

۷۳۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ [بْنِ شُعْبَةَ] قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)) فَقَالَ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ. [راجع: ۶۹۰۵]

(۷۳۱۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص کے متعلق (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) پوچھا۔ یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے پیٹ پر (جبکہ وہ حاملہ ہو) مار دیا گیا ہو اور اس کا نا تمام (ادھورا) بچہ گر گیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ لوگوں میں سے کسی نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے سنی ہے۔ پوچھا کیا حدیث ہے؟ میں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ”ایسی صورت میں ایک غلام یا باندی تاوان کے طور پر ہے۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب چھوٹ نہیں سکتے یہاں تک کہ تم نے جو حدیث بیان کی ہے اس سلسلے میں نجات کا کوئی ذریعہ (کوئی شہادت کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی) لاؤ۔

۷۳۱۸۔ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: ((فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)) تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ. [راجع: ۶۹۰۶]

(۷۳۱۸) پھر میں نکلا تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ مل گئے اور میں انہیں لایا اور انہوں نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس میں ایک غلام یا باندی کی تاوان ہے۔“ ہشام بن عروہ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی زناد نے بھی اپنے باپ سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے مغیرہ سے روایت کیا۔

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے مگر انہوں نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ مسئلہ پوچھا۔ اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو صرف مغیرہ رضی اللہ عنہ کا بیان قبول نہ کیا تو خبر واحد کیوں کر حجت ہوگی حالانکہ وہ حجت ہے جیسے اوپر گزر چکا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید احتیاط اور مضبوطی کے لیے دوسری گواہی طلب کی نہ کہ اس لیے کہ خبر واحد ان کے پاس حجت نہ تھی کیونکہ محمد بن مسلمہ کی شہادت کے بعد بھی یہ خبر واحد ہی رہی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ))

٧٣١٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ)) فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولَئِكَ؟))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان: ’’اے مسلمانو! تم اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے‘‘

(۷۳۱۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے مقبری نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت اس طرح پچھلی امتوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی جیسے بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔‘‘ پوچھا گیا: یارسول اللہ! اگلی امتوں سے کون مراد ہیں، پارسی اور نصرانی؟ آپ نے فرمایا: ’’پھر اور کون۔‘‘

تشریح: جب مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوئی پہلے انہوں نے ایرانیوں کی چال ڈھال وضع قطع اختیار کی، پھر بعد کے زمانہ میں مغلیہ سلاطین کی سلطنت ۱۲۰۰ھ ہجری تک رہی تو انہیں کی سب باتیں جاری ہوئیں۔ یہاں تک کہ دین الٰہی جاری ہوگیا اس کے بعد انگریزوں کی حکومت ہوئی اب اکثر مسلمان ان کی مشابہت کر رہے ہیں۔ کھانے، پینے، لباس، معاشرت، نشست و برخاست سب رسموں میں انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔

٧٣٢٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ [كَانَ] قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟)) [راجع:٣٤٥٦]

(۷۳۲۰) ہم سے محمد بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے یمن کے ابوعمر صنعانی نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔‘‘ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا: ’’پھر اور کون۔‘‘

تشریح: گوہ کے بل میں گھسنے کا مطلب یہ ہے کہ انہی کی سی چال ڈھال اختیار کرو گے۔ اچھی ہو یا بری ہر حال میں ان کی چال چلنا پسند کرو گے۔ ہمارے زمانہ میں بعینہٖ یہی حال ہے۔ مسلمانوں سے قوت اجتہادی اور اختراعی کا مادہ بالکل سلب ہوگیا ہے۔ پس جیسے انگریزوں کو کرتے دیکھا وہی کام خود بھی کرنے لگتے ہیں، کچھ سوچتے ہی نہیں کہ آیا یہ کام ہمارے ملک اور ہماری آب و ہوا کے لحاظ سے مناسب اور قرین عقل بھی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

باب: اس کا گناہ جو کسی گمراہی کی طرف بلائے یا کوئی بری رسم قائم کرے

لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ الْآيَةَ. [النحل: ٢٥]

اللہ پاک کے فرمان ﴿وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ﴾ الخ، کی روشنی میں، یعنی اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا: ”ان لوگوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے جن کو کم علمی کی وجہ سے گمراہ کرر ہے ہیں۔“

٧٣٢١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا)) وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: ((مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ [أَوَّلُ مَنْ] سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا)). [راجع: ٣٣٣٥]

(٧٣٢١) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی ظلم کے ساتھ قتل کیا جائے گا اس کے (گناہ کا) ایک حصہ آدم ؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر بھی پڑے گا۔“ بعض اوقات سفیان نے اس طرح بیان کیا: ”اس کے خون کا، کیونکہ اسی نے سب سے پہلے ناحق خون کی بری رسم قائم کی۔“

تشریح: اس باب میں صریح احادیث وارد ہیں مگر امام بخاری ؒ اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے شاید ان کو نہ لا سکے۔ امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ ؓ سے نکالا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر اس کا گناہ اور ان لوگوں کا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے پڑتا رہے گا۔ عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا اور امام مسلم ؒ نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کیا کہ جو شخص اسلام میں بری رسم قائم کرے اس پر اس کا بوجھ اور عمل کرنے والوں کا بوجھ پڑتا رہے گا عمل کرنے والوں کا بوجھ کچھ کم نہ ہوگا۔

خاتمہ

الحمد للہ! کہ پارہ ٢٩ کی تسوید اور تین بار نظر ثانی کرنے کے بعد آج اس عظیم خدمت سے فارغ ہوا۔ اللہ پاک کا کس منہ سے شکر ادا کروں کہ محض اس کی توفیق و اعانت سے یہ پارہ اختتام کو پہنچا۔ اس پارے میں کتاب الفتن، کتاب الاحکام، کتاب اخبار الآحاد، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ جیسی اہم کتابیں شامل ہیں جس کے ادق مسائل بہت کچھ تشریح طلب ہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سمندر کے مقابلہ پر پانی کا ایک قطرہ ہے۔ پہلے پاروں کی طرح ترجمہ و حواشی میں بہت غور کیا گیا ہے۔ ماہرین فن حدیث پھر بھی کسی جگہ خامی محسوس کریں تو از راہ کرم خامی پر مطلع فرما کر مشکور کریں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے گا۔ اللہ پاک سے بار بار دعا ہے کہ وہ لغزشوں کے لیے اپنی مغفرت سے نوازے اور بھول چوک کو معاف فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرما کر قبول عام عطا کرے۔ آمین

یا اللہ! اس خدمت حدیث نبوی ﷺ کو قبول فرما کہ میرے لیے، میرے والدین و اولاد و اساتذہ و جملہ معاونین کرام کے لیے ذریعہ نجات دارین بنا اور ہم سب کے بزرگوں کے لیے بھی اسے بطور صدقہ جاریہ قبول فرما اور قیامت کے دن ہم سب کو جوار رسالت مآب ﷺ میں جگہ عطا فرما۔ آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى اله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

خادم حدیث نبوی
محمد داؤد راز عبداللہ السلفی مقیم مسجد اہلحدیث
اجمیری گیٹ دہلی نمبر ٦ انڈیا (یکم ذی الحجۃ الحرام سنہ ١٣٩٧ ہجری)

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ

باب: نبی کریم ﷺ نے عالموں کے اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان

وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ.

اور مدینہ میں جو نبی کریم ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے متبرک مقامات ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور منبر اور آپ کی قبر شریف کا بیان۔

تشریح: یا اللہ! اس مبارک ترین وقت سحر میں میری غلطیاں معاف فرمانے والے میری قلم میں طاقت عطا کرتا کہ میں تیرے حبیب رسول کریم حضرت سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ کے عظیم ذخیرہ کی یہ آخری منزل تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی عین منشا کے مطابق لکھ سکوں اور اسے بخیر وخوبی اشاعت میں لاسکوں۔ یا اللہ! اس عظیم خدمت کو قبول فرما کر جملہ معاونین کرام ومخلصین عظام کے حق میں اسے بطور صدقہ جاریہ قبول فرمالے اور میری آل واولاد کے لیے، والدین کے لیے ذخیرۂ دارین بنا۔ آمین یارب العالمین۔ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر وبك نستعین۔ (خادم محمد داؤد راز۔ ۱۷ رمضان سنہ ۱۳۹۷ھ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب منعقد فرما کر ان معاندین کے منہ پر طمانچہ مارا ہے جو کہتے رہتے ہیں کہ اہل حدیث مدینہ کی حقیقی عظمت نہیں کرتے، یہ اجماع کے منکر ہیں، یہ درود نہیں پڑھتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت دے کہ وہ ایسی ہفوات باطلہ سے باز آئیں۔ کسی مؤمن مسلمان پر تہمت لگانا الزام لگانا بدترین گناہ ہے۔ بہرحال اکثر علما کا یہ قول ہے کہ اجماع جب معتبر ہوتا ہے کہ تمام جہاں کے مجتہدین اسلام ایک مسئلہ پر اتفاق کرلیں، ایک کا بھی اختلاف نہ ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ کا اجماع بھی معتبر کہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ دونوں کا اجماع بھی حجت ہے۔ مگر حافظ نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اہل مکہ ومدینہ کا اجماع حجت ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے وقت اس جانب کو ترجیح ہوگی جس پر اہل مکہ اور مدینہ اتفاق کریں۔ بعض لوگوں نے اہل بیت اور خلفائے اربعہ کا اتفاق، بعض لوگوں نے ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع سمجھا ہے۔ مگر جمہور کا وہی قول ہے کہ ایسے اتفاقات اجماع نہیں ہوسکتے۔ جب تک تمام جہان کے مجتہدین اسلام اتفاق نہ کرلیں۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اجماع کا دعویٰ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ طالب حق کو اس سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں اس وقت (۱۳۲۳ھ) میں حرمین شریفین میں بہت سی بدعات اور امور خلاف شرع جاری ہیں۔ (مگر آج سعودی دور ۱۳۹۷ھ ہے) الحمد للہ اس حکومت نے حرمین شریفین کو بیشتر بدعات اور خرافات سے پاک کردیا ہے۔ اللہ پاک تحفظ حرمین شریفین کے لیے اس حکومت کو قائم ودائم رکھے اور ان کو ہمیشہ کتاب وسنت کی اتباع پر استقامت عطا کرے۔ آمین

پس خلاف شرع امور میں اہل حرمین کا اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ طالب حق کو ہمیشہ دلیل کی پیروی کرنی چاہیے اور جس قول کی دلیل قوی ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے گو اس کے قائل قلیل ہوں البتہ بہت سے مسائل ہیں جن پر تمام جہاں کے علمائے اسلام نے شرقاً وغرباً اتفاق کیا ہے اور ایک مجتہد یا عالم سے بھی ان میں اختلاف منقول نہیں ہے۔ ایسے مسائل میں بے شک اجماع کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔ (خلاصہ شرح وحیدی) ائمہ اربعہ کی تقلید جامد پر بھی اجماع کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس جمود کی مخالفت کرنے والے بیشتر اکابر علمائے اسلام ہوتے چلے آرہے ہیں۔ جیسا کہ کتب تاریخ میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ (دیکھو کتب اعلام الموقعین ومعیار الحق وغیرہ)

٧٣٢٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا)). [راجع: ١٨٨٣]

(٧٣٢٢) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے کہ ایک دیہاتی (قیس بن ابی حازم یا قیس بن حازم یا اور کوئی) نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، پھر مدینے میں اس کو تپ (بخار) آنے لگا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا: یارسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا، پھر آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے پھر انکار کیا وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجئے۔ آپ ﷺ نے انکار کیا، اس کے بعد وہ مدینے سے نکل کر اپنے جنگل کو چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو اپنی میل کچیل دور کر دیتی ہے اور کھرے پاکیزہ مال کو رکھ لیتی ہے۔''

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب مدینہ سب شہروں سے افضل ہوا تو وہاں کے علما کا اجماع ضرور معتبر ہوگا کیونکہ مدینہ میں برے اور بدکار لوگ ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ وہاں کے علما سب سے اچھے ہی ہوں گے مگر یہ حکم حیات نبوی کے ساتھ تھا۔ بعد میں بہت سے اکابر صحابہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

٧٣٢٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى: لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ: لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا قَالَ عُمَرُ: لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ قُلْتُ: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلَى

(٧٣٢٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (قرآن مجید) پڑھایا کرتا تھا۔ جب وہ آخری حج آیا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں مجھ سے کہا کاش! تم امیر المؤمنین کو آج دیکھتے جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر امیر المؤمنین کا انتقال ہو جائے تو ہم فلاں سے بیعت کر لیں گے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آج سہ پہر کو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سناؤں گا اور ان کو ڈراؤں گا جو (عام مسلمانوں کے حق کو) غصب کرنا چاہتے ہیں اور خود اپنی رائے سے امیر منتخب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ موسم حج میں ہر طرح کے ناواقف اور معمولی لوگ جمع ہو جاتے ہیں، یہ سب کثرت سے آپ کی مجلس میں جمع ہو جائیں گے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کی بات کا صحیح مطلب نہ سمجھ کر کچھ اور

وَجْهِهَا فَيُطِيْرُ بِهَا كُلُّ مُطِيْرٍ فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوْهَا عَلَى وَجْهِهَا فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَأَقُوْمَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ. [راجع: ٢٤٦٢]

معنی نہ کرلیں اور اسے منہ در منہ اڑاتے پھریں، اس لیے ابھی توقف کیجئے۔ جب آپ مدینہ پہنچیں جو دار الہجرت اور دار السنہ ہے وہاں آپ کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، مہاجرین وانصار خالص ایسے ہی لوگ ملیں گے وہ آپ کی بات کو یاد رکھیں گے اور اس کا مطلب بھی ٹھیک بیان کریں گے۔ اس پر امیر المؤمنین نے کہا: واللہ! میں مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ دوں گا۔ اس میں اس کا بیان کروں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن دوپہر ڈھلے برآمد ہوئے اور خطبہ سنایا۔ انہوں نے کہا: اللہ پاک نے حضرت محمد ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن اتارا، اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت سے متعلق فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ امر خلافت میں رائے دینے کا حق سارے مسلمانوں کو ہے۔ پس جس پر اکثر لوگ اتفاق کرلیں اس سے بیعت کرلینا چاہیے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ ہم فلاں سے بیعت کرلیں گے۔ بیعت کرلینا کوئی کھیل تماشا نہیں ہے، یہ مسلمانوں کے جمہور کا حق ہے۔ خلیفۃ المسلمین کا انتخاب معمولی بات نہیں ہے۔ اس روایت کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ اس میں مدینہ کی فضیلت مذکور ہے کہ وہ دار السنۃ ہے۔ کتاب وسنت کا گھر ہے تو وہاں کے علما کا اجماع بہ نسبت اور شہروں کے زیادہ معتبر ہوگا حافظ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی حجت ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے۔

٧٣٢٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ: بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِيْ وَيُرَى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ. [مسلم: ٢٣٦٧]

(٧٣٢٤) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے جسم پر کتان کے دو کپڑے گیرو میں رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان ہی کپڑوں میں ناک صاف کی اور کہا واہ واہ دیکھو! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتان کے کپڑوں میں ناک صاف کرتا ہے، اب ایسا مالدار ہوگیا، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو ایک زمانہ میں ایسا پایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بے ہوش ہوکر گر پڑتا تھا اور گزرنے والا میری گردن پر یہ سمجھ کر پاؤں رکھتا تھا کہ میں پاگل ہوگیا ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت ہوجاتی تھی۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ میں یا تو ایسی تنگی میں تھا کہ کھانے کو روٹی کا ٹکڑا تک نہ تھا کہ آج ریشمی کپڑوں میں ناک صاف کررہا ہوں۔ اس حدیث میں رسول کریم ﷺ کے منبر کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک تاریخی جگہ ہے جس میں رسول کریم ﷺ آرام فرمارہے ہیں۔

٧٣٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٧٣٢٥) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی،

سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٩٨]

ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے بیان کیا، کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید میں گئے ہیں؟ کہا: ہاں، میں اس وقت کم سن تھا۔ اگر نبی کریم ﷺ سے مجھے اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا اور میں کم سن نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے اور وہاں آپ نے نماز عید پڑھائی، پھر خطبہ دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور گردنوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں زیوروں کا صدقہ دینے کے لیے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا وہ آئے اور صدقہ میں ملی ہوئی چیزوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس گئے۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کا کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تشریف لے جانا اور وہاں عید کی نماز پڑھنا مذکور ہے۔

٧٣٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا.

[راجع: ١١٩١] [مسلم: ٣٣٨٣]

(٧٣٢٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قبا میں تشریف لاتے تھے، کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔

تشریح: قباء مدینہ کے قریب وہ بستی جس میں آپ نے بوقت ہجرت نزول فرمایا اس کی مسجد بھی ایک تاریخی جگہ ہے جس کا ذکر قرآن میں مذکور ہوا۔

٧٣٢٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَدْفِنِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكَّى. [راجع: ١٣٩١]

(٧٣٢٧) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ مجھے انتقال کے بعد میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجرہ میں دفن مت کرنا کیونکہ میں پسند نہیں کرتی کہ میری آپ کی اور بیویوں سے زیادہ پاکی بیان کی جائے۔

٧٣٢٨- وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ ائْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ: إِي وَاللَّهِ! قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا

(٧٣٢٨) اور ہشام سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آدمی بھیجا کہ مجھے اجازت دیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دفن کیا جاؤں۔ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! میں

أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُوْثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

ان کو اجازت دیتی ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پہلے جب کوئی صحابی ان سے وہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے تو وہ کہلا دیتی تھیں کہ نہیں، اللہ کی قسم! میں ان کے ساتھ کسی اور کو دفن نہیں ہونے دوں گی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برائے تواضع یہ نہیں منظور کیا کہ دوسری بیویوں سے بڑھ چڑھ کر رہیں اور نبی کریم ﷺ کے پاس دفن ہوں۔

٧٣٢٩- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ. [راجع: ٥٤٨]

(۷۳۲۹) ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن اویس نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر ان گاؤں میں جاتے جو مدینہ کی بلندی پر واقع ہیں وہاں پہنچ جاتے اور سورج بلند رہتا۔ عوالی مدینہ کا بھی یہی حکم ہے اور لیث نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ گاؤں مدینے سے تین یا چار میل پر واقع ہے۔

تشریح: جہاں آپ کے قدم مبارک پہنچ گئے اس جگہ کو تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی۔

ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ مدینہ کے اطراف میں بڑے بڑے گاؤں تھے۔ ان میں نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے ہیں تو ان کو بھی ایک تاریخی بزرگی حاصل ہے۔

٧٣٣٠- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ. [راجع: ١٨٥٩] سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ.

(۷۳۳۰) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قاسم بن مالک نے بیان کیا، ان سے جعید نے، انہوں نے سائب بن یزید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صاع تمہارے وقت کا مد سے ایک مد اور ایک تہائی مد کا ہوتا تھا، پھر صاع کی مقدار بڑھ گئی، یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں وہ چار مد کا ہو گیا۔

تشریح: باب سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ خواہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں اس مد کی مقدار بڑھ گئی ہو لیکن احکام شرعیہ میں جیسے صدقہ فطر وغیرہ ہے اسی صاع کا اعتبار رہا جو اہل مدینہ اور نبی کریم ﷺ کا تھا۔

٧٣٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ)) يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

(۷۳۳۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ان مدینہ والوں کے پیمانہ میں انہیں برکت دے، ان کے صاع اور مد میں انہیں برکت دے۔“ آپ کی مراد اہل مدینہ (کے صاع و مد) سے تھی۔ (مدنی صاع اور مد کو بھی تاریخی

[راجع: ۲۱۳۰]

عظمت حاصل ہے)

۷۳۳۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ. [راجع: ۱۳۲۹]

(۷۳۳۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوضمرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے رجم کا حکم دیا اور اور انہیں مسجد کی اس جگہ کے قریب رجم کیا گیا جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔

تشریح: باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ مسجد کے قریب یہ مقام بھی تاریخی طور پر متبرک ہے کیونکہ آپ ﷺ اکثر جنازہ کی نماز بھی اسی جگہ پڑھایا کرتے تھے۔

۷۳۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)) تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي ((أُحُدٍ)). [راجع: ۳۷۱، ۲۸۹۳]

(۷۳۳۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مطلب کے مولیٰ عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ احد پہاڑ رسول اللہ ﷺ کو (راستے میں) دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اور میں تیرے حکم سے اس کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیانی علاقہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔“ اس روایت کی متابعت سہل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ”احد“ کے متعلق کی ہے۔

تشریح: کوہ احد کو رسول کریم ﷺ نے اپنا محبوب قرار دیا۔ پس یہ پہاڑ ہر مسلمان کے لیے محبوب ہے۔

۷۳۳۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ. [راجع: ۴۹۶]

(۷۳۳۴) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے کہ مسجد نبوی کے قبلے کی طرف کی دیوار اور منبر کے درمیان بکریوں کے گزرنے جتنا فاصلہ تھا۔

تشریح: مسجد نبوی ﷺ کی دیوار اور منبر تاریخی تقدس رکھتے ہیں۔ تلک آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الاثار۔

۷۳۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

(۷۳۳۵) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے حجرہ اور میرے منبر کے

اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)).

[راجع: ١١٩٦]

درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا یہ منبر میرے حوض پر ہوگا۔"

تشریح: مسجد نبوی ﷺ میں مذکورہ حصہ جنت کی کیاری ہے یہاں کی نماز اور دعاؤں میں عجیب لطف ہوتا ہے۔ کما جربنا مرارا۔

٧٣٣٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَابَقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ. [راجع: ٤٢٠]

(٧٣٣٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی دوڑ کرائی اور وہ گھوڑے چھوڑے گئے جو گھوڑ دوڑ کے لئے تیار کئے گئے تھے تو ان کے دوڑنے کا میدان مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھا اور جو تیار نہیں کئے گئے تھے ان کے دوڑنے کا میدان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھا اور عبداللہ ؓ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مقابلے میں حصہ لیا تھا۔

تشریح: مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کا میدان بھی تاریخی عظمت کا حامل ہے کیونکہ عہد رسالت میں یہاں جہاد کے لئے تیار کردہ گھوڑوں کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔

٧٣٣٧ـ [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ ح: وَ] حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٤٦١٩].

(٧٣٣٧) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ اور ابن ادریس نے خبر دی اور ابن ابی غنیہ نے خبر دی، انہیں ابو حیان نے، انہیں شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر ؓ کو نبی ﷺ کے منبر پر (خطبہ دیتے) سنا۔

٧٣٣٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ.

(٧٣٣٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے سائب بن یزید نے خبر دی، انہوں نے عثمان بن عفان ؓ سے سنا، جو نبی کریم ﷺ کے منبر سے ہمیں خطاب کر رہے تھے۔

تشریح: منبر نبوی کی عظمت کا کیا کہنا مگر صد افسوس کہ دشمنوں نے اس منبر کی عظمت کو بھی بھلا دیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ کی اسی منبر پر توہین کی۔ قد خابوا وخسروا فی الدنیا والاخرۃ۔

٧٣٣٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ

(٧٣٣٩) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے

أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا. [راجع: ٢٥٠]

بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ لگن رکھی جاتی تھی اور ہم دونوں اس سے ایک ساتھ نہاتے تھے۔

تشریح: وہ لگن بھی تاریخی چیز بن گئی۔

٧٣٤٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ، حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ. [راجع: ٢٢٩٤]

(۷۳۴۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم احول نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار اور قریش کے درمیان میرے اس گھر میں بھائی چارہ کرایا جو مدینہ منورہ میں ہے۔

٧٣٤١- وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ. [راجع: ١٠٠١]

(۷۳۴۱) اور آپ نے قبائل بنی سلیم کے لیے ایک مہینے تک دعائے قنوت پڑھی جس میں ان کے لیے بددعا کی۔

تشریح: یہ وہ بدباطن غدار تھے جو چند قرائے قرآن کو مدعو کر کے اپنے پاس لے گئے تھے پھر ان کو دھوکا سے شہید کر ڈالا تھا۔

٧٣٤٢- حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِي: انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيَكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتُصَلِّي فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَسَقَانِي سَوِيقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ. [راجع: ٣٨١٤]

(۷۳۴۲) ہم سے ابوکریب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوبردہ نے کہا میں مدینہ منورہ آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو تو میں تمہیں اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا تھا اور پھر ہم اس نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی، چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ستو پلایا اور کھجور کھلائی اور میں نے ان کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھی۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علمائے یہود میں سے زبردست عالم تھے۔ ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ بنوعوف بن خزرج کے حلیف تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۴۳ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی۔ ان کے بہت سے مناقب ہیں۔ حدیث میں پیالہ نبوی کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے پھر آپ کی ایک نماز پڑھنے کی جگہ کا بھی ذکر ہے۔ ایسے تاریخی مقامات کو دیکھنے کے شکرانہ پر دو رکعت نفل نماز ادا کرنا بھی ثابت ہوا۔

٧٣٤٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ:

(۷۳۴۳) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن کثیر نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس رات ایک میرے رب کی طرف

((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي -وَهُوَ بِالْعَقِيقِ- أَنْ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ: عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ)) وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: ((عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ)).

سے آنے والا آیا۔ آپ اس وقت وادی عقیق میں تھے اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے اور کہیے کہ عمرہ اور حج (کی نیت کرتا ہوں)۔'' اور ہارون بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے علی نے بیان کیا (ان الفاظ کے ساتھ) ''عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ۔''

[راجع: ١٥٣٤]

تشریح: عقیق ایک میدان ہے جو مدینہ کے پاس ہے آپ ہجرت کے نویں سال حج کو چلے جب اس میدان میں پہنچے جس کا نام عقیق تھا تو آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ حدیث میں مبارک وادی کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٣٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَقَّتَ النَّبِيُّ ﷺ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّأْمِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَلَغَنِي: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ)) وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ١٣٣]

(٧٣٤٤) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجد کے لیے مقام قرن، جحفہ کو اہل شام کے لیے اور ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کے لیے میقات مقرر کیا۔ بیان کیا کہ میں نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اہل یمن کے لیے یلملم (میقات ہے)۔'' اور عراق کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عراق نہیں تھا۔

تشریح: یہ مقامات احرام حج کی میقات ہیں اس لحاظ سے قابل ذکر ہیں یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٣٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

(٧٣٤٥) ہم سے عبدالرحمان بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے، ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے، خواب دکھایا گیا اور کہا گیا کہ آپ ایک مبارک وادی میں ہیں۔

[راجع: ٤٨٣]

تشریح: ذوالحلیفہ میں ایک مبارک وادی ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ حافظ نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں جو احادیث بیان کیں اس سے مدینہ کی فضیلت ظاہر کی اور اس کی فضیلت میں شک کیا ہے؟ وہاں وحی اترتی رہی، وہیں نبی کریم ﷺ کی قبر ہے اور منبر ہے جو بہشت کی ایک کیاری ہے۔ کلام اس میں ہے کہ مدینہ کے عالم کیا دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہیں تو اگر یہ مقصود ہو کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یا اس زمانہ میں جب تک صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں جمع تھے تو یہ مسلم ہے۔ اگر یہ مراد ہو کہ ہر زمانہ میں تو اس میں نزاع ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مدینہ کے عالم ہر زمانہ میں دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہوں۔ اس لیے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانہ کے بعد پھر مدینہ میں ایک بھی عالم ایسا نہیں ہوا جو دوسرے ملکوں کے کسی عالم سے بھی

زیادہ علم رکھتا ہو چہ جائیکہ دوسرے ملکوں کے سب عالموں سے بڑھ کر ہو بلکہ مدینہ میں ایسے ایسے بدعتی اور بدطینت لوگ جا کر رہے جن کی بدنیتی اور بدطینتی میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ [آل عمران: ١٢٨]

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان

سورۂ آل عمران میں: ”اے پیغمبر! تجھے اس کام میں کوئی دخل نہیں۔“ آخر آیت تک۔

٧٣٤٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾. [راجع: ٤٠٦٩]

(۷۳۴۶) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فجر کی نماز میں یہ دعا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھتے تھے: ”اے اللہ! ہمارے رب تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں۔“ پھر آپ نے کہا: ”اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔“ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: ”آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ یا اللہ ان کی توبہ قبول کر لے یا انہیں عذاب دے کہ بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔“

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الكهف: ٥٤] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ [العنكبوت: ٤٦]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد

سورۂ کہف میں: ”اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔“

اور ارشاد خداوندی سورۂ عنکبوت میں: ”اور تم اہل کتاب سے بحث نہ کرو لیکن اس طریقہ سے جو اچھا ہو (نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے بحث کرو)۔“

٧٣٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ:

(۷۳۴۷) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی، انہیں اسحاق بن ابی راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں ان کے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے گھر ایک رات آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟“ علی رضی اللہ عنہ نے بیان

((أَلَا تُصَلُّوْنَ؟)) فَقَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ [يُقَالُ:] مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ: الطَّارِقُ: النَّجْمُ وَ الثَّاقِبُ: الْمُضِيْءُ يُقَالُ: أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ. [راجع: ١١٢٧]

کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھا دے گا۔ جوں ہی میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ کہا تو آپ پیٹھ موڑ کر واپس جانے لگے اور کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے۔" ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی تمہارے پاس رات میں آئے تو "طارق" کہلائے گا اور قرآن میں جو "والطارق" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے اور "الثاقب" بمعنی چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ جلانے والے سے کہتے ہیں۔ "أَثْقِبْ نَارَكَ" یعنی آگ روشن کر۔ اس سے لفظ ثاقب ہے۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب بطریق انکار کے نہیں دیا مگر ان سے نیند کی حالت میں یہ کلام نکل گیا، اس میں شک نہیں کہ اگر وہ نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تو اور زیادہ افضل ہوتا۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا وہ بھی درست تھا مگر کسی شخص کا جگانا اور بیدار کرنا بھی اللہ ہی کا جگانا اور بیدار کرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس موقع پر یہ کہنا کہ جب اللہ ہم کو جگائے گا تو اٹھیں گے محض مجادلہ اور مکابرہ تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اور تہجد کی نماز کچھ فرض نہ تھی کہ نبی کریم ﷺ ان کو مجبور کرتے۔ دوسرے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے بعد اٹھے ہوں اور تہجد کی نماز پڑھی ہو۔ (وحیدی)

٧٣٤٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اِنْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا)) فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: (([ذٰلِكَ] أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا)) فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ أُرِيْدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((اِعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ)).

(٧٣٤٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد ابوسعید کیسان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد نبوی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "یہودیوں کے پاس چلو۔" چنانچہ ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم ان کے مدرسہ تک پہنچے آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں آواز دی اور فرمایا: "اے یہودیو! اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔" اس پر یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ ان سے فرمایا: "یہی میرا مقصد ہے، اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔" انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام الٰہی پہنچا دیا، پھر آپ نے یہی بات تیسری بار کہی اور فرمایا: "جان لو! ساری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس جگہ سے باہر کردوں، پس تم میں سے جو کوئی اپنی جائیداد کے بدلے میں کوئی قیمت پاتا ہو تو اسے بیچ لے ورنہ جان لو! زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔" (تم کو یہ شہر چھوڑنا ہوگا)۔

[راجع: ٣١٦٧]

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ [البقرة: ١٤٣] وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

٧٣٤٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ! فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيُقَالُ: مَنْ شُهُوْدُكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ)) ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ قَالَ: عَدْلًا ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرة: ١٤٣] وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا. [راجع: ٣٣٣٩]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”اور ہم نے اسی طرح تمہیں امة وسط بنادیا۔“ (معتدل اور سیدھی راہ پر چلنے والی) اور اس کے متعلق کہ رسول اللہ ﷺ نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مراد جماعت سے اہل علم کی جماعت تھی۔

(۷۳۴۹) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصالح (ذکوان) نے بیان کیا، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم نے اللہ کا پیغام پہنچادیا تھا؟ وہ عرض کریں گے: ہاں، اے رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ تمہارے گواہ کون ہیں؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم لوگ ان کے حق میں شہادت دو گے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا۔“ کہا کہ وسط بمعنی عدل (میانہ رو) ہے ”تاکہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔“ اسحاق بن منصور سے جعفر بن عون نے روایت کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان فرمائی۔

تشریح: حالانکہ مسلمانوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو دنیا میں نہیں دیکھا نہ ان کی امت والوں کو مگر یقین کے ساتھ گواہی دیں گے کیونکہ جو بات اللہ اور رسول ﷺ کے فرمانے سے اور تواتر کے ساتھ سنی جائے وہ مثل دیکھی ہوئی بات کے یقینی ہوتی ہے اور دنیا میں بھی ایسی گواہی لی جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کا بیٹا ہو اور سب لوگوں میں مشہور ہو تو یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے حالانکہ اس کو پیدا ہوتے وقت آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس آیت سے بعض نے یہ نکالا ہے کہ اجماع حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امت عادلہ فرمایا اور یہ ممکن نہیں کہ ساری امت کا اجماع ناحق اور باطل پر ہو جائے۔

بَابٌ

إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ

باب

جب کہ کوئی عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور لاعلمی میں رسول ﷺ کے حکم کے

الرَّسُوْلِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ. لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)). [راجع: ٢٦٩٧]

خلاف کر جائے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا کوئی فیصلہ نہیں تھا تو وہ رد ہے۔“

تشریح: ان بعض لوگوں کے قول کی تردید مقصود ہے جو قاضی کے ہر فیصلے کو بہر حال نافذ وحق قرار دیتے ہیں۔

٧٣٥٠، ٧٣٥١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلُوْا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هَذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ الْمِيْزَانُ)). [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

(٧٣٥٠،٥١) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی ابوبکر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن میتب سے سنا، وہ ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی انصاری کے ایک صاحب سواد بن عزیہ کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا تو وہ عمدہ قسم کی کھجوریں وصول کر کے لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟“ انہوں نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم ایسی ایک صاع کھجور دو صاع (خراب) کھجور کے بدلے خرید لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کیا کرو بلکہ (جنس کے بدلے) برابر میں خریدو، یا یوں کرو کہ ردی کھجور نقد بیچ ڈالو، پھر یہ کھجور اس کے بدلے خرید لو، اسی طرح ہر چیز کو جو تول کر بکتی ہے اس کا حکم ان ہی چیزوں کا ہے جو ناپ کر بکتی ہیں۔“

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

باب: حاکم کا ثواب، جب کہ وہ اجتہاد کرے اور صحت پر ہو یا غلطی کر جائے

٧٣٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ

(٧٣٥٢) ہم سے عبداللہ بن یزید مقری مکی نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے، ان سے بسر بن سعید نے، ان سے عمرو بن عاص کے مولیٰ ابوقیس نے، ان سے عمرو بن عاص ؓ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے۔“ راوی نے

فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [مسلم: ٤٤٨٧؛ ابوداود: ٣٥٧٤؛ ابن ماجه: ٢٣١٤]

بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا۔ اور عبدالعزیز بن مطلب نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی طرح بیان فرمایا۔

تشریح: یعنی مرسلاً روایت کی، اس کے والد نے موصولاً روایت کی تھی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر مسئلہ میں حق ایک ہی امر ہوتا ہے لیکن مجتہد اگر غلطی کرے تو بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا بلکہ اس کو اجر اور ثواب ملے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب مجتہد جان بوجھ کر نص یا اجماع کا خلاف نہ کرے ورنہ گناہگار ہوگا اور اس کی عدالت جاتی رہے گی۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ اس حدیث سے بعض نے یہ بھی نکالا ہے کہ ہر قاضی مجتہد ہونا چاہیے ورنہ اس کی قضا صحیح نہ ہوگی۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی راجح ہے اور حنفیہ نے مقلد قاضی کی بھی قضا جائز رکھی ہے اور یہ کہا ہے کہ مقلد کو اپنے امام کے حکم کے برخلاف حکم دینا جائز نہیں مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آدمی کچھ مسائل میں مقلد ہو کچھ مسائل میں مجتہد ہو جس مسئلہ میں آدمی تمام دلائل کو اچھی طرح دیکھ لے اس میں وہ مجتہد ہو جاتا ہے اور جب اس مسئلہ میں مجتہد ہو گیا تو اب اس کو اس مسئلہ میں تقلید درست نہیں ہے بلکہ دلیل پر عمل کرنا چاہیے۔ یہی قول حق اور یہی صواب ہے اور جس نے اس کے خلاف کیا ہے کہ دلیل معلوم ہونے پر بھی اس کے خلاف اپنے امام کے قول پر جمے رہنا چاہیے اس کا قول نامعقول اور غلط ہے۔ دلیل معلوم ہونے کے بعد دلیل کی پیروی کرنا ضروری ہے اور تقلید جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن میں ایسے مقلدوں کی مذمت کی ہے جو دلیل معلوم ہو جانے پر تقلید پر جمے رہتے تھے یہ صریح جہالت اور ناانصافی ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ: **باب:** اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے کہ

إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ.

نبی کریم ﷺ کے تمام احکام ہر ایک صحابی کو معلوم رہتے تھے، اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ بہت سے صحابہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے غائب رہتے تھے اور ان کو اسلام کی کئی باتوں کی خبر نہ ہوتی تھی۔

تشریح: تو بعض دفعہ بات اکابر صحابہ ؓ پر جیسے حضرت عمر ؓ یا عبداللہ بن مسعود ؓ تھے پوشیدہ رہ جاتی۔ جب دوسرے صحابہ ؓ سے سنتے تو فوراً اس پر عمل کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کرتے۔ صحابہ، تابعین، ائمہ دین سب کے زمانوں میں یہی ہوتا رہا کچھ احادیث ان کو پہنچیں کچھ نہ پہنچیں کیونکہ اس زمانے میں حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں۔ اب حنفیہ کا یہ سمجھنا کہ امام ابوحنیفہ ؒ کو سب احادیث پہنچی تھیں بالکل خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے۔ ایسا ہوتا تو خود امام ابوحنیفہ ؒ یہ کیوں فرماتے کہ ''جہاں تم کو نبی کریم ﷺ کی حدیث مل جائے تو میرا قول چھوڑ دو۔'' جب حضرت عمر ؓ کو سب احادیث نہ پہنچی ہوں تو امام ابوحنیفہ ؒ کی نسبت یہ خیال کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اور جب حضرت عمر ؓ سے بعض مسائل میں غلطی ہوئی ہے تو اور امام یا مجتہد کس شمار و قطار میں ہیں۔ پس اصل امام و مقتدا معصوم عن الخطا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ امت میں کسی کا یہ مقام نہیں ہے۔

٧٣٥٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ؟ ائْذَنُوْا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ: فَأْتِنِيْ عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا: لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ: قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ: خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ. [راجع: ٢٠٦٢]

(۷۳۵۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے، ان سے عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے (ملنے کی) اجازت چاہی اور یہ دیکھ کر کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشغول ہیں آپ جلدی سے واپس چلے گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابھی عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) کی آواز نہیں سنی تھی؟ انہیں بلالو، چنانچہ انہیں بلایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ (کہ جلدی واپس ہوگئے) انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس حدیث پر کوئی گواہ لاؤ، ورنہ میں تمہارے ساتھ یہ (سختی) کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس میں گئے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی گواہی ہم میں سب سے چھوٹا دے سکتا ہے۔ چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہمیں دربار نبوی سے اس کا حکم دیا جاتا تھا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کا یہ حکم مجھے معلوم نہیں تھا، مجھے بازار کے کاموں خرید وفروخت نے اس حدیث سے غافل رکھا۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نسیان کو فوراً تسلیم کر کے حدیث نبوی کے آگے سر جھکا دیا۔ ایک مؤمن مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے کہ حدیث پاک کے سامنے ادھر ادھر کی باتیں چھوڑ کر سر تسلیم خم کر دے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ بعض احادیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بعد میں معلوم ہوئیں، یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ مضمون حدیث ایک بہت بڑے ادبی، اخلاقی، سماجی امر پر مشتمل ہے اللہ ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

٧٣٥٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُ هُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ

(۷۳۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا مجھ سے زہری نے، انہوں نے اعرج سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ حدیث بیان کرتے ہیں، اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے۔ بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ نے فرمایا: ”کون اپنی چادر پھیلائے گا، یہاں تک کہ میں اپنی بات پوری کرلوں اور

اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي)) فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ! مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ. [راجع: ۱۱۸]

پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔" چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی، پھیلا دی اور اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا، پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھولا۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ۵۰۰۰ پانچ ہزار سے زائد احادیث زبانی یاد تھیں۔ بعض لوگ اس کثرت حدیث پر رشک کرتے، ان کے جواب میں آپ نے یہ جواب دیا جو یہاں مذکور ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابٌ

باب

مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ ﷺ.

نبی کریم ﷺ سے ایک بات کہی جائے اور آپ اس پر انکار نہ کریں جسے تقریر کہتے ہیں تو یہ حجت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سوا اور کسی کی تقریر حجت نہیں۔

تشریح: کیونکہ آپ خطا سے معصوم اور محفوظ تھے اور آپ کا انکار نہ کرنا اس فعل کے جواز کی دلیل ہے۔ دوسرے لوگوں کا سکوت جواز کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ بعض نے کہا اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابہ کے سامنے یا ایک مجتہد نے ایک بات کہی اور دوسرے صحابہ نے یا مجتہدوں نے اس کو سن کر اس پر سکوت کیا تو یہ اجماع سکوتی کہلایا جائے گا وہ بھی حجت ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت پر برسر منبر بیان کیا اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اس کی حرمت پر اجماع سکوتی ہو گیا۔

۷۳۵۵ـ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ: تَحْلِفُ بِاللهِ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ. [مسلم: ۷۳۵۳؛ ابو داود: ۴۳۳۱]

(۷۳۵۵) ہم سے حماد بن حمید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے، کہا ہم سے ہمارے والد حضرت معاذ بن حسان نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابراہیم نے، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ابن صیاد کے واقعہ پر اللہ کی قسم کھاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم کھاتے دیکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا۔

تشریح: اگر ابن صیاد دجال نہ ہوتا تو آپ ضرور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر قسم کھانے سے منع فرماتے۔ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اوپر کتاب الجنائز میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن مارنا چاہی تو آپ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو تو اس کی گردن نہ مار سکے گا اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مارنا تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قسم کھانے پر آپ نے انکار کیوں نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلے نبی کریم ﷺ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھائی اس

وقت معلوم ہوگیا کہ وہی دجال ہے۔ ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا وہ قسم کھاتے تھے اور کہتے تھے بیشک ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے اور ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس لیے انکار نہ کیا ہو کہ ابن صیاد بھی ان تیس دجالوں میں کا ایک دجال ہو جس کے نکلنے کا ذکر دوسری حدیث میں ہے اس معنی کی رو سے اس کا دجال ہونا یقینی ہوا اور مسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نکالا کہ انہوں نے دجال کو ایک جزیرے میں دیکھا اور نبی کریم ﷺ سے یہ قصہ نقل کیا اور مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ ابن صیاد کا اور میرا مکہ تک ساتھ ہوا، وہ کہنے لگا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے مجھ کو دجال سمجھتے ہیں۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جائے گا؟ میں نے کہا بے شک سنا ہے۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی؟ میں نے کہا بیشک سنا ہے۔ ابن صیاد نے کہا میری تو اولاد بھی ہوئی ہے اور میں مدینہ میں پیدا ہوا، اب مکہ میں جا رہا ہوں۔ اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابن صیاد واقعہ حرہ میں گم ہوگیا۔ بعض نے کہا کہ وہ مدینہ میں مرا اور لوگوں نے اس پر نماز پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن صیاد نے کہا البتہ یہ تو ہے کہ میں دجال کو پہچانتا ہوں اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ جانتا ہوں، یہ بھی جانتا ہوں اب وہ جہاں ہے۔ یہ سنتے ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا، ارے کمبخت! تیری تباہی ہو سارے دن یعنی تو نے پھر شبہ ڈال دیا۔ ایک روایت میں عبد الرزاق کے بہ سند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ ابن صیاد کی ایک آنکھ پھول گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تیری آنکھ کب سے پھولی؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا تو جھوٹا ہے آنکھ تیرے سر میں ہے اور تو کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ یہ سن کر اس نے کہا اپنی آنکھ پر ہاتھ پھیر! اور تین بار گدھے کی سی آواز نکالی۔ میں نے اس کا ذکر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا تو اس سے بچا رہ کیونکہ میں نے لوگوں سے یہ کہتے سنا ہے کہ دجال کو غصہ دلایا جائے گا اس وقت وہ نکل پڑے گا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں شبہ ہی رہا کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے نکالا اگر میں دس بار یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک بار یہ قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں ہے۔ (ابن صیاد بھی ایک قسم کا دجال تھا مگر دجال موعود وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا)۔

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا

باب: دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا ہوگی؟

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: ((لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ)) وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ ﷺ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ.

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے وغیرہ کے احکام بیان کئے، پھر آپ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے یہ آیت بیان فرمائی: ”جو ایک ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔“ اور نبی کریم ﷺ سے ساہنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”میں خود اسے نہیں کھاتا اور (دوسروں کے لیے) اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔“ اور آپ ﷺ کے دستر خوان پر ساہنہ کھایا گیا اور اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ وہ حرام نہیں ہے۔ (یہ بھی دلالت کی مثال ہے یہ حدیث آگے آ رہی ہے)

تشریح: دلائل شرعیہ یعنی اصول شرع وہ دو ہیں قرآن اور حدیث اور بعض نے اجماع اور قیاس کو بھی بڑھایا ہے لیکن امام الحرمین اور غزالی نے قیاس کو خارج کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ قیاس کوئی حجت شرعی نہیں ہے یعنی حجت ملزمہ اس کے لیے کہ ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد کو کافی نہیں ہے تو حجت ملزمہ دو ہی چیزیں ہوئیں کتاب اور سنت۔ البتہ قیاس حجت مظہرہ ہے یعنی ہر مجتہد جس مسئلہ میں کوئی نص کتاب اور سنت سے نہ پائے تو اپنے قیاس پر عمل کر سکتا

ہے البتہ اجماع حجت ملزمہ ہوسکتا ہے بشرطیکہ اجماع ہوا گر ایک مجتہد کا بھی اس میں خلاف ہو تو اجماع باقی علما کا حجت نہ ہوگا۔ دلالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے جس میں کوئی خاص نص نہ وارد ہو اسکو کسی شے منصوص کے حکم میں داخل کرنا بدلالت عقل، جس کی مثال آگے خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ (وحیدی)

٧٣٥٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ)) وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)). [الزلزال: ٧، ٨] [راجع: ٢٣٧١]

(٧٣٥٦) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابی صالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے تین طرح کے لوگوں کے لیے ہیں ایک شخص کے لیے ان کا رکھنا کارثواب ہے، دوسرے کے لیے برابر برابر نہ عذاب نہ ثواب اور تیسرے کے لیے وبال جان ہیں جس کے لیے وہ اجر ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے اسے اللہ کے راستے میں باندھ رکھا اور اس کی رسی چراگاہ میں دراز کردی تو وہ گھوڑا جتنی دور تک چراگاہ میں گھوم کر چرے گا وہ مالک کی نیکیوں میں ترقی کا ذریعہ ہوگا اور اگر گھوڑے نے اس دراز رسی کو بھی تڑوالیا اور ایک یا دو دوڑ اس نے لگائی تو اس کے نشان قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لیے باعث اجر وثواب ہوگی اور اگر گھوڑا کسی نہر سے گزرا اور اس نے نہر کا پانی پی لیا، مالک نے اسے پلانے کا کوئی ارادہ بھی نہیں کیا تھا تب بھی مالک کے لیے یہ اجر کا باعث ہوگا اور ایسا گھوڑا اپنے مالک کے لیے ثواب ہوتا ہے اور دوسرا شخص برابر برابر والا وہ ہے جو گھوڑے کو اظہار بے نیازی یا اپنے بچاؤ کی غرض سے باندھتا ہے اور اس کی پشت اور گردن پر اللہ کے حق کو بھی نہیں بھولتا تو یہ گھوڑا اس کے لیے نہ عذاب ہے نہ ثواب اور تیسرا وہ شخص ہے جو گھوڑے کو فخر اور ریا کے لیے باندھتا ہے تو یہ اس کے لیے وبال جان ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں مجھ پر اس جامع اور نادر آیت کے سوا اور کچھ نہیں نازل فرمایا ہے: ”پس جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔“

تشریح: گدھے پال کران سے اپنا کام لینا اور بوجھ وغیرہ اٹھانے کے لیے کسی کو بطور امداد اپنا گدھا دے دینا۔ آیت: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (٩٩/ الزلزال: ٧) کے تحت باعث خیر وثواب ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے امر خیر پر اس آیت کو بطور دلیل عام پیش فرمایا۔

٧٣٥٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

(٧٣٥٧) ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ح: وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ ابْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((تَأْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ بِهَا)) قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَوَضَّئِيْنَ)) قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَوَضَّئِيْنَ بِهَا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا. [راجع: ٣١٤]

عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ نے اوران سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ہم سے محمد نے بیان کیا، یعنی ابن عقبہ نے، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن بن شیبہ نے بیان کیا، ان سے ان کی والدہ نے اوران سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق پوچھا کہ اس سے غسل کس طرح کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔'' اس عورت نے پوچھا: یارسول اللہ! میں اس سے پاکی کس طرح حاصل کروں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' انہوں نے پھر پوچھا کہ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا: ''اس سے پاکی حاصل کرو۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا سمجھ گئی اور اس عورت کو میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں طریقہ بتایا کہ پاکی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کپڑے کو خون کے مقاموں پر پھیرو کہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔

تشریح: ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بدلالت عقل سمجھ گئیں کہ کپڑے سے وضو تو نہیں ہو سکتا تو لفظ توضأ اس سے آپ کی مراد یہی ہے کہ اس کو بدن پر پھیر کر پاکی حاصل کرلے۔

٧٣٥٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ. [راجع: ٢٥٧٥]

(٧٣٥٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ام حفید بنت حارث بن حزن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور بھنا ہوا سانڈا ہدیہ میں بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں قبول فرمالیں اور آپ کے دسترخوان پر انہیں کھایا گیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (سانڈے کو) ہاتھ نہیں لگایا، جیسے آپ کو پسند نہ ہو اور اگر وہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا اور نہ آپ کھانے کے لیے کہتے۔

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساہنہ کو کھانا تبعاً پسند نہیں فرمایا مگر آپ کے دسترخوان پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کھایا۔ آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ ساہنہ تو حرام ہو ہی نہیں سکتا وہ تو عربوں کی اصلی غذا ہے۔ خصوصاً ان عربوں کی جو صحرا نشین ہیں۔ چنانچہ فردوسی کہتا ہے:

زشیر شتر خوردن وسوسمار
عرب را بجائے رسید است کار

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب ساہنہ نبی کریم ﷺ کے دستر خوان پر دوسرے لوگوں نے کھایا تو معلوم ہوا کہ وہ حلال ہے اگر حرام ہوتا تو آپ اپنے دستر خوان پر رکھنے بھی نہ دیتے چہ جائیکہ کھانا۔

٧٣٥٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ)) وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ: ((قَرِّبُوْهَا)) إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا وَقَالَ: ((كُلْ فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لَا تُنَاجِيْ)) قَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ: قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ. [راجع: ٨٥٤]

(٧٣٥٩) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کچی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے دور رہے یا (یہ فرمایا:) ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“ (یہاں تک کہ وہ بو رفع ہو جائے)۔ اور آپ کے پاس ایک طباق لایا گیا جس میں سبزیاں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں بو محسوس کی، پھر آپ کو اس میں رکھی ہوئی سبزیوں کے متعلق بتایا گیا تو آپ نے اپنے بعض صحابہ کی طرف جو آپ کے ساتھ تھے اشارہ کر کے فرمایا: ”ان کے پاس لے جاؤ۔“ لیکن جب صحابہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے بھی اسے کھانا پسند نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے اس پر ان سے فرمایا: ”تم کھا لو کیونکہ میں جس سے سرگوشی کرتا ہوں تم اس سے نہیں کرتے۔“ (آپ کی مراد فرشتوں سے تھی) سعید بن کثیر بن عفیر نے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں، عبداللہ بن وہب سے اس حدیث میں یوں روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاری تھی اور لیث اور ابو صفوان عبداللہ بن سعید اموی نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا لیکن انہوں نے ہانڈی کا قصہ نہیں بیان کیا، اب میں نہیں جانتا کہ ہانڈی کا قصہ حدیث میں داخل ہے یا زہری نے بڑھا دیا ہے۔

٧٣٦٠ـ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ وَعَمِّيْ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ

(٧٣٦٠) مجھ سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد اور چچا نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے، انہیں محمد بن جبیر نے خبر دی اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ نے انہیں ایک حکم دیا۔ انہوں نے عرض کیا: یا

شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ: زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ: كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ. [راجع: ٣٦٥٩]

رسول اللہ! اگر میں آپ کو نہ پاؤں پھر کیا کروں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر ؓ کے پاس جانا۔'' حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے یہ اضافہ کیا کہ غالباً خاتون کی مراد وفات تھی۔

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری ؒ دلالت کی مثال کے طور پر لائے کہ نبی کریم ﷺ نے عورت کے یہ کہنے سے کہ میں آپ کو نہ پاؤں یہ سمجھ لیا کہ مراد اس کی موت ہے۔ بعض نے کہا اس میں دلالت ہے ابوبکر صدیق ؓ کے خلیفہ ہونے کی اور حضرت عمر ؓ نے جو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صراحت کے ساتھ، باقی اشارے کے طور پر تو کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابوبکر صدیق ؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً یہ حدیث اور مرض موت میں ابوبکر ؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کی حدیث اور حضرت عائشہ ؓ کی وہ حدیث کہ اپنے بھائی اور باپ کو بلا بھیج، میں لکھ دوں، ایسا نہ ہو کوئی آرزو کرنے والا کچھ آرزو کرے اور وہ حدیث کہ صحابہ ؓ نے آپ سے پوچھا ہم آپ کے بعد کس کو خلیفہ کریں؟ فرمایا ابوبکر ؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں عمر ؓ کرو گے تو وہ ایسے ہیں، علی ؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں مگر مجھ کو امید نہیں کہ تم علی ؓ کو کرو گے۔ اس حدیث میں بھی ابوبکر ؓ کو پہلے بیان کیا اور شاہ ولی اللہ ؒ نے ازالۃ الخفاء میں اس بحث کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ''اہل کتاب سے دین کی کوئی بات نہ پوچھو''۔

٧٣٦١ـ وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذَلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

(۷۳۶۱) ابو یمان امام بخاری ؒ کے شیخ نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہوں نے معاویہ ؓ سے سنا، وہ مدینے میں قریش کی ایک جماعت سے حدیث بیان کر رہے تھے۔ معاویہ ؓ نے کعب احبار کا ذکر کیا اور فرمایا: جتنے لوگ اہل کتاب سے احادیث نقل کرتے ہیں ان سب میں کعب احبار بہت سچے تھے اور باوجود اس کے کبھی کبھی ان کی بات جھوٹ نکلتی تھی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کعب احبار جھوٹ بولتے تھے۔

تشریح: کعب احبار ؓ یہود کے بڑے عالم تھے جو حضرت عمر ؓ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے۔

٧٣٦٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ

(۷۳۶۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کے

التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾)) الْآيَةَ. [البقرة:١٣٦] [راجع: ٤٤٨٥]

لیے عربی میں کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور کہو: ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے تم پر نازل ہوا'' آخر آیت تک۔

٧٣٦٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى رَسُوْلِهِ أَحْدَثُ؟ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوْا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَ كُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ٢٦٨٥]

(٧٣٦٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو جبکہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی وہ تازہ بھی ہے اور محفوظ بھی اور تمہیں اس نے بتا بھی دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنا دین بدل ڈالا اور اللہ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اسے اپنے ہاتھ سے از خود بنا کر لکھا اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے دنیا کا تھوڑا سا مال کما لیں۔ تمہارے پاس (قرآن اور حدیث کا) جو علم ہے وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے منع کرتا ہے۔ واللہ! میں تو نہیں دیکھتا کہ اہل کتاب میں سے کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہو۔

تشریح: تمہارے پاس اللہ کا سچا کلام قرآن موجود ہے اس کی شرح حدیث تمہارے پاس ہے۔ پھر بڑے شرم کی بات ہے کہ تم ان سے پوچھو۔ بہت سے علما نے اس حدیث کی رو سے تورات اور انجیل اور اگلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی مکروہ رکھا ہے کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیلی ہوئی۔ ایسا نہ ہو ضعیف الایمان لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائے لیکن جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو اور وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا چاہے اور اسلام پر جو اعتراضات وہ کرتے ہیں ان کا جواب دیتا ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں ہے بلکہ اجر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ

باب: نبی کریم ﷺ کسی چیز سے لوگوں کو منع کریں تو وہ حرام ہوگا مگر یہ کہ اس کی اباحت دلائل سے معلوم ہو جائے

وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِيْنَ أَحَلُّوْا: ((أَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ)).

اسی طرح آپ جس کام کا حکم کریں، مثلاً: جب لوگ حج سے فارغ ہو گئے تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد: ''اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔''

وَقَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ پر آپ نے اس کا کرنا ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف اسے حلال کیا تھا۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمیں جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے لیکن حرام نہیں ہوا۔

تشریح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو اسماعیلی نے وصل کیا۔ مطلب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اصل میں امر وجوب کے لیے اور نہی تحریم کے لیے موضوع ہے مگر جہاں قرائن یا دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ وجوب یا تحریم مقصود نہیں ہے تو وہاں امر اباحت کے لیے اور نہی کراہت کے لیے ہو سکتی ہے۔ حدیث ذیل سے باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کا جو حکم آپ نے دیا تھا وہ وجوب کے لیے نہ تھا۔ قرآن میں بھی ایسے امر موجود ہیں جیسے فرمایا: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (٥/ المائدة:٢) یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو حالانکہ شکار کرنا کچھ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (٦٢/ الجمعة:١٠)

٧٣٦٤۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ؛ ح: وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ.

(۷۳۶۴) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عطاء نے بیان کیا، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) امام ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ محمد بن بکر برقی نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، اس وقت اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ عمرے کا نہیں باندھا۔

قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ: ((أَحِلُّوا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ)) قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُولُ: لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ؟ قَالَ: وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي

عطاء نے بیان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر نبی کریم ﷺ ۴ ذی الحجہ کی صبح کو آئے اور جب ہم بھی حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں اور آپ نے فرمایا: ''حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔'' عطاء نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ان پر یہ ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف حلال کیا، پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہم میں یہ بات ہو رہی ہے کہ عرفہ پہنچنے میں صرف پانچ دن رہ گئے ہیں اور پھر بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا حکم دیا ہے، کیا ہم عرفات اس حالت میں جائیں کہ مذی یا منی ہمارے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ عطاء نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح مذی ٹپک رہی ہو، اس کو ہلایا، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، تم میں سب سے زیادہ سچا ہوں، سب سے زیادہ نیک ہوں اور اگر میرے

مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ)) فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا. [راجع: ١٥٥٧]

پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا، پس تم بھی حلال ہو جاؤ۔ اگر مجھے وہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔'' چنانچہ ہم حلال ہو گئے اور ہم نے آپ ﷺ کی بات سنی اور آپ کی اطاعت کی۔

٧٣٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ)) قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً)). [راجع: ١١٨٣]

(٧٣٦٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے حسین بن ذکوان معلم نے، ان سے عبیداللہ بن بریدہ نے، کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی نماز سے پہلے بھی نماز پڑھو۔'' اور تیسری مرتبہ میں فرمایا: ''جس کا جی چاہے کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ اسے لوگ لازمی سنت بنا لیں۔''

تشریح: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اصل میں امر وجوب کے لیے ہے جب تو آپ نے تیسری بار ((لمن شاء)) فرما کر یہ وجوب رفع کیا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِخْتِلَافِ

باب: احکام شرع میں جھگڑا کرنے کی کراہت کا بیان

٧٣٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيْعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ)). قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا. [راجع: ٥٠٦٠]

(٧٣٦٦) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے خبر دی، انہیں سلام بن ابی مطیع نے، انہیں ابو عمران جونی نے، ان سے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تمہارے دل ملے رہیں قرآن پڑھو اور جب تم میں اختلاف ہو جائے تو اس سے دور ہو جاؤ۔'' ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: عبدالرحمٰن نے سلام سے سنا۔

تشریح: یعنی جب کوئی شبہ درپیش ہو اور جھگڑا پڑے تو اختلاف نہ کرو بلکہ اس وقت قراءت ختم کر کے علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ مراد آپ ﷺ کی جھگڑے سے ڈرانا ہے نہ کہ قراءت سے منع کرنا کیونکہ نفس قراءت منع نہیں ہے۔

٧٣٦٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ

(٧٣٦٧) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران جونی نے اور ان سے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تمہارے دلوں میں اتحاد و اتفاق ہو قرآن

مَا ائْتَلَفَتْ [عَلَيْهِ] قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). [راجع: ٥٠٦٠]

پڑھو اور جب اختلاف ہو جائے تو اس سے دور ہو جاؤ۔"

[قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ:] وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: اور یزید بن ہارون واسطی نے ہارون اعور سے بیان کیا، ان سے ابوعمران جونی نے بیان کیا، ان سے جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

تشریح: جسے دارمی نے وصل کیا۔

٧٣٦٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((هَلُمَّ! أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ)) قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: مَا قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُومُوا عَنِّي)) قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

(٧٣٦٨) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے، جن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا: "آؤ میں تمہارے لیے ایک ایسا مکتوب لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ تکلیف میں مبتلا ہیں، تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ گھر کے لوگوں میں بھی اختلاف ہو گیا اور آپس میں بحث کرنے لگے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے قریب (لکھنے کا سامان) کر دو وہ تمہارے لیے ایسی چیز لکھ دیں گے کہ اس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے اور بعض نے وہی بات کہی جو عمر رضی اللہ عنہ کہہ چکے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ کے پاس لوگ اختلاف و بحث زیادہ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا: "میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔" عبیداللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے بھاری مصیبت تو وہ تھی جو رسول کریم ﷺ اور اس نوشت لکھوانے کے درمیان حائل ہوئے، یعنی جھگڑا اور شور۔

[راجع: ١١٤]

تشریح: نبی کریم ﷺ نے اس جھگڑے اور شور اور اختلاف کو دیکھ کر اپنا ارادہ بدل دیا جو عین منشائے الٰہی کے تحت ہوا۔ بعد میں آپ کافی وقت تک باہوش رہے مگر یہ خیال مکرر ظاہر نہیں فرمایا۔ بعد میں امر خلافت میں جو کچھ ہوا وہ عین اللہ و رسول کی منشا کے مطابق ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مطلب تھا۔ حدیث اور باب میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اختلاف باہمی کو پسند نہیں فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ شوریٰ میں) فرمانا کہ

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى: ٣٨]
﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ [آل عمران: ١٥٩]
وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهِ: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ [آل عمران: ١٥٩] فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ.

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوا: أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ)) وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ ﷺ.

وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو

''مسلمانوں کا کام آپس کے صلاح اور مشورے سے چلتا ہے۔''

(اور سورۂ آل عمران میں) فرمانا کہ ''اے پیغمبر! ان سے کاموں میں مشورہ لے۔'' اور یہ بھی بیان ہے کہ مشورہ ایک کام کا مصمم عزم اور اس کے بیان کر دینے سے پہلے لینا چاہیے جیسے فرمایا: ''پھر جب ایک بات ٹھہرا لے (صلاح ومشورے کے بعد) تو اللہ پر بھروسہ کر'' (اس کو کر گزر)۔ پھر جب آنحضرت ﷺ مشورے کے بعد ایک کام ٹھہرا لیں اب کسی آدمی کو اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا درست نہیں (یعنی دوسری رائے دینا) اور نبی کریم ﷺ نے جنگ احد میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا مدینے ہی میں رہ کر لڑیں یا باہر نکل کر۔ جب آپ نے زرہ پہن لی اور باہر نکل کر لڑنا ٹھہرا لیا، اب بعض لوگ کہنے لگے مدینے ہی میں رہنا اچھا ہے۔ آپ نے ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ (مشورے کے بعد) آپ ایک بات ٹھہرا چکے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جب پیغمبر (لڑائی پر مستعد ہو کر) اپنی زرہ پہن لے (ہتھیار وغیرہ باندھ کر لیس ہو جائے) اب بغیر اللہ کے حکم کے اس کو اتار نہیں سکتا۔'' (اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا) اور آنحضرت ﷺ نے علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان لگایا گیا تھا اس مقدمہ میں مشورہ کیا اور ان کی رائے سنی یہاں تک کہ قرآن اترا اور آپ نے تہمت لگانے والوں کو کوڑے مارے اور علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما میں جو اختلاف رائے تھا اس پر کچھ التفات نہیں کیا (علی رضی اللہ عنہ کی رائے اوپر گزری ہے) بلکہ آپ نے اللہ کے ارشاد کے موافق حکم دیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جتنے امام اور خلیفہ ہوئے وہ ایماندار لوگوں اور عالموں سے مباح کاموں میں مشورہ لیا کرتے تھے تاکہ جو کام آسان ہو، اسے اختیار کریں، پھر جب ان کو قرآن اور حدیث کا حکم مل جاتا تو اس کے خلاف کسی کی نہ سنتے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی پیروی سب پر مقدم ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے لڑنا مناسب سمجھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے جبکہ آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے: ''مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جب انہوں نے لا الہ الا

بَكْرٍ إِلَى مَشُورَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الَّذِينَ فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)). وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَشُورَةِ عُمَرَ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ.

اللہ کہہ لیا تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچالیا۔“ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا، میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو ان فرضوں کو جدا کریں جن کو رسول اللہ ﷺ نے یکساں رکھا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی وہی رائے ہوگئی۔ غرض ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر کچھ التفات نہ کیا کیونکہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ کا حکم موجود تھا کہ جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں، دین کے احکام اور ارکان کو بدل ڈالیں ان سے لڑنا چاہیے (وہ کافر ہوگئے) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے) اسے مار ڈالو۔“ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے میں وہی صحابہ شریک رہتے جو قرآن کے قاری تھی (یعنی عالم لوگ) جوان ہوں یا بوڑھے اور عمر رضی اللہ عنہ جہاں اللہ کی کتاب کا کوئی حکم سنتے بس ٹھہر جاتے اس کے موافق عمل کرتے اس کے خلاف کسی کا مشورہ نہ سنتے۔

تشریح: سبحان اللہ! عمدہ اخلاق حاصل کرنے کے لیے قرآن سے زیادہ کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس آیت شوریٰ میں وہ طریقہ اختصار کے ساتھ بیان کردیا جو بڑی بڑی پوٹ کتابوں کا لب لباب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آدمی کو دینی اور دنیاوی کاموں میں صرف اپنی منفرد رائے پر بھروسہ کرنا باعث تباہی اور بربادی ہے۔ ہر کام میں عقلا اور علما سے مشورہ لینا چاہیے، پھر بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ مشورہ ہی لیتے لیتے وہمی مزاج ہوجاتے ہیں۔ ان میں قوت فیصلہ بالکل نہیں ہوتی۔ ایسے آدمیوں سے بھی کوئی کام پورا نہیں ہوتا تو فرمایا پس مشورے کے بعد جب ایک کام ٹھہرالے اب کوئی وہم نہ کر اور اللہ کے بھروسے پر کر گزر یہی قوت فیصلہ ہے۔ یہ سب باب میں مذکورہ احادیث اوپر موصولاً گزر چکی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اور بادشاہ اسلام کو سلطنت کے کاموں میں علما اور عقلمندوں سے مشورہ لینا چاہیے لیکن جس کام میں اللہ اور رسول کا حکم صاف صاف موجود ہے اس میں مشورہ کی حاجت نہیں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنا چاہیے اگر مشورے والے اس کے خلاف مشورہ دیں تو اس کو بیکار سمجھنا چاہیے۔ اللہ اور رسول پر کسی کی تقدیم جائز نہیں ہے۔ دعوا کل قول عند قول محمد ﷺ۔

٧٣٦٩۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُاللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ

(۷۳۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں وحی اس وقت تک نہیں آئی تھی اور آنحضرت ﷺ اپنی اہل خانہ کو جدا کرنے کے سلسلہ میں ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہی مشورہ دیا جو انہیں معلوم تھا، یعنی آنحضرت ﷺ کے اہل خانہ کی برأت کا لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ

فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: لَنْ يُضَيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟)) قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ فَتَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا)) فَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

[راجع: ٢٥٦٣]

نے آپ پر کوئی پابندی تو عائد نہیں کی ہے اور ان کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں، باندی سے آپ دریافت فرما لیں، وہ آپ سے صحیح بات بتا دے گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا: ''کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے شبہ ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ میں نے اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر بھی سو جاتی ہیں اور پڑوس کی بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے (کم عمری کی وجہ سے مزاج میں لاپروائی ہے) اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے مسلمانو! میرے معاملے میں اس سے کون نمٹے گا جس کی اذیتیں اب میرے اہل خانہ تک پہنچ گئی ہیں اللہ کی قسم! میں نے ان کے بارے میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانا ہے۔'' پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا قصہ بیان کیا اور ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا۔

٧٣٧٠۔ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((مَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ)) وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ: لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي؟ فَأَذِنَ لَهَا فَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾. [راجع: ٢٥٩٣]

(۷۳۷۰) مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''تم مجھے ان لوگوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو جو میرے اہل خانہ کو بدنام کرتے ہیں، حالانکہ ان کے بارے میں مجھے کوئی بری بات کبھی معلوم نہیں ہوئی۔'' عروہ سے روایت ہے، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کا علم ہوا (کہ کچھ لوگ انہیں بدنام کر رہے ہیں) تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ اپنے والد کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام کو بھیجا۔ انصار میں سے ایک صاحب ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: "سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ"، ''تیری ذات پاک ہے اے اللہ! ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس طرح کی باتیں کریں۔ تیری ذات اک ہے! یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔''

تشریح: یہ واقعہ پیچھے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ

اللہ کی توحید اور اس کی ذات وصفات کا بیان

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب اعمال کے بیان سے فارغ ہوئے تو عقائد کا بیان شروع کیا گویا ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی۔ اوپر خوارج اور روافض کا رد ہو چکا ہے۔ اب قدریوں اور جہمیوں کا رد اس کتاب میں کیا۔ یہی چار فرقے بدعتیوں کے سرکردہ ہیں۔ جہمیہ منسوب ہے جہم بن صفوان کی طرف جو ایک بدعتی شخص ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ اللہ کی ان صفات کی جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں بالکل نفی کرتا تھا گویا اپنے نزدیک تنزیہ میں مبالغہ کرتا تھا اور اہلحدیث کو مشبہہ اور مجسمہ قرار دیتا، آخر مسلم بن احوز نے اس کی گردن کاٹی۔ کمبخت کا منہ کالا ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اللہ کو لا شیء اور معدوم بنا دیا۔ میں کہتا ہوں ہمارے زمانہ میں بھی اللہ رحم کرے جہم کے متبعین کا ہجوم ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مکان اور جہت میں نہیں ہے نہ اترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ بات کرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ تعجب کرتا ہے۔ معاذ اللہ! اہلحدیث ان سب صفات کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس عرش کے اوپر ہے مگر وہ عرش کا محتاج نہیں۔ عرش وفرش سب اس کے محتاج ہیں وہ جب چاہتا ہے آواز اور حروف کے ساتھ بات کرتا ہے جس لغت میں چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے اترتا ہے، تجلی فرماتا ہے پھر عرش کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، ہنستا ہے، تعجب کرتا ہے۔ عرش پر رہ کر رتی رتی تحت الثریٰ تک سب جانتا ہے، اس کے علم اور سمع اور بصر سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ وہ علم سے سب کے ساتھ ہے اور مدد سے مؤمنوں کے ساتھ ہے اور رحمت اور کرم سے نیک بندوں کے ساتھ ہے، اس کے ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں، منہ ہے، انگلیاں ہیں، کمر ہے جیسے اس کی ذات مقدس کو لائق ہے نہ یہ کہ مخلوق کے ہاتھوں اور پاؤں یا منہ یا انگلیوں یا آنکھوں یا کمر کی طرح جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذات سے مشابہ نہیں ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات سے نہیں ملتیں۔ نہ اس کی کسی صفت کی ہم تشبیہ دے سکتے ہیں وہ جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک جواں مرد کی صورت میں دیکھا اور قیامت کے دن بھی ایک صورت میں ظاہر ہو گا پھر دوسری صورت میں اور مؤمنین اور نیک بندے اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ یہ خلاصہ ہے اہل حدیث کے اور اہل سنت کے اعتقاد کا جس میں کسی اگلے امام کا اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اسی اعتقاد پر قائم رکھے اور اسی اعتقاد پر مارے۔ اس اعتقاد پر حشر کرے اور پچھلے مولویوں کی گمراہی سے بچائے رکھے۔ جنہوں نے اپنے عقائد بدل ڈالے اور صحابہ اور تابعین اور مجتہدین امت یعنی امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل، سفیان ثوری، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، امام بخاری، ترمذی، طبرانی، ابن جریر، شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن حزم، ابن تیمیہ، ابن قیم اور عبداللہ بن مبارک وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنا اعتقاد یوں قائم کیا کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے نہ وہ عرش کے اوپر ہے نہ فرش پر نہ آگے نہ پیچھے نہ داہنے نہ بائیں نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ اتر سکتا ہے نہ چڑھ سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے، نہ کسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے نہ اس کا منہ ہے نہ آنکھ، نہ ہاتھ نہ پاؤں۔ فرق ضالہ میں معتزلہ بہت آگے ہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"وقد سمى المعتزلة انفسهم (اهل العدل والتوحيد) وعنوا بالتوحيد ما اعتقدوه من نفى الصفات الالهية، لاعتقادهم أن اثباتها يستلزم التشبيه ومن شبه الله بخلقه اشرك وهم فى النفى موافقون للجهمية واما اهل السنة ففسروا التوحيد بنفى التشبيه والتعطيل ومن ثم قال الجنيد فيما حكاه وابو القاسم القشيرى (التوحيد افراد القديم من المحدث)

وقال ابو القاسم التميمى فى (كتاب الحجة) التوحيد مصدر وحد يوحد، ومعنى وحدت الله اعتقدته منفردا بذاته وصفاته لا نظير له ولا شبيه، وقيل معنى وحدته علمته واحدا وقيل سلبت عنه الكيفية والكمية فهو واحد فى ذاته لا انقسام له وفى صفاته لا شبيه له وفى الهيته وملكه وتدبيره لا شريك له ولا رب سواه ولا خالق غيره وقال ابن بطال تضمنت ترجمة الباب ان الله ليس بجسم لأن الجسم مركب من اشياء مؤلفة وذلك يرد على الجهمية فى زعمهم انه جسم، كذا وجدت فيه ولعله اراد ان يقول المشبهة وأما الجهمية فلم يختلف احد ممن صنف فى المقالات انهم ينفون الصفات حتى نسبوا الى التعطيل وثبت عن ابى حنيفة انه قال بالغ جهم فى نفى التشبيه حتى قال ان الله ليس بشىء وقال الكرمانى الجهمية فرقة من المبتدعة ينتسبون الى جهم بن صفوان مقدم الطائفة القائلة ان لا قدرة للعبد اصلا وهم جبرية بفتح الجيم وسكون الموحدة ومات مقتولا فى زمن هشام بن عبدالملك انتهى وليس الذى انكروه على الجهمية مذهب الجبر خاصة وانما الذى اطبق السلف على ذمهم بسببه انكار الصفات، حتى قالوا ان القران ليس كلام الله وانه مخلوق۔" (فتح البارى پاره ۳۰، صفحه ٤٢٧)

عبارت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "فرقہ معتزلہ نے اپنا نام صاحب عدل وتوحید رکھا ہے اور ان کی توحید سے نفی صفات الٰہیہ مراد ہے کیونکہ اثبات میں تشبیہ لازم آتی ہے اور جس نے اللہ کی تشبیہ مخلوق سے دی وہ مشرک ہو جاتا ہے اور وہ اس نفی میں فرقہ جہمیہ کے موافق ہے لیکن اہل سنت نے توحید کی تفسیر نفی تشبیہ وتعطیل سے کی ہے۔ اسی نوع کا قول جنید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا کہ توحید سے ایسی ذات مراد ہے جو قدیم سے حادث نہیں۔ ابوالقاسم تیمی نے کتاب الحجہ میں تحریر فرمایا ہے کہ توحید مصدر ہے۔ جس کے صیغے وَحَّدَ یُوَحِّدُ ہیں۔ توحید سے ایسا اعتقاد مراد ہے کہ اللہ اپنی ذات اور صفات میں منفرد ہے۔ نہ اس کی کوئی شبیہ ہے نہ نظیر۔ بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اپنے علم میں منفرد ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ کیفیت اور کمیت سے بے نیاز ہے۔ یعنی اللہ اپنی ذات اور صفات میں کمی وبیشی اور تغیرات سے بالاتر ہے اور اس کی ذات ابن واب کی تقسیم سے بھی پاک ہے اس کی صفات تشبیہ سے منزہ ہیں۔ اس کی معبودیت اور حکومت وتدبیر خلائق میں کوئی شریک نہیں۔ نہ اس کے سوا کوئی رب اور خالق ہے۔ ابن بطال نے اتنا اضافہ اور کیا کہ اللہ کی ذات جسم سے بے نیاز ہے کیونکہ جسم کی تعریف یہ ہے کہ وہ چند اشیائے مختلفہ اور متفقہ سے مرکب ہو جس سے جہمیہ کی تردید ہوتی ہے جو جسم کو تسلیم کرتے ہیں اور غالباً اس سے مشبہہ کے قول کی تردید بھی مراد ہے۔ فرقہ جہمیہ کی ساری کتابوں میں بلا اختلاف یہ عقیدہ تحریر ہے کہ اللہ کی ساری صفتیں جو بیان کی جاتی ہیں غلط ہیں اور انہوں نے اللہ کی ذات کو معطل (بے کار) قرار دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فرقہ جہمیہ اس عقیدہ میں بہت غلو کر گئے کہ اللہ کی کوئی ہستی نہیں۔ کرمانی کا قول ہے کہ یہ فرقہ جہمیہ نیا فرقہ ہے جو جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ پہلے وہ جبریہ عقیدہ کا قائل تھا کہ بندہ مجبور محض ہے جو جہم ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں قتل کیا گیا جن وجوہ پر لوگوں نے اس فرقہ جہمیہ کی تردید کی ہے، ان میں جبر کا خاص مقام ہے اور سلف نے ان کی مذمت پر جو اتفاق کیا ہے وہ ان کے انکار صفات کی بنا پر ہے۔ وہ یہاں تک کہہ گئے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ جملہ مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔"

فرقہ معتزلہ کا بانی ایک شخص واصل بن عطاء نامی گزرا ہے جو بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان الحمار کے عہد میں فوت ہوا۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ (کبیرہ گناہ کفر ہے اور صاحب کبیرہ کافر ہے) اور مرجیہ کے قول (مؤمن کو گناہ سے مطلق ضرر نہیں جس طرح کہ کافر کو اطاعت سے کوئی نفع نہیں) ان دونوں میں آپ فیصلہ فرمائیں آپ ابھی خاموش تھے کہ آپ کا ایک شاگرد واصل بن عطاء نامی بول اٹھا کہ صاحب کبیرہ کا حکم دونوں کے درمیان ہے نہ وہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔ واصل یہ کہتا ہوا ایک ستون کی طرف الگ ہو گیا۔ اس پر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعتزل عنا واصل یعنی واصل معتزلی (ہم سے الگ ہو، وہ ہو گیا) واصل نے اپنے خیالات کی اشاعت شروع کی اور کئی ایک اشخاص جو پہلے بھی مسئلہ تقدیر وغیرہ میں اس کے ہم خیال اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان کا گروہ ایک فرقہ بن گیا۔ جن کا نام حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق

دوسروں کی زبان پر معتزلہ پڑ گیا لیکن خود انہوں نے اپنے لیے اہل العدل والتوحید رکھا۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک اللہ پر واجب ہے کہ مطیع کو ثواب دے اور عاصی کو اگر وہ بغیر توبہ کے مر گیا ہو تو عذاب کرے ورنہ اس کا عدل قائم نہیں رہے گا۔ نیز ان کے نزدیک بھی جہمیہ کی طرح صفات باری کا مفہوم مفہوم ذات پر کوئی زائد امر نہیں اس کی صفات عین اس کی ذات ہے ورنہ تعدد لازم آئے گا اور توحید قائم نہیں رہے گی یہ فرقہ ایک وقت میں بہت بڑھ گیا تھا اور خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں ان خیالات فاسدہ کے معتزلی عالم ابو ہذیل علاف اور ابراہیم نظام تھے۔ ان ہی لوگوں نے یہ عقیدہ نکالا کہ قرآن مجید مخلوق ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو مامون کے دربار میں ابتلا میں ڈلوانے والے یہی علمائے سوء تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے کتاب تاریخ اہل حدیث مؤلف مولانا میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا مطالعہ کیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان چاروں گمراہ فرقوں کا مختلف طریقوں سے ردّ فرمایا ہے۔ جبریہ، قدریہ، جہمیہ، معتزلہ۔ ان کے عقائد فاسدہ کی تردید قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کتاب کا خاص موضوع ہے جو بغور مطالعہ کرنے پر بخوبی واضح ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دینا

تشریح: امت میں امت دعوت اور امت اجابت دونوں داخل ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اولین دعوت، دعوت توحید ہے اور سارے انبیا کی بھی اولین دعوت یہی رہی ہے جیسا کہ آیت: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (۲۱/الانبیاء: ۲۵) سے ظاہر ہے۔

٧٣٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ. [راجع: ١٣٩٥]

(۷۳۷۱) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے بیان کیا، ان سے ابومعبد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔

٧٣٧٢۔ ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ: ((إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ

(۷۳۷۲) (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن علاء نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن امیہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے بیان کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد سے سنا، بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب رسول کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا: "تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کو ایک مانیں (اور میری رسالت کو مانیں) جب اسے وہ سمجھ لیں تو

إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوْا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيْرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوْا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ)). [راجع: ١٣٩٥]

پھر انہیں بتانا کہ اللہ نے ایک دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں کو لوٹا دی جائے گی، جب وہ اس کا بھی اقرار کرلیں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور لوگوں کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا۔“

تشریح: توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید ربوبیت، توحید الوہیت۔ اللہ کو رب ماننا یہ قسم تو اکثر کفار و مشرکین کو بھی تسلیم رہی ہے۔ دوسری توحید کے معنی یہ کہ عبادت و بندگی کے جتنے کام ہیں ان کو خالص ایک اللہ کے لیے بجالانا۔ مشرکین کو اس سے انکار رہا اور آج اکثر نام نہاد مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ عبادت و بندگی اللہ کے سوا بزرگوں اور اولیائے کرام کی بھی بجالاتے ہیں۔ اکثر مسلمان نما مشرکین قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ بزرگان اسلام کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اس حدیث میں بہ سلسلہ تبلیغ پہلے توحید الوہیت کی دعوت دینا ضروری قرار دیا ہے پھر دیگر ارکان اسلام کی تبلیغ کرنا و کتاب التوحید سے حدیث کا یہی تعلق ہے کہ بہرحال توحید الوہیت مقدم ہے۔

٧٣٧٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ: سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)). [راجع: ٢٨٥٦] [مسلم: ١٤٥، ١٤٦]

(٧٣٧٣) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوحصین اور اشعث بن سلیم نے، انہوں نے اسود بن ہلال سے سنا، ان سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟“ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: ”یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔“

تشریح: عبادات و بندگی کے کاموں میں اللہ پاک کو وحدہ لاشریک لہ مانے۔ یہی وہ حق ہے جو اللہ نے اپنے ہر بندے بندی کے ذمہ واجب قرار دیا ہے۔ بندے ایسا کریں تو ان کا حق بذمہ اللہ پاک یہ ہے کہ وہ ان کو بخش دے اور جنت میں داخل کرے۔

٧٣٧٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ

(٧٣٧٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوسعید

سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٥٠١٣]

خدری ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص قتادہ بن نعمان کو بار بار "قل هو الله احد" پڑھتے سنا، صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح واقعہ بیان کیا جیسے وہ اسے کم سمجھتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔" اسماعیل بن جعفر نے امام مالک سے یہ بڑھایا کہ ان سے عبدالرحمٰن نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سعید خدری ؓ نے کہا کہ مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: اس سورت کو سورۂ اخلاص کہا گیا ہے۔ اس میں جملہ اقسام کے شرک کی تردید کرتے ہوئے خالص توحید کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ہر ہر لفظ توحید کا مظہر ہے۔ مضامین قرآن کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ توحید الٰہی اور اس کے صفات وافعال کا بیان دوسرا قصص کا بیان، تیسرا احکام شریعت کا بیان تو قل هو الله احد میں ایک حصہ موجود ہے اس لیے اس سورت کا مقام تہائی قرآن کے برابر ہوا۔ سورۂ اخلاص کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بعضے از علماء گفته اندكه شركت گاہے درعددمی باشدو آنر بلفظ احد نفی فرمود وگاہے در مرتبه ومذہب می باشد وآنرا بلفظ صمد نفی فرمود وگاہے درنسبت می باشد وآنرا بلفظ لم بلد ولم بولد نفي فرمود وگاہے دركار وتاثير می باشد وآنرا به لم يكن له كفوا احد نفی فرمود بہمیں جہت ایں سورة را سوده اخلاص فی گویند" یعنی بعض علما نے کہا ہے کہ شرکت کبھی عدد میں ہوتی ہے جس کی لفظ احد سے نفی کر دی گئی ہے اور کبھی شرکت مرتبہ اور منصب میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ صمد سے کی گئی ہے۔ کبھی شرکت نسبت میں ہوتی ہے۔ جس کی لفظ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ سے نفی کی گئی ہے اور کبھی شرکت کام اور تاثیر میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ سے کی گئی ہے۔ آگے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا کے مذاہب باطلہ پانچ ہیں۔ اول دہریہ، دوم فلاسفہ، سوم ثنویہ، چہارم یہود ونصاریٰ پنجم مجوسی اور ہر ایک کے ذکر میں حضرت شاہ نے اس سورۂ کا وہ کلمہ ذکر کیا ہے جس سے اس فرقہ کی تردید ہوتی ہے۔ پس اس سورۂ کو مسئلہ توحید میں جامع ومانع قرار دیا گیا ہے اسی لیے اس کی فضیلت ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

٧٣٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِـ

(٧٣٧٥) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن ابی ہلال نے اور ان سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے، وہ ام المومنین عائشہ ؓ کی پرورش میں تھیں۔ انہوں نے عائشہ ؓ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز "قل هو الله احد" پر ختم کرتے تھے۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل

«قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟)) فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ)). [مسلم: ١٨٩٠؛ نسائي: ٩٩٢]

کیوں اختیار کئے ہوئے تھے۔" چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "انہیں بتا دو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے۔"

تشریح: اس سورۂ شریف میں اللہ تعالیٰ کی اولین صفت وحدانیت دوسری صفت صمدانیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ معرفت الٰہی کے سمجھنے کے سلسلے میں وجود باری تعالیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد ان دو صفتوں کو سمجھنا ضروری ہے توالد وتناسل کا سلسلہ بھی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بالکل پاک ہے کہ وہ اولاد مثل مخلوق کے رکھتا ہو یا کوئی اس کا جننے والا ہو وہ ان ہر دو سلسلوں سے بہت دور ہے۔ اس سلسلہ کے لیے مذکر ہو یا مونث ہم ذات ہونا ضروری ہے اور ساری کائنات میں اس کا ہم ذات کوئی نہیں ہے۔ وہ اس بارے میں بھی وحدہ لاشریک لہ ہے۔ ان جملہ امور کو سمجھ کر معرفت الٰہی کا حاصل کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کا یہی اولین پیغام ہے۔ یہی اصل دعوت دین ہے لا الہ الا اللہ کا یہی مفہوم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ بنی اسرائیل میں کہ

«قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى» [الاسراء: ١١٠]

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو، جس نام سے بھی پکارو گے تو اللہ کے سب اچھے نام ہیں۔"

تشریح: ننانوے نام تو بہت مشہور ہیں جو ترمذی کی حدیث میں وارد ہیں اور ان کے سوا بھی بہت اسماء اور صفات قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔ ان سب سے اللہ کی یاد کر سکتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی نام یا صفت تراشنا جائز نہیں۔ حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مبارک ناموں میں عجیب آثار ہیں بشرطیکہ آدمی باطہارت ہو کر ادب سے ان کو پڑھا کرے اور یہ بھی ضروری ہے کہ حلال کا لقمہ کھاتا ہو، حرام سے پرہیز کرتا ہو۔ مثلاً غنا اور تونگری کے لیے یا غني یا مغني کا ورد رکھے۔ شفا اور تندرستی کے لیے یا شافي یا کافي یا معافي کا، حصول مطالب کے لئے یا قاضي الحاجات یا کافي المهمات کا، دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے یا عزيز یا قهار کا، ازدیاد عزت اور آبرو کے لیے یا رافع یا معز کا، علی هذا القياس۔ (وحیدی)

٧٣٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)). [راجع: ٦٠١٣]

(۷۳۷۶) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب اور ابو ظبیان نے اور ان سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔"

تشریح: باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اللہ کی ایک صفت رحم بھی ہے تو رحمان ورحیم ناموں سے بھی اسے پکار سکتے ہیں۔

٧٣٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۷۳۷۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَعَادَتِ الرَّسُوْلَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! [مَا هَذَا؟] قَالَ: ((هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). [راجع: ١٢٨٤]

کیا، ان سے عاصم احول نے، ان سے ابوعثمان نہدی نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کی ایک صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھیجے ہوئے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان کے لڑکے جان کنی میں مبتلا ہیں اور وہ آنحضور ﷺ کو بلا رہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم جا کر انہیں بتا دوں کہ اللہ ہی کا سب مال ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے دے اور اس کی بارگاہ میں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے، پس ان سے کہو کہ صبر کریں اور اس پر صبر ثواب کی نیت سے کریں۔'' صاحبزادی نے دوبارہ آپ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن معاذ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی کھڑے ہوئے (پھر جب آپ صاحبزادی کے گھر پہنچے تو) بچہ آپ کو دیا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی جیسے پرانی مشک کا حال ہوتا ہے۔ یہ دیکھ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔''

تشریح: ترجمہ باب یہیں سے نکلا کہ اللہ کے لیے صفت رحم کا اثبات ہوا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [الذاريات: ٥٨]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ ذاریات میں کہ ''میں بہت روزی دینے والا، زوردار مضبوط ہوں۔''

تشریح: قرآن مجید میں یوں ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (٥١/الذاريات: ٥٨) امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں لفظ انا الرزاق لکھے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہی قراءت ہے۔

٧٣٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَحَدٌ

(٧٣٧٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کم بخت

أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)). [راجع: ٦٠٩٩]

مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور انہیں روزی دیتا ہے۔''

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ [الجن: ٢٦] وَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ [لقمان: ٣٤] وَ ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ [النساء: ١٦٦] ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ [فاطر: ١١] ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ [حم السجدة: ٤٧]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ جن میں کہ

''وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب کو کسی پر نہیں کھولتا''۔ اور سورۂ لقمان میں فرمایا: ''بلاشبہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے'' اور: ''اس نے اپنے علم ہی سے اسے نازل کیا۔'' ''اور عورت جسے اپنے پیٹ میں اٹھاتی ہے اور جو کچھ جنتی ہے وہ اسی کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور اسی کی طرف قیامت میں لوٹایا جائے گا۔''

قَالَ يَحْيَى: الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

یحییٰ بن زیاد فراء نے کہا ہر چیز پر ظاہر ہے، یعنی علم کی وجہ سے اور ہر چیز پر باطن ہے، یعنی علم کی وجہ سے۔

٧٣٧٩ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ)). [راجع: ١٠٣٩]

(٧٣٧٩) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غیب کی پانچ کنجیاں ہیں، جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے، اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس جگہ کوئی مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔''

تشریح: اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ غیب کا علم نبی کریم ﷺ کو بھی نہ تھا مگر جو بات اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی تو ابن صلیت کہنے لگا۔ محمد (ﷺ) اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور آسمان کے حالات تم سے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو اپنی اونٹنی کی خبر نہیں وہ کہاں ہے؟ یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے اور میں تو قسم اللہ کی وہی بات جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلائی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا وہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے، ایک درخت پر اٹکی ہوئی ہے، آخر صحابہ رضی اللہ عنہم گئے اور اس کو لے کر آئے۔

٧٣٨٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

(٧٣٨٠) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا، ان سے

مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ [الانعام: ۱۰۳] وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ)).

مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں خود کہتا ہے کہ ”نظریں اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔“ اور جو کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے تھے تو غلط کہتا ہے کیونکہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: ”غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔“

[راجع: ۳۲۳۴]

تشریح: سچ ہے:

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار
گر کسے دعویٰ کند ہر گز ازو باور مدار

جو غالی لوگ رسول کریم ﷺ کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں اور از خود ایک غلط عقیدہ گھڑتے ہیں۔ لوگوں کو ایسے خناس لوگوں سے دور رہ کر اپنے دین وایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ رسول کریم ﷺ نے جو بھی غائبانہ خبریں دی ہیں وہ سب وحی الٰہی سے ہیں۔ ان کو غیب کہنا لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾ [الحشر: ۲۳]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ حشر میں

”اللہ سلامتی دینے والا (السَّلَامُ) امن دینے والا (الْمُؤْمِنُ) ہے۔“

تشریح: سب کو سلامت رکھنے والا اور سب کو امن دینے والا۔

۷۳۸۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقُ ابْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)). [راجع: ۸۳۱]

(۷۳۸۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم (ابتدائے اسلام میں) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے السلام علی اللہ تو نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”اللہ تو خود ہی ”السلام“ ہے۔ البتہ اس طرح کہو: ”التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔“

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ ناس میں کہ ”لوگوں کا بادشاہ“

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في:٧٤١٢]

٧٣٨٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟))

وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٨١٢]

اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

(۷۳۸۲) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں سعید نے، وہ ابن مسیب سے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔''

شعیب، زبیدی، ابن مسافر اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے بیان کیا اور ان سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ [الصافات: ١٨٠] ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾ [المنافقون: ١٨٠] وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَصِفَاتِهِ.

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَقُولُ جَهَنَّمُ: قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ)) [راجع:٤٨٤٨] وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا)) [راجع: ٦٥٧٣] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: لَكَ ذَلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) [راجع:٦٥٧٤] وَقَالَ أَيُّوبُ: ((وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ)). [راجع: ٢٧٩]

''اور وہی غالب ہے، حکمت والا'' اور فرمایا: ''اے رسول! تیرا مالک عزت والا ہے، ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بناتے ہیں۔'' اور فرمایا: ''عزت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے۔'' اور جو شخص اللہ کی عزت اور اس کی دوسری صفات کی قسم کھائے تو وہ قسم منعقد ہو جائے گی۔

اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا تو جہنم کہے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم!'' اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا: ''ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا جو سب سے آخری دوزخی ہوگا جسے جنت میں داخل ہونا ہے وہ کہے گا: اے رب! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور میں کچھ نہیں مانگوں گا۔'' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کہے گا کہ تمہارے لیے یہ ہے اور اس سے دس گنا۔'' اور ایوب علیہ السلام نے دعا کی: ''اور تیری عزت کی قسم! کیا میں تیری عنایت اور سرفرازی سے کبھی بے پروا ہو سکتا ہوں۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے صفات الٰہیہ کا اثبات فرمایا جو معتزلہ کی تردید ہے۔

٧٣٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ)).

[مسلم: ٦٨٩٩]

(۷۳۸۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین معلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: ”تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا نہیں، تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔“

٧٣٨٤- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (([لَا يَزَالُ] يُلْقَى فِي النَّارِ)) [ح] وَ قَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ؛

ح: وَعَنْ مُعْتَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَهِيَ: ﴿تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ: قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ)).

[راجع: ٤٨٤٨] [مسلم: ٧١٧٩]

(۷۳۸۴) ہم سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔“ (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا اسے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، اسے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے۔

(تیسری سند) اور خلیفہ بن خیاط نے اس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے روایت کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دوزخیوں کو برابر دوزخ میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ (دوزخ) کہے جائے گی کہ کیا ابھی اور ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین اس پر اپنا قدم رکھ دے گا اور پھر اس کا بعض بعض سے سمٹ جائے گا اور اس وقت وہ کہے گی کہ بس بس، تیری عزت اور کرم کی قسم! اور جنت میں جگہ باقی رہ جائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کر دے گا اور وہ لوگ جنت کے باقی حصے میں رہیں گے۔“

تشریح: دوزخ یوں کہے گی کہ ابھی بہت جگہ خالی ہے اور لاؤ اور لاؤ۔ اس حدیث سے قدم کا ثبوت ہے۔ اہل حدیث نے ید اور وجہ اور عین اور حقو اور اصبع کی طرح اس کی بھی تاویل نہیں کی لیکن تاویل کرنے والے کہتے ہیں قدم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا لیکن یہ تاویل ٹھیک نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ انعام میں: ”اور وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ﴾. [الانعام: ۷۳]

پیدا کیا۔“

تشریح: یعنی اپنے وجود کی پہچان کروانے کے لیے اس لیے، کہ مصنوع سے صانع پر استدلال ہوتا ہے۔ بعض نے کہا مطلب امام بخاری ؒ کا یہ ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت کریں کہ اس کے کلام پر حق کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی آسمان زمین کو کلمہ کن سے جو حق ہے پیدا کیا حق کا اطلاق خود پروردگار پر بھی ہوتا ہے یعنی ہمیشہ قائم رہنے والا اور باقی رہنے والا کبھی فنا نہ ہونے والا۔ وہ اپنی ان جملہ صفات میں وحدہ لا شریك له ہے۔

۷۳۸۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ: ((اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ! لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ لِي غَيْرُكَ)) [راجع: ۱۱۲۰] حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ: ((أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ)).

(۷۳۸۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے سلیمان احول نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات میں یہ دعا کرتے تھے: ”اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمان وزمین کا مالک ہے، حمد تیرے لیے ہی ہے تو آسمان وزمین کا قائم کرنے والا ہے اور ان سب کا جو اس میں ہے، تیرے ہی لیے حمد ہے تو آسمان وزمین کا نور ہے، تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیری ملاقات سچ ہے، جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت سچ ہے، اے اللہ! میں نے تیرے ہی سامنے سر جھکا دیا، میں تجھ ہی پر ایمان لایا، میں نے تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا۔ میں نے تیری ہی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا اور میں تجھ ہی سے انصاف کا طلب گار ہوں، پس تو میری مغفرت کر، ان تمام گناہوں میں جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں مجھ سے صادر ہوں جو میں نے چھپا رکھے ہیں اور جن کا میں نے اظہار کیا ہے، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“ اور ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا اور کہا: ہم سے سفیان ثوری نے، پھر یہی حدیث بیان کی اور اس میں یوں ہے: ”تو حق ہے اور تیرا کلام حق ہے۔“

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ اللہ پاک پر لفظ حق کا اطلاق درست ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ [النساء: ١٣٤]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد

”اور اللہ بہت سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ:

اور اعمش نے تمیم سے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے عائشہ ؓ نے کہ انہوں نے کہا: ساری حمد اسی اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو تمام آوازوں کو سنتا ہے، پھر خولہ بنت ثعلبہ کا قصہ بیان کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾. [المجادلة: ١]

نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جو آپ (ﷺ) سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی۔''

٧٣٨٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ: ((ارْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا)) ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ لِيْ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ! قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ)) أَوْ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ؟)) [راجع: ٢٩٩٢]

(٧٣٨٦) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوعثمان نہدی نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور جب ہم بلندی پر چڑھتے تو (زور سے، چلا کر) تکبیر کہتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اپنے اوپر رحم کھاؤ! اللہ بہرا نہیں ہے اور نہ وہ کہیں دور ہے۔ تم ایک سننے، بہت واقف کار اور قریب رہنے والی ذات کو بلاتے ہو۔'' پھر آنحضرت ﷺ میرے پاس آئے میں اس وقت دل میں ''لا حول ولا قوة الا بالله'' کہہ رہا . آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس! ''لا حول ولا قوة الا باللّٰه'' کہا کرو کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں؟''

تشریح: وہ یہی لا حول ولا قوة الا بالله ہے۔ اللہ تعالیٰ غائب نہیں ہے۔ اس کا یہ معنی ہے کہ وہ ہر جگہ ہر چیز کو ہر آواز کو دیکھ اور سن رہا ہے۔ آواز کیا چیز ہے وہ تو دلوں تک کی بات جانتا ہے۔ یہ کہا کرتے ہیں اللہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے اس کا بھی یہی معنی ہے کہ کوئی چیز اس کے علم، سمع اور بصر سے پوشیدہ نہیں ہے اسکا مطلب یہ نہیں ہے جیسے جہمیہ ملاعنہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات قدسی صفات سے ہر مکان یا ہر جگہ میں موجود ہے، ذات مقدس تو اس کی بالائے عرش ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر جگہ ہے، حضور کا یہی معنی ہے۔ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ آسمان پر ہے زمین پر نہیں ہے یعنی اس کی ذات مقدس بالائے آسمان اپنے عرش پر ہے اور دین کے کل اماموں کا یہی مذہب ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یہ کلمہ لا حول ولا قوة الا بالله عجب پر اثر کلمہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلمے میں یہ اثر رکھا ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ پڑھا کرے وہ ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمارے پیر ومرشد حضرت مجدد کا ختم روزانہ یہی تھا کہ سو سو بار اول وآخر درود شریف پڑھتے اور پانچ سو مرتبہ لا حول ولا قوة الا بالله اور دنیا اور آخرت کے تمام مہمات اور مقاصد حاصل ہونے کے لیے یہ بارہ کلمے میں نے تجربہ کئے ہیں جو کوئی ان کو ہر وقت جب فرصت ہو بلا قید عدد پڑھتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کل مرادیں پوری ہوں گی۔ ''سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔ أستغفر الله۔ لا اله الا الله لا حول ولا قوة الا بالله۔ يا رافع يا معز يا غني يا مغني يا حي يا قيوم برحمتك استغيث يا ارحم الراحمين۔ لا إله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين۔ حسبنا الله ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير۔'' ایسا ہوا کہ ایک ملحد بے دین شخص اہلحدیث اور اہل علم کا بڑا دشمن تھا اور اس قدر طاقت ور ہو گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ہر شخص کو خصوصاً دین داروں کو اس کے شر سے اپنی عزت وآبرو سنبھالنا دشوار ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہی کلموں کے طفیل سے اس کا قلع قمع کر دیا اور اپنے بندوں کو راحت دی۔ جب اس کے فی النار والسقر ہونے کی خبر آئی تو دفعتاً یہ مادہ تاریخ دل میں گزرا۔

چونکه بوجهل رفت از دنیا ○ گشته تاریخ او بما ذمه
رائے بیروں کن وبگیر حدیث ○ مات فرعون هذه الامه

۷۳۸۷، ۷۳۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)).

(۷۳۸۷، ۸۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے عمرو نے خبر دی، انہیں یزید نے، انہیں ابوالخیر نے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: یارسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں کیا کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی نہیں بخشا، پس میرے گناہ اپنے پاس سے بخش دے، بلاشبہ تو مغفرت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

[راجع: ۸۳٤]

تشریح: اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے، دعا کرنا اسی وقت فائدہ دے گا جب وہ سنتا دیکھتا ہو تو آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ وہ سنتا دیکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی باریکی فہم اس دعا میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے بہ صیغہ امر اور بکاف خطاب اور اللہ تعالیٰ کا مخاطب کرنا اسی وقت صحیح ہوگا جب وہ سنتا دیکھتا اور حاضر ہو ورنہ غائب شخص کو کون مخاطب کرے گا پس اس دعا سے باب کا مطلب ثابت ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور سرگوشی کی حالت میں کوئی بات کہنا اسی وقت موثر ہوگی جب مخاطب بخوبی سنتا ہو تو اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا سمع بے انتہا ہے وہ عرش پر رہ کر بھی نمازی کی سرگوشی سن لیتا ہے اور یہی باب کا مطلب ہے۔ (وحیدی)

۷۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ نَادَانِي قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ)). [راجع: ۳۲۳۱]

(۷۳۸۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے خبر دی، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ نے آپ کی قوم کی بات سن لی اور وہ بھی سن لیا جو انہوں نے آپ کو جواب دیا۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾ [الانعام: ٦٥]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ انعام میں فرمانا کہ ''کہہ دیجئے کہ وہ قدرت والا ہے''

۷۳۹۰- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ

(۷۳۹۰) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی موالی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا، وہ عبداللہ بن حسن سے بیان کرتے تھے، انہوں نے

مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيُّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: ((إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ! فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ ـ ثُمَّ تُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ ـ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ ـ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي ـ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، اللَّهُمَّ! وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي ـ أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ ـ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ)).

[راجع: ١١٦٢]

کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ سلمی رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر مباح کام میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے: ”جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے سوا دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر سلام کے بعد یہ دعا کرے اے اللہ! میں تیرے علم کے طفیل اس کام میں خیریت طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت مانگتا ہوں اور تیرا فضل کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے نہیں، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیوب کا بہت جاننے والا ہے۔ اے اللہ! پس اگر تو یہ بات جانتا ہے (اس وقت استخارہ کرنے والے کو اس کام کا نام لینا چاہیے) کہ اس کام میں میرے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی ہے یا اس طرح فرمایا کہ میرے دین میں اور گزران میں اور میرے ہر انجام کے اعتبار سے بھلائی ہے تو اس پر مجھے قادر بنا دے اور میرے لیے اسے آسان کردے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اے اللہ! اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین اور گزارہ کے اعتبار سے اور میرے انجام کے اعتبار سے، یا فرمایا کہ میری دنیا و دین کے اعتبار سے تو مجھے بھی اس کام سے دور کردے اور میرے لیے بھلائی مقدر کردے جہاں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس پر راضی اور خوش رکھ۔“

تشریح: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں قدرت الٰہی کا بیان ہے۔ استخارہ کے معنی خیر کا طلب کرنا یہ نماز اور دعا مسنون ہے۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَقَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دلوں کا پھیرنے والا ہے

﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾ [الانعام: ١١٠]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ انعام میں فرمان: ”اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے۔“

٧٣٩١ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ

(٧٣٩١) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے

عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ!)). [راجع: ٦٦١٧]

اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قسم اس طرح کھاتے: ''قسم اس کی جو دلوں کا پھیر دینے والا ہے۔''

تشریح: میں یہ بات نہیں کہوں گا یا یہ کام نہیں کروں گا دلوں کے پھیرنے والے کی قسم۔ دلوں کا پھیرنا، یہ بھی اللہ کی صفت ہے اور یہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس صفت میں بھی وحدہ لا شريك له ہے۔

بَابُ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا

باب: اس بیان میں کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ [الرحمن: ٢٧] الْعَظَمَةِ ﴿الْبَرُّ﴾ [الطور: ٢٨] اللَّطِيفُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ کے معنی جلال اور عظمت والا۔ ﴿الْبَرُّ﴾ کے معنی لطیف اور باریک بین۔

تشریح: یہ ننانوے نام ایک روایت میں وارد ہیں لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ اس کو اس کتاب میں نہ لا سکے۔ اہل حدیث کے نزدیک اللہ کے اسماء اور صفات اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہیں اور جہمیہ نے ان کو مخلوق کہا ہے۔ لعنهم الله تعالى۔ ننانوے کا عدد کچھ حصر کے لیے نہیں ہے، ان کے سوا اور بھی نام قرآن اور احادیث میں وارد ہیں۔ جیسے مقلب القلوب، ذوالجبروت، ذوالملكوت، ذوالكبرياء، ذو العظمة، كافى، دائم، صادق، ذى المعارج، ذى الفضل، غالب وغیرہ۔

٧٣٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [راجع: ٢٧٣٦] ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

(٧٣٩٢) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو انہیں یاد کر لے گا وہ جنت میں جائے گا۔'' ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ کے معنی حفظناہ کے ہیں۔

تشریح: سورۂ یٰسین کی آیت: ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ (٣٦/یٰسین: ١٢) میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْإِسْتِعَاذَةِ بِهَا

باب: اللہ کے ناموں کے وسیلے سے مانگنا اور ان کے ذریعے پناہ چاہنا

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اہل حدیث کا مذہب ثابت کیا کہ اسم عین مسمیٰ ہے اور مسمیٰ کی طرح غیر مخلوق ہے اور جہمیوں کا رد کیا کیونکہ اگر اسم مخلوق ہوتا اور مسمیٰ کا غیر ہوتا تو غیر اللہ سے مانگنا اور غیر اللہ سے پناہ چاہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

٧٣٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ

(٧٣٩٣) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے کپڑے کے کنارے سے تین مرتبہ صاف

ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)).

کر لے اور یہ دعا پڑھے: ”اے میرے رب! تیرا نام لے کر میں اپنی کروٹ رکھتا ہوں اور تیرے نام ہی کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری جان کو باقی رکھا تو اسے معاف کرنا اور اگر اسے (اپنی طرف سوتے ہی میں) اٹھالیا تو اس کی حفاظت اس طرح کرنا جس طرح تو اپنے نیکوکار بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔“

تَابَعَهُ يَحْيَى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٣٢٠] [مسلم: ٣٤٠١؛ ابن ماجه: ٣٨٧٤]

اس روایت کی متابعت یحییٰ اور بشر بن مفضل نے عبیداللہ سے کی ہے۔ ان سے سعید نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور زہیر، ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبیداللہ سے یہ اضافہ کیا کہ ان سے سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور اس کی روایت ابن عجلان نے کی، ان سے سعید نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: اس کی متابعت محمد بن عبدالرحمن الدراوردی اور اسامہ بن حفص نے کی۔

محمد بن عبدالرحمن طفاوی اور اسامہ بن حفص کی روایات خود اس کتاب میں موصولاً گزر چکی ہیں اور عبدالعزیز کی روایت کو عدی رضی اللہ عنہ نے وصل کیا۔

٧٣٩٤ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ٦٣١٢]

(٧٣٩٤) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربعی بن خراش نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹنے جاتے تو یہ دعا کرتے: ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوں اور اسی کے ساتھ مروں گا۔“ اور جب صبح ہوتی تو یہ دعا کرتے ”تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اس کے بعد زندہ کیا کہ ہم مر چکے تھے اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

تشریح: مرنے سے یہاں سونا مراد ہے۔ نیند موت کی بہن ہے کما ورد۔

٧٣٩٥ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ:

(٧٣٩٥) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ربعی بن حراش نے، ان سے خرشہ بن حر نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں لیٹنے جاتے تو کہتے: ”ہم تیرے ہی نام سے مریں گے اور اسی سے زندہ

((بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا)) فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ)). [راجع: ٦٣٢٥]

ہوں گے۔" اور جب بیدار ہوتے تو کہتے: "تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔"

تشریح: اللہ کے نام کے ساتھ برکت لینا اور مدد طلب کرنا ثابت ہوا یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٣٩٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ أَللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ١٤١]

(۷۳۹۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سالم نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھ لے: شروع اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھنا اور تو جو بچہ عطا کرے اسے بھی شیطان سے دور رکھنا۔ تو اسی صحبت میں ان دونوں سے کوئی بچہ نصیب ہوا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

تشریح: بوقت جماع بھی اللہ کے نام کے ساتھ برکت طلب کرنا ثابت ہوا، یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٣٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ؟ قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ)). [راجع: ١٧٥]

(۷۳۹۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ہمام نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار کے لیے چھوڑتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور ان کے ساتھ اللہ کا نام بھی لے لو، پھر وہ کوئی شکار پکڑیں اور اسے کھائیں نہیں تو تم اسے کھا سکتے ہو اور جب شکار پر بن پھال کے تیر، یعنی لکڑی سے کوئی شکار مارے لیکن وہ نوک سے لگ کر جانور کا گوشت چیر دے تو ایسا شکار بھی کھاؤ۔"

تشریح: اللہ کے نام کی برکت سے ایسا شکار بھی حلال ہے۔

٧٣٩٨۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ هَاهُنَا أَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُوْنَا بِلُحْمَانٍ لَا

(۷۳۹۸) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خالد احمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا، وہ اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے بیان کرتے تھے کہ ان سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہاں کے قبیلے ابھی حال ہی میں اسلام لائے ہیں اور وہ ہمیں گوشت لا کر دیتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ

نَدْرِي يَذْكُرُوْنَ عَلَيْهَا اسْمَ اللّٰهِ أَمْ لَا، قَالَ: ((اذْكُرُوْا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا)) تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ. [راجع: ٢٠٥٧] [ابوداود: ٢٨٢٩]

ذبح کرتے وقت انہوں نے اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں (تو کیا ہم اسے کھا سکتے ہیں؟) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم اس پر اللہ کا نام لے کر اسے کھا لیا کرو۔“ اس روایت کی متابعت محمد بن عبدالرحمٰن دراوردی اور اسامہ بن حفص نے کی۔

تشریح: برکت اور حلت اور مدد کے لیے اللہ کا نام استعمال کرنا ثابت ہوا، یہی باب سے مناسبت ہے۔

٧٣٩٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ. [راجع: ٥٥٥٣] [ابوداود: ٢٧٩٤]

(٧٣٩٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور ذبح کرتے وقت "بسم اللہ واللہ اکبر" پڑھا۔

٧٤٠٠۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ)). [راجع: ٩٨٥]

(٧٤٠٠) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے اور ان سے جندب رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو موجود تھے۔ آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہیں کیا تو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔“

تشریح: اللہ کی کبریائی کے ساتھ اس کا نام لینا اس سے مدد چاہنا یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٤٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ)). [راجع: ٢٦٧٩] [مسلم: ٤٢٥٩]

(٧٤٠١) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھایا کرو، اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے نام کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔“

تشریح: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور حاکم نے کہا صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس باب میں نبی کریم امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد احادیث لا کر یہ ثابت کیا کہ اسم مسمّٰی کا عین ہے اگر غیر ہوتا تو نہ اسم سے مدد لی جاتی نہ اسم پر ذبح کرنا جائز ہوتا نہ اسم پر کتا شکار کے لیے چھوڑا جاتا۔ علی هذا القياس۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ

باب: اللہ تعالیٰ کو ذات کہہ سکتے ہیں یہ اس کے

وَالنُّعُوْتِ وَأَسَامِي اللّٰهِ

اسماء اور صفات ہیں

وَقَالَ خُبَيْبٌ: وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ.

اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت کہا کہ یہ سب تکلیف اللہ کی ذات مقدس کے لیے ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ انہوں نے ذات کا لفظ لگایا۔

٧٤٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو ابْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ:

وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيْبُوْا. [راجع: ٣٠٤٥]

(٧٤٠٢) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر دس اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن میں خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کے ہاں بھیجا۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عیاض نے خبر دی، کہ حارث کی صاحبزادی زینب نے انہیں بتایا کہ جب لوگ خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے آمادہ ہوئے (اور وہ قید میں تھے) تو اسی زمانے میں انہوں نے ان سے صفائی کرنے کے لیے استرہ لیا تھا، جب وہ لوگ خبیب رضی اللہ عنہ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے گئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

''اور جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی پروا نہیں کہ مجھے کس پہلو پر قتل کیا جائے گا اور میرا یہ مرنا اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے گا تو میرے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے اعضاء پر برکت نازل کرے گا۔''

پھر ابن الحارث نے انہیں قتل کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس حادثے کی اطلاع اسی دن دی جس دن یہ صحابی شہید کئے گئے تھے۔

جن میں اللہ پر لفظ ذات کا اطلاق کیا گیا ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

تشریح: بنولحیان کے دوسو آدمیوں نے ان کو گھیر لیا۔ سات بزرگ شہید ہو گئے تین کو قید کر کے لے چلے۔ ان ہی میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے جنہیں بنو حارث نے خرید لیا اور ایک مدت تک ان کو قید رکھ کر قتل کیا۔ حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کا ترجمہ یوں کیا ہے:

جب مسلماں بن کے دنیا سے چلوں ☆ مجھ کو کیا ڈر ہے کس کروٹ گروں
میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں ☆ وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہوجائے گا ☆ اس کے ٹکڑوں پر وہ برکت دے فزوں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ آل عمران میں

﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ [آل عمران: ٢٨]

''اور اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ مائدہ

وَقَوْلِهِ: ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ [المائدة: ١١٦]

میں (عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں) اور یا اللہ! تو وہ جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے لیکن میں وہ نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔“

تشریح: اللہ پر اس کے نفس کا اطلاق ہوا جو نص صریح ہے لہٰذا تاویل ناجائز ہے۔

٧٤٠٣۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ)). [راجع: ٤١٣٤]

(۷۴۰۳) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اور اسی لیے اس نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی تعریف پسند کرنے والا نہیں۔“

تشریح: آدمی کے لیے یہ عیب ہے کہ اپنی تعریف پسند کرے لیکن پروردگار کے حق میں یہ عیب نہیں ہے کیونکہ وہ تعریف کے سزاوار ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا۔ یہ طریق تفسیر سورۂ انعام میں گزر چکا ہے۔ اس میں اتنا زائد ہے: ولذلك مدح نفسه تو نفس کا اطلاق پروردگار پر ثابت ہوا۔ کرمانی نے اس پر خیال نہیں کیا اور جس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں کر آئے تھے اس کو یہاں بھول گئے۔ انہوں نے کہا مطابقت اس طرح سے ہے کہ احد کا لفظ بھی نفس کے لفظ کے مثل ہے۔

٧٤٠٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)). [راجع: ٣١٩٤]

(۷۴۰۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا، اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔“

٧٤٠٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ

(۷۴۰۵) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا میں نے ابوصالح سے سنا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں، پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت

ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)). [طرفاه في: ٧٥٠٥، ٧٥٣٧] [مسلم: ٦٨٠٥، ٦٨٣٢، ٦٩٥٢؛ ترمذي: ٢٣٨٨]

قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔''

تشریح: یعنی میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے گا میں بھی اسی طرح اس سے پیش آؤں گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کے قصور معاف کر دوں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کو عذاب کروں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رجاء کا جانب بندے میں غالب ہونا چاہیے اور پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیے اگر گناہ بہت ہیں تو بھی یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (٣٩/الزمر: ٥٣)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص: ٨٨]

باب: سورۂ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ کے چہرے کے سوا تمام چیزیں مٹ جانے والی ہیں''

تشریح: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ منہ کا اطلاق پروردگار پر قرآن وحدیث میں آ رہا ہے اور گمراہ جہمیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے منہ سے ذات اور ید سے قدرت کے ساتھ تاویل کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ردّ کیا ہے۔

٧٤٠٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) فَقَالَ: ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) قَالَ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذَا أَيْسَرُ)). [راجع: ٤٦٢٨]

(٧٤٠٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ کہہ دیجئے: وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل کرے۔'' تو نبی کریم ﷺ نے کہا: ''میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر آیت کے یہ الفاظ نازل ہوئے کہ ''یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب آ جائے۔'' تو آپ ﷺ نے پھر کہا: ''میں تیرے چہرے کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''یا تمہیں فرقہ بندی میں مبتلا کر دے'' (کہ یہ بھی عذاب کی قسم ہے)۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ آسان ہے بہ نسبت پہلے عذابوں کے۔''

تشریح: کیونکہ ان میں سب تباہ ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرقہ بندی بھی اللہ کا عذاب ہے۔ امت عرصہ سے اس عذاب میں گرفتار ہے اور وہ اس کو عذاب ماننے کے لیے تیار نہیں، صد افسوس!

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ [طه: ٣٩] تُغَذَّى وَقَوْلِهِ

باب: سورۂ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے فرمانا:

''میری آنکھوں کے سامنے تو پرورش پائے۔'' اور ارشاد خداوندی سورۂ قمر

[جَلَّ ذِكْرُهُ:] ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ [القمر: ١٤]

میں: ''نوح کی کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے پانی پر تیر رہی تھی۔''

تشریح: اللہ پر لفظ آنکھ کا اطلاق ثابت ہوا۔

٧٤٠٧۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ -وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ- وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)). [راجع: ٣٠٥٧].

(۷۴۰۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کانا نہیں ہے اور آپ نے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور دجال مسیح کی دائیں آنکھ کانی ہوگی، جیسے اس کی آنکھ پر انگور کا ایک اٹھا ہوا دانہ ہو۔''

تشریح: ثابت ہوا کہ اس کی شان کے مطابق اس کی آنکھ ہے اور وہ بے عیب ہے جس کی تاویل جائز نہیں۔

٧٤٠٨۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، [قَالَ:] سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)). [راجع: ٧١٣١]

(۷۴۰۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو قتادہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جتنے نبی بھی بھیجے ان سب نے جھوٹے کانے دجال سے اپنی قوم کو ڈرایا وہ دجال کانا ہوگا اور تمہارا رب (آنکھوں والا ہے) کانا نہیں ہے، اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا، کافر۔''

تشریح: یہ مسیح دجال کا حال ہے جو دجال حقیقی ہوگا باقی مجازی دجال مولویوں، پیروں، اماموں کی شکل میں آکر امت کو گمراہ کرتے رہیں گے جیسا کہ حدیث میں ((ثلاثون دجالون کذابون)) کے الفاظ آئے ہیں۔ حدیث میں اللہ کی بے عیب آنکھ کا ذکر آیا۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ [الحشر: ٢٤]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ حشر میں: ''وہی اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا نقشہ کھینچنے والا ہے''

٧٤٠٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ: أَنَّهُمْ

(۷۴۰۹) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا، ان سے ابن محیریز نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ غزوہ بنو مصطلق میں انہیں باندیاں غنیمت میں ملیں تو انہوں نے چاہا کہ ان سے ہم بستری کریں لیکن حمل نہ ٹھہرے۔ چنانچہ

أَصَابُوْا سَبَايَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَسْتَمْتِعُوْا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا)). [راجع: ٢٢٢٩] [مسلم: ٣٥٥٣؛ ابوداود: ٢١٧٠؛ ترمذي: ١١٣٨]

لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے عزل کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم عزل بھی کرو تو کوئی قباحت نہیں مگر قیامت تک جس جان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونا لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔'' (اس لیے تمہارا عزل کرنا بیکار ہے)۔ اور مجاہد نے قزعہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی جان جو پیدا ہونی ہے، اللہ تعالیٰ ضرور اسے پیدا کر کے رہے گا۔''

تشریح: عزل کے معنی صحبت کرنے پر انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال دینا ہے۔ آیت کے الفاظ ﴿الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ (۵۹/الحشر:۲۴) ہر سہ کا اس سے اثبات ہوتا ہے، یہی باب سے تعلق ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾. [ص: ٧٥]

باب: اللہ تعالیٰ نے (شیطان سے) فرمایا: ''تو نے اسے کیوں سجدہ نہیں کیا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ کے لیے دونوں ہاتھوں کا ہونا برحق ہے مگر جیسا اللہ ہے ویسے اس کے ہاتھ ہیں ہم کو ان کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جملہ صفات وارده کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا چاہیے۔ آمنا باللہ کما هو باسمائه وصفاته۔

٧٤١٠۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِاسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا آدَمُ! أَمَا تَرَى النَّاسَ؟ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُوْلِ اللَّهِ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ

(۷۴۱۰) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی طرح جیسے ہم دنیا میں جمع ہوتے ہیں، مؤمنوں کو اکٹھا کرے گا (وہ گرمی وغیرہ سے پریشان ہو کر) کہیں گے کاش! ہم کسی کی سفارش اپنے مالک کے پاس لے جاتے تا کہ ہمیں اپنی اس حالت سے آرام ملتا، چنانچہ سب مل کر آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے: اے آدم! آپ لوگوں کا حال نہیں دیکھتے کس بلا میں گرفتار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے (خاص) اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو بتائے (ہر لغت میں بولنا بات کرنا سکھلایا) کچھ سفارش کیجئے تا کہ ہم کو اس جگہ سے نجات ہو کر آرام ملے۔ کہیں گے میں اس لائق نہیں، ان کو وہ گناہ یاد آ جائے گا جو انہوں نے کیا تھا (ممنوع درخت میں سے کھانا) مگر تم لوگ ایسا کرو نوح

خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَهُ وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا[ﷺ] عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُونِّي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي وَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَ قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ: يَا

پیغمبر کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا۔ آخر وہ لوگ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے، میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے (دنیا میں) کی تھی یاد کریں گے اور کہیں گے تم لوگ ایسا کرو ابراہیم پیغمبر کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں (ان کے پاس جائیں گے) وہ بھی اپنی خطائیں یاد کر کے کہیں گے میں اس لائق نہیں، لہٰذا تم موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو تورات عنایت فرمائی، ان سے بول کر باتیں کیں یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے دنیا میں کی تھی یاد کریں گے مگر تم ایسا کرو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کے خاص روح ہیں، یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں، لہٰذا تم ایسا کرو محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کی اگلی پچھلی خطائیں سب بخش دی گئی ہیں۔ آخر یہ سب لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئیں گے۔ میں چلوں گا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا، مجھے اجازت ملے گی۔ میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اسے منظور ہے وہ مجھے سجدے ہی میں پڑا رہنے دے گا، اس کے بعد حکم ہوگا محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری عرض سنی جائے گی تمہاری درخواست منظور ہوگی، تمہاری سفارش مقبول ہوگی، اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھا چکا ہے۔ (یا سکھلائے گا) پھر لوگوں کی سفارش شروع کر دوں گا۔ سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا، پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا اور اسے دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا جب تک پروردگار چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا، اس کے بعد ارشاد ہوگا محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھاؤ! جو تم کہو گے سنا جائے گا، سفارش کرو گے تو قبول ہوگی اور جس کا سوال کرو گے تو دیا جائے گا، پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا جو اللہ نے مجھے سکھلائیں (یا سکھلائے گا) اس کے بعد

رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً)). [راجع: ٤٤]

سفارش شروع کردوں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کردی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا، پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا۔ عرض کروں گا: اے پروردگار! اب تو دوزخ میں ایسے ہی لوگ رہ گئے ہیں جو قرآن کے بموجب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہنے کے لائق ہیں" (کافر اور مشرک) انس ؓ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دوزخ سے وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے (دنیا میں) لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دل میں ایک جو برابر ایمان ہوگا، پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دل میں گیہوں برابر ایمان ہوگا (گیہوں جو سے چھوٹا ہے) پھر وہ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہوگا۔"

تشریح: یہ حدیث اس سے پہلے کتاب التفسیر میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا بیان ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں خاص اپنے مبارک ہاتھوں سے بنائیں۔ تورات اپنے ہاتھ سے لکھی۔ آدم کا پتلا اپنے ہاتھ سے بنایا۔ جنة العدن کے درخت اپنے ہاتھ سے بنائے۔

٧٤١١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)) وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ)) وَقَالَ: ((عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ)). [راجع: ٤٦٨٤]

(٧٤١١) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب اس نے آسمان وزمین پیدا کیے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے، اس نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں پیدا کی جو اس کے ہاتھ میں ہے۔" اور فرمایا: "اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔"

تشریح: اللہ کے لیے ہاتھ کا اثبات مقصود ہے جس کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔ ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے دنیا میں نرا پانی ہی پانی اور نارائن یعنی پروردگار کا تخت پانی پر تھا۔ پانی میں سے ایک بخار نکلا اس سے ہوا پیدا ہوئی۔ ہواؤں کے آپس میں لڑنے سے آگ پیدا ہوئی، پانی کی تلچھٹ اور دُرد سے زمین کا مادہ بنا۔ واللہ اعلم۔ (وحیدی)

٧٤١٢ـ حَدَّثَنِي مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ [بْنِ يَحْيَى] قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ

(٧٤١٢) مجھ سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمٰوَاتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ))

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔“

٧٤١٣۔ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَرَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ)). [راجع: ٤٨١٢]

(۷۴۱۳) اور عمر بن حمزہ نے بیان کیا کہا کہ میں نے سالم سے سنا، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث۔ اور اس کی روایت سعید نے مالک سے کی، ابو یمان نے بیان کیا کہ انہیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ ؒ نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا۔“

تشریح: اللہ کی مٹھی کا اثبات ہوا۔

٧٤١٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُوْدِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾. [الزمر: ٦٧]

(۷۴۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا اس نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے سفیان سے، کہا ہم سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد (ﷺ)! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور زمین کو بھی ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے، پھر سورۂ انعام کی یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهُ. [راجع: ٤٨١١]

یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ اس روایت میں فضیل بن عیاض نے منصور سے اضافہ کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے، ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ پھر رسول اللہ ﷺ اس پر تعجب کی وجہ سے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس دیے۔

تشریح: اللہ کے واسطے اس کی شان کے مطابق انگلیوں کا اثبات ہوا۔ حدیث سے اللہ کے لیے پانچوں انگلیوں کا اثبات ہے۔ پس اللہ پر اس کی جملہ صفات کے ساتھ بغیر تاویل وتکییف ایمان لانا فرض ہے۔

٧٤١٥ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾. [راجع: ٤٨١١]

[مسلم: ٧٠٤٨، ٧٠٤٩]

(۷۴۱۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم سے سنا، کہا کہ میں نے علقمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوالقاسم! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا، زمین کو ایک انگلی پر روک لے گا اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر روک لے گا اور پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس پر ہنس دیے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے، پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

تشریح: آگے مذکور ہے: ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (۳۹/الزمر: ۶۷) اس دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔ سلف صالحین نے ان صفات کی تاویل کو پسند نہیں فرمایا۔ وهذا هو الصراط المستقيم۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد

''اللہ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں۔''

٧٤١٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ [التَّبُوْذَكِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللَّهِ! لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ

(۷۴۱۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے بیان کیا، ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے اور ان سے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو سیدھی تلوار سے اس کی گردن مار دوں، پھر یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے؟ بلاشبہ میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے۔ چاہے وہ ظاہر میں ہوں یا چھپ کر اور معذرت اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں، اسی لیے اس نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور تعریف اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں، اسی وجہ سے اس نے

بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ)). [راجع: ٦٨٤٦]

جنت کا وعدہ کیا ہے۔“

وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ((لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ)).

اور عبیداللہ بن عمرو نے عبدالملک سے روایت کی کہ ”اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔“

بَابٌ: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ﴾ [الانعام: ١٩]

باب: سورۂ انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے پیغمبر! ان سے پوچھ کس شے کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے“

فَسَمَّى اللَّهُ نَفْسَهُ شَيْئًا وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ وَقَالَ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص: ٨٨]

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو ”شَيْءٌ“ سے تعبیر کیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے قرآن کو ”شَيْءٌ“ کہا جبکہ قرآن بھی اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ کی ذات کے سوا ہر شے ختم ہونے والی ہے۔“

٧٤١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: ((أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. [راجع: ٢٣١٠]

(۷۴۱۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب سے پوچھا: ”کیا آپ کو قرآن میں سے کچھ شے یاد ہے؟“ انہوں نے کہا: ہاں، فلاں فلاں سورتیں انہوں نے ان کے نام بتائے۔

تشریح: یہ آپ نے اس آدمی سے فرمایا تھا جس نے ایک عورت سے نکاح کی درخواست کی تھی مگر مہر کے لیے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ قرآن کو لفظ شے سے تعبیر کیا۔

بَابٌ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ [هود: ٧] ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ [التوبة: ١٢٩]

باب: سورۂ ہود میں اللہ کا فرمان: ”اور اس کا عرش پانی پر تھا“ ”اور وہ عرش عظیم کا رب ہے“

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: ﴿اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ﴾ [فصلت: ١١] ارْتَفَعَ ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿اسْتَوَى﴾ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ

ابوالعالیہ نے بیان کیا کہ ﴿اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ ”وہ آسمان کی طرف بلند ہو“ ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ یعنی ”پھر انہیں پیدا کیا“۔ مجاہد نے کہا کہ ﴿اسْتَوَى﴾ بمعنی عَلَا عَلَى الْعَرْشِ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمَجِيْدُ﴾ الْكَرِيْمُ وَ ﴿الْوَدُوْدُ﴾ الْحَبِيْبُ يُقَالُ: ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِدَ.

فرمایا کہ ﴿الْمَجِيْدُ﴾ بمعنی کریم ہے ﴿الْوَدُوْدُ﴾ بمعنی الحبیب بولتے ہیں، ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ گویا یہ فعیل کے وزن پر ماجد سے ہے اور مَحْمُوْدٌ حَمِدَ سے مشتق ہے۔

٧٤١٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ!)) قَالُوْا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ! إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ)) قَالُوْا: قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ: ((كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ)) ثُمَّ أَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ! أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ. [راجع: ٣١٩٠]

(٧٤١٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے جامع بن شداد نے، ان سے صفوان بن محرز نے اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوتمیم! بشارت قبول کرو۔'' انہوں نے اس پر کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دے دی اب ہمیں بخشش بھی دیجئے پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''اے اہل یمن! بنوتمیم نے بشارت نہیں قبول کی تم اسے قبول کرو۔'' انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی ہم آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئے ہیں تا کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور تا کہ آپ سے اس دنیا کی ابتدا کے متعلق پوچھیں کہ کس طرح تھی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تھا اور کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا، پھر اس نے آسمان وزمین پیدا کیے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔'' (عمران بیان کرتے ہیں کہ) مجھے ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ عمران اپنی اونٹنی کی خبر لو، وہ بھاگ گئی ہے، چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ میں نے دیکھا میرے اور اس کے درمیان ریت کا چٹیل میدان حائل ہے اور اللہ کی قسم! میری تمنا تھی کہ وہ چلی ہی گئی ہوتی اور میں آپ کی مجلس سے نہ اٹھا ہوتا۔

تشریح: اللہ کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے، اس پر بغیر تاویل کے ایمان لانا ضروری ہے اور تاویل سے بچنا طریقہ سلف ہے۔

٧٤١٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ يَمِيْنَ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ

(٧٤١٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اسے کوئی خرچ کم نہیں کرتا جو دن رات وہ کرتا رہتا ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب سے زمین وآسمان کو اس نے پیدا کیا ہے کتنا خرچ

السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)). [راجع: ٤٦٨٤] [مسلم: ٢٣٠٩]

کر دیا، اس سارے خرچ نے اس میں کوئی کمی نہیں کی جو اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ اٹھاتا اور جھکاتا ہے۔“

تشریح: اللہ کے ہر دو ہاتھ ثابت ہیں جیسا اللہ ہے ویسے اس کے ہاتھ ہیں۔ اس کی کیفیت میں کرید کرنا بدعت ہے۔

٧٤٢٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اتَّقِ اللّٰهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ)) [قَالَتْ عَائِشَةُ] لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ قَالَ: فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ. وَعَنْ ثَابِتٍ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ [الاحزاب: ٣٧] نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

[راجع: ٤٧٨٧]

(۷۴۲۰) ہم سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (اپنی بیوی کی) شکایت کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسے ضرور چھپاتے۔ بیان کیا کہ چنانچہ زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر سے کہتی تھیں کہ تم لوگوں کی تمہارے گھر والوں نے شادی کی اور میری اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے شادی کی اور ثابت سے مروی ہے کہ آیت: ”اور آپ اس چیز کو اپنے دل میں چھپاتے ہیں جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے۔“ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح: حدیث سے اللہ تعالیٰ کا ساتوں آسمانوں کے اوپر ہونا ثابت ہے۔ باب سے یہی مناسبت ہے۔

٧٤٢١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَاءِ.

[راجع: ٤٧٩١] [مسلم: ٣٢٥٢]

(۷۴۲۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ پردے کی آیت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت کے ولیمہ کی دعوت دی اور زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے آسمان پر کرایا تھا۔

تشریح: اس حقیقت کو ان ہی لفظوں میں بلا حیل وحجت تسلیم کرنا طریقہ سلف ہے۔

٧٤٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي)). [راجع: ٣١٩٤]

(۷۴۲۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھ کر ہے۔“

تشریح: عرش ایک مخلوق ہے جس کا وجود قدیم ہے۔

٧٤٢٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). [راجع: ٢٧٩٠]

(۷۴۲۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا مجھ سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے ہجرت کی ہو یا وہیں مقیم رہا ہو جہاں اس کی پیدائش ہوئی تھی۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس کی اطلاع لوگوں کو نہ دے دیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے، پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیان کی جنت ہے اور بلند ترین اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔“

تشریح: جنتوں کو اور عرش کو اسی ترتیب سے تسلیم کرنا آیت: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (۲/البقرة:۳) کا تقاضا ہے۔ آمنا بما قال اللہ وقال رسولہ۔

٧٤٢٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! هَلْ تَدْرِي

(۷۴۲۴) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے اور ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کہاں جاتا ہے؟“ بیان کیا کہ میں

أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) ثُمَّ قَرَأَ: ((ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا)) فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ. [راجع: ٣١٩٩]

نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں فرمایا: ”یہ جاتا ہے اور سجدے کی اجازت چاہتا ہے، پھر اسے اجازت دی جاتی ہے اور گویا اسے کہا جاتا ہے کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے آئے ہو، چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوتا ہے۔“ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا﴾ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قراءت یوں ہی ہے۔

تشریح: یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سورج حرکت کرتا ہے اور زمین ساکن ہے جیسے اگلے فلاسفہ کا قول تھا اور ممکن ہے کہ حرکت سے یہ مراد ہو کہ ظاہر میں جو سورج حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس صورت میں لوٹ جانے کا لفظ ذرا غیر چسپاں ہوگا۔ دوسرا شبہ اس حدیث میں یہ ہوتا ہے کہ طلوع اور غروب سورج کا باعتبار اختلاف اقالیم اور بلدان تو ہر آن میں ہو رہا ہے پھر لازم آتا ہے کہ سورج ہر آن میں سجدہ کر رہا ہو اور اجازت طلب کر رہا ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بے شک ہر آن میں وہ ایک ملک میں طلوع دوسرے میں غروب ہو رہا ہے اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ کا سجدہ گزار اور طالب حکم ہے۔ اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ سجدے سے یہ سجدہ تھوڑا مراد ہے۔ جیسے آدمی سجدہ کرتا ہے بلکہ سجدہ قہری اور حالی یعنی اطاعت اوامر خداوندی۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے۔ معلوم ہوا پروردگار کا عرش بھی کروی ہے اور سورج ہر طرف سے اسکے تلے واقع ہے کیونکہ عرش تمام عالم کے وسط اور تمام عالم کو محیط ہے۔

٧٤٢٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ.

[راجع: ٢٨٠٧]

(۷۴۲۵) ہم سے موسیٰ بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن سباق نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور لیث نے کہا، ان سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا، پھر میں نے قرآن کی تلاش کی اور سورۂ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی۔ یہ آیات مجھے کسی اور کے پاس نہیں ملی تھیں ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ سورۂ توبہ کے آخر تک۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ: مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا اور ان سے یونس نے یہی بیان کیا اور بیان کیا کہ ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سورۂ

الْأَنْصَارِيِّ.

توبہ کی آخری آیات پائیں۔

تشریح: باب کی مناسبت اس آیت میں عرش کا ذکر ہے۔

٧٤٢٦- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)). [راجع: ٦٣٤٥]

(۷۴۲۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابو العالیہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت جاننے والا بڑا بردبار ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔“

تشریح: عرش عظیم ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ جانے تاویل کرنے والوں نے اس پر کیوں غور نہیں کیا۔

٧٤٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ)). [راجع: ٢٤١٢]

(۷۴۲۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب لوگ بیہوش کر دیے جائیں گے، پھر میں سب سے پہلے ہوش میں آ کر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔“

٧٤٢٨- وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوْسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ)). [راجع: ٢٤١١]

(۷۴۲۸) اور ماجشون نے عبداللہ بن فضل سے روایت کی، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھر میں سب سے پہلے اٹھنے والا ہوں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ تھامے ہوئے ہیں۔“

تشریح: باب سے یہ مناسبت ہے کہ اس میں عرش کا ذکر ہے۔ عرش کی تاویل کرنے والے طریقہ سلف کے خلاف بولتے ہیں۔ غفر اللہ لھم۔ آمین

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: سورۂ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ﴾ [المعارج: ٤] وَقَوْلِهِ: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ [فاطر: ١٠] وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:

”فرشتے اور روح القدس اس کی طرف چڑھتے ہیں۔“ اور اللہ کا سورۂ فاطر میں فرمان: ”اس کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں۔“ اور ابو جمرہ نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ کی

بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِأَخِيْهِ: اعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ [فاطر: ١٠] يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ: ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ [المعارج: ٣] الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

بعثت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ مجھے اس شخص کی خبر لا کر دو جو کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ اور مجاہد نے کہا: ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ نیک عمل پاکیزہ کلمے کو اٹھا لیتا ہے۔ (اللہ تک پہنچا دیتا ہے) ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ سے مراد فرشتے ہیں جو آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اللہ جل جلالہ کے علو اور فوقیت کے اثبات کے دلائل بیان کئے ہیں۔ اہلحدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور اللہ کو اوپر سمجھنا یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جاہل سے جاہل شخص جب مصیبت کے وقت فریاد کرتا ہے تو منہ اوپر اٹھا کر فریاد کرتا ہے مگر جہمیہ اور انکے اتباع نے برخلاف شریعت و برخلاف فطرت انسانی، فوقیت رحمانی کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جہم نماز میں بھی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ کے سبحان ربی الاسفل کہا کرتا تھا۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

٧٤٢٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ [فَيَقُوْلُ:] كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)). [راجع: ٥٥٥]

(۷۴۲۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یکے بعد دیگرے تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں اور یہ عصر اور فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ اوپر چڑھتے ہیں جنہوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہوتی ہے پھر اللہ تمہارے بارے میں ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ اسے تمہاری خوب خبر ہے۔ پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

٧٤٣٠- وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ)).

(۷۴۳۰) اور خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کی اور اللہ تک حلال کمائی ہی کی خیرات پہنچتی ہے، تو اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر لیتا ہے اور خیرات کرنے والے کے لیے اسے اس طرح بڑھاتا رہتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنی بچھیرے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ برابر ہو جاتی ہے۔“

وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ)). [راجع: ١٤١٠]

اور ورقاء نے اس حدیث کو عبداللہ بن دینار سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن یسار سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے، اس میں بھی یہ فقرہ ہے کہ ”اللہ کی طرف وہی خیرات چڑھتی ہے جو حلال کمائی میں سے ہو۔“

تشریح: اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سند کے لانے سے یہ ہے کہ ورقاء اور سلیمان دونوں کی روایت میں اتنا اختلاف ہے کہ ورقاء اپنا شیخ، الشیخ سعد بن یسار کو بیان کرتا ہے اور سلیمان، ابو صالح کو، باقی سب باتوں پر اتفاق ہے کہ اللہ کی طرف پاک چیز ہی جاتی ہے۔ اللہ کے لیے دائیں ہاتھ کا اثبات بھی ہے۔

٧٤٣١- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ)). [راجع: ٦٣٤٥]

(۷۴۳۱) مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے ان سے ابو العالیہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پریشانی کے وقت کرتے تھے: ”کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں جو عظیم ہے اور بردبار ہے، کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں جو آسمانوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔“

تشریح: اس میں عرش عظیم کا ذکر ہے باب سے یہی مناسبت ہے۔

٧٤٣٢- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ أَوْ أَبِي نُعْمٍ شَكَّ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ] قَالَ: بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

(۷۴۳۲) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نعم یا ابو نعم نے قبیصہ کو شک تھا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ سونا بھیجا گیا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ

اور مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، ان سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، انہیں ابن ابی نعم نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو نبی ﷺ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری اور زید الخیل طائی میں تقسیم کر دیا۔ اس پر قریش اور انصار کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔

عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوْا: يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا؟ قَالَ: ((إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ)) فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ [النَّبِيُّ ﷺ:] ((فَمَنْ يُطِيْعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِي؟)) فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ النَّبِيَّ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ [النَّبِيُّ ﷺ] فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)). [راجع: ٣٣٤٤]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک مصلحت کے لیے ان کا دل بہلاتا ہوں۔'' پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں رخسار اُٹھے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا اس مردود نے کہا اے محمد (ﷺ)! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں بھی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے مجھے زمین پر امین بنایا اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔'' پھر حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت خالد رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف لفظ پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکال کر پھینک دیے جائیں گے جس طرح تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے، وہ اہل اسلام کو (کافر کہہ کر) قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں نے ان کا دور پایا تو انہیں قوم عاد کی طرح نیست ونابود کردوں گا۔''

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس کے دوسرے طریق (کتاب المغازی) میں یوں ہے کہ میں اس پاک پروردگار کا امین ہوں جو آسمانوں میں یعنی عرش عظیم پر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

٤٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ أُرَاهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ [يس: ٣٨] قَالَ: ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)). [راجع: ٣١٩٩]

(۷۴۳۳) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آیت ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔''

تشریح: باب کی سب احادیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علو اور فوقیت باری تعالیٰ ثابت کی اور اس کے لیے جہت فوق ثابت کی جیسے اہل حدیث کا مذہب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں جو رب العرش ہے اس سے بھی یہی مطلب نکالا کیونکہ عرش تمام اجسام کے اوپر ہے اور رب العرش عرش کے اوپر ہوگا اور تعجب ہے ابن منیر سے کہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مشرب کے خلاف یہ کہا کہ اس باب سے ابطال جہت مقصود ہے۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غرض ہوتی تو وہ صعود اور عروج کی آیتیں اور علو کی احادیث اس باب میں کیوں لائے معلوم نہیں کہ فلاسفہ کے چوزوں کا اثر ابن منیر اور

ابن حجر اور ایسے علمائے حدیث پر کیونکر پڑ گیا جو اثبات جہت کی دلیلوں سے الٹا مطلب سمجھتے ہیں یعنی ابطال جہت، إن هذا لشيء عجاب۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: سورۂ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾. [القيامة: ٢٢، ٢٣]

”اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے، وہ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے، یا دیکھ رہے ہوں گے۔“

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے دیدار الٰہی کا اثبات کیا جس کا جہمیہ اور معتزلہ اور روافض نے انکار کیا ہے۔

٧٤٣٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا)). [راجع: ٥٥٤]

(۷۴۳۴) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد اور ہشیم نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ نے چاند کی طرف دیکھا چودھویں رات کا چاند تھا اور فرمایا: ”تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی دھکم پیل نہیں ہوگی، پس اگر تمہیں اس کی طاقت ہو کہ سورج طلوع ہونے کے پہلے اور سورج غروب ہونے کے پہلے کی نمازوں میں سستی نہ ہو تو ایسا کرلو۔“

تشریح: یہ تشبیہ رؤیت کی ہے ساتھ رؤیت کے جیسے چاند کی رؤیت ہر شخص کو بے دقت اور بلا تکلیف کے میسر ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں پروردگار کا دیدار بھی ہر مؤمن کو بے دقت اور بلا تکلیف حاصل ہوگا۔ اب قسطلانی نے جو صغلو کی سے نقل کیا کہ اس کی رؤیت بلا جہت ہوگی تمام جہات میں کیونکہ وہ جہت سے پاک ہے۔ یہ عجیب کلام ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور منشا ان خیالات کا وہی تقلید ہے فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی۔ اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ وہ تعالیٰ شانہ جہت یا جسمیت سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ دل کی تراشی ہوئی باتیں ہیں۔

٧٤٣٥- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا)). [راجع: ٥٥٤]

(۷۴۳۵) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن یوسف یربوعی نے بیان کیا، ان سے ابو شہاب نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے رب کو صاف صاف دیکھو گے۔“

تشریح: ثابت ہوا کہ قیامت کے دن دیدار حق تعالیٰ برحق ہے۔

٧٤٣٦- حَدَّثَنِيْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانُ ابْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۷۴۳۶) مجھ سے عبدہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ

جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ)). [راجع: ٥٥٤]

چودھویں رات کو ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم اپنے رب کو قیامت کے دن اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوگی، کھلم کھلا دیکھو گے، بلا تکلف، بلا مشقت اور بلا زحمت۔“

تشریح: قیامت کے دن دیدار باری تعالیٰ حق ہے جو ہر مؤمن مسلمان کو بلا دقت ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند سب کو صاف نظر آتا ہے۔ اللھم ارزقنا۔ آمین

٧٤٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)) قَالُوْا: لَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا أَوْ مُنَافِقُوْهَا -شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ- فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ نَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ. فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ

(۷۴۳۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا: ”کیا جب بادل نہ ہوں تو تم کو سورج دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ تم میں جو کوئی جس چیز کی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے لگ جائے، چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا، جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ بتوں کے پیچھے لگ جائے گا (اسی طرح قبروں تعزیوں کے پجاری قبروں تعزیوں کے پیچھے لگ جائیں گے) پھر یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں بڑے درجہ کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے یا منافق بھی ہوں گے۔ ابراہیم کو ان لفظوں میں شک تھا۔ پھر اللہ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم یہیں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب آ جائے جب ہمارا رب آ جائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ اقرار کریں گے کہ تو ہمارا رب

أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ! سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ أَوِ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ. ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِآثَارِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللَّهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ

ہے، چنانچہ وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط نصب کر دیا جائے گا میں اور میری امت سب سے پہلے اسے پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیا بات کر سکیں گے اور ان انبیا کی زبان پر یہ ہوگا: اے اللہ! مجھے محفوظ رکھ مجھے محفوظ رکھ۔ اور دوزخ میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے کیا تم نے سعدان دیکھا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: ہاں، یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سعدان کے کانٹوں ہی کی طرح ہوں گے، البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اس کا طول وعرض اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اچک لیں گے تو ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جو تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے عمل بد کی وجہ سے وہ دوزخ میں گر جائیں گے یا اپنے عمل کے ساتھ بندھے ہوں گے اور ان میں سے بعض ٹکڑے کر دیے جائیں گے یا بدلہ دیے جائیں گے یا اسی جیسے الفاظ بیان کیے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا اور جب بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہوگا اور دوزخیوں میں سے جسے اپنی رحمت سے باہر نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، انہیں دوزخ سے باہر نکال لیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا۔ ان میں سے جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تھا، چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشان سے دوزخ میں پہچانیں گے۔ دوزخ ابن آدم کا ہر عضو جلا کر بھسم کر دے گی سوائے سجدے کے نشان کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو جلائے (یا اللہ! ہم گنہگاروں کو دوزخ سے محفوظ رکھنا ہمیں تیری رحمت سے یہی امید ہے) چنانچہ یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ یہ جل بھن چکے ہوں گے، پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور یہ اس کے نیچے سے اس طرح اگ کر نکلیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ اگ آتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہوگا۔ ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہوگا، وہ ان دوزخیوں

عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِيْ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ أُعْطِيْتَ أَبَدًا؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتَّى يَقُوْلَ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِيْ مَا شَاءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيْتَ؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا أَغْدَرَكَ! فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! لَا أَكُوْنَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهُ: تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى لَهُ حَتَّى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهُ وَيَقُوْلُ: وَكَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ: ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)). [راجع: ٨٠٦]

میں سب سے آخری انسان ہوگا جسے جنت میں داخل ہونا ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی گرم ہوا نے پریشان کر رکھا ہے اور اس کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو تُو مجھ سے کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا، پھر وہ کہے گا اے رب! مجھے صرف جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے وعدے نہیں کیے تھے کہ جو کچھ میں نے دے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ کبھی تو نہیں مانگے گا؟ افسوس ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے، پھر وہ کہے گا اے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا آخر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا میں نے تیرا یہ سوال پورا کردیا تو تُو اس کے سوا کچھ اور مانگنے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص وعدے کرے گا، چنانچہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا، پھر جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر خیریت اور مسرت ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا، پھر کہے گا: یارب! مجھے جنت میں پہنچا دے اللہ تعالیٰ اس پر کہے گا: کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دے دیا ہے اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس! ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بدبخت نہ بنا، چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا، جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا اسے جنت میں داخل کردو۔ جب جنت میں اسے داخل کردے گا تو اس سے فرمائے گا کہ اپنی

آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلا دے گا۔ وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہیں جیسی اور تمہیں ملیں گی۔'' (اللھم ارزقنا: آمین)

قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ: وَأَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ قَالَ: ((ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)).

عطاء بن یزید نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ ان کی حدیث کا کوئی حصہ رد نہیں کرتے تھے، البتہ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کہے گا: ''یہ اور انہیں جیسی تمہیں اور ملیں گی۔''

٧٤٣٨۔ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ: ((وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ)) يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ: ((ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ: أَشْهَدُ أَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَوْلَهُ: ((ذَلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ. [راجع: ٢٢، ٨٠٦]

(۷۴۳۸) تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اس کے دس گنا (نعمتیں) ملیں گی۔'' اے ابوہریرہ! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے یاد آنحضرت کا یہی ارشاد ہے کہ ''یہ اور انہیں جیسی تمہیں اور ملیں گی۔'' اس پر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے آپ کا یہ ارشاد یاد کیا ہے: ''تمہیں یہ سب چیزیں ملیں گی اور اس سے دس گنا۔'' اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخری داخل ہونے والا ہوگا۔

تشریح: اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے آنے کا ذکر ہے۔ معتزلہ، جہمیہ، متکلمین نے اللہ کے آنے کا انکار کیا ہے اور ایسی آیات واحادیث جن میں اللہ کے آنے کا ذکر ہے۔ ان کی دوراز کار تاویلات کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آتا بھی ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے مگر اس کی حرکت کو ہم کسی مخلوق کی حرکت سے تشبیہ نہیں دے سکتے نہ اس کی حقیقت کو ہم جان سکتے ہیں۔ وہ عرش پر ہے اور اس سے آسمان دنیا پر نزول بھی فرماتا ہے جس کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں۔ ایسے ہی اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا بھی ذکر ہے۔ اس کا ہنسنا بھی برحق ہے جس کی تاویل کرنا غلط ہے۔ سلف صالحین کا یہی مسلک تھا کہ اس کی شان وصفت جس طرح قرآن وحدیث میں مذکور ہے اس پر بلا چوں وچرا ایمان لانا فرض ہے۔ امنا باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ ہر دو صحابیوں کا لفظی اختلاف اپنے اپنے سماع کے مطابق ہے۔ ہر دو کا مطلب ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جنتیوں کو بے شمار نعمتیں عطا کرے گا سچ ہے: ﴿وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾ (۴۳/الزخرف:۷۱)۔

٧٤٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ [بْنُ سَعْدٍ] عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ:

(۷۴۳۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم کو سورج اور

((هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ [وَالْقَمَرِ] إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟)) قُلْنَا: لَا قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ. وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ قَالُوْا: نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ: اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ: اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ [فِي جَهَنَّمَ] حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا يُجْلِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُوْلُوْنَ: فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا)).

قَالَ: ((فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُوْلُ: أَنَا

چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے، جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟'' ہم نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''پھر اپنے رب کے دیدار میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پیش آئے گی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں نہیں پیش آتی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کیا کرتی تھی، چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ ان میں نیک وبد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے، پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی اور وہ ایسی چمکدار ہوگی جیسے ریت کا میدان ہوتا ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے) پھر یہودیوں سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ عزیز، ابن اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی لڑکا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا کہ (پیو وہ اس چمکتی ریت کی طرف پانی سمجھ کر چلیں گے) اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے سیراب کیے جائیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ نیک وبد دونوں قسم کے مسلمان، ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے ایسے وقت جدا ہوئے کہ ہمیں ان کی دنیاوی فائدوں کے لیے بہت زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا ہے کہ ہر قوم اس کے

رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُوْلُ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهَا فَيَقُوْلُوْنَ: السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ: ((مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا: السَّعْدَانُ يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ وَمَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِيْ إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللَّهُ: اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللَّهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهِ

ساتھ ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔" بیان کیا کہ "پھر اللہ جبار ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے اور اس دن انبیا کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا، پھر پوچھے گا: کیا تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے؟ وہ کہیں گے کہ "ساق" (پنڈلی) پھر اللہ اپنی پنڈلی کو کھولے گا اور ہر مؤمن اس کے لیے سجدے میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لیے اسے سجدہ کرتے تھے، وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختے کی طرح ہو کر رہ جائے گی، پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔" ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ایک پھسلواں گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں، آنکڑے ہیں، چوڑے چوڑے کانٹے ہیں، ان کے سر خمدار سعدان کے کانٹوں کی طرح جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں مؤمن اس پر سے پلک جھپکنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے اور جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انہیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے آزاد فرما) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے دوزخ سے نکال لو اور اللہ ان کے چہروں کو دوزخ پر حرام کر دے گا، چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض کا تو جہنم میں قدم اور آدھی پنڈلی جلی ہوئی ہے، چنانچہ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا)) وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاقْرَؤُوْا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾ [النساء: ٤٠] ((فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هَؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمَنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)). [راجع: ٢٢، ٤٥٨١]

جنہیں وہ پہچانیں گے انہیں دوزخ سے نکالیں گے، پھر واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جس کے دل میں آدھی اشرفی کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ، چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے، پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ پہچانے جانے والوں کو نکالیں گے۔'' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو: ''اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔'' پھر انبیا، مؤمنین اور فرشتے شفاعت کریں گے اور پروردگار کا ارشاد ہوگا کہ اب خاص میری شفاعت باقی رہ گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھر لے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جو کوئلہ ہو گئے ہوں گے، پھر وہ جنت کے سرے پر ایک نہر میں ڈال دیے جائیں گے جسے نہر آب حیات کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے کنارے سے اس طرح ابھریں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھر آتا ہے تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہوگا تو جس پر دھوپ پڑتی رہتی ہے وہ سبزا ابھرتا ہے اور جس پر سایہ ہوتا ہے وہ سفیدا ابھرتا ہے، پھر وہ اس طرح نکلیں گے جیسے موتی چمکتا ہے اس کے بعد ان کی گردنوں پر مہر لگا دی جائے گی (کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں) اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اہل جنت انہیں ''عتقاء الرحمٰن'' کہیں گے۔ انہیں اللہ نے بلا عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بلا خیر کے جو ان سے صادر ہوئی ہو جنت میں داخل کیا ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم دیکھتے ہو اور اتنا ہی اور بھی ملے گا۔''

تشریح: ((عتقاء الرحمن)) یعنی رحم کرنے والے اللہ کے آزاد کردہ بندے، یہ اس امت کے گناہگار بے عمل لوگ ہوں گے: "اللهم اغفر لجميع المسلمين والمسلمات۔" (آمین) جھوٹے معبودوں کے پجاریوں کی طرح قبروں کو پوجنے والے ان قبروں کے ساتھ اور تعزیے، علم وغیرہ کے پجاری ان کے ساتھ چلے جائیں گے۔

٧٤٤٠۔ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ ابْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ

(٧٤٤٠) اور حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن مؤمنوں کو (گرم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهِمُّوْا بِذَلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ: لَواسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا [قَالَ:] فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ: فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلَكِنِ ائْتُوا نُوْحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمَنِ قَالَ: فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنِ ائْتُوْا مُوْسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ: فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنِ ائْتُوْا عِيْسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ: فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا [ﷺ] عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِّيْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلَى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ

میدان میں) ٹھہرایا جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے وہ غمگین ہو جائیں گے اور صلاح کر کے کہیں گے کہ کاش! کوئی ہمارے رب سے ہماری شفاعت کرتا کہ ہمیں اس حالت سے نجات ملتی۔ چنانچہ وہ مل کر آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں مقام عطا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے آپ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور شفاعت کریں تا کہ وہ ہمیں اس حالت سے نجات دے۔ بیان کیا کہ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو باوجود روکنے کے درخت کھا لینے کی وجہ سے ان سے ہوئی تھی اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا، چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں اور اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے اللہ رب العزت سے سوال کر کے (اپنے بیٹے کی بخشش کے لیے) انہوں نے کی تھی اور کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں بیان کیا کہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی عذر کریں گے کہ میں اس لائق نہیں اور وہ ان تین باتوں کو یاد کریں گے جن میں آپ نے بظاہر غلط بیانی کی تھی اور کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور ان سے بات کی اور ان کو نزدیک کر کے ان سے سرگوشی کی۔ بیان کیا کہ پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور وہ اپنی غلطی یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کر کے انہوں نے کی تھی، البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں، چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے انکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں، چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب سے اس کے در دولت، یعنی عرش معلیٰ پر آنے کے

أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)). قَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُوْلُ: ((فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ [الثَّانِيَةَ] فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)).

لیے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے گی، پھر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اللہ تعالیٰ مجھے جب تک چاہے گا اسی حالت میں رہنے دے گا، پھر فرمائے گا کہ اے محمد! سر اٹھاؤ، کہو، سنا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، جو مانگو گے دیا جائے گا۔ بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا بیان کیا کہ پھر میں شفاعت کروں گا، چنانچہ میرے لیے حد مقرر کی جائے گی اور میں اس کے مطابق لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔"

قَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ))

قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: "پھر میں نکالوں گا اور جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر دوسری اور تیسری مرتبہ اپنے رب سے اس کے در دولت کے لیے اجازت چاہوں گا اور مجھے اس کی اجازت دی جائے گی، پھر میں اللہ رب العزت کو دیکھتے ہی اس کے لیے سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یوں ہی چھوڑے رکھے گا۔ پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اٹھاؤ! کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو دیا جائے گا۔ آپ نے بیان کیا کہ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ بیان کیا کہ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں اس کے مطابق جہنم سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔"

قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((وَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ)) قَالَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا﴾ قَالَ: ((وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ.)) [راجع: ٤٤]

قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا: "پھر میں لوگوں کو نکالوں گا اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، یہاں تک کہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روک رکھا ہوگا، یعنی انہیں ہمیشہ ہی اس میں رہنا ہوگا (کفار و مشرکین)۔"

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "قریب ہے کہ آپ کا رب مقام محمود پر آپ کو بھیجے گا۔" فرمایا: "یہی وہ مقام محمود ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے

تمہارے حبیب ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔''

تشریح: مقام محمود وہ رفیع الشان درجہ ہے جو خاص ہمارے رسول کریم ﷺ کو عنایت ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس مقام پر اگلے اور پچھلے سب رشک کریں گے۔ روایت میں اوپر اللہ کا گھر کا ذکر آیا ہے۔ گھر سے مراد جنت ہے اضافت تشریف کے لیے ہے جیسے بیت اللہ۔ مصابیح والے نے کہا ترجمہ یوں ہے میں اپنے مالک سے اجازت چاہوں گا جب میں اس کے گھر یعنی جنت میں ہوں۔ یہاں گھر سے مراد خاص وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس وقت تجلی فرما ہوگا وہ عرش معلیٰ ہے اور عرش کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کا گھر کہا ہے ایک صحابی کا قول ہے: "وکان مکان اللہ اعلی وارفع۔" (وحیدی)

حدیث میں اللہ کے لیے پنڈلی کا ذکر ہے اس پر جس طرح وہ مذکور ہے بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے اس کی حقیقت اللہ کے حوالہ کرنا طریقہ سلف ہے۔ اسی طرح اہل نار کو مٹھی بھر کر نکالنے اور جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہے جو برحق ہے جیسا اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے ویسی اس کی مٹھی ہے جس کی تفصیل معلوم کرنا ہماری عقلوں سے بعید ہے۔ اللہ کی مٹھی کا کیا ٹھکانا ہے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے وہ دوزخی جو اللہ کی مٹھی میں آ کر دوزخ سے نجات پا کر داخل جنت ہوں گے۔ حافظ صاحب نقل فرماتے ہیں:

"((لا تضامون فی رؤیته)) بالضم والتشدید معناه لا تجتمعون لرؤیته فی جهة ولا یضم بعضکم الی بعض، ومعناه بفتح التاء کذالك والأصل لا تتضامون فی رؤیته باجتماع فی جهة فانکم ترونه فی جهاتکم کلها۔"

(خلاصه فتح الباری جلد۱۳/ صفحه۵۲۵)

یعنی لفظ تضامون تا کے پیش اور میم کے تشدید کے ساتھ اس کے معنی یہ کہ اس اللہ کے دیدار کرنے میں تمہارے بھیڑ نہیں ہوگی۔ تم اسے ہر طرف سے دیکھ سکو گے اور بعض بعض سے نہیں ٹکرائے گا اور تا کے فتحہ کے ساتھ بھی معنی یہی ہے۔ اصل میں یہ لفظ لا تتضامون دو تا کے ساتھ ہے ایک تا کو تخفیف کے لیے حذف کر دیا گیا مطلب یہی ہے کہ تم اس کا ہر طرف سے دیدار کر سکو گے بھیڑ بھاڑ نہیں ہوگی جیسا کہ چاند کے دیکھنے کا منظر ہوتا ہے۔ لفظ طاغوت سے شیاطین اور اصنام اور گمراہی وضلالت کے سردار مراد ہیں۔ اثر السجود سے مراد چہرہ یا سارے اعضائے سجود مراد ہیں۔ قال عیاض یدل علی ان المراد باثر السجود الوجه خاصة اثر سجدہ سے خاص چہرہ مراد ہے۔ آخر حدیث میں ایک آخری خوش نصیب انسان کا ذکر ہے جو سب سے پیچھے جنت میں داخل ہو کر سرور حاصل کرے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جملہ قارئین صحیح بخاری مردوں، عورتوں کو جنت کا داخلہ عطا کرے اور سب کو دوزخ سے بچائے۔ آمین

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ فَتَقَبَّلْ دُعَاءَ نَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ آمين!"

۷۴۴۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ: ((اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ)). [راجع: ۳۱٤٦] [مسلم: ۲٤۳۷]

(۷۴۴۱) ہم سے عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور انہیں ایک ڈیرے میں جمع کیا اور ان سے کہا: ''صبر کرو یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے آ کر ملو میں حوض پر ہوں گا۔''

تشریح: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ملاقات محشر میں برحق ہے اس کا انکار کرنے والے گمراہ ہیں۔ حدیث ہذا کا یہی مقصود ہے۔ مال غنیمت سے متعلق انصار کو بعض دفعہ کچھ ملال ہو جاتا تھا اس پر آپ نے ان کو تسلی دلائی۔

ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح نکلی کہ فرمایا تم اللہ سے مل جاؤ یعنی اللہ کا دیدار تم کو حاصل ہو۔

٧٤٤٢۔ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اَللَّهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)). [قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ:] قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ: قَيَّامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ: الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ. [راجع: ١١٢٠]

(۷۴۴۲) ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے سلیمان احول نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت تہجد کی نماز میں یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ، اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان وزمین کا تھامنے والا ہے اور ان سب کا جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو آسمان وزمین کا نور ہے اور ان سب کا جو ان میں ہیں تو سچا ہے تیرا قول سچا، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی ہے۔ جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، قیامت سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیرے پاس اپنے جھگڑے لے گیا اور تیری ہی مدد سے مقابلہ کیا، پس تو مجھے معاف کردے، میرے وہ گناہ بھی جو میں پہلے کر چکا ہوں اور وہ بھی جو بعد میں کروں گا اور وہ بھی جو میں نے پوشیدہ طور پر کیے اور وہ بھی جو ظاہر طور پر کیے اور وہ بھی جن میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔'' ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قیس بن سعد اور ابوزبیر نے طاؤس کے حوالہ سے ''قیام'' بیان کیا اور مجاہد نے ''قیوم'' کہا، یعنی ہر چیز کی نگرانی کرنے والا اور عمر رضی اللہ عنہ نے ''قیام'' پڑھا اور دونوں ہی مدح کے لیے ہیں۔

تشریح: قیام مبالغہ کا صیغہ ہے معنی وہی ہے یعنی خوب تھامنے والا۔ قیس کی روایت کو مسلم اور ابوداؤد نے اور ابوزبیر کی روایت کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں وصل کیا۔

٧٤٤٣۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ)). [راجع: ١٤١٣]

(۷۴۴۳) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جس سے اس کا رب کلام نہ کرے، اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ کوئی حجاب ہوگا جو اسے چھپائے رکھے۔''

تشریح: بلکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کو بغیر حجاب کے دیکھے گا اور اس سے بات کرے گا یا اللہ! ہم کو بھی یہ درجہ نصیب فرما۔ آمین

٧٤٤٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ)). [راجع: ٤٨٧٨]

(۷۴۴۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد نے بیان کیا، ان سے ابوعمران جونی نے، ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس میں سارا سامان چاندی کا ہوگا اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس کا سارا سامان سونے کا ہوگا اور جنت عدن میں قوم اور اللہ کے دیدار کے درمیان صرف چادر کبریائی رکاوٹ ہوگی جو اللہ رب العزت کے چہرے پر پڑی ہوگی۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ جب پروردگار کو منظور ہوگا اس کبریائی کی چادر کو اپنے منہ سے ہٹا دے گا اور جنتی اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت عدن تمام حجابوں کے پرے ہے۔ جنت عدن میں جب آدمی پہنچ گیا تو اس نے سارے حجابوں کو طے کرلیا۔ اللہ پاک ہم سب کو ہمارے ماں باپ آل واولاد اور تمام قارئین صحیح بخاری کو جنت عدن کا داخلہ نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

٧٤٤٥۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ ابْنُ أَبِيْ رَاشِدٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ الْآيَةَ. [آل عمران: ٧٧] [راجع: ٢٣٥٦] [مسلم: ٣٥٧]

(۷۴۴۵) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن اعین اور جامع بن ابی راشد نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم کھا کر مار لیا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے تصدیقاً قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی: ''بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی پونجی کے بدلے بیچتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہیں کرے گا۔'' آخر آیت تک۔

تشریح: لفظ حدیث ((لقی اللہ وهو علیه غضبان)) سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔

٧٤٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

(۷۴۴۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف

يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ)). [راجع: ٢٣٥٨]

رحمت سے دیکھے گا۔ ایک وہ جس نے کسی سامان کے متعلق قسم کھائی کہ اسے اس نے اتنے میں خریدا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے، دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اس لیے کھائی کہ کسی مسلمان کا مال ناحق مار لے اور تیسرا شخص جس نے ضرورت سے زائد پانی مانگنے والے کو نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ جس طرح تو نے اس زائد از ضرورت چیز سے دوسرے کو روکا جسے تیرے ہاتھوں نے بنایا بھی نہیں تھا، میں بھی تجھے اپنا فضل نہیں دوں گا۔"

تشریح: باب کی مطابقت اس سے ہوئی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں اور گناہگاروں کو اپنے دربار عالیہ میں شرف باریابی نہیں دے گا۔ خاص طور پر یہ تین قسم کے گناہگار جن کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ اللهم لا تجعلنا منهم آمين۔

٧٤٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى! قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا: بَلٰى! قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ:

(۷۴۴۷) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بیان کیا اور ان سے ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمانہ اپنی اس اصلی قدیم ہیئت پر گھوم کر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے مہینے ہیں تین مسلسل یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں آتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ "یہ کونسا مہینہ ہے؟" ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا: "کیا یہ ماہ ذی الحجہ نہیں ہے؟" ہم نے کہا کیوں نہیں، پھر فرمایا: "یہ کونسا شہر ہے؟" ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، پھر آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا: "کیا یہ بلدہ (مکہ) نہیں ہے؟" ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، پھر فرمایا: "یہ کونسا دن ہے؟" ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، پھر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا: "کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟" ہم نے کہا: کیوں نہیں، پھر فرمایا: "پھر تمہارا خون اور تمہارے اَموال۔ محمد نے بیان کیا کہ

وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)) فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟))

مجھے خیال ہے کہ یہ بھی کہا: اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرمت والے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر اور اس مہینے میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے سوال کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ آگاہ ہو جاؤ! جو موجود ہیں وہ غیر حاضروں کو میری یہ بات پہنچا دیں۔ شاید کوئی جسے بات پہنچائی گئی ہو وہ یہاں سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔" چنانچہ محمد بن سیرین جب اس کا ذکر کرتے تو کہتے کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! کیا میں نے پہنچا دیا۔ ہاں! کیا میں نے پہنچا دیا۔"

[راجع: ٦٧]

تشریح: یہاں یہ حدیث اس لیے لائے کہ اس میں اللہ سے ملنے کا ذکر ہے۔ رجب کے ساتھ مضر قبیلہ کا ذکر اس لیے لائے کہ مضر والے رجب کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ آخر میں قرآن وحدیث یاد رکھنے والوں کا ذکر آیا۔ چنانچہ بعد کے زمانوں میں امام بخاری، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما جیسے محدثین کرام پیدا ہوئے جنہوں نے ہزاروں احادیث کو یاد رکھا اور فن حدیث کی وہ خدمت کی کہ قیامت تک آنے والے ان کے لیے دعا گو رہیں گے۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالیٰ تمام اگلوں اور پچھلوں کو جنت الفردوس میں جمع فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مسلمان کی بے عزتی کرنا کعبہ شریف کی مکۃ المکرمہ کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو اس گناہ کے ارتکاب سے بچ گئے ہیں۔ الا ما شاء الله۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کی خانہ جنگی بدترین گناہ ہے ان کے مال وجان پر ناحق ہاتھ ڈالنا بھی اکبر الکبائر گناہوں سے ہے۔ آخر میں تبلیغ کے لیے بھی آپ نے تاکید شدید فرمائی۔ وفقنا الله بما يحب ويرضى۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾. [الاعراف: ٥٦]

باب: اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں روایات کہ "بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے"

٧٤٤٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْضِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ

(۷۴۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم احول نے بیان کیا، ان سے ابوعثمان نہدی نے اور ان سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا لڑکا جان کنی کے عالم میں تھا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے انہیں کہلایا کہ "اللہ ہی کا وہ ہے جو وہ لیتا ہے اور وہ بھی جسے وہ دیتا ہے اور سب کے لیے ایک مدت مقرر

وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تُقَلْقِلُ فِيْ صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَتَبْكِيْ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). [راجع: ١٢٨٤]

ہے، پس صبر کرو اور اسے ثواب کا کام سمجھو۔" لیکن انہوں نے پھر دوبارہ بلا بھیجا اور قسم دلائی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اٹھے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم صاحبزادی کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے بچہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا۔ اس وقت بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پرانی مشک آنحضرت ﷺ یہ دیکھ کر رو دیئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ روتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والوں پر ہی رحم کھاتا ہے۔"

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ یہ رحم اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے مصیبت زدہ لوگوں کو دیکھ کر دل میں رنج ہونا ایک فطری بات ہے۔ الراحمون یرحمهم الرحمن صدق رسول اللہ ﷺ۔

٧٤٤٩۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ! مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ [يَعْنِيْ: أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ] فَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِيْ أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ: فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَتَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ؟ ثَلَاثًا حَتَّى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ: قَطْ قَطْ قَطْ)). [راجع: ٤٨٤٩]

(۷۴۴۹) مجھ سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت ودوزخ نے اپنے رب کے حضور میں جھگڑا کیا۔ جنت نے کہا اے رب! کیا حال ہے کہ مجھ میں کمزور اور گرے پڑے لوگ ہی داخل ہوں گے اور دوزخ نے کہا کہ مجھ میں تو داخلے کے لیے متکبروں کو خاص کر دیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے اور جہنم سے کہا کہ تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ذریعے میں جسے چاہتا ہوں اس میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میں سے ہر ایک کی بھرتی ہونے والی ہے۔ کہا کہ جہاں تک جنت کا تعلق ہے تو اللہ اپنی مخلوق میں کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کے لیے پیدا کرے گا وہ اس میں ڈالی جائے گی اور اس کے بعد بھی دوزخ کہے گی اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی بھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہوگا۔ آخر پروردگار اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا اس وقت وہ بھر جائے گی۔ ایک پر ایک الٹ کر سمٹ جائے گی۔ کہنے لگے گی بس بس بس

میں بھر گئی۔“

تشریح: یہ اللہ کا قدم رکھنا برحق ہے جس کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے اس میں کرید کرنا بدعت ہے اور تسلیم کرنا طریقہ سلف ہے۔

٧٤٥٠ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيُصِيبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا عُقُوبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يُقَالُ لَهُمْ: الْجَهَنَّمِيُّونَ)) وَقَالَ هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٥٥٩]

(۷۴۵۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کچھ لوگ ان گناہوں کی وجہ سے جو انہوں نے کئے ہوں گے، آگ سے جھلس جائیں گے یہ ان کی سزا ہوگی، پھر اللہ اپنی رحمت سے انہیں جنت میں داخل کرے گا اور انہیں جہنمی کہا جائے گا۔“

اور ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا﴾ [فاطر: ٤١]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ فاطر میں یہ فرمان کہ

”بلاشبہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے وہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے۔“

٧٤٥١ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللَّهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ: أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾)). [راجع: ٤٨١١]

(۷۴۵۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درخت اور نہروں کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا، پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ جو سورۂ زمر میں ہے۔

تشریح: اللہ کے لیے انگلی کا اثبات ہوا جس کی تاویل کرنا طریقہ سلف صالحین کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَكَلَامِهِ

باب: آسمانوں اور زمین اور دوسری مخلوق کے پیدا کرنے کا بیان

اور یہ پیدا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فعل اور اس کا امر ہے، پس اللہ رب العزت اپنی صفات، اپنے فعل اور اپنے امر سمیت خالق ہے، وہی بنانے

وَهُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَتَخْلِيْقِهِ وَتَكْوِيْنِهِ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ وَمُكَوَّنٌ.

والا ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو چیز بھی اس کے فعل، اس کے امر، اس کی تخلیق اور اس کی تکوین سے بنی ہیں وہ سب مخلوق اور مکون ہیں۔

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری ؒ نے اہل سنت کا مذہب ثابت کیا کہ اللہ کی صفات خواہ ذاتیہ ہوں جیسے علم، قدرت، خواہ افعالیہ ہوں جیسے خلق، ترزیق، کلام، نزول، استواء وغیرہ یہ سب غیر مخلوق ہیں اور معتزلہ وجہمیہ کا رد کیا۔ امام بخاری ؒ نے رسالہ خلق افعال العباد میں لکھا ہے کہ قدریہ تمام افعال کا خالق بشر کو جانتے ہیں اور جبریہ تمام افعال کا خالق اور فاعل اللہ کو کہتے ہیں اور جہمیہ کہتے ہیں فعل اور مفعول ایک ہے۔ اسی وجہ سے وہ کلمہ کن کو بھی مخلوق کہتے ہیں اور سلف اہل سنت کا یہ قول ہے کہ تخلیق اللہ کا فعل ہے اور مخلوق ہمارے افعال ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے افعال وہ اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ کی ذات صفات کے سوا باقی سب چیزیں مخلوق ہیں۔ (وحیدی)

٧٤٥٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران: ١٩٠] ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ. [راجع: ١١٧]

(٧٤٥٢) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں کریب نے اور ان سے ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ ایک رات میں نے ام المؤمنین میمونہ ؓ کے گھر گزاری۔ اس رات نبی کریم ﷺ انہیں کے پاس تھے۔ میرا مقصد رات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا تھا۔ نبی ﷺ نے تھوڑی دیر تو اپنی اہلیہ کے ساتھ بات چیت کی، پھر سو گئے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ یا بعض حصہ باقی رہ گیا تو آپ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی: ''بلاشبہ آسمانوں کی پیدائش میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔'' پھر اٹھ کر آپ نے وضو کیا اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں، پھر بلال ؓ نے نماز کے لیے اذان دی اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر باہر آ گئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

تشریح: آیت: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ (۳/آل عمران: ۱۹۰) میں اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش اور اس میں غور کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے ان کو قدیم کہا ہے اور اشعری اور محققین اہلحدیث کہتے ہیں کہ صفات فعلیہ جیسے کلام نزول، استواء، تکوین وغیرہ یہ سب حادث ہیں اور ان کے حدوث سے پروردگار کا حدوث لازم نہیں آتا اور یہ قاعدہ فلاسفہ کا باندھا ہوا ہے کہ حوادث کا محل بھی حادث ہوتا ہے محض غلط اور لغو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز بے شمار کلام کرتا ہے۔ فرمایا: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (۵۵/الرحمٰن: ۲۹) پھر کیا اللہ حادث ہے ہرگز نہیں وہ قدیم ہے اب جن لوگوں نے صفات فعلیہ کو بھی قدیم کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اصل صفت قدیم ہے مگر اس کا تعلق حادث ہے۔ مثلاً خلق کی صفت قدیم ہے لیکن زید سے اس کا تعلق حادث ہے اسی طرح صفت استویٰ قدیم ہے مگر عرش سے اس کا تعلق حادث ہے۔ ام

المؤمنین حضرت میمونہ ؓ ام الفضل حضرت عباس ؓ کی بیوی کی بہن ہیں جو بیوہ ہوگئی تھیں بعد میں خود حضرت عباس ؓ کی درخواست پر ان کا حرم نبوی میں داخلہ ہوا۔ نکاح خود حضرت عباس ؓ نے پانچ سو درہم مہر پر کیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا آخری نکاح تھا جو ماہ ذی قعدہ سنہ ۷ھ میں بمقام سرف ہوا۔ بہت ہی نیک خدا ترس خاتون تھیں۔ سنہ ۵۱ھ میں بمقام سرف ہی انتقال فرمایا اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ میمونہ ؓ صالحہ اور نیک نام اور ہم سب سے زیادہ تقویٰ والی تھیں۔ وہ اپنے قرابت داروں سے بہت سلوک کرتی تھیں۔ (رضی اللہ عنہا وارضاها)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [الصافات: ١٧١]

باب: سورۂ والصافات میں اللہ کے فرمان کہ

”ہم تو پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے متعلق یہ فرما چکے ہیں کہ ایک روز ان کی مدد ہوگی اور ہمارا ہی ذکر غالب ہوگا۔“

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری ؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صفات افعال جیسے کلام وغیرہ قدیم نہیں ہیں ورنہ ان میں سبقت اور تقدم اور تاخر کیونکر ہو سکتا تھا۔

٧٤٥٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ)). [راجع: ٣١٩٤]

(۷۴۵۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا: میری رحمت میرے غصہ سے آگے بڑھ گئی ہے۔“

تشریح: معلوم ہوا کہ رحم اور غصہ دونوں صفات افعالیہ میں سے ہیں جب تو ایک دوسرے سے آگے ہو سکتا ہے۔ آیت سے کلام کے قدیم نہ ہونے کا اور حدیث سے رحم اور غصے کے قدیم نہ ہونے کا اثبات کیا۔

٧٤٥٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ((أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَعَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ [حَتّٰى] لَا يَكُوْنَ بَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ

(۷۴۵۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، زید بن وہب سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے سنا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا جو صادق ومصدوق ہیں: ”انسان کا نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور راتوں تک جمع رہتا ہے، پھر وہ خون کی پھٹکی بن جاتا ہے، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر اس کے بعد فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم ہوتا ہے، چنانچہ وہ اس کی روزی، اس کی موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت لکھ لیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے سے عمل کرتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا)). [راجع: ٣٢٠٨]

ہے، اسی طرح ایک شخص دوزخ والوں کے عمل کرتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر غالب آتی ہے اور جنت والوں کے کام کرنے لگتا ہے، پھر جنت میں داخل ہوتا ہے۔"

تشریح: تو اعتبار خاتمہ کا ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام حادث ہوتا ہے کیونکہ جب نطفہ پر چار مہینے گزر جاتے ہیں، اس وقت فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف چار چیزوں کے لکھنے کا اس کو حکم دیتا ہے۔

٧٤٥٥۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا جِبْرِيْلُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟)) فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ [مريم: ٦٤] قَالَ: هَذَا كَانَ الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ. [راجع: ٣٢١٨]

(٧٤٥٥) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا ہم نے اپنے والد ذر بن عبداللہ سے سنا، وہ سعید بن جبیر سے بیان کرتے تھے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جبرئیل! آپ کو ہمارے پاس اس سے زیادہ آنے میں کیا رکاوٹ ہے جتنا آپ آتے رہتے ہیں؟" اس پر یہ آیت سورۂ مریم کی نازل ہوئی۔ "اور ہم نازل نہیں ہوتے لیکن آپ کے رب کے حکم سے، اسی کا ہے وہ سب کچھ جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور تیرا ربّ کبھی بھولنے والا نہیں۔" بیان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی آیت جواب میں اتری۔

تشریح: اس آیت اور حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور حکم حادث ہوتا ہے کیونکہ فرشتوں کو وقتاً فوقتاً ارشادات اور احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور رد ہوا ان لوگوں کا جو اللہ کا کلام قدیم اور ازلی جانتے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہے۔ باقی اس کی آواز ہے، حروف ہیں جس لغت میں منظور ہوتا ہے اللہ اس میں کلام کرتا ہے۔ اہلحدیث کا یہی اعتقاد ہے اور جن متکلمین نے اس کے خلاف اعتقاد قائم کئے ہیں وہ خود بھی بہک گئے۔ دوسروں کو بھی بہکا گئے۔ ضلوا فاضلوا۔

٧٤٥٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ

(٧٤٥٦) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع بن جراح نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں جا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چھڑی پر ٹیکا لیتے جاتے تھے، پھر آپ یہودیوں کی ایک جماعت سے گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ان سے روح کے متعلق پوچھو اور بعض نے کہا کہ اس کے متعلق مت پوچھو، آخر انہوں نے پوچھا تو آپ چھڑی پر ٹیک لگا

الرُّوحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [الاسراء: ٨٥] فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ قُلْنَا لَكُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ. [راجع: ١٢٥]

کر کھڑے ہوگئے اور میں آپ کے پیچھے تھا میں نے سمجھ لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، چنانچہ آپ نے یہ آیت پڑھی: ”اور لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔“ (سورۂ بنی اسرائیل) اس بعض یہودیوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے کہا نہ تھا کہ مت پوچھو۔

٧٤٥٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)). [راجع: ٣٦]

(۷۴۵۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور اس کے لیے نکلنے کا مقصد اس کے راستے میں جہاد اور اس کے کلام کی تصدیق کے سوا اور کچھ نہیں تھا تو اللہ اس کا ضامن ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے (اگر وہ شہید ہوگیا) یا ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اسے وہیں واپس لوٹائے جہاں سے وہ آیا تھا۔“

تشریح: اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں اللہ کے کلام کا ذکر ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو یہی ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے علاوہ بھی کلام کرتا ہے یہ جہمیہ، معتزلہ اور منکرین حدیث کی تردید ہے۔

٧٤٥٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ١٢٣، ٢٨١٠]

(۷۴۵۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کوئی شخص حمیت کی وجہ سے لڑتا ہے، کوئی بہادری کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی دکھاوے کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے کون اللہ کے راستے میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند رہے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔“

تشریح: شرک وکفر دب جائے، توحید وسنت کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔ باقی ان لڑائیوں میں سے کوئی لڑائی اللہ کی راہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح مال ودولت یا حکومت کے لیے لڑائی بھی اللہ کی راہ میں لڑنا نہیں ہے۔

حدیث میں اللہ کے کلمہ کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ نحل میں کہ

﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ٥﴾. [النحل: ٤٠]

”یعنی ہم تو جب کوئی چیز بنانا چاہتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔“

تشریح: سورۂ یٰسین میں ہے کہ ﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (۳۶/یٰسین:۸۲) مطلب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب سے یہ ہے کہ قول اور امر دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کا کلمہ ”کن“ فرمانا۔ اللہ نے سب مخلوق کو کلمہ ”کن“ سے پیدا فرمایا۔ اگر ”کن“ بھی مخلوق ہوتا تو مخلوق کا مخلوق سے پیدا کرنا لازم آتا۔

٧٤٥٩۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ)). [راجع: ٣٦٤٠، ٧٣١١]

(۷۴۵۹) ہم سے شہاب بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”میری امت سے ایک گروہ دوسروں پر غالب رہے گا یہاں تک کہ امر اللہ یعنی (قیامت) آ جائے گی۔“

تشریح: وہ گروہ وہی ہے جس نے ما انا علیه واصحابی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ جس سے سچے اہلحدیثوں کی جماعت مراد ہے کہ امت میں یہ لوگ فرقہ بندی سے محفوظ رہے اور صرف قال الله وقال الرسول کو انہوں نے اپنا مذہب و مسلک قرار دیا اور توحید وسنت کو اپنا مشرب بنایا۔ جن کا قول ہے:

ما اہلحدیثیم دغارا نہ شناسیم ☆ صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ وفن نیست

ائمہ اربعہ اور کتنے ہی محققین فقہائے کرام بھی اسی میں داخل ہیں۔ جنہوں نے اندھی تقلید کو اپنا شعار بنایا۔ کثر الله مساعیھم۔ آمین

٧٤٦٠۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِيءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ)) فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ. [راجع: ٧١، ٣٦٤١]

(۷۴۶۰) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جابر نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا، انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قرآن وحدیث پر قائم رہے گا، اسے جھٹلانے والے اور مخالفین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ ”امر اللہ“ (قیامت) آ جائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔“ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ یہ گروہ شام میں ہوگا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ یہ گروہ شام میں ہوگا۔

٧٤٦١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(۷۴۶۱) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ)). [راجع: ٣٦٢٠]

عبداللہ بن ابی حسین نے، کہا ہم سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسیلمہ کے پاس رک کے وہ اپنے حامیوں کے ساتھ مدینہ میں آیا تھا اور اس سے فرمایا: ”اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے تو میں یہ بھی تجھے نہیں دے سکتا اور تمہارے بارے میں اللہ نے جو حکم دے رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تو نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا۔“

تشریح: مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے تھے۔ وہ لوگوں کو شعبدہ دکھا دکھا کر گمراہ کرتا تھا۔ وہ مدینہ آیا اور نبی کریم ﷺ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ اپنے بعد مجھ کو خلیفہ کر جائیں تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ پر ایمان لے آتا ہوں۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ خلافت تو بڑی چیز ہے میں ایک چھڑی کا ٹکڑا بھی تجھ کو نہیں دوں گا۔ آخر مسیلمہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا گیا اور یمامہ کے ملک میں اس کی جماعت بہت بڑھ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس پر لشکر کشی کی جس میں آخر مسلمان غالب آئے اور وحشی نے اسے قتل کیا، اس کے سب ساتھی تتر بتر ہو گئے۔ حدیث میں امر اللہ کا لفظ آیا ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

٧٤٦٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوْهُ أَنْ يَجِيْءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! مَا الرُّوْحُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوْحَى إِلَيْهِ فَقَالَ: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ: هَكَذَا فِيْ قِرَاءَتِنَا. [راجع: ١٢٥]

(۷۴۶۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ بن قیس نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ کی چھڑی کا سہارا لیتے جاتے تھے، پھر ہم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے آپس میں کہا ان سے پوچھو، کچھ یہودیوں نے مشورہ دیا کہ نہ پوچھو، کہیں کوئی ایسی بات نہ کہیں جس کا (ان کی زبان سے سننا) تم پسند نہ کرو۔ لیکن بعض نے اصرار کیا کہ نہیں! ہم پوچھیں گے، چنانچہ ان میں سے ایک نے اٹھ کر کہا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ نبی کریم ﷺ اس پر خاموش ہو گئے میں نے سمجھ لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ”اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے: روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں اس کا علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔“ (سورۂ بنی اسرائیل) اعمش نے کہا کہ ہماری قراءت میں اسی طرح ہے۔

تشریح: مشہور قراءت میں ﴿وما اوتیتم﴾ ہے۔ روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا وہ حقیقت ہے کہ اس قدر کدوکاوش کے باوجود آج تک دنیا کو روح کا حقیقی علم نہ ہو سکا۔ یہودی اس معقول جواب کو سن کر بالکل خاموش ہو گئے کیونکہ آگے قیل وقال کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا۔ آیت:

﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۸۵) میں روح کی حقیقت کو واضح کردیا گیا کہ وہ ایک امر رب ہے جب تک وہ جاندار میں ہے، اس کی قدر و قیمت ہے اور جب وہ اس سے اللہ کے حکم سے جدا ہو جائے تو وہ جاندار بے قدر و بے قیمت ہو کر رہ جاتا ہے۔ روح کے بارے میں فلاسفہ اور موجودہ سائنس دانوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب تخمینی باتیں ہیں چونکہ یہ سلسلہ ذکر روح حدیث میں امر رب کا ذکر ہے اسی لیے اس حدیث کو یہاں لایا گیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ [الكهف: ١٠٩] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ﴾ [لقمان: ٢٧]

وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [الاعراف: ٥٤] سَخَّرَ: ذَلَّلَ.

باب: سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

”کہو کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کے لیے روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں گو اتنا ہی ہم اور بڑھا دیں۔“ اور سورۂ لقمان میں فرمایا: ”اور اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سات سمندر روشنائی کے ہو جائیں تو بھی میرے رب کے کلمات نہیں ختم ہوں گے۔“

اور اسی طرح اللہ کا فرمان: ”بلاشبہ تمہارا رب ہی وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بیٹھا وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے جو ایک دوسرے کی طلب میں دوڑتے ہیں اور سورج، چاند اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں آگاہ ہو جاؤ! خلق اور امر اسی کے لیے ہے اللہ بابرکت ہے جو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔“

تشریح: ان آیتوں کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ امر خلق میں داخل نہیں۔ جب تو فرمایا ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (۷/ الاعراف:۵۴) اور دوسری آیات اور احادیث میں کلمات سے وہی اوامر اور ارشادات مراد ہیں۔ عرش پر اللہ کا استواء ایک حقیقت ہے جس کی کرید میں جانا بدعت اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کرنا جہالت اور اسے ہو بہو تسلیم کر لینا طریقہ سلف صالحین ہے۔ قرآن مجید کی سات آیات میں اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا ذکر ہے۔ وہ عرش سے ساری کائنات پر حکومت کر رہا ہے۔

٧٤٦٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ)). [راجع: ٣٦]

(۷۴۶۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابوزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور اپنے گھر سے صرف اس غرض سے نکلا کہ خالص اللہ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے کلمۂ توحید کی تصدیق کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضمانت لے لیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا، یا پھر ثواب اور غنیمت کے ساتھ اس کے گھر واپس کرے گا۔“

تشریح: کلمہ سے کلمہ طیبہ مراد ہے جس کی تصدیق کرنا ایمان کی اولین بنیاد ہے۔ جس کی دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اس کا اقرار کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

بَابٌ: فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ

باب: مشیت اور ارادۂ خداوندی کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ [آل عمران: ٢٦] ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ [التكوير: ٢٩] ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ [الكهف: ٢٣، ٢٤] ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ [القصص: ٥٦] قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ: نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ. ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾. [البقرة: ١٨٥]

اور سورۂ آل عمران میں فرمایا: ”وہ اللہ جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔“ اور اللہ نے سورۂ تکویر میں فرمایا: ”تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔“ اور سورۂ کہف میں فرمایا: ”اور تم کسی چیز کے متعلق یہ نہ کہو کہ میں کل یہ کام کرنے والا ہوں مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“ اور سورۂ قصص میں فرمایا: ”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے کہا کہ جناب ابوطالب کے بارے میں یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی اور سورۂ بقرہ میں فرمایا: ”اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا۔“

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ مشیت اور ارادہ دونوں ثابت کریں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ہیں جبکہ آیت قرآنی: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ (۸۵/ البروج: ۱۶) اور ﴿يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾ (۱۴/ ابراہیم: ۲۷) سے ثابت ہوتا ہے۔ مذکورہ آیات سے مشیت الٰہی اور ارادہ دونوں کو ایک ہی ثابت کیا گیا ہے۔

٧٤٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ)). [راجع: ٦٣٣٨]

(۷۴۶۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم دعا کرو تو عزم کے ساتھ کرو اور کوئی دعا میں یہ نہ کہے: اگر تو چاہے تو فلاں چیز مجھے عطا کر، کیونکہ اللہ سے کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔“

تشریح: دعا پورے وثوق اور بھروسے کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔ اس عقیدہ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ضرور وہ دعا قبول کرے گا۔ جلدی یا تاخیر ممکن ہے مگر دعا ضرور رنگ لاکر رہے گی جیسا کہ روزمرہ کے مجربات ہیں۔

٧٤٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ:

(۷۴۶۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے علی بن حسین نے بیان کیا، حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی اور انہیں علی

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ: ((أَلَا تُصَلُّوْنَ؟)) قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حِيْنَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. [الكهف: ٥٤] [راجع: ١١٢٧]

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات میں تشریف لائے اور ان سے کہا: ”کیا تم لوگ نماز تہجد نہیں پڑھتے۔“ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھادے گا جب میں نے یہ بات کہی تو آنحضرت ﷺ واپس چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا، البتہ میں نے آپ کو واپس جاتے وقت یہ کہتے سنا، آپ اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ فرمار ہے تھے: ”انسان بڑا ہی بحث کرنے والا ہے۔“

تشریح: یہ سورۂ کہف کی آیت: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (۱۸/الکہف:۵۴) کا ترجمہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب حقیقت کے لحاظ سے صحیح تھا۔ مگر ادب کا تقاضا یہ تھا کہ اس نماز کی توفیق کے لیے اللہ سے دعا کرتے اور نبی کریم ﷺ سے کراتے تو بہتر ہوتا اور رسول کریم ﷺ بھی خوش خوش لوٹتے مگر کان الانسان عجولا باب اور جملہ احادیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد جبریہ، قدریہ، معتزلہ جیسے گمراہ فرقوں کی تردید کرنا ہے جو مشیئت اور ارادہ الٰہی میں فرق کرتے ہیں۔

٧٤٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيْءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ)). [راجع: ٥٦٤٤]

(۷۴۶۶) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے، کہا ہم سے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال کھیت کے نرم پودے کی سی ہے کہ جدھر کی ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے ادھر ہی جھک جاتے ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو پتے بھی برابر ہو جاتے ہیں، اسی طرح مومن آزمائشوں میں بچایا جاتا ہے لیکن کافر کی مثال صنوبر کے سخت درخت جیسی ہے وہ ایک حالت پر کھڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ دیتا ہے۔“

تشریح: مومن کی مثال کچھ نرم کھیتی سے ہے جس کے پتے ہوا کے رخ پر مڑ جاتے ہیں اسی طرح مومن ہر حکم الٰہی کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو احکام الٰہی کے سامنے مڑنا جھکنا جانتا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ عذاب خداوندی موت وغیرہ کی شکل میں آ کر اسے ایک دم موڑ دیتا ہے۔

٧٤٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ:

(۷۴۶۷) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ منبر پر

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ [يَقُوْلُ:] ((إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ: رَبَّنَا! هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ)). [راجع: ٥٥٧]

کھڑے فرما رہے تھے: ”تمہارا زمانہ گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے تورات والوں کو تورات دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا، یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا، پھر وہ عاجز ہو گئے تو انہیں اس کے بدلے میں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر کی نماز کے وقت تک عمل کیا اور پھر وہ عمل سے عاجز آ گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے اس پر سورج ڈوبنے تک عمل کیا اور تمہیں اس کے بدلے میں دو دو قیراط دیے گئے۔ اہل تورات نے اس پر کہا کہ اے ہمارے رب! یہ لوگ مسلمان سب سے کم کام کرنے والے اور سب سے زیادہ اجر پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا: ”کیا میں نے تمہیں اجر دینے میں کوئی ناانصافی کی ہے؟“ وہ بولے: نہیں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ تو میرا فضل ہے، میں جس پر چاہتا ہوں کرتا ہوں۔“

تشریح: اس روایت میں اتنا ہے کہ تورات والوں نے یہ کہا اور ان کا وقت مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں جس روایت میں ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں نے یہ کہا اس سے حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور اس روایت کے الفاظ پر تو اس استدلال کا کوئی محل ہی نہیں ہے۔

٧٤٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَهْطٍ قَالَ: ((أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا [وَلَا تَزْنُوْا] وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ

(٧٤٦٨) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوادریس نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، اسراف نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور من گھڑت بہتان کسی پر نہیں لگاؤ گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے، پس تم میں سے جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے کہیں لغزش کی اور اسے دنیا میں ہی پکڑ لیا گیا تو یہ حد اس کے لیے کفارہ اور پاکی بن جائے گی اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو پھر اللہ پر ہے جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے اس کا گناہ —

عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)). [راجع: ١٨]

بخش دے۔“

تشریح: مشیت ایزدی پر معاملہ ہے حدیث کا یہی اشارہ ہے اور باب سے یہی تعلق ہے۔

٧٤٦٩۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ سُلَيْمَانَ كَانَ لَهُ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي فَلْتَحْمِلْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ)) قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ٢٨١٩]

(٧٤٦٩) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ”اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ بیویاں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آج رات میں تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی حاملہ ہوگی اور پھر ہر بیوی ایسا بچہ جنے گی جو شہسوار ہوگا اور اللہ کے راستے میں لڑے گا، چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن صرف ایک بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ادھورا۔“ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاءاللہ کہہ دیا ہوتا تو پھر ہر بیوی حاملہ ہوتی اور شہسوار پیدا کرتی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔“

تشریح: ترجمہ باب لفظ ان شاءاللہ سے نکلا کیونکہ اس میں مشیت الٰہی کا ذکر ہے۔ اگر سلیمان علیہ السلام مشیت الٰہی کا سہارا لیتے تو اللہ ضرور ان کی منشا پوری کرتا، مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا اس لیے وہ ان شاءاللہ کہنا بھی بھول گئے۔

٧٤٧٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ: قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: طَهُورٌ بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَنْ)). [راجع: ٣٦١٦]

(٧٤٧٠) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ ”کوئی مضائقہ نہیں یہ (بیماری) تمہارے لیے پاکی کا باعث ہے۔“ اس پر اس نے کہا کہ جناب یہ وہ بخار ہے جو ایک بڈھے پر جوش مار رہا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”پھر یونہی ہوگا۔“

تشریح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جیسا کہ تو سمجھتا ہے ویسا ہی ہوگا اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔ پھر دوسرے دن شام بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ وہ دنیا سے گزر گیا۔

٧٤٧١۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

(٧٤٧١) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، انہیں حصین نے، انہیں عبداللہ بن ابی قتادہ نے، انہیں ان کے والد نے کہ جب سب لوگ سوئے اور نماز قضا ہوگئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تمہاری

((إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِيْنَ شَاءَ)) فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّأُوْا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلَّى. [راجع: ٥٩٥]

روحوں کو جب چاہتا ہے روک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔" پس انہوں نے اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ آخر جب سورج پوری طرح طلوع ہو گیا اور خوب دن نکل آیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

تشریح: اس میں بھی مشیت الٰہی کا ذکر ہے جو سب پر غالب ہے۔

٧٤٧٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِيْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلَى مُوْسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ؟)) [راجع: ٢٤١١]

(۷۴۷۲) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، اور ان سے اعرج نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے آپس میں جھگڑا کیا۔ مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد کو تمام دنیا میں چن لیا! اور یہودی نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام دنیا میں چن لیا! اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو طمانچہ مار دیا۔ یہودی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنا اور مسلمان کا معاملہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو، تمام لوگ قیامت کے دن پہلا صور پھونکنے پر بے ہوش کر دیئے جائیں گے، پھر دوسرا صور پھونکنے پر میں سب سے پہلے بیدار ہوں گا لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک کنارہ پکڑے ہوئے ہیں اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ ان میں تھے جنہیں بے ہوش کیا گیا تھا اور مجھ سے پہلے ہی انہیں ہوش آ گیا یا انہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا تھا۔"

تشریح: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو یہ آپ نے تواضع کی راہ سے فرمایا، یا یہ مطلب ہے کہ اس طور سے فضیلت نہ دو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین نکلے یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جب کہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ سارے انبیاء سے افضل ہیں۔ استثناء کا ذکر اس آیت میں ہے: ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ (۳۹/زمر:۶۸) باب کا مطلب آیت کے لفظ الا من شاء اللہ سے نکلا جن سے جبرائیل، میکائیل،

اسرافیل، عزرائیل، رضوان، خازن بہشت، حاملان عرش مراد ہیں یہ بے ہوش نہ ہوں گے۔

٧٤٧٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). [راجع: ١٨٨١]

(۷۴۷۳) ہم سے اسحاق بن ابی عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دجال مدینے تک آئے گا لیکن دیکھے گا کہ فرشتے اس کی حفاظت کر رہے ہیں، پس نہ تو دجال اس سے قریب ہو سکے گا اور نہ طاعون، اگر اللہ نے چاہا۔“

تشریح: اس میں بھی لفظ ان شاء اللہ کے ساتھ مشیئت الٰہی کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ کی مشیئت پر موقوف ہے۔

٧٤٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٦٣٠٤]

(۷۴۷۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں اگر اللہ نے چاہا تو اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں گا۔“

٧٤٧٥۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ)). [راجع: ٣٦٦٤]

(۷۴۷۵) ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا، پھر میں نے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اس میں سے پانی نکالا۔ اس کے بعد ابو بکر بن ابی قحافہ نے ڈول لے لیا اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول پانی نکالا، البتہ ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اور اللہ انہیں معاف کرے، پھر عمر نے اسے لے لیا اور وہ ان کے ہاتھ میں ایک بڑا ڈول بن گیا میں نے کسی قوی و بہادر کو اس طرح ڈول پر ڈول نکالتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کے چاروں طرف مویشیوں کے لیے باڑیں بنا لیں۔“

تشریح: رسول کریم ﷺ نے قدم قدم پر لفظ ان شاء اللہ کا استعمال فرما کر مشیئت باری تعالیٰ پر ہر کام کو موقوف رکھا۔ ڈول کھینچنے کی تعبیر امور خلافت کو انجام دینے سے ہے۔ عہد صدیقی بھی کامیاب رہا مگر عہد فاروقی میں اسلام کو جو وسعت ہوئی اور امر خلافت مستحکم ہوا وہ ظاہر ہے۔ اسی پر اشارہ ہے۔

٧٤٧٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ: جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ رَسُوْلِهِ مَا شَاءَ)). [راجع: ١٤٣٢]

(٧٤٧٦) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا کوئی ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے: ''اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی ثواب ملے، اللہ اپنے رسول کی زبان پر وہی جاری کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

تشریح: مشیت باری کا واضح اظہار ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے میری زبان سے عطیہ کے الفاظ نکلتے ہیں، سفارش کرنے والے مفت میں ثواب حاصل کر لیتے ہیں پس پھر کیوں سفارش کے لیے زبان نہ کھولو۔

٧٤٧٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)). [راجع: ٦٣٣٩]

(٧٤٧٧) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اس طرح دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر، اگر تو چاہے تو مجھے روزی دے۔ بلکہ پختگی کے ساتھ سوال کرنا چاہیے کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس پر جبر کرنے والا نہیں۔''

٧٤٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرٌو، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى أَهُوَ خَضِرٌ؟ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هَذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ: نَعَمْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا

(٧٤٧٨) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحفص عمرو نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا، مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ وہ اور حر بن قیس بن حصین فزاری موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہی تھے۔ اتنے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور ان سے کہا کہ میں اور میرا یہ ساتھی اس بارے میں شک میں ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے وہ ''صاحب'' کون تھے جن سے ملاقات کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پوچھا تھا۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث سنی ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک مجمع میں تھے کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا کیا آپ کسی

مُوْسَى فِي مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوْسَى: لَا فَأُوْحِيَ إِلَى مُوْسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلَى لُقِيِّهِ فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً وَقِيْلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسَى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوْسَى لِمُوْسَى: ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ قَالَ مُوْسَى: ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ)). [راجع: ٧٤]

ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں، چنانچہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ”کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر ہے۔“ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملاقات کا راستہ معلوم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مچھلی کو نشان قرار دیا اور آپ سے کہا گیا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو لوٹ جانا کہ وہیں ان سے ملاقات ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام مچھلی کا نشان دریا میں ڈھونڈنے لگے اور آپ کے ساتھی نے آپ کو بتایا کہ آپ کو معلوم ہے جب ہم نے چٹان پر ڈیرہ ڈالا تھا تو وہیں میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان نے اسے بھلا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ”یہ جگہ وہی ہے جس کی تلاش میں ہم سرگرداں ہیں“ پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے“ اور انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پالیا ان دونوں کا یہ قصہ ہے جو اللہ نے بیان فرمایا۔“

٧٤٧٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)) يُرِيْدُ الْمُحَصَّبَ.

[راجع: ١٥٨٩]

(۷۴۷۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا: ”ہم کل ان شاء اللہ خیف بنو کنانہ میں قیام کریں گے جہاں ایک زمانہ میں کفار مکہ نے کفر پر ہی قائم رہنے کی آپس میں قسمیں کھائیں تھیں۔“ آپ کی مراد وادی محصب سے تھی۔

٧٤٨٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَاصَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ؟ قَالَ: ((فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ)) فَغَدَوْا

(۷۴۸۰) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابوالعباس (سائب بن فروخ) سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کو گھیر لیا، اس کو فتح نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا: ”کل اللہ نے چاہا تو ہم مدینہ کو لوٹ چلیں گے۔“ اس پر مسلمان بولے: واہ! ہم فتح کیے بغیر لوٹ جائیں۔ آپ نے فرمایا: ”ایسا ہے تو پھر کل

فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَكَأَنَّ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٤٣٢٥]

سویرے لڑائی شروع کرو۔" صبح کو مسلمان لڑنے گئے لیکن (قلعہ فتح نہیں ہوا) مسلمان زخمی ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: "صبح کو اللہ نے چاہا تو ہم مدینہ لوٹ چلیں گے۔" اس پر مسلمان خوش ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ [سبا: ٢٣] وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

"اور اس کے ہاں کسی کی شفاعت بغیر اللہ کی اجازت کے فائدہ نہیں دے سکتی (وہاں فرشتوں کا بھی یہ حال ہے) کہ جب اللہ پاک کوئی حکم اتارتا ہے تو فرشتے اسے سن کر اللہ کے خوف سے گھبرا جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب کا کیا ارشاد ہوا ہے وہ فرشتے کہتے ہیں کہ جو کچھ اس نے فرمایا وہ حق ہے اور وہ بلند بڑا ہے۔" یہاں فرشتے اللہ کے امر کے لیے لفظ "مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ" نہیں استعمال کرتے ہیں (پس اللہ کے کلام کو مخلوق کہنا غلط ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں) اور اللہ جل ذکرہ نے فرمایا کہ "کون ہے! اس کی اجازت کے بغیر اس کی شفاعت کسی کے کام آسکے مگر جسے وہ حکم دے۔"

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا: ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾.

مسروق بن اجدع تابعی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے لیے کلام کرتا ہے تو آسمان والے بھی کچھ سنتے ہیں، پھر جب ان کے دلوں سے خوف دور ہو جاتا ہے اور آواز چپ ہو جاتی ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کلام حق ہے اور آواز دیتے ہیں ایک دوسرے کو: "تمہارے رب نے کیا فرمایا جواب دیتے ہیں بجا ارشاد فرمایا۔"

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ)).

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے، ان سے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں کو جمع کرے گا اور ایسی آواز کے ذریعے ان کو پکارے گا جسے دور والے اسی طرح سنیں گے جس طرح نزدیک والے سنیں گے میں بادشاہ ہوں ہر ایک کے اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔"

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متکلمین کا رد کیا معتزلہ کا بھی جو کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام معاذ اللہ مخلوق ہے اور مخلوقات کی طرح ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ حروف ہیں نہ آواز بلکہ اللہ کا کلام عبارت ہے ایک کلام نفسی سے جو ایک صفت ازلی ہے اس کی ذات سے قائم ہے اور سکوت کے منافی ہے۔ اس کلام سے اگر عربی میں تعبیر کرو تو وہ قرآن ہے اگر سریانی میں کرو تو وہ انجیل ہے اگر عبرانی میں کرو تو وہ تورات ہے۔ میں وحید

الزماں کہتا ہوں کہ یہ ایک لغو خیال ہے جو متکلمین نے ایک قاعدہ فاسدہ کی بنا پر باندھا ہے۔ انہوں نے یہ تصور کیا کہ اگر اللہ کے کلام میں حروف اور اصوات ہوں اور وہ ہر وقت جب اللہ چاہے اس سے صادر ہوتا رہے تو اللہ حوادث کا محل ہو جائے گا اور جو حوادث کا محل ہو وہ حادث ہوتا ہے حالانکہ یہ قاعدہ خود ایک ڈھکوسلہ ہے اور مبنی علی الفاسد ہے۔ ایک ذات قدیم فاعل مختار سے نئی نئی باتیں صادر ہونا اس کے حدوث کو مستلزم نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے کمال پر دال ہیں اور ہماری شریعت اور نیز اگلی شریعتیں سب اس بات سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ جب چاہے کلام کرتا ہے اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں۔ اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا کلام سنا جس میں آواز تھی۔ اللہ ہر روز ہر آن نئے نئے احکام صادر فرماتا ہے۔ نئی نئی مخلوقات پیدا کرتا ہے۔ کیا اس سے اس کے قدیم اور ازلی ہونے میں کوئی فرق آیا ہرگز نہیں خود فلاسفہ جنہوں نے اس قاعدہ فاسدہ کی بنا ڈالی ہے وہ کہتے ہیں عقل فعال قدیم ہے حالانکہ ہزار ہا حوادث اور اشیاء اس سے صادر ہوتے ہیں۔ غرض اس مسئلہ کلام میں ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے جادۂ مستقیم سے منہ موڑ کر واہی تاویلات اختیار کی ہیں اور اپنی دانست میں یہ لوگ بڑے محقق اور دانشمند بنتے ہیں حالانکہ محض بے وقوف اور محض بے عقل ہیں۔ اللہ جو ہر شے پر قادر اور تمام کمالات سے موصوف ہے اور اس نے اپنی ایک ادنیٰ مخلوق انسان کو کلام کی طاقت دی ہے وہ تو کلام نہ کر سکے نہ اپنی آواز کسی کو سنا سکے اور اس کی مخلوق فراغت سے جب چاہیں باتیں کیا کریں یہ کیا نادانی کا خیال ہے۔

٧٤٨١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ۔ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفَوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ۔ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ: الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ)).

(۷۴۸۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے فرمان کے آگے عاجزی کا اظہار کرنے کے لیے اپنے پر مارتے ہیں (اور ان سے ایسی آواز نکلتی ہے) جیسے پتھر پر زنجیر ماری گئی ہو۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا سفیان کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث میں بجائے صَفْوَان کے بہ فتحہ فاء صَفَوَان روایت کیا ہے اور ابوسفیان نے صَفْوَان پر سکون فا روایت کیا ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی چکنا صاف پتھر اور ابن عامر نے فزع بہ صیغہ معروف پڑھا ہے۔ بعض نے فرغ رائے مہملہ سے پڑھا ہے، یعنی جب ان کے دلوں کو فراغت حاصل ہو جاتی ہے۔ مطلب وہی ہے کہ ڈر جاتا رہتا ہے، پھر وہ حکم فرشتوں میں آتا ہے اور جب ان کے دلوں سے خوف دور ہوتا ہے تو وہ پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق اور وہ اللہ بلند و عظیم ہے۔“

قَالَ عَلِيٌّ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا.

اور علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بیان کی۔

قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ.

اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے عکرمہ سے سنا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

قَالَ عَلِيٌّ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ: فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا. [راجع: ٤٧٠١]

علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ ؓ سے سنا تو سفیان بن عیینہ نے اس کی تصدیق کی، علی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ ایک شخص نے عمرو سے روایت کی، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابوہریرہ ؓ سے بحوالہ رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ نے ”فرغ“ پڑھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ عمرو بن دینار ؓ نے بھی اسی طرح پڑھا تھا، مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اسی طرح ان سے سنا تھا یا نہیں۔ سفیان نے کہا یہی ہماری قراءت ہے۔

تشریح: ان سندوں کو بیان کر کے امام بخاری ؒ نے یہ ثابت کیا کہ اوپر کی روایت جو عن عن کے ساتھ ہے وہ متصل ہے۔

٧٤٨٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)) وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ: يُرِيدُ أَنْ يَجْهَرَ بِهِ. [راجع: ٥٠٢٣]

(۷۴۸۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنا متوجہ ہو کر نہیں سنتا جتنا نبی کریم ﷺ کا قرآن پڑھنا متوجہ ہو کر سنتا ہے جو خوش آوازی سے اسے پڑھتا ہے۔“ ابوہریرہ ؓ کے ساتھی نے کہا اس حدیث میں ”یتغنی بالقرآن“ کا یہ معنی ہے کہ اس کو پکار کر پڑھتا ہے۔

٧٤٨٣- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ [بْنِ غِيَاثٍ]، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ: يَا آدَمُ! فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ)). [راجع: ٣٣٤٨]

(۷۴۸۳) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے ”لبیک وسعدیک“ پھر وہ بلند آواز سے ندا دے گا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی نسل میں سے دوزخ کا لشکر نکال۔“

تشریح: یہاں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہوئی اور ان نادانوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ آواز ہے نہ حروف ہیں۔ معاذ اللہ اللہ کے لفظوں کو کہتے ہیں یہ اللہ کے کلام نہیں ہیں کیونکہ الفاظ اور حروف اور اصوات سب حادث ہیں امام احمد ؒ نے فرمایا کہ یہ کم بخت لفظیہ، جہمیہ سے بدتر ہیں۔

٧٤٨٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۷۴۸۴) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ [بْنِ عُرْوَةَ] عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ. [راجع: ٣٨١٦]

بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس قدر مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آتی تھی اور کسی عورت پر نہیں آتی تھی اور ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ انہیں جنت میں ایک گھر کی بشارت دے دیں۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام صرف نفسی اور قدیم نہیں ہے بلکہ وقتاً فوقتاً وہ کلام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دینے کے لیے اس نے کلام کیا۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَاءِ اللّٰهِ الْمَلَائِكَةَ

باب: جبرئیل کے ساتھ اللہ کا کلام کرنا اور اللہ کا فرشتوں کو پکارنا

وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿إِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ [النمل: ٦] أَيْ يُلْقَى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ: ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾. [البقرة: ٣٧]

اور معمر بن مثنیٰ نے کہا آیت ﴿إِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ (سورۂ نمل) کا مفہوم ہے جو فرمایا: ''اے پیغمبر! تجھے قرآن مجید اللہ کی طرف سے ملتا ہے جو حکمت والا خبردار ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تجھ پر ڈالا جاتا ہے اور تو اسے لیتا ہے جیسے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''آدم نے اپنے پروردگار سے چند کلمات حاصل کئے رب کا استقبال کر کے۔''

تشریح: اصل میں تلقی کے معنی آگے جا کر ملنے یعنی استقبال کرنے کے ہیں چونکہ نبی کریم ﷺ وحی کے انتظار میں رہتے جس وقت وحی اترتی گویا آپ وحی کا استقبال کرتے۔ اس قول سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور الفاظ ہیں۔

٧٤٨٥- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ))

[راجع: ٣٢٠٩]

(٧٤٨٥) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔''

تشریح: اس کی تعظیم اور محبت سب کے دلوں میں سما جاتی ہے۔ یہ خالصاً حدیث اور سنت نبوی کے تابعداروں کا ذکر ہے ان ہی کو دوسرے لفظوں میں اولیائے اللہ کہا جاتا ہے نہ کہ فساق فجار بدعتی لوگ وہ تو اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔

٧٤٨٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ [بِهِمْ] كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)). [راجع: ٥٥٥]

(۷۴۸۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں عصر اور فجر کی نمازوں میں دونوں وقت کے فرشتے اکٹھے ہوتے ہیں، پھر جب وہ فرشتے اوپر جاتے ہیں جنہوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ بندوں کے احوال کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے۔

٧٤٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: ((وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى)). [راجع: ١٢٣٧]

(۷۴۸۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واصل نے، ان سے معرور نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے یہ بشارت دی کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنت میں جائے گا۔“ میں نے پوچھا گو اس نے چوری اور زنا بھی کیا ہو؟ فرمایا: ”گو اس نے چوری اور زنا کیا ہو۔“

تشریح: دوسری آیت میں ہے کہ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ (۱۹/ مریم: ۶۴) ایک تو حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت اترتے تھے جب اللہ کا حکم ہوتا اس لیے یہ بشارت جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دی بامر الٰہی تھی گویا اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جا کر حضرت محمد ﷺ کو یہ بشارت دے دو پس باب کو مطابقت حاصل ہوگئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾ [النساء: ١٦٦] قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ [الطلاق: ١٢] بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ.

باب: سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

”اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو جان کر اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہ ہیں۔“ مجاہد نے بیان کیا کہ آیت ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے درمیان اللہ کے حکم اترتے رہتے ہیں۔

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا کہ قرآن اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو یہ کلام سناتا تھا اور جبریل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کو، تو یہی قرآن یعنی الفاظ و معانی اللہ کا کلام ہیں۔ ان کو اللہ نے اتارا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے جیسے کہ

جہمیہ اور معتزلہ نے گمان کیا ہے۔

٧٤٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا فُلَانُ! إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا)). [راجع: ٢٤٧] [مسلم: ٦٨٨٤]

(۷۴۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا کرو، اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا رخ تیری طرف موڑ دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور تیری پناہ لی، تیری طرف رغبت کی وجہ سے اور تجھ سے ڈر کر تیرے سوا کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا، پس اگر تم آج رات مر گئے تو فطرت پر مرو گے اور صبح کو زندہ اٹھے تو ثواب ملے گا۔''

تشریح: لفظ ((بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ)) سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ قرآن مجید اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے۔

٧٤٨٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ)). زَادَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

(۷۴۸۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے غزوۂ خندق کے دن فرمایا: ''اے اللہ! کتاب قرآن کے نازل کرنے والے! جلد حساب لینے والے! ان دشمن جماعتوں کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے۔'' حمیدی نے اسے یوں روایت کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

[راجع: ۲۸۱۸، ۲۹۳۳]

تشریح: مضمون باب لفظ ((منزل الکتاب)) سے نکلا۔ سند مذکورہ میں سفیان کے سماع کی ابن ابی خالد سے اور ابن ابی خالد کے سماع کی عبداللہ بن ابی اوفی سے صراحت ہے۔

٧٤٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:

(۷۴۹۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے ہشیم بن بشیر نے، ان سے ابی بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [الاسراء: ١١٠] قَالَ: أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ: ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيْلًا﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ. [راجع: ٤٧٢٢]

بنی اسرائیل کی آیت ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ کے بارے میں کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ جب آپ نماز میں آواز بلند کرتے تو مشرکین سنتے اور قرآن مجید اور اس کے نازل کرنے والے اللہ کو اور اس کے لانے والے جبرئیل علیہ السلام کو گالی دیتے (اور نبی کریم ﷺ کو بھی) اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو'' یعنی آواز اتنی بلند بھی نہ کر کہ مشرکین سن لیں ''اور اتنی آہستہ بھی نہ کر'' کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں ''بلکہ ان کے درمیان کا راستہ اختیار کر۔'' مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھ کہ تیرے اصحاب سن لیں اور قرآن سیکھ لیں، اس سے زیادہ اونچی آواز سے نہ پڑھ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾ [الفتح: ١٥] ﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾: حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾: بِاللَّعِبِ. [الطارق: ١٣، ١٤]

''یہ دیہاتی چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔'' یعنی اللہ نے جو وعدے حدیبیہ کے مسلمانوں سے کیے تھے کہ ان کو بلا شرکت غیرے فتح ملے گی۔ اور سورۂ طارق میں فرمایا: ''قرآن مجید فیصلہ کرنے والا کلام ہے وہ کچھ ہنسی دل لگی نہیں ہے۔''

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ اللہ کا کلام کچھ قرآن سے خاص نہیں ہے بلکہ اللہ جب چاہتا ہے حسب ضرورت اور حسب موقع کلام کرتا ہے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ میں جب مسلمان بہت رنجیدہ تھے اپنے رسول کے ذریعہ سے اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو بلا شرکت غیرے ایک فتح حاصل ہوگی یہ بھی اللہ کا ایک کلام تھا اور جو نبی کریم ﷺ نے اللہ کے کلام نقل کئے ہیں وہ سب اسی کے کلام ہیں۔

٧٤٩١ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)). [راجع: ٤٨٢٦]

(۷۴۹۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانے کا پیدا کرنے والا ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں تمام کام ہیں، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں۔''

تشریح: ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

٧٤٩٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

(۷۴۹۲) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان

عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ: الصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِيْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ)).

[راجع: ١٨٩٤]

سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں بندہ اپنی شہوت، کھانا، پینا، میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اور روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک عنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

تشریح: روزہ سے متعلق یہ حدیث کلام الٰہی کے طور پر وارد ہوئی ہے۔ یعنی اللہ نے خود ایسا ایسا فرمایا ہے۔ یہ اس کا کلام ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔ اس سے بھی کلام الٰہی ثابت ہوا اور معتزلہ جہمیہ کا رد ہوا جو اللہ کے کلام کرنے سے منکر ہیں۔ ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

٧٣٩٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَى رَبُّهُ: يَا أَيُّوْبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ)).

[راجع: ٢٧٩]

(۷۴۹۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر نہا رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا ایک دل ان پر گرا اور آپ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے ان کے رب نے پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے مالدار بنا کر ان ٹڈیوں سے بے پروا نہیں کر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بے شک تو نے مجھے بے پروا مالدار کیا ہے مگر تیرے فضل وکرم اور رحمت سے بھی میں کہیں بے پروا ہو سکتا ہوں۔''

تشریح: صاف ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے خود حضرت ایوب علیہ السلام سے خطاب فرمایا اور یہ کلام کیا اور یہ کلام بآواز بلند ہے یہ کہنا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور آواز نہیں ہے یہ کس قدر کم عقلی اور گمراہی کی بات ہے آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو جہمیہ ومعتزلہ جیسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

٧٤٩٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ

(۷۴۰۹۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوعبداللہ الاغر نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر آتا ہے اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کون بلاتا ہے کہ میں اسے جواب دوں، مجھ سے کون مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، مجھ سے کون مغفرت طلب کرتا

يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟)) [راجع: ١١٤٥]

ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں۔''

تشریح: اللہ پاک کا عرش معلی سے آسمان دنیا پر اترنا اور کلام کرنا ثابت ہوا جو لوگ اللہ کے بارے میں ان چیزوں سے انکار کرتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ اس سے واضح دلیل اور کیا ہوگی۔

٧٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٢٣٨]

(۷۴۹۵) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گو دنیا میں ہم سب سے آخری امت ہیں لیکن آخرت میں سب سے آگے ہوں گے۔''

٧٤٩٦- وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللَّهُ: ((أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ)). [راجع: ٤٦٨٤]

(۷۴۹۶) اور اسی سند سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم خرچ کرو تو میں تم پر خرچ کروں گا۔''

تشریح: یہاں بھی اللہ پاک کا ایسا کلام مذکور ہوا جو قرآن سے نہیں ہے اور یقیناً اللہ کا کلام ہے جسے حدیث قدسی کہتے ہیں۔

٧٤٩٧- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: ((هَذِهِ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيْهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ)). [راجع: ٣٨٢٠]

(۷۴۹۷) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ''(جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ!) یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے پاس برتن میں کھانا یا پانی لے کر آتی ہیں انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہیے اور انہیں خولدار موتی کے ایک محل کی جنت میں خوش خبری سنائیے جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔''

تشریح: یہاں بھی اللہ کا ایک کلام بحق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نقل ہوا یہی باب سے مطابقت ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوئی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد قریش کی بہت مالدار شریف ترین خاتون جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے خود رغبت سے نکاح کیا۔ آپ عرصہ سے بیوہ تھیں بعد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس وفا شعاری سے زندگی گزاری کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ۶۵ سال کی عمر میں ہجرت نبوی سے تین سال پہلے رمضان شریف میں انتقال فرمایا اور مکہ کے مشہور قبرستان حجون میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی جدائی کا نبی کریم ﷺ کو سخت ترین صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

٧٤٩٨- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ [بْنِ مُنَبِّهٍ] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى

(۷۴۹۸) ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان

قَلْبِ بَشَرٍ)). [راجع: ٣٢٤٤]

کا خیال گزرا ہوگا۔"

تشریح: اس حدیث میں صاف اللہ کا کلام نقل ہوا ہے اللہ پاک آج کے معتزلیوں اور منکروں کو ان احادیث پر غور کرنے کی ہدایت بخشے۔

٧٤٩٩- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ! لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)). [راجع: ١١٢٠]

(۷۴۹۹) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں طاؤس یمانی نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد پڑھنے اٹھتے تو کہتے: "اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان وزمین کا نور ہے، حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان وزمین کا تھامنے والا ہے، حمد تیرے ہی لیے ہے کہ تو آسمان وزمین کا اور جو کچھ اس میں ہے سب کا رب ہے تو سچ ہے، تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے۔ سارے انبیا سچے ہیں اور قیامت سچ ہے، اے اللہ! میں تیرے سامنے ہی جھکا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا اور تجھ ہی سے اپنا فیصلہ چاہتا ہوں، پس تو میری مغفرت کردے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی جو میں نے چھپا کر کئے اور جو ظاہر کئے تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔"

تشریح: دعائے مبارکہ میں لفظ ((قولك الحق)) سے ترجمہ باب نکلا کہ یا اللہ! تیرا کلام کرنا حق ہے۔ اس سے ہی ان لوگوں کی تردید ہوئی جو اللہ کے کلام میں حروف اور آواز کے منکر ہیں۔

٧٥٠٠- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا

(۷۵۰۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سنا، نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور اللہ نے اس سے انہیں بری قرار دیا تھا۔ ان سب نے بیان کیا اور ہر ایک نے مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی ہوئی بات کا

اللَّهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَلَكِنِّي وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ فِي بَرَائَتِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

[النور: ١١، ٢٠] [راجع: ٢٥٩٣]

ایک حصہ بیان کیا۔ ام المؤمنین نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی بیان کرنے کے لیے وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت ہوگی میرے دل میں میرا درجہ اس سے بہت کم تھا کہ اللہ میرے بارے میں (قرآن مجید میں) وحی نازل کرے جس کی تلاوت ہوگی، البتہ مجھے امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ میری براءت کردے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی ہیں ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ﴾ الخ۔ دس آیات۔

تشریح: دس آیتیں جو سورۂ نور میں ہیں۔ مقصد اللہ کا کلام ثابت کرنا ہے جو بخوبی ظاہر ہے۔ آیات مذکورہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت سے متعلق نازل ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور رسول کریم ﷺ کی بہت ہی محبوبہ بیوی ہیں جن کے مناقب بہت ہیں۔ سنہ ۵۸ھ بماہ رمضان ۱۷ کی شب میں وفات ہوئی۔ رات میں دفن کیا گیا۔ ان دنوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عامل مدینہ تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (رضی الله عنها وارضاها)

٧٥٠١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللَّهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ)).

(٧٥٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کر نہ لے جب اسے کر لے، پھر اسے اس کے برابر لکھو اور اگر اس برائی کو وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنی چاہے تو اس کے لیے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس نیکی کو کر بھی لے تو اس جیسی دس نیکیاں اس کے لیے لکھو۔"

تشریح: اس سے بھی اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوا کہ وہ قرآن کے علاوہ بھی کلام نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ ان جملہ احادیث میں موجود ہے۔

٧٥٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي

(٧٥٠٢) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن ابی مزرد نے بیان کیا اور ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ: مَهْ؟ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ فَقَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ! قَالَ: فَذٰلِكِ لَكِ)) ثُمَّ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فارغ ہوگیا تو رحم کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھہر جا، اس نے کہا کہ یہ قطع رحم (ناطہ توڑنا) سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ میں ناطہ جوڑنے والے سے اپنے رحم کا ناطہ جوڑوں اور ناطہ کاٹنے والوں سے جدا ہو جاؤں۔ اس نے کہا کہ ضرور اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہی تیرا مقام ہے۔'' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ محمد کی یہ آیت پڑھی: ''ممکن ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔''

[محمد: ٢٢] [راجع: ٤٨٣٠]

تشریح: اللہ تعالیٰ کا ایک واضح کلام نقل ہوا یہ باب سے مطابقت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے ناطہ سے فصیح بلیغ زبان میں یہ گفتگو کی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ناطہ سے کلام فرمایا۔ آیت میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اکثر لوگ دنیاوی اقتدار و دولت ملنے پر فساد و قطع رحمی ضرور کرتے ہیں۔ الا ماشاء الله۔

٧٥٠٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مُطِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِي)). [راجع: ٨٤٦]

(٧٥٠٣) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعض بندے صبح کافر ہو کر کرتے ہیں اور بعض بندے صبح مؤمن ہو کر کرتے ہیں۔''

تشریح: کلام الٰہی کے لیے واضح ترین دلیل ہے۔ دوسری حدیث میں تفصیل ہے کہ بارش ہونے پر جو لوگ بارش کو اللہ کی طرف سے جانتے ہیں وہ مؤمن ہو جاتے ہیں اور جو ستاروں کی تاثیر سے بارش کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے ہو جاتے ہیں۔

٧٥٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ)). [مسلم: ١٨٣٤]

(٧٥٠٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو زناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملاقات پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے تو میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔''

تشریح: ایک فرمان الٰہی جو ہر مسلمان کے یاد رکھنے کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسے آخر وقت میں یاد رکھنے کی سعادت عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

٧٥٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ،

(٧٥٠٥) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي)). [راجع: ٧٤٠٥]

سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔''

تشریح: یہ فرمان الٰہی بھی اس قابل ہے کہ ہر مؤمن بندہ ہر وقت اسے ذہن میں رکھ کر زندگی گزارے اور اللہ کے ساتھ ہر وقت نیک گمان رکھے۔ برائی کا ہرگز گمان نہ رکھے۔ جنت ملنے پر بھی پورا یقین رکھے اللہ اپنی رحمت سے اس کے ساتھ وہی کرے گا جو اس کا گمان ہے۔ حدیث بھی کلام الٰہی ہے یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے۔

٧٥٠٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ)).

[راجع: ٣٤٨١] [مسلم: ٦٩٨٠]

(٧٥٠٦) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص نے جس نے (بنی اسرائیل میں سے) کوئی نیک کام کبھی نہیں کیا تھا، وصیت کی کہ جب وہ مرجائے تو اسے جلا ڈالیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی دریا میں بکھیر دیں کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو ایسا عذاب مجھے دے گا جو دنیا کے کسی شخص کو بھی وہ نہیں دے گا، پھر اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے تمام راکھ جمع کردی جو اس کے اندر تھی، پھر اس نے خشکی کو حکم دیا اور اس نے بھی اپنی تمام راکھ جمع کردی جو اس کے اندر تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: اے رب! تیرے خوف سے میں نے ایسا کیا اور تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔''

تشریح: کیونکہ وہ شخص گو گناہگار تھا پر مؤحد تھا۔ اہل توحید کے لیے مغفرت کی بڑی امید ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ شرک سے ہمیشہ بچتا رہے اور توحید پر قائم رہے اگر شرک پر مرا تو مغفرت کی امید بالکل نہیں ہے۔ قبروں کو پوجنا، تعزیوں اور جھنڈوں کے آگے سر جھکانا، مزارات کا طواف کرنا۔ کسی خواجہ وقطب کی نذر ونیاز کرنا، یہ سارے شرکیہ افعال ہیں اللہ ان سب سے بچائے۔ آمین

٧٥٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ: أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ

(٧٥٠٧) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ نے، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی عمرہ سے سنا، کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''ایک بندے نے بہت گناہ کئے اور کہا اے میرے رب! میں تیرا ہی گنہگار بندہ ہوں تو مجھے بخش دے، اللہ رب العزت نے فرمایا: میرا بندہ

أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا [فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ])). [مسلم: ٦٩٨٦، ٦٩٨٧]

جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا: میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کرلیا، اسے بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا: اے میرے رب! میں نے گناہ پھر کرلیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین مرتبہ، پس اب جو چاہے عمل کرے۔“

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا حق ہے۔ اس حدیث میں بھی اللہ کا کلام ایک گناہگار کے متعلق مذکور ہے اور یہ بتلانا بھی مقصود ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مگر قرآن مجید کے علاوہ بھی اللہ کلام کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ صادق المصدوق ہیں۔ آپ نے یہ کلام الٰہی نقل فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے کلام کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ صادق المصدوق نہیں ہیں۔ اس حدیث سے استغفار کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی بشرطیکہ گناہوں سے تائب ہوتا جائے اور استغفار کرتا رہے تو اس کو ضرر نہ ہوگا۔ استغفار کی تین شرطیں ہیں۔ گناہ سے الگ ہو جانا، نادم ہونا، آگے کے لیے یہ نیت کرنا کہ اب نہ کروں گا۔ اس نیت کے ساتھ اگر پھر گناہ ہو جائے تو پھر استغفار کرے۔ دوسری حدیث میں ہے اگر ایک دن میں ستر بار وہی گناہ کرے لیکن استغفار کرتا رہے تو اس نے اصرار نہیں کیا۔ اصرار کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر نادم نہ ہو اس کے پھر کرنے کی نیت رکھے۔ صرف زبان سے استغفار کرتا رہے کہ ایسا استغفار خود استغفار کے قابل ہے۔ اللهم انا نستغفرك ونتوب اليك فاغفرلنا يا خير الغافرين آمین۔

٧٥٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ۔ كَلِمَةً: يَعْنِي۔ ((أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرَ أَبٍ قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ

(٧٥٠٨) ہم سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا مجھ سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھلی امتوں میں سے ایک شخص کا ذکر کیا۔ اس کے متعلق آپ نے ایک کلمہ فرمایا، یعنی: ”اللہ نے اسے مال واولاد سب کچھ دیا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا کہ میں تمہارے لیے کیسا باپ ثابت ہوا۔ انہوں نے کہا کہ بہترین باپ اس پر اس نے کہا کہ لیکن تمہارے باپ نے اللہ کے ہاں کوئی نیکی نہیں

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ فَاسْحَكُوْنِيْ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيْحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا)) فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ! فَفَعَلُوْا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ: أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ فَعَلْتَ؟ مَا فَعَلْتَ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ قَالَ: فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ)) وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: ((فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا)). فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيْهِ: ((أَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ)) أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

بھیجی ہے اور اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب کرے گا تو دیکھو! جب میں مر جاؤں گا تو مجھے جلا دینا، یہاں تک کہ جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو اسے خوب پیس لینا اور جس دن تیز آندھی آئے اس میں یہ راکھ اڑا دینا۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر اس نے اپنے بیٹوں سے پختہ وعدہ لیا اور اللہ کی قسم! ان لڑکوں نے ایسا ہی کیا، جلا کر راکھ کر ڈالا، پھر انہوں نے اس کی راکھ کو تیز ہوا کے دن اڑا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے کن کا لفظ فرمایا کہ ہو جا تو وہ فوراً ایک مرد بن گیا جو کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا کہ تو نے یہ کام کرایا۔ اس نے کہا کہ تیرے خوف نے۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا۔'' پھر میں نے یہ بات ابوعثمان نہدی سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں نے اسے سلمان فارسی سے سنا، البتہ انہوں نے یہ لفظ زیادہ کئے کہ ((أَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ)) ''یعنی میری راکھ کو دریا میں ڈال دینا۔'' یا کچھ ایسا ہی بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ: لَمْ يَبْتَئِرْ. [راجع: ٣٤٧٨]

وَقَالَ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ: لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ: لَمْ يَدَّخِرْ.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا اور اس نے ''لَمْ يَبْتَئِرْ'' کے الفاظ کہے اور خلیفہ بن خیاط (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ) نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، پھر یہی حدیث نقل کی۔ اس میں ''لَمْ يَبْتَئِزْ'' ہے۔ قتادہ نے اس کے معنی یہ کئے ہیں، یعنی کوئی نیکی آخرت کے لیے ذخیرہ نہیں کی۔

تشریح: اللہ نے اس گناہگار بندے کو فرمایا کہ اے بندے! تو نے یہ حرکت کیوں کرائی۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ اللہ کا کلام کرنا برحق ہے جو لوگ کلام الٰہی سے انکار کرتے ہیں وہ صریح آیات واحادیث نبویہ کے منکر ہیں۔ ھداھم اللہ۔ راویوں نے لفظ یبتئر یا لم یبتئز راء اور زاء سے نقل کیا ہے۔ بعض نے راء کے ساتھ بعض نے زاء کے ساتھ روایت کیا۔ مطلب ہر دو کا ایک ہی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک ہے۔ بنی خدرہ ایک انصاری قبیلہ ہے۔ حضرت ابوسعید علما وفضلائے انصار سے ہیں۔ حفاظ حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بعمر ۸۴ سال سنہ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ بقیع غرقد میں دفن کئے گئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

باب: اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن انبیا اور دوسرے لوگوں سے کلام کرنا برحق ہے

٧٥٠٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۷۵۰۹) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن عبداللہ

أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ: يَا رَبِّ! أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ أَقُوْلُ: أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ)) فَقَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٤٤]

یربوعی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے، ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہوں گا: اے رب! جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جنت میں داخل فرمادے۔ ایسے لوگ جنت میں داخل کردیے جائیں گے میں پھر عرض کروں گا اے رب! جنت میں اسے بھی داخل کردے جس کے دل میں معمولی سا بھی ایمان ہو۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

تشریح: جن سے آپ ﷺ اشارہ کررہے تھے۔ روز محشر میں نبی کریم ﷺ کا ایک مکالمہ نقل ہوا ہے۔ اس سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت نبی کریم ﷺ اور دیگر بندوں سے کلام کرے گا۔ اس میں جہمیہ اور معتزلہ کا رد ہے جو اللہ کے کلام کرنے کا انکار کرتے ہیں۔

٧٥١٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ [الْبُنَانِيِّ] إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهِ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ: لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوْكَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ

(٧٥١٠) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ہلال عنزی نے بیان کیا، کہا کہ بصرہ کے کچھ لوگ ہمارے پاس جمع ہوگئے، پھر ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اپنے ساتھ ثابت کو بھی لے گئے تاکہ وہ ہمارے لیے شفاعت کی حدیث پوچھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے اور جب ہم پہنچے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ہم نے ملاقات کی اجازت چاہی اور ہمیں اجازت مل گئی۔ اس وقت وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے ہم نے ثابت سے کہا تھا کہ حدیث شفاعت سے پہلے ان سے اور کچھ نہ پوچھنا، چنانچہ انہوں نے کہا: اے ابوحمزہ! یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں اور آپ سے شفاعت کی حدیث پوچھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد ﷺ نے بیان کیا، آپ نے فرمایا: ''قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے، پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خلیل ہیں لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ اللہ سے شرف ہم کلام

بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلَّمَ اللَّهَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ: يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ: يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ)) فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا: لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلِ أَبِي خَلِيفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ

پانے والے ہیں لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں، چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں، تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لیے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الہام کرے گا جن کے ذریعے میں اللہ کی حمد بیان کروں گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں، چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اور اللہ کے حضور میں سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، جو کہو گے وہ سنا جائے گا، جو مانگو گے وہ دیا جائے، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی، پھر میں کہوں گا: اے رب! میری امت، میری امت۔ کہا جائے گا کہ جاؤ! اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو، چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا، پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لیے سجدے میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھاؤ کہو آپ کی سنی جائے گی میں کہوں گا: اے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ! اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے کم سے کم تر حصہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جہنم سے نکال لو، پھر میں چلا جاؤں گا اور نکالوں گا۔“

پھر جب ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں حسن بصری کے پاس بھی چلنا چاہیے، وہ اس وقت ابوخلیفہ کے مکان میں تھے اور ان سے وہ حدیث بیان کرنی چاہیے جو انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی ہے چنانچہ ہم ان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا، پھر انہوں نے ہمیں اجازت دی اور ہم نے ان سے کہا: اے ابوسعید! ہم آپ کے پاس آپ کے بھائی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں سے آئے ہیں اور انہوں نے ہم سے جو شفاعت کے متعلق حدیث بیان کی، اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے ان سے حدیث بیان کی

فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ قَالَ: هِيْهِ، فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ: هِيْهِ فَقُلْنَا: لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ: لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلَا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا فَقُلْنَا: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ: خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ قَالَ: ((ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ: يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُوْلُ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)).

جب اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے کہا اور بیان کرو۔ ہم نے کہا کہ اس سے زیادہ انہوں نے نہیں بیان کی انہوں کہا کہ انس ؓ جب صحت مند تھے بیس سال اب سے پہلے تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی مجھے معلوم نہیں کہ وہ باقی بھول گئے یا اس لیے بیان کرنا ناپسند کیا کہ کہیں لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں ہم نے کہا: ابوسعید! پھر آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے۔ آپ اس پر ہنس دیے اور فرمایا: انسان بڑا جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کا ذکر ہی اس لیے کیا ہے کہ تم سے بیان کیا چاہتا ہوں۔ انس ؓ نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح تم سے بیان کی (اور اس میں یہ لفظ بڑھائے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹوں گا اور وہی تعریفیں کروں گا اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا۔ اللہ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ جو کہو گے سنا جائے گا، جو مانگو گے دیا جائے گا جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت، میرے جلال، میری کبریائی، میری بڑائی کی قسم! اس میں سے انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔''

[راجع: ٤٤] [مسلم: ٤٧٩]

تشریح: اس حدیث کے دوسرے طرق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک جو برابر بھی یا رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اس کو تم دوزخ سے نکال لاؤ۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ اسی سے شفاعت کا اذن ثابت ہوتا ہے۔ جو رسول کریم ﷺ کو عرش پر سجدہ میں ایک نامعلوم مدت تک رہنے کے بعد حاصل ہوگا۔ آپ اپنی امت کا اس درجہ خیال فرمائیں گے کہ جب تک ایک گناہگار موحد مسلمان بھی دوزخ میں باقی رہے گا آپ برابر شفاعت کے لیے اذن مانگتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مؤمن مسلمان کو اور ہم سب قارئین صحیح بخاری کو اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ نیز یہ بھی روشن طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے رسول کریم ﷺ سے اتنا خوش ہوگا کہ آپ کی ہر سفارش قبول کرے گا اور آپ کی سفارش سے دوزخ سے ہر اس موحد مسلمان کو بھی نجات دے دے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ یا اس سے بھی کم تر ایمان ہوگا۔ یا اللہ! ہم جملہ قارئین صحیح بخاری کو روز محشر میں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما جو لوگ جہمیہ معتزلہ وغیرہ کلام الٰہی کے انکاری ہیں ان کا بھی اس حدیث سے خوب خوب رد ہوا۔ حضرت انس بن مالک ؓ خادم نبوی قبیلہ خزرج سے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ خلافت فاروقی میں بصرہ جا رہے تھے سنہ ۹۱ھ میں بعمر ۱۰۳ سال ایک سو اولاد ذکور واناث چھوڑ کر بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٧٥١١۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۷۵۱۱) مجھ سے محمد بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ)). [راجع: ٦٥٧١]

بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں سب سے بعد میں داخل ہونے والا اور دوزخ سے سب سے بعد میں نکلنے والا وہ شخص ہوگا جو گھسٹ کر نکلے گا، اس سے اس کا رب کہے گا جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا اے میرے رب! جنت تو بالکل بھری ہوئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تین مرتبہ اس سے یہ کہے گا اور ہر مرتبہ یہ بندہ جواب دے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے، پھر اللہ فرمائے گا تیرے لیے دنیا کے دس گنا ہے۔“

تشریح: باب کا مطلب حدیث کے آخری مضمون سے نکلا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خود کلام کرے گا اور اسے دس گنی نعمہائے جنت کی بشارت دے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہذلی ہیں۔ دار ارقم میں اسلام قبول کیا سفر اور حضر میں نہایت ہی خلوص کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت کی۔ ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ سنہ ۳۲ھ میں بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔ (رضی الله عنه وار ضاہ)

٧٥١٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ: ((وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ١٤١٣]

(۷۵۱۲) ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں خیثمہ نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص سے تمہارا رب اس طرح بات کرے گا کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا اور اسے اپنے اعمال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا اور وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا اور اسے اپنے اعمال کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو اپنے سامنے جہنم کے سوا اور کوئی چیز نہ دیکھے گا، پس جہنم سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے ہو سکے۔“ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے خیثمہ نے اسی طرح اور اس میں یہ لفظ زیادہ کئے کہ ”(جہنم سے بچو) خواہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعے ہو۔“

تشریح: حدیث ہذا میں صاف طور پر بندے سے اللہ کا کلام کرنا ثابت ہے جو براہ راست بغیر کسی واسطہ کے خود ہوگا۔ توحید کے بعد وہ جو اعمال کام آئیں گے ان میں فی سبیل اللہ کسی غریب مسکین یتیم بیوہ کی مدد کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ مدد خواہ کتنی ہی حقیر ہو اگر اس میں خلوص ہے تو اللہ اسے بہت بڑھا دے گا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مد کھجور کا آدھا حصہ بھی ہے۔ اللہ توفیق بخشے اور قبول کرے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سنہ ۶۷ھ میں بعمر ۱۱۰ سال کوفہ میں فوت ہوئے۔ بڑے خاندانی بزرگ تھے۔ بہت بڑے سخی حاتم طائی کے بیٹے

ہیں۔ شعبان سنہ ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ بعض مؤرخین نے ان کی عمر ایک سو اسی برس لکھی ہے۔ (رضي الله عنه وارضاه)

٧٥١٣۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ. فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾. [الزمر: ٦٧] [راجع: ٤٨١١]

(۷۵۱۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہودیوں کا ایک عالم خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور کہا: جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا اور پھر اسے ہلائے گا اور کہے گا میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آ گئے اس کی بات کی تصدیق اور تعجب کرتے ہوئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''انہوں نے اللہ کی شان کے مطابق قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق ہے، حالانکہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بنا رہے ہیں۔''

تشریح: اس حدیث میں بھی اللہ پاک کا کلام کرنا مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب کی سچی باتوں کی تصدیق کرنا معیوب بات نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کو ہنسی اس بات پر آئی کہ ایک یہودی اللہ کی شان کس کس طور پر بیان کر رہا ہے۔ حالانکہ یہود وہ قوم ہے جس نے اللہ پاک کی قدر و منزلت کو کما حقہ نہیں سمجھا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خواہ مخواہ اللہ کا بیٹا بنا ڈالا حالانکہ اللہ پاک ایسے رشتوں ناطوں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ صدق لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔

٧٥١٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ: أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ وَيَقُوْلُ: أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ)) وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا

(۷۵۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن محرز نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا سرگوشی کے بارے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کس طرح سنا ہے؟ آپ نے بیان کیا: ''تم میں سے کوئی اپنے رب کے قریب جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پردہ اس پر ڈالے گا اور کہے گا تو نے یہ یہ عمل کیا تھا؟ بندہ کہے گا: ہاں، اللہ کہے گا تو نے یہ یہ عمل کیا تھا؟ بندہ کہے گا: ہاں، چنانچہ وہ اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہ پر پردہ ڈالا تھا اور آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔''

آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، کہا ہم سے

قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ٢٤٤١]

قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے صفوان نے بیان کیا، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔

تشریح: اس سند کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ صفوان سے قتادہ کے سماع کی تصریح ہو جائے اور انقطاع کا احتمال دفع ہو جائے۔ حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے سرگوشی کرنا مذکور ہے۔ حدیث اور باب کی مطابقت ظاہر ہے اس کے بعد اب کہاں گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ کا کلام ایک قدیم نفسی صفت ہے نہ اس میں آواز ہے نہ حروف ہیں۔ فرمائیے یہ قدیم صفت موقع بموقع کیونکر حادث ہوتی رہتی ہے۔ اگر کہتے ہیں کہ اس کا تعلق حادث سے ہے جیسے سمع اور بصر وغیرہ ہیں تو مسموع اور مبصر ذات الٰہی کا غیر ہے۔ اس لئے تعلق حادث ہو سکتا ہے یہاں تو کلام اسی کی صفت ہے اس کا غیر نہیں ہے۔ اگر اس کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں تو پھر پیغمبروں نے اس کا کلام کیوں کر سنا اور متواتر احادیث میں جو آیا ہے کہ اس نے دوسرے لوگوں سے بھی کلام کیا اور خصوصاً مؤمنوں سے آخرت میں کلام کرے گا تو یہ کلام جب اس میں آواز اور حروف نہیں ہیں کیوں کر سمجھ میں آیا اور آ سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ (متکلمین) لوگ اتنا علم پڑھ کر پھر اس مسئلہ میں بے وقوفی کی چال چلیں اور معلوم نہیں کیا کیا تاویلات کرتے ہیں۔ اس قسم کی تاویلیں درحقیقت صفت کلام کا انکار کرنا ہے پھر سرے سے یوں نہیں کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ کلام ہی نہیں کرتا جیسے جعد بن درہم مردود تھا۔ آج کل بھی اکثر نیچری مغرب زدہ نام نہاد مسلمان ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ ھداھم اللہ الی صراط مستقیم۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسَى تَكْلِيْمًا﴾. [النساء: ١٦٤]

باب: سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا“

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا رد کیا جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام نہ تھا۔ حقیقت میں بلکہ کسی فرشتے یا درخت میں اللہ نے بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی۔ ایسا خیال بالکل غلط ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ہی کیا ہوئی۔ اس آیت میں لفظ کلم اللہ کے بعد پھر تکلیما فرما کر اس کی تاکید کی۔ یعنی خود اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا توسط غیرے باتیں کیں۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہتے ہیں اور ان کو دوسرے پیغمبروں پر اسی وجہ سے فضیلت حاصل ہوئی۔ یہ کلام خود اللہ تعالیٰ نے ایک درخت پر سے کیا۔ ہمارے رسول کریم ﷺ سے اللہ پاک نے عرش پر بلا کر براہ راست کلام فرمایا سچ ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (۲/البقرۃ:۲۵۳)

٧٥١٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسَى فَقَالَ مُوْسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ بِمَ تَلُوْمُنِي عَلَى أَمْرٍ [قَدْ] قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسَى)). [راجع: ٣٤٠٩]

(٧٥١٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے بحث کی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ آدم ہیں جنہوں نے اپنی نسل کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ آپ موسیٰ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے پیغام اور کلام کے لیے منتخب کیا اور پھر بھی آپ مجھے ایک ایسی بات کے لیے ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے پہلے ہی میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔“

تشریح: اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام کا صاف اثبات ہے پس اس کی تاویل کرنیوالے سراسر غلطی پر ہیں۔ جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ بلاتوسط غیرے جس سے چاہے کلام کر سکے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔ یہ جہمیہ اور معتزلہ کے خیال فاسد کی صریح تردید ہے۔

٧٥١٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلاَئِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ: لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ)). [راجع: ٤٤]

(۷۵۱۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان والے قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کوئی ہماری شفاعت کرتا تا کہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پاتے چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ آدم ہیں انسانوں کے پردادا۔ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم دیا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے پس آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کریں۔ آپ جواب دیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں اور آپ اپنی غلطی انہیں یاد دلائیں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی۔“

تشریح: یہ حدیث مختصر ہے اور اس میں دوسرے طریق کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ تم ایسا کرو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے کلام کیا، ان کو تورات عنایت فرمائی اور اوپر بھی گزر رہا ہے کہ یوں کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ ان کو اللہ نے تورات عنایت فرمائی اور ان سے کلام کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

٧٥١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ: أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ

(۷۵۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے شریک بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے وہ واقعہ بیان کیا جس رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد کعبہ سے معراج کے لیے لے جایا گیا کہ وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس فرشتے آئے۔ آپ ﷺ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ وہ ان میں سب سے بہتر ہیں، تیسرے نے کہا کہ ان میں جو سب سے بہتر ہیں انہیں لے لو۔ اس رات کو بس اتنا ہی واقعہ پیش آیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا، یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جب کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں لیکن دل نہیں سو رہا تھا۔ انبیا کا یہی حال ہوتا

يُكَلِّمُوْهُ حَتَّى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِي عُرُوْقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ جِبْرِيْلُ: قَالُوْا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ قَالَ: نَعَمْ قَالُوْا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: هَذَا أَبُوْكَ [آدَم] فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِيْ نِعْمَ الْإِبْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ: ((مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيْلُ؟)) قَالَ: هَذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ: ((مَا هَذَا يَا جِبْرِيْلُ؟)) قَالَ: هُوَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا

ہے ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل نہیں سوتے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے بات نہیں کی بلکہ آپ کو اٹھا کر زمزم کے کنویں کے پاس لائے۔ یہاں جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا کام سنبھالا اور آپ کے گلے سے دل کے نیچے تک سینہ چاک کیا اور سینہ اور پیٹ کو پاک کر کے زمزم کے پانی سے اسے اپنے ہاتھ سے دھویا۔ یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف ہو گیا، پھر آپ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس سے آپ کے سینے اور حلق کی رگوں کو سیا اور اسے برابر کر دیا، پھر آپ کو لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی۔ آسمان والوں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا جبرئیل انہوں نے پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں، آسمان والوں نے کہا خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے آسمان والے اس سے خوش ہوئے۔ ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا کرنا چاہتا ہے جب تک وہ انہیں بتا نہ دے۔ آنحضرت ﷺ نے آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ آپ کے بزرگ ترین دادا آدم ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا کہا کہ خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو مبارک ہو اپنے بیٹے کو، آپ کیا ہی اچھے بیٹے ہیں۔ آپ نے آسمان دنیا میں دو نہریں دیکھیں جو بہہ رہی تھیں پوچھا: ''اے جبرئیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟'' جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ نیل اور فرات کا منبع ہے، پھر آپ آسمان پر اور چلے تو دیکھا کہ ایک دوسری نہر ہے جس کے اوپر موتی اور زبرجد کا محل ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ مشک ہے۔ پوچھا: ''جبرئیل! یہ کیا ہے؟'' جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جسے اللہ نے آپ کے لیے محفوظ رکھا ہے، پھر آپ دوسرے آسمان پر چڑھے فرشتوں نے یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان پر کیا تھا کون ہیں؟ کہا: جبرئیل۔ پوچھا: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا!

قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيْلُ: قَالُوْا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالُوْا: مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيْسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوْسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ.

فَقَالَ مُوْسَى: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فِيمَا يُوْحِي اللَّهُ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوْسَى فَاحْتَبَسَهُ مُوْسَى فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: ((عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ)) قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ

ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، فرشتے بولے انہیں مرحبا اور بشارت ہو۔ پھر آپ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کیا تھا، پھر چوتھے پر لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا، پھر پانچویں آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا، پھر چھٹے آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا، پھر آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ ہر آسمان پر انبیا ہیں جن کے نام آپ نے لیے مجھے یہ یاد ہے کہ ادریس علیہ السلام دوسرے آسمان پر، ہارون چوتھے آسمان پر، اور دوسرے نبی پانچویں آسمان پر جن کے نام مجھے یاد نہیں اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان پر یہ انہیں اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی کی وجہ سے فضیلت ملی تھی۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میرا خیال نہیں تھا کہ کسی کو مجھ سے بڑھایا جائے گا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور رب تبارک وتعالیٰ قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب، پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی بھی وحی کی، پھر آپ اترے اور جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا: اے محمد! آپ کے رب نے آپ سے کیا عہد لیا ہے؟ فرمایا: ”میرے رب نے مجھ سے دن اور رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔“ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت میں اس کی طاقت نہیں۔ واپس جایئے اور اپنی امت کی طرف سے کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ آپ جبرئیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے بھی اشارہ کیا کہ ہاں، اگر چاہیں تو بہتر ہے، چنانچہ آپ پھر انہیں لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کیا: اے رب! ہم سے کمی کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دس

فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ: وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ! خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! وَاللَّهِ! لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنَى مِنْ هَذَا وَضَعُفُوا فَتَرَكُوهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ: ((يَا رَبِّ! إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ [وَأَبْصَارُهُمْ] وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ: خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا)) قَالَ مُوسَى: قَدْ وَاللَّهِ: رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ فَتَرَكُوهُ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مُوسَى! قَدْ وَاللَّهِ: اسْتَحْيَيْتُ

نمازوں کی کمی کر دی، پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو روکا موسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کو اسی طرح برابر اللہ رب العزت کے پاس واپس کرتے رہے، یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہو گئیں پانچ نمازوں پر بھی انہوں نے آنحضرت ﷺ کو روکا اور کہا: اے محمد! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کا تجربہ اس سے کم پر کیا ہے وہ ناتواں ثابت ہوئے اور انہوں نے چھوڑ دیا آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور کان ہر اعتبار سے کمزور ہے، آپ واپس جائیے اور اللہ رب العزت اس میں بھی کمی کر دے گا۔ ہر مرتبہ آنحضرت ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے تا کہ ان سے مشورہ لیں اور جبرئیل علیہ السلام اسے ناپسند نہیں کرتے تھے جب وہ آپ کو پانچویں مرتبہ بھی لے گئے تو عرض کیا: ”اے رب! میری امت جسم، دل، نگاہ اور بدن ہر حیثیت سے کمزور ہے، پس ہم سے اور کمی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا: وہ میرے یہاں بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے اور فرمایا: ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے پس ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں لیکن تم پر فرض پانچ ہی ہیں، چنانچہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ ہم سے یہ تخفیف کی کہ ہر نیکی کے بدلے دس کا ثواب ملے گا۔“ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے کم پر آزمایا ہے اور انہوں نے چھوڑ دیا، پس آپ واپس جائیے اور مزید کمی کرائیے۔ نبی ﷺ نے اس پر کہا: ”اے موسیٰ! واللہ! مجھے اپنے رب سے اب شرم آتی ہے کیونکہ بار بار آ جا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اتر جاؤ۔“ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسجد حرام ہی میں تھے کہ جاگ اٹھے۔ (جاگ اٹھنے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج جاتی رہی اور آپ اپنی حالت میں آ گئے)۔

مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ)) فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

[راجع: ٣٥٧٠]

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب: اللہ تعالیٰ کا جنت والوں سے باتیں کرنا

٧٥١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ: أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا رَبِّ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)). [راجع: ٦٥٤٩]

(۷۵۱۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جنت والوں سے کہے گا: اے جنت والو! وہ بولیں گے حاضر تیری خدمت کے لیے مستعد، ساری بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم خوش ہو؟ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں، ہم خوش ہوں گے اے رب! اور تو نے ہمیں وہ چیزیں عطا کی ہیں جو کسی مخلوق کو نہیں عطا کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں اس سے افضل انعام نہ دوں؟ جنتی پوچھیں گے اے رب! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں اپنی خوشی تم پر اتارتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔''

تشریح: اس پر سب انعامات تصدق ہیں۔ غلام کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کسی چیز میں نہیں ہو سکتی کہ آقا راضی رہے **((احل علیکم رضواني فلا اسخط علیکم بعده ابدا))** کا یہی مطلب ہے۔

٧٥١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: ((أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ: أَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ

(۷۵۱۹) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول کریم ﷺ ایک دن گفتگو کر رہے تھے، اس وقت آپ کے پاس ایک بدوی بھی تھا کہ ''اہل جنت میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کیا وہ سب کچھ تمہارے پاس نہیں ہے جو تم چاہتے ہو؟ وہ کہے گا: ضرور ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں۔ چنانچہ بہت جلدی وہ بیج ڈالے گا اور پلک جھپکنے تک اس کا اگنا، برابر ہونا، کٹنا اور پہاڑوں کی طرح

أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ)) فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. [راجع: ٢٣٤٨]

غلے کے انبار لگ جانا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: ابن آدم! اسے لے لے، تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔" دیہاتی نے کہا: یارسول اللہ! اس کا مزہ تو قریشی یا انصاری ہی اٹھائیں گے کیونکہ وہی کھیتی باڑی والے ہیں، ہم تو کسان ہیں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر ہنس دیے۔

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ

وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْلَاغِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ١٥٢] ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوْحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَائَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [يونس: ٧١، ٧٢] غُمَّةٌ: غَمٌّ وَضِيقٌ قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿اقْضُوْا إِلَيَّ﴾ مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ يُقَالُ: افْرُقْ: فَاقْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ [التوبة: ٦] إِنْسَانٌ يَأْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتّٰى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَهُ. النَّبَأُ الْعَظِيْمُ: الْقُرْآنُ ﴿صَوَابًا﴾ [النبأ: ٣٨] حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهِ.

باب: اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے

اور بندے اس سے دعا اور عاجزی کر کے اور اللہ کا پیغام دوسروں کو پہنچا کر اس کی یاد کرتے ہیں جیسا سورۂ بقرہ میں فرمایا: "تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا۔" اور سورۂ یونس میں فرمایا: "اے پیغمبر! ان کو نوح کا قصہ سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا: بھائیو! اگر میرا رہنا تم میں اور اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا تم پر گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر اپنا کام چھوڑ دیا (اس پر بھروسہ کیا) تم بھی اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر (میرے قتل یا اخراج کی) ٹھہرالو، پھر اس تجویز کے پورا کرنے میں کچھ فکر نہ کرو بے تامل کر ڈالو مجھ کو ذرا بھی فرصت نہ دو، اگر تم میری باتیں نہ مانو تو خیر میں تم سے کچھ دنیا کی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اللہ ہی پر ہے اس کی طرف سے مجھے اس کے تابعداروں میں شریک رہنے کا حکم ملا ہے۔" غُمَّةٌ کا معنی غم اور تنگی۔ مجاہد نے کہا ﴿ثُمَّ اقْضُوْا إِلَيَّ﴾ کا معنی یہ ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے پورا کر ڈالو، قصہ تمام کرو۔ عرب لوگ کہتے ہیں افرق یعنی فیصلہ کر دے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ﴾ کہا، یعنی اگر کوئی کافر آنحضرت ﷺ کے پاس اللہ کا کلام اور جو آپ پر اترا اس کو سننے کے لیے آئے تو اس کو امن ہے جب تک وہ اس طرح آتا اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور جب تک وہ اس امن کی جگہ نہ پہنچ جائے جہاں سے وہ آیا تھا اور سورۂ نبا میں نبأ عظیم سے قرآن مراد ہے اور اس سورہ میں جو ﴿صَوَابًا﴾ ہے تو صواب سے حق بات کہنا اور اس پر عمل کرنا مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا﴾ [البقرة: ٢٢] وَقَوْلِهِ: ﴿وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [فصلت: ٩] وَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ [الفرقان: ٦٨] ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ [الزمر: ٦٥، ٦٦] وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ [يوسف: ١٠٦] قَالَ: يَسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَيَقُولُونَ: اللَّهُ فَذَلِكَ إِيمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيْرَهُ وَمَا ذُكِرَ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاكْتِسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ [الفرقان: ٢] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الحجر: ٨] بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ ﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ الْمُبَلِّغِينَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ٩] عِنْدَنَا. ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ [الزمر: ٣٣] الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ [الزمر: ٣٣] الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

باب: سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

"پس اللہ کے شریک نہ بناؤ۔" اور ارشاد خداوندی (سورۂ حم سجدہ میں) "تم اس کے شریک بناتے ہو۔ وہ تو تمام دنیا کا مالک ہے۔" اللہ کا ارشاد: "اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔" "اور بلاشبہ آپ پر اور آپ سے پہلے پیغمبروں پر وحی بھیجی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل غارت ہو جائے گا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے......" اور عکرمہ نے کہا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ "اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا۔" "اور آسمان زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔" یہ ان کا ایمان ہے لیکن وہ عبادت غیر اللہ کی کرتے ہیں۔ اور اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ بندے کے افعال ان کا کسب سب مخلوق الٰہی ہیں کیونکہ اللہ نے سورۂ فرقان میں فرمایا: "اسی پروردگار نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ایک انداز سے اس کو درست کیا۔" اور مجاہد نے کہا سورۂ حجر میں جو ہے ﴿وَمَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ فرشتے اللہ کا پیغام اور اس کا عذاب لے کر اترتے ہیں اور سورۂ احزاب میں جو فرمایا: "سچوں سے ان کی سچائی کا حال پوچھے۔" یعنی پیغمبروں سے جو اللہ کا حکم پہنچاتے ہیں اور سورۂ حجر میں فرمایا: "ہم قرآن کے نگہبان ہیں۔" مجاہد نے کہا یعنی اپنے پاس اور سورۂ زمر میں فرمایا: "اور سچی بات لے کر آیا۔" یعنی قرآن "اور اس کو سچا جانا۔" یعنی مؤمن جو قیامت کے دن پروردگار سے عرض کرے گا تو نے مجھ کو قرآن دیا تھا، میں نے اس پر عمل کیا۔

٧٥٢٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ

(۷۵۲۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے اور

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ)). [راجع: ٤٤٧٧]

ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کونسا گناہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔“ میں نے کہا: یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا: ”یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خطرے کی وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔“ میں نے عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا: ”یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔“

زنا بہرحال برا کام ہے مگر یہ بہت ہی زیادہ برا ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ قدریہ اور معتزلہ جو بندے کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہیں وہ گویا اللہ کا برابر والا بندے کو بناتے ہیں تو ان کا یہ اعتقاد بہت بڑا گناہ ہوا۔ اللہ کی عبادت کے کاموں میں کسی غیر کو شریک، ساجھی بنانا شرک ہے جو اتنا بڑا گناہ ہے کہ بغیر توبہ کئے ہوئے مرنے والے مشرک کے لیے جنت قطعاً حرام ہے۔ سارا قرآن مجید شرک کی برائی بیان کرنے سے بھرا ہوا ہے پھر بھی نام نہاد مسلمان ہیں جنہوں نے مزارات بزرگان کو عبادت گاہ بنایا ہوا ہے۔ مزاروں پر سجدہ کرنا، بزرگوں سے اپنی مرادیں مانگنا اس کے لیے نذر و نیاز کرنا عام جہال نے معمول بنا رکھا ہے جو کھلا ہوا شرک ہے ایسے مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اصل اسلام سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾ [فصلت: ٢٢]

باب: سورۂ حم سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ

”تم دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے (تم قیامت کے قائل ہی نہ تھے) تم سمجھتے رہے کہ اللہ کو ہمارے بہت سارے کاموں کی خبر تک نہیں ہے۔“

٧٥٢١- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ قَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ

(٧٥٢١) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابومعمر نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا (یہ کہا کہ) دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوئے جن کے پیٹ کی چربی بہت تھی (توند بڑی تھی) اور جن میں سوجھ بوجھ کی کمی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: ”تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف قیامت کے دن گواہی دیں گے۔“ آخر

سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ الْآيَةَ. تک۔

[راجع: ٤٨١٦]

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾ [الرحمن: ٢٩] وَ ﴿مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ [الانبياء: ٢] وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ [الطلاق: ١] وَأَنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ لِقَوْلِهِ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الشورى: ١١] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَلَّا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ)).

باب: سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ

”پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے۔“ اور سورۂ انبیا میں فرمایا: ”ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں آتا۔“ اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ طلاق میں فرمان: ”ممکن ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔“ صرف اتنی بات ہے کہ اللہ کا کوئی نیا کام کرنا مخلوق کے نئے کام کرنے سے مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ شوریٰ میں فرمایا ہے: ”اس جیسی کوئی چیز نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں) اور وہ بہت سننے والا، بہت دیکھنے والا ہے۔“ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ ”اللہ تعالیٰ جو نیا حکم چاہتا ہے دیتا ہے اور اس نے نیا حکم یہ دیا ہے کہ تم نماز میں باتیں نہ کرو۔“

تشریح: اس کو ابوداود نے وصل کیا۔ یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کے صفات فعلیہ جیسے کلام کرنا، زندہ کرنا، مارنا، پیدا کرنا، اترنا، چڑھنا، ہنسنا تعجب کرنا، وقتاً فوقتاً حادث ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہر ساعت اس پروردگار کے نئے نئے انتظامات نمود ہوتے رہتے ہیں۔ نئے نئے احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور جن لوگوں نے صفات فعلیہ کا اس بنا پر انکار کیا ہے کہ وہ حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ حوادث کا محل نہیں ہوسکتا، وہ بیوقوف ہیں۔ قرآن وحدیث دونوں سے یہ ثابت ہے کہ وہ نئے نئے کام کرتا ہے نئے نئے احکام اتارتا رہتا ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ آیات باب میں پہلے یہ فرمایا کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تنزیہہ ہوئی پھر فرمایا وہ سنتا اور جانتا ہے یہ اس کی صفات کا اثبات ہوا۔ الحدیث اس اعتقاد پر ہیں جو متوسط ہے درمیان تعطیل اور تشبیہ کے۔ معطلہ تو جہمیہ اور معتزلہ ہیں جو اللہ کی ان تمام صفات کا انکار کرتے ہیں جو مخلوق میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے سننا، دیکھنا، بات کرنا وغیرہ اور مشبہہ مجسمہ ہیں جو اللہ پاک کی تمام صفات کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی آدمی کی طرح گوشت پوست سے مرکب ہے۔ ہماری ہی طرح مترادف آنکھیں رکھتا ہے۔ حالانکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (٤٢/ الشورىٰ: ١١) اہل حدیث صفات باری کو کسی مخلوق سے مشابہت نہیں دیتے۔

٧٥٢٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللَّهِ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ؟ [راجع: ٢٦٨٥]

(۷۵۲۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن وردان نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے مسائل کے بارے میں کیونکر سوال کرتے ہو، تمہارے پاس خود اللہ کی کتاب موجود ہے جو زمانے کے اعتبار سے بھی تم سے سب سے زیادہ قریب ہے، تم اسے پڑھتے ہو، وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔

٧٥٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ ﷺ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ قَالُوْا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ وَلَا وَاللَّهِ! مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ٢٦٨٥]

(٧٥٢٣) ہم سے ابویمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کسی مسئلہ میں کیوں پوچھتے ہو۔ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (ﷺ) پر نازل کی ہے وہ اللہ کے ہاں سے بالکل تازہ آئی ہے، خالص ہے، اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تمہیں بتا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل ڈالا وہ ہاتھ سے ایک کتاب لکھتے اور دعویٰ کرتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی پونجی حاصل کریں، تم کو جو اللہ نے قرآن وحدیث کا علم دیا ہے کیا وہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ تم دین کی باتیں اہل کتاب سے پوچھو۔ اللہ کی قسم! ہم تو ان کے کسی آدمی کو نہیں دیکھتے کہ جو کچھ تمہارے اوپر نازل ہوا ہے اس کے متعلق وہ تم سے پوچھتے ہوں۔

تشریح: اہل کتاب کی کتابیں پرانی اور مخلوط ہو چکی ہیں پھر تم کو کیا خبط ہو گیا کہ تم ان سے پوچھتے ہو حالانکہ اگر وہ تم سے پوچھتے تو ایک بات تھی کیونکہ تمہاری کتاب بالکل محفوظ اور نئی نازل ہوئی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: سورۂ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ [القيامة: ١٦] وَفِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

”قرآن نازل ہوتے وقت اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کر۔“ آپ اس آیت کے اترنے سے پہلے وحی اترتے وقت ایسا کرتے تھے۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي [حَيْثُ] ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ نقل کیا کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں۔ اس وقت تک جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہے۔“

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر وہی معتبر ہے جو زبان سے کیا جائے اور جب تک زبان سے نہ ہو دل سے یاد کرنا اعتبار کے لائق نہیں۔ زبان اور دل ہر دو سے ذکر ہونا لازم وملزوم ہے۔

٧٥٢٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

(٧٥٢٤) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ سورۂ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لاتحرك به لسانك" کے متعلق کہ وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ پر اس کا بہت بار پڑتا

يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ: جَمْعُهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ.

[راجع: ٥]

اور آپ اپنے ہونٹ ہلاتے۔ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تمہیں ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح نبی ﷺ ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما ہونٹ ہلا کر دکھاتے تھے، میں تمہارے سامنے اسی طرح ہلاتا ہوں، چنانچہ انہوں نے اپنے ہونٹ ہلائے (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ ”یعنی تمہارے سینے میں قرآن کا جما دینا اور اسے پڑھا دینا ہمارا کام ہے جب ہم (جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر) اسے پڑھ چکیں اس وقت تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو۔“ مطلب یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پڑھتے وقت کان لگا کر سنتے رہو اور خاموش رہو، یہ ہمارا ذمہ ہے ہم تم سے ویسا ہی پڑھوا دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے (قرآن سناتے) تو کان لگا کر سنتے۔ جب جبرئیل علیہ السلام چلے جاتے تو آپ لوگوں کو اسی طرح پڑھ کر سنا دیتے جیسے جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھ کر سنایا تھا۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے الفاظ قرآن جو منہ سے نکلتے ہیں یہ ہمارا فعل ہے جو مخلوق ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔ حضرت سعید بن جبیر مشہور تابعی اسدی کوفی ہیں۔ حجاج بن یوسف نے ان کو شعبان سنہ ٩٩ھ میں بعمر ٥٠ سال شہید کیا۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی بددعا سے حجاج بن یوسف پندرہ دن بعد مر گیا۔ یوں کہتا ہوا کہ میں جب سونے کا ارادہ کرتا ہوں تو سعید بن جبیر میرا پاؤں پکڑ لیتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر مضافات عراق میں دفن کیے گئے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: سورۂ ملک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ [الملك: ١٣، ١٤] ﴿يَتَخَافَتُوْنَ﴾ [طه: ١٠٣] يَتَسَارُّوْنَ

”اپنی بات آہستہ سے کہو یا زور سے اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ کیا وہ اسے نہیں جانے گا جو اس نے پیدا کیا اور وہ بہت باریک دیکھنے والا اور خبردار ہے۔“ ”يَتَخَافَتُوْنَ“ کے معنی يَتَسَارُّوْنَ، یعنی جو چپکے چپکے بات کرتے ہیں۔

تشریح: باب کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اسی لیے وہ ان کو بخوبی جانتا ہے۔

٧٥٢٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

(٧٥٢٥) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، ان سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابوبشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَلَا تَجْه

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَائَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾. [راجع: ٤٧٢٢]

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ کے بارے میں کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ مکہ میں چھپ کر (اعمال اسلام ادا کرتے تھے) لیکن جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے تو قرآن مجید بلند آواز سے پڑھتے، جب مشرکین سنتے تو قرآن مجید کو، اس کے اتارنے والے کو اور اسے لے کر آنے والے کو گالی دیتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ ''اپنی نماز میں (قراءت کرتے ہوئے) آواز بلند نہ کریں کہ مشرکین سنیں اور پھر قرآن کو گالی دیں۔ ''اور نہ اتنا آہستہ ہی پڑھیں'' کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں'' بلکہ ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کریں۔''

تشریح: کفار مکہ کا یہی حال تھا جو یہاں بیان ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم وفضل کے لیے خود رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی ان کو اس امت کا رہبان کہا گیا ہے بعمر ۷۱ سال سنہ ۶۸ھ میں فوت ہوئے طائف میں دفن ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٧٥٢٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ فِي الدُّعَاءِ. [راجع: ٤٧٢٣] [مسلم: ١٠٠٣]

(۷۵۲۶) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی دعا نہ بہت چلا کر مانگ نہ آہستہ بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کر۔

٧٥٢٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)) وَزَادَ غَيْرُهُ: يَجْهَرُ بِهِ.

(۷۵۲۷) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعاصم نے، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو خوش آوازی سے قرآن نہیں پڑھتا وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے۔'' اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے لوگوں نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے، یعنی اسے پکار کر نہ پڑھے۔

تشریح: اگلی حدیث اور اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ ہمارے منہ سے جو قرآن کے الفاظ نکلتے ہیں وہ الفاظ قرآن غیر مخلوق ہیں مگر ہمارا فعل مخلوق ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مجھ سے یوں نقل کرتا ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق وہ جھوٹا ہے میں نے یہ نہیں کہا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں اور بس۔ قرآن مجید اس کا کلام غیر مخلوق ہے یہی سلف صالحین اہلحدیث کا عقیدہ ہے اور یہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ

((رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ

''ایک شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات اور دن میں اس میں

اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ)) فَبَيَّنَ اللّٰهُ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ وَقَالَ: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ وَقَالَ: ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الحج: ٧٧]

مشغول رہتا ہے۔ اور ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ کاش! مجھے بھی اسی جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس قرآن کے ساتھ ''قیام'' اس کا فعل ہے۔ اور فرمایا کہ ''اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔'' اور اللہ جل ذکرہ، نے سورۂ حج میں فرمایا: ''اور نیکی کرتے رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔''

٧٥٢٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَآنَاءِ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)). [راجع: ٥٠٢٦]

(۷۵۲۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشک صرف دو آدمیوں پر کیا جا سکتا ہے، دوسرا اس پر جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے تو ایک دیکھنے والا کہتا ہے کہ کاش! مجھے بھی اسی جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی اسی کی طرح تلاوت کرتا رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے اس کے حق میں خرچ کرتا ہے جسے دیکھنے والا کہتا ہے کہ کاش! مجھے بھی اللہ اتنا مال دیتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔''

٧٥٢٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)) قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيْحِ حَدِيْثِهِ. [راجع: ٥٠٢٥] [مسلم: ١٨٩٥؛ ترمذي: ١٩٣٦؛ ابن ماجه: ٤٢٠٩]

(۷۵۲۹) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے رات دن خرچ کرتا رہا۔'' علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنی۔ لیکن ''اخبرنا'' کے لفظوں کے ساتھ نہیں کہتے سنا باوجود اس کے ان کی یہ حدیث صحیح اور متصل ہے۔

تشریح: باب اور احادیث ذیل سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے اور ہم جو تلاوت کرتے ہیں یہ ہمارا فعل ہے جو فعل ہونے کی حیثیت سے مخلوق ہے۔ کلام الٰہی ہر وقت اور ہر حالت میں کلام الٰہی ہے جو غیر مخلوق ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ مائدہ میں فرمانا کہ

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ [المائدة:٦٧] قَالَ الزُّهْرِيُّ: مِنَ اللَّهِ الرِّسَالَةُ وَعَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ وَقَالَ [اللَّهُ تَعَالَى]: ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ [الجن: ٢٨] وَقَالَ: ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ﴾ [الاعراف: ٦٢] وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [التوبة: ٩٤] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلْ: ﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [التوبه: ١٠٥] وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ﴾ [البقرة: ٢] هَذَا الْقُرْآنُ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ [البقرة: ٢] بَيَانٌ وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهِ: ﴿ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ﴾ [الممتحنة: ١٠] هَذَا حُكْمُ اللَّهِ: ﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ لَا شَكَّ ﴿تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ﴾ يَعْنِيْ هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ [يونس: ٢٢] يَعْنِيْ بِكُمْ وَقَالَ أَنَسٌ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالَهُ حَرَامًا إِلَى قَوْمِهِ وَقَالَ: أَتُؤْمِنُوْنِّيْ أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

''اے رسول! تیرے پروردگار کی طرف سے جو تجھ پر اترا اسے (بے کھٹکے) لوگوں کو پہنچادے اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے (جیسے) اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔'' اور زہری نے کہا: اللہ کی طرف سے پیغام بھیجنا اور اس کے رسول پر اللہ کا پیغام پہنچانا اور ہمارے اوپر اس کا تسلیم کرنا ہے اور سورۂ جن میں فرمایا: ''اس لیے کہ وہ پیغمبر جان لے کہ فرشتوں نے اپنے مالک کا پیغام پہنچادیا۔'' اور سورۂ اعراف میں (نوح اور ہود کی زبانوں سے) فرمایا: ''میں تم کو اپنے مالک کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔'' اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کو چھوڑ کر غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ''عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھ لے گا۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب تجھے کسی کا کام اچھا لگے تو یوں کہہ: ''عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارا کام دیکھ لیں گے۔'' کسی کا نیک عمل تجھے دھوکے میں نہ ڈالے اور معمر نے کہا سورۂ بقرہ میں یہ جو فرمایا: ﴿ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ﴾ تو کتاب سے مراد قرآن ہے ''وہ ہدایت کرنے والا ہے۔'' یعنی سچا راستہ بتانے والا ہے پرہیزگاروں کو جیسے سورۂ ممتحنہ میں فرمایا: ''یہ اللہ کا حکم ہے۔'' ''اس میں کوئی شک نہیں۔'' یعنی بلاشک۔ ''یہ اللہ کی اتاری ہوئی آیات ہیں۔'' یعنی قرآن کی نشانیاں (مطلب یہ ہے کہ دونوں آیات میں ذَالِكَ سے هَذَا مراد ہے) اس کی مثال یہ ہے جیسے سورۂ یونس میں ﴿وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ سے وَجَرَيْنَ بِكُمْ مراد ہے اور انس نے کہا نبی کریم ﷺ نے ان کے ماموں حرام بن ملحان کو ان کی قوم بنی عامر کی طرف بھیجا۔ حرام نے ان سے کہا کیا تم مجھے امان دو گے کہ میں آپ ﷺ کا پیغام تم کو پہنچادوں اور ان سے باتیں کرنے لگے۔

تشریح: اس باب سے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اللہ کا پیغام یعنی قرآن غیر مخلوق ہے لیکن اس کا پہنچانا اس کا سنانا یہ رسول کریم ﷺ کا فعل ہے۔ اسی لیے اللہ نے اس کے خلاف کے لیے ﴿وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ﴾ (۵/ المائدۃ: ۶۷) میں فعل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ قرآن مجید کا غیر مخلوق ہونا امت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ان لوگوں سے متعلق ہے جو بظاہر قرآن کے بڑے قاری اور نمازی تھے مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے باغی ہو کر ان کے قتل پر مستعد ہوئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا مطلب یہی ہے کہ کسی کی ایک آدھ اچھی بات دیکھ کر یہ اعتقاد نہ کر لینا چاہیے کہ وہ اچھا آدمی ہے بلکہ اخلاق اور عمل

کے لحاظ سے اس کی اچھی طرح سے جانچ کر لینی چاہیے۔

٧٥٣٠۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ الْمُغِيْرَةُ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: ((أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ)).

[راجع: ٣١٥٩]

(٧٥٣٠) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن جعفر رقی نے بیان کیا، ان سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن عبیداللہ ثقفی نے بیان کیا، ان سے بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر نے بیان کیا، ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (ایران کی فوج کے سامنے) کہا کہ ہمارے نبی نے ہمیں اپنے رب کے پیغامات میں سے یہ پیغام پہنچایا کہ ''ہم میں سے جو (فی سبیل اللہ) قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔''

٧٥٣١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا؛ ح: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

[راجع: ٣٢٣٤]

(٧٥٣١) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے، ان سے شعبی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر کوئی تم سے یہ بیان کرتا ہے کہ محمد نے کوئی چیز چھپائی (دوسری سند) اور محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے شعبی نے، اُن سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وحی میں سے کچھ چھپا لیا تو اس کی تصدیق نہ کرنا (وہ جھوٹا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ''اے رسول! پہنچا دیجئے وہ پیغام جو آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اگر آپ نے یہ نہیں کیا تو آپ نے اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا۔''

٧٥٣٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ: ((أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ؟)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ

(٧٥٣٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت میں کسی کو بھی ساجھی بناؤ، حالانکہ تمہیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔'' پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔'' پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: ''یہ کہ

تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾ [الفرقان: ٦٨] [راجع: ٤٤٧٧].

تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں اس کی تصدیق میں قرآن نازل فرمایا: "اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود باطل کو نہیں پکارتے اور جو کسی ایسے کی جان نہیں لیتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے سوائے حق کے اور جو زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ سے بھڑ جائے گا۔"

تشریح: ((اثاما)) ایک دوزخ کا نالہ ہے وہ اس میں ڈالا جائے گا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تبلیغ دو قسم کی تھی۔ ایک تو یہ کہ خاص قرآن کی جو آیتیں اترتیں وہ آپ لوگوں کو سناتے دوسرے قرآن سے جو باتیں نکال کر آپ بیان کرتے پھر اس کے استنباط وارشاد کے مطابق قرآن میں صاف صاف وہی اللہ کی طرف سے اتارا جاتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ [آل عمران: ٩٣] وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ وَأُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ)) [راجع: ٥٥٧] وَقَالَ أَبُوْ رَزِيْنٍ: ﴿يَتْلُوْنَهُ﴾ [البقرة: ١٢١] يَتَّبِعُوْنَهُ وَيَعْمَلُوْنَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿يُتْلٰى﴾ يُقْرَأُ. حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ ﴿لَا يَمَسُّهُ﴾ [الواقعة: ٧٩] لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾ [الجمعة: ٥] وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْإِسْلَامَ وَالْإِيْمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِبِلَالٍ: ((أَخْبِرْنِيْ بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ))

باب: اللہ کا سورۂ آل عمران میں یوں فرمانا:

"اے رسول! تو کہہ دے اچھا تورات لاؤ اسے پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو۔" اور نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا: "تورات والے تورات دیے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انجیل والے انجیل دیے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا تم قرآن دیے گئے تم نے اس پر عمل کیا۔" اور ابورزین نے کہا: ﴿يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اس پر جیسا عمل کرنا چاہیے ویسا عمل کرتے ہیں۔ تو تلاوت کرنا ایک عمل ٹھہرا۔ عرب کہتے ہیں ﴿يُتْلٰى﴾ یعنی پڑھا جاتا ہے اور کہتے ہیں فلاں شخص کی تلاوت یا قراءت اچھی ہے اور قرآن میں سورۂ واقعہ میں ہے ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ یعنی قرآن کا مزہ وہی پائیں گے اس کا فائدہ وہی اٹھائیں گے جو کفر سے پاک، یعنی قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن کو اس کے حق کے ساتھ وہی اٹھائے گا جس کو آخرت پر یقین ہوگا کیونکہ سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان لوگوں کی مثال جن سے تورات اٹھائی گئی، پھر انہوں نے اسے نہیں اٹھایا (اس پر عمل نہیں کیا) ایسی ہے جیسے گدھے کی مثال جس پر کتابیں لدی ہوں۔ جن لوگوں نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا ان کی ایسی ہی بری مثال ہے اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔" اور نبی کریم ﷺ نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے اپنا وہ زیادہ امید کا عمل بیان کرو جس کو تم نے اسلام کے زمانہ میں کیا ہو۔" انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اسلام

قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ. [راجع:١١٤٩] وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ)). [راجع:٢٦]

کے زمانہ میں اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ میں نے جب وضو کیا تو اس کے بعد تحیۃ الوضو کی دو رکعت نماز پڑھی اور آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر وہ حج جس کے بعد گناہ نہ ہو۔''

٧٥٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: هَؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ خَيْرًا قَالَ اللَّهُ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ)). [راجع:٥٥٧]

(۷۵۳۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، مجھے سالم نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں تمہارا وجود ایسا ہے جیسے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت اہل تورات کو تورات دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا اور وہ عاجز ہو گئے، پھر انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو گیا تمہیں دو دو قیراط دیے گئے۔ اس پر اہل کتاب نے کہا کہ یہ ہم سے عمل میں کم ہیں اور اجر میں زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارا حق دینے میں کوئی ظلم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں دوں۔''

تشریح: یعنی بہ نسبت یہود اور نصاریٰ کے دونوں کو ملا کر مسلمانوں کا وقت بہت کم تھا جس میں انہوں نے کام کیا کیونکہ کہاں صبح سے لے کر عصر تک، کہاں عصر سے سورج ڈوبنے تک، اب حنفیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے۔

بَابٌ: وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ عَمَلًا

باب: نبی کریم ﷺ نے نماز کو عمل کہا

وَقَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) [راجع:٧٥٦]

اور فرمایا کہ ''جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔''

تشریح: اس حدیث کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ جب بغیر قراءت فاتحہ کے نماز درست نہ ہوئی تو نماز کا جزو اعظم قراءت فاتحہ ہوا اور نبی کریم ﷺ نے دوسری حدیث میں نماز کو عمل فرمایا تو قراءت بھی ایک عمل ہوگی۔

٧٥٣٤۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ؛ح: وَ حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [راجع: ٥٢٧]

(۷۵۳۴) مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ولید بن عیزار نے (دوسری سند) اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے عباد بن یعقوب اسدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عباد بن عوام نے خبر دی، انہیں شیبانی نے انہیں ولید بن عیزار نے ابوعمرو شیبانی سے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور والدین کے ساتھ نیک معاملہ کرنا، پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: سورۂ معارج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾ ضَجُوْرًا ﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ [المعارج: ١٩، ٢١]

''آدم زاد دل کا کچا پیدا کیا گیا ہے'' ''جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو آہ وزاری کرنے لگ جاتا ہے اور جب راحت ملتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔''

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ جیسا اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے ویسے ہی اس کی صفات اور اخلاق کا بھی خالق ہے اور جب صفات واخلاق کا بھی خالق اللہ ہوا تو اس کے افعال کا بھی خالق وہی ہوگا اور معتزلہ کا رد ہوا۔

٧٥٣٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ تَغْلِبَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ مَالٌ فَأَعْطَى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِيْنَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ)) فَقَالَ عَمْرٌو: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ. [راجع: ٩٢٣]

(۷۵۳۵) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حسن بصری نے، ان سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مال آیا اور آپ نے اس میں سے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہیں دیا، پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس پر کچھ لوگ ناراض ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا اور جسے نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جسے دیتا ہوں میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی ہے اور دوسرے لوگوں پر اعتماد کرتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو بے نیازی اور بھلائی عطا فرمائی ہے۔ انہیں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہیں۔'' عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اس کلمے کے مقابلہ میں لال لال اونٹ ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنے رب سے روایت کرنا

٧٥٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)).

(٧٥٣٦) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوزید سعید بن ربیع ہروی نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا کہ اللہ پاک فرماتا ہے: ”جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں اور جب بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آ جاتا ہوں۔“

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے غرض یہ ہے کہ اس کے عمل سے کہیں زیادہ ثواب دیتا ہوں۔

٧٥٣٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا)). [راجع: ٧٤٠٥] [مسلم: ٦٨٣٠، ٦٨٣١]

(٧٥٣٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے تیمی نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔“

وَقَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِي [يَقُولُ:] سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ.

اور معتمر نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے تھے۔

٧٥٣٨- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ: ((لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)). [راجع: ١٨٩٤]

(٧٥٣٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے وہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ پروردگار نے فرمایا: ”ہر گناہ کا ایک کفارہ ہے (جس سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے) اور روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بڑھ کر ہے۔“

تشریح: اس حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے۔

٧٥٣٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شعبه عن قَتَادَةَ؛ ح: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي

(٧٥٣٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے

الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)) وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ. [راجع: ٣٣٩٥]

سعید نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار سے روایت کیا، پروردگار نے فرمایا: ”کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔“ اور آپ نے یونس علیہ السلام کو ان کے باپ کی طرف نسبت دی۔

تشریح: اللہ سے نبی کریم ﷺ کا خود براہ راست روایت کرنا یہی باب سے مطابقت ہے۔

٧٥٤٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ: فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ: كَيْفَ كَانَ تَرْجِيعُهُ؟ قَالَ: آآآ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٤٢٨١]

(٧٥٤٠) ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا، کہا ہم کو شبابہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے، ان سے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ایک اونٹنی پر سوار تھے اور سورۂ فتح پڑھ رہے تھے یا سورۂ فتح میں سے کچھ آیات پڑھ رہے تھے انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس میں ترجیع کی۔ شعبہ نے کہا یہ حدیث بیان کر کے معاویہ نے اس طرح آواز دہرا کر قراءت کی جیسے عبداللہ بن مغفل کیا کرتے تھے اور معاویہ نے کہا اگر مجھے اس کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پاس جمع ہو کر ہجوم کریں گے تو میں اسی طرح آواز دہرا کر قراءت کرتا، جس طرح عبداللہ بن مغفل نے نبی کریم ﷺ کی طرح آواز دہرانے کو نقل کیا تھا۔ شعبہ نے کہا میں نے معاویہ سے پوچھا: ابن مغفل کیوں کر آواز دہراتے تھے؟ انہوں نے کہا: آآآ تین تین بار مد کے ساتھ آواز دہراتے تھے۔

تشریح: آواز کو دہرا دہرا کر پہلے پست پھر بلند آواز سے پڑھنا ترجیع کہلاتا ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

باب: تورات اور اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی تفسیر اور ترجمہ عربی وغیرہ میں کرنے کا جائز ہونا

لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ [آل عمران: ٩٣]

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں: ”پس تم تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔“

٧٥٤١۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا

(٧٥٤١) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر نبی کریم ﷺ کا خط منگوایا اور

بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَهُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ [الْآيَةَ]. [آل عمران: ٦٤] [راجع: ٧]

اسے پڑھا۔ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے، اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل کی جانب۔ پھر یہ آیت لکھی تھی: ”اے کتاب والو! اس بات پر آ جاؤ جو ہم میں تم میں یکساں مانی جاتی ہے۔“ آخر آیت تک۔

تشریح: اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کا جواز نکالا۔ نبی کریم ﷺ نے ہرقل کو عربی زبان میں خط لکھا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ ہرقل عربی نہیں سمجھتا اور اس لیے اس نے ترجمان کو بلایا تو گویا آپ نے ترجمہ کی اجازت دی۔ اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان بے وقوفوں کا رد کیا جو آسمانی کتابوں یا دوسری کتابوں مثلاً حدیث کی کتابوں کا ترجمہ دوسری زبان میں کرنا بہتر نہیں جانتے اور اس آیت سے اس پر اس طرح استدلال کیا کہ تورات اصل عبرانی زبان میں تھی اور عربوں کو لا کر سنانے کا جو اللہ نے حکم دیا تو یقیناً اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عربی میں ترجمہ کر کے سناؤ کیونکہ عرب لوگ عبرانی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ترجمہ اور تفسیر کے جواز پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔

٧٥٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾)) الْآيَةَ.

[راجع: ٤٤٨٥]

(۷۵۴۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ اس کی تکذیب، بلکہ کہو کہ ہم اللہ اور اس کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لائے۔“ آخر آیت تک۔

تشریح: باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں تو ان کی کتاب کا ترجمہ بھی وہی ہوگا جو اللہ کی طرف سے اترا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ کا کلام باختلاف لغات مختلف نہیں ہوتا۔

٧٥٤٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُوْدِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِ: ((مَا تَصْنَعُوْنَ بِهِمَا؟)) قَالُوْا: نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْزِيْهِمَا قَالَ: ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ فَجَاءُوْا

(۷۵۴۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودی مرد اور عورت لائے گئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا: ”تم ان کے ساتھ کیا کرتے ہو؟“ انہوں نے کہا کہ ہم ان کا منہ کالا کر کے انہیں رسوا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”تورات لاؤ

فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَرْضَوْنَ: يَا أَعْوَرُ! اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ: ((ارْفَعْ يَدَكَ)) فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلَكِنَّا نُكَاتِمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِيءُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ١٣٢٩] [مسلم: ٤٤٣٧]

اور اس کی تلاوت کرو اگر تم سچے ہو۔" چنانچہ وہ (تورات) لائے اور ایک شخص سے جس پر وہ مطمئن تھے کہا کہ اے اعور! پڑھو، چنانچہ اس نے پڑھا اور جب اس کے ایک مقام پر پہنچا تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔" جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں آیت رجم بالکل واضح طور پر موجود تھی، اس نے کہا اے محمد! ان پر رجم کا حکم تو واقعی ہے لیکن ہم اسے آپس میں چھپاتے ہیں، چنانچہ دونوں رجم کیے گئے میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھک رہا تھا۔

تشریح: اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ نبی کریم ﷺ عبرانی زبان نہیں جانتے تھے پھر جو آپ نے حکم دیا کہ تورات لا کر سناؤ۔ گویا ترجمہ کرنے کی اجازت دی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ)) وَ: ((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ)).

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ

"قرآن کا جید حافظ قیامت کے دن لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو عزت والے اور اللہ کے تابعدار ہیں۔" اور یہ فرمانا: "قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔"

تشریح: قرآن مجید کو فصاحت وبلاغت کے ساتھ جاننے اور الفاظ کے ساتھ اس کے معانی ومطالب کو سمجھنے اور اچھی رقت آمیز آواز سے اس کو پڑھنے والا قرآن مجید کا ماہر کہا جا سکتا ہے۔ اسی کی فضیلت بیان ہو رہی ہے۔ اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہی غرض ہے کہ تلاوت یا حفظ کئی طرح پر ہے کوئی جید کوئی غیر جید کوئی خوش آوازی کے ساتھ کوئی بدآوازی کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تلاوت اور حفظ قاری کی صفت ہے اور یہ مخلوق ہے۔

٧٥٤٤- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُوْلُ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ)). [راجع: ٥٠٢٣] [مسلم: ١٨٤٧، ١٨٤٨؛ ابوداود: ١٤٧٣؛ نسائي: ١٠١٦]

(۷۵۴۴) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اچھی آواز سے پڑھنے پر نبی کے قرآن مجید کو سنتا ہے۔"

٧٥٤٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ:

(۷۵۴۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر، سعید بن

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ: حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُبَرِّئُنِي وَلَكِنِّي وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ [النور ١١، ٢٠] الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا. [راجع: ٢٥٩٣]

مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کے سلسلہ میں جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگا دی تھی اور ان راویوں میں سے ہر ایک نے واقعے کا ایک ایک حصہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، پھر میں روتے روتے اپنے بستر پر لیٹ گئی اور مجھے یقین تھا کہ جب میں اس تہمت سے بری ہوں تو اللہ تعالیٰ میری براءت کرے گا، لیکن واللہ! اس کا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی جن کی قیامت تک تلاوت کی جائے گی اور میرے خیال میں میری حیثیت اس سے بہت کم تھی کہ اللہ میرے بارے میں پاک کلام نازل فرمائے جس کی تلاوت ہو اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی یہ آیت نازل کی: "بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے تہمت لگائی۔" پوری دس آیتوں تک۔

٧٥٤٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ: ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ. [راجع: ٧٦٧]

(٧٥٤٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے، ان سے عدی بن ثابت نے، میرا یقین ہے کہ انہوں نے براء بن عاب رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ عشاء کی نماز میں ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھ رہے تھے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے بہترین آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں سنا۔

تشریح: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ابو عمارہ انصاری حارثی ہیں۔ انہوں نے سنہ ۲۴ھ میں رے کو فتح کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہروان میں شریک ہوئے۔ بہ زمانہ مصعب بن زبیر کوفہ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنه وارضاه)

٧٥٤٧ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾. [الاسراء: ١١٠][راجع: ٤٧٢٢]

(٧٥٤٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں چھپ کر تبلیغ کرتے تھے تو قرآن بلند آواز میں پڑھتے مشرکین جب سنتے تو قرآن کو برا بھلا کہتے اور اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: "اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو اور نہ بہت پست۔"

٧٥٤٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ، قَالَ لَهُ: إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ: ((لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٦٠٩]

(٧٥٤٨) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ان سے کہا میرا خیال ہے کہ تم بکریوں کو اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو بلند آواز کے ساتھ دو کیونکہ: ''موذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچے گی اور اسے جن وانس اور دوسری جو چیزیں بھی سنیں گی وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی۔'' ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح: اس باب کی پہلی حدیث میں قرآن کو اچھی آواز سے زینت دینے کا، دوسری حدیث میں اس کی تلاوت کا، تیسری حدیث میں قراءت کی عمدگی، خوش آوازی کا، چوتھی حدیث میں قراءت بلند یا پست آواز سے کرنے کا، پانچویں حدیث میں اذان بلند آواز سے دینے کا بیان ہے۔ ان سب احادیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ قراءت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے۔ قراءت ان صفات سے متصف ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری کی صفت اور مخلوق ہے برخلاف قرآن کے کہ وہ اللہ کا کلام اور غیر مخلوق ہے۔

٧٥٤٩ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِيْ حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ. [راجع: ٢٩٧]

(٧٥٤٩) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ان کی والدہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت بھی قرآن پڑھتے تھے جب آپ کا سر مبارک میری گود میں ہوتا اور میں حالت حیض میں ہوتی۔

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسلام میں مشہور ترین خاتون حرم محترم رسول کریم ﷺ جن کے بہت سے مناقب ہیں۔ بتاریخ ۱۷ رمضان سنہ ۵۷ھ میں منگل کی رات میں انتقال فرمایا، اور رات ہی کو بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ (رضی اللہ عنہا)

بَابُ [قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:]

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل: ٢٠]

باب: سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''پس قرآن میں سے وہ پڑھو جو تم سے آسانی سے ہو سکے۔''

٧٥٥٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ

(٧٥٥٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہما نے، ان دونوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ کی زندگی

هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ فَقَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيْهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ: ((أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ!)) فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ!)) فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ: ((كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ٢٤١٩]

میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے دیکھا کہ وہ قرآن مجید بہت سے ایسے طریقوں سے پڑھ رہے تھے جو نبی ﷺ نے ہمیں نہیں پڑھائے تھے قریب تھا کہ نماز ہی میں ان پر حملہ کر دوں لیکن میں نے صبر سے کام لیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی گردن میں اپنی چادر کا پھندا لگا دیا اور ان سے کہا تمہیں یہ سورت اس طرح کس نے پڑھائی ہے جسے میں نے ابھی تم سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول کریم ﷺ نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تم جھوٹے ہو، مجھے خود نبی کریم ﷺ نے اس سے مختلف قراءت سکھائی ہے جو تم پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا آپ کے پاس لے گیا اور عرض کیا: میں نے اس شخص کو سورۂ فرقان اس طرح پڑھتے سنا جو آپ نے مجھے نہیں سکھائی آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو ہشام! تم پڑھ کر سناؤ۔'' انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عمر! اب تم پڑھو!'' میں نے اس قراءت کے مطابق پڑھا جو آپ نے مجھے سکھائی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح بھی نازل ہوئی ہے، یہ قرآن عرب کی سات زبانوں پر اتارا گیا ہے، پس تمہیں جس قراءت میں سہولت ہو پڑھو۔''

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ قراءت اور چیز ہے اور قرآن اور چیز ہے اس لیے قراءت میں اختلاف ہو سکتا ہے جیسے عمر اور ہشام رضی اللہ عنہما کی قراءت میں ہوا۔ مگر قرآن میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ قراءت قرآن میں سب سے زیادہ آسان سورۂ فاتحہ ہے۔ لہٰذا وہ بھی اس میں داخل ہے۔ یہ بھی مطلب ہے کہ جہاں سے قرآن مجید یاد ہو وہاں سے قراءت کر سکتے ہو اور جتنا آسانی سے قراءت کر سکو اتنا ہی قراءت کرو۔ امام کو خاص ہدایت ہے کہ وہ قراءت کے وقت مقتدیوں کا ضرور لحاظ رکھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: سورۂ قمر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ [القمر: ١٧] وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) مُيَسَّرٌ: مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ: ﴿وَلَقَدْ

''اور ہم نے قرآن مجید کو سمجھنے یا یاد کرنے کے لیے آسان کیا ہے۔'' اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر شخص کے لیے وہی امر آسان کیا گیا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔'' ''مُيَسَّر'' بمعنی تیار کیا گیا (آسان کیا گیا) اور مجاہد نے کہا: ''يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی قراءت کو تیری زبان میں آسان کر دیا۔ یعنی اس کا پڑھنا تجھ پر

يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ: هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ؟

آسان کر دیا۔ اور مطر الوراق نے کہا کہ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ کیا کوئی شخص ہے جو علم قرآن کی خواہش رکھتا ہو، پھر اللہ اس کی مدد نہ کرے؟

٧٥٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ: ((كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)). [راجع: ٦٥٩٦]

(۷۵۵۱) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے، ان سے یزید نے کہ مجھ سے مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے عمران رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! پھر عمل کرنے والے کس لیے عمل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہر شخص کے لیے اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔''

تشریح: یعنی جس کی قسمت میں جنت ہے اس کو خود بخود اعمال خیر کی توفیق ہوگی وہ نیک کاموں میں راغب ہوگا اور جس کی تقدیر میں دوزخ ہے اس کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں کی رغبت ہوگی۔ یہ دونوں احادیث اوپر گزر چکی ہیں۔ یہاں لفظ تیسیر کی مناسبت سے ان کو لائے۔

٧٥٥٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوْا: أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ: ((اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾)) الْآيَةَ. [راجع: ١٣٦٢]

(۷۵۵۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور اور اعمش نے، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابوعبدالرحمٰن اسلمی سے اور انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے، پھر آپ نے ایک لکڑی لی اور اس سے زمین کریدنے لگے، پھر فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانہ جہنم میں یا جنت میں لکھا نہ جا چکا ہو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شخص کے لیے اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ ''جس شخص نے بخشش کی اور تقویٰ اختیار کیا۔'' آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ بروج میں فرمانا:

﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾ [البروج: ٢١، ٢٢] ﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ [الطور: ١، ٢] قَالَ قَتَادَةُ: مَكْتُوْبٌ ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ يَخُطُّوْنَ ﴿فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

''بلکہ وہ عظیم قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے''۔ اور سورۂ طور میں فرمایا: ''اور طور پہاڑ کی قسم! اور کتاب کی قسم جو مسطور ہے''۔ قتادہ نے کہا: ''مَسْطُوْرٍ'' کے معنی لکھی گئی اور اسی سے ہے ''یسطرون'' یعنی لکھتے ہیں۔ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ یعنی مجموعی اصل کتاب میں یہ جو سورۂ ق میں فرمایا ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ جو بات وہ منہ سے نکالتا ہے اس

كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ ﴿وَاعِيَةٌ﴾: حَافِظَةٌ ﴿وَتَعِيَهَا﴾: تَحْفَظُهَا ﴿وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِيْ: أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هَذَا الْقُرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيْرٌ.

کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نیکی اور بدی یہ فرشتہ لکھتا ہے۔ ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾ لفظوں کو اپنے ٹھکانوں سے ہٹا دیتے ہیں کیونکہ اللہ کی کتاب میں کوئی لفظ بالکل نکال ڈالنا یہ کسی سے نہیں ہوسکتا مگر اس میں تحریف کرتے ہیں، یعنی ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو اس کے اصلی معنی نہیں ہیں۔ ﴿وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ﴾ میں دراست سے تلاوت مراد ہے ﴿وَاعِيَةٌ﴾ جو سورۂ حاقہ میں ہے یاد رکھنے والا۔ ﴿تَعِيَهَا﴾ یعنی یاد رکھے اور یہ جو (سورۂ یونس میں ہے) ﴿وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ میں کُم سے خطاب مکہ والوں کو ہے ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ سے دوسرے تمام جہان کے لوگ ان سب کو یہ قرآن ڈرانے والا ہے۔

٧٥٥٣ـ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ۔ أَوْ قَالَ: سَبَقَتْ۔ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ وَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)). [راجع: ٣١٩٤]

(۷۵۵۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے ابو رافع سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب خلقت کا پیدا کرنا ٹھہرا چکا (جب خلقت پیدا کر چکا) تو اس نے عرش کے اوپر اپنے پاس ایک کتاب لکھ کر رکھی اس میں یوں ہے میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یا میرے غصے سے آگے بڑھ چکی ہے۔''

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب باب خلق افعال العباد میں کہا کہ قرآن مجید یاد کیا جاتا ہے، لکھا جاتا ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے۔ مگر کاغذ سیاہی اور جلد یہ سب چیزیں مخلوق ہیں۔ مضمون باب میں کتب سابقہ کی تحریف کا ذکر ہے آج کل جو نسخے تورات وانجیل کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں ان میں تحریف لفظی اور معنوی ہر دو طرح سے موجود ہے۔ اسی لیے اس پر اجماع ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ اور اشتغال مضبوط الایمان لوگوں کے لیے جائز ہے جو ان کا رد کرنے اور جواب دینے کے لیے پڑھیں۔ آخر میں لوح محفوظ کا ذکر ہے۔ لوح محفوظ عرش کے پاس ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صفات افعال جیسے رحم اور غضب وغیرہ یہ حادث ہیں ورنہ قدیم میں سابقیت اور مسبوقیت نہیں ہوسکتا۔

٧٥٥٤ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

(۷۵۵۴) مجھ سے محمد بن غالب نے بیان کیا، ان سے محمد بن اسماعیل بصری نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابو رافع نے حدیث بیان کی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے

يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ)). [راجع: ٣١٩٤]

بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ایک مکتوب لکھا کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے، چنانچہ یہ اس کے پاس عرش کے اوپر لکھا ہوا ہے۔“

تشریح: اگلی روایت میں یہ گزرا ہے کہ خلقت پیدا کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی تو دونوں میں اختلاف ہوا۔ اس کا جواب یہی دیا ہے کہ قضی الخلق سے یہی مراد ہے کہ پہلے خلقت کا پیدا کرنا ٹھان لیا اگر یہ مراد ہو کہ پیدا کر چکا تب بھی موافقت اس طرح ہوگی کہ اس حدیث میں پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھنے سے یہ مراد ہے کہ کتاب لکھنے کا ارادہ کیا سو وہ تو اللہ تعالیٰ ازل میں کر چکا تھا اور خلقت پیدا کرنے سے پہلے وہ موجود تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: سورۂ صافات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [الصافات: ٩٦] ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ٤٩] وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ: ((أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْإِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ)) [راجع: ٢٦، ٢٥١٨] وَقَالَ: ﴿جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ عَمَلًا.

”اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو۔“ اور سورۂ قمر میں فرمایا: ”بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔“ اور مصوروں سے کہا جائے گا: ”جو تم نے پیدا کیا ہے اس میں جان ڈالو۔“ اور سورۂ اعراف میں فرمایا: ”بلاشبہ تمہارا مالک اللہ وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر زمین وآسمان بنا کر تخت پر چڑھا رات کو دن سے ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے دونوں ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ ہاں سن لو! اسی نے سب کچھ بنایا اسی کا حکم چلتا ہے اللہ کی ذات بہت بابرکت ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔“ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ اللہ نے امر کو خلق سے الگ کیا تب تو یوں فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے ایمان کو بھی عمل کہا۔ ابوذر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔“ قبیلۂ عبدالقیس کے وفد نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہمیں آپ چند ایسے جامع اعمال بتا دیں جن پر اگر ہم عمل کر لیں تو جنت میں داخل ہو جائیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ایمان، شہادت، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا، اسی طرح آپ نے ان سب چیزوں کو عمل قرار دیا۔

تشریح: باب کے ذیل میں ذکر کردہ آیات اور احادیث سے اہلحدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اور اس کے افعال دونوں اللہ کے مخلوق ہیں کیونکہ خالق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے فرمایا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ اور امام بخاری ؒ خلق افعال العباد میں یہ حدیث لائے ہیں۔ "ان الله يصنع كل صانع و صنعته۔" یعنی اللہ ہی ہر کاریگر اور اس کی کاریگری کو بناتا ہے اور رد ہوا معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ کا جو بندے کو اپنے افعال کا خالق بتاتے ہیں۔

٧٥٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهُ فَقَالَ: هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ: ((أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ)) فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمِينَهُ وَاللَّهِ! لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ: ((لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا)). [راجع: ٣١٣٣]

(٧٥٥٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے عبدالوہاب نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوقلابہ اور قاسم تمیمی نے، ان سے زہدم نے بیان کیا کہ اس قبیلۂ جرم اور اشعریوں میں محبت اور بھائی چارہ کا معاملہ تھا۔ ایک مرتبہ ہم ابوموسیٰ اشعری ؓ کے پاس تھے کہ ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ ان کے ہاں ایک بنی تیم اللہ کا بھی شخص تھا غالباً وہ عرب کے غلام لوگوں میں سے تھا۔ ابوموسیٰ ؓ نے اسے اپنے پاس بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا ہے اور اسی وقت سے قسم کھالی کہ اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ ؓ نے کہا: سن! میں تم سے اس کے متعلق ایک حدیث نبی کریم ﷺ کی بیان کرتا ہوں۔ میں آنحضرت ﷺ کے پاس اشعریوں کے کچھ افراد کو لے کر حاضر ہوا اور ہم نے آپ سے سواری مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ! میں تمہارے لیے سواری کا انتظام نہیں کرسکتا، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے میں تمہیں سواری کے لیے دوں۔'' پھر آپ ﷺ کے پاس مال غنیمت میں سے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے ہمارے متعلق پوچھا: ''اشعری لوگ کہاں ہیں؟'' چنانچہ آپ نے ہمیں پانچ عمدہ اونٹ دینے کا حکم دیا۔ ہم انہیں لے کر چلے تو ہم نے اپنے عمل کے متعلق سوچا کہ آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہیں دیں گے اور نہ آپ کے پاس کوئی ایسا جانور ہے جو ہمیں سواری کے لیے دیں۔ ہم نے سوچا کہ آپ ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں واللہ! ہم کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ ہم واپس آپ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ سے صورت حال کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں یہ سواری نہیں دے رہا ہوں بلکہ اللہ دے رہا ہے، واللہ! میں اگر کوئی قسم کھالیتا ہوں اور پھر بھلائی اس کے خلاف میں دیکھتا ہوں تو میں وہی کرتا ہوں جس میں بھلائی ہوتی ہے اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔''

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں اس لیے لائے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب تو نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

٧٥٥٦ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَ نَا قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ)).

[راجع: ٥٣]

(٧٥٥٦) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ان سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ ضبعی نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قبیلۂ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلۂ مضر کے مشرکین حائل ہیں اور ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینوں میں ہی آ سکتے ہیں، اس لیے آپ کچھ ایسے جامع احکام ہمیں بتا دیجیے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو جنت میں جائیں اور ان کی طرف ان لوگوں کو دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار کاموں کا حکم دیتا ہوں اور چار کاموں سے روکتا ہوں میں تمہیں ایمان باللہ کا حکم دیتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ یہ اس کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینے کا حکم دیتا ہوں اور تمہیں چار کاموں سے روکتا ہوں یہ کہ کدو کی تونبی اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن اور روغنی برتنوں اور سبز لاکھی برتنوں میں مت پیا کرو۔“

تشریح: یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس میں ایمان کو عمل فرمایا تو ایمان بھی اور اعمال کی طرح مخلوق الٰہی ہوگا۔

٧٥٥٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)). [راجع: ٢١٠٥]

[مسلم: ٥٣٧٧؛ ابن ماجه: ٢١٥١]

(٧٥٥٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ۔“

تشریح: مراد وہ لوگ ہیں جو تصویریں بنانا حلال جان کر بنائیں وہ کافر ہی ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ یہ بطور زجر کے ہے کیونکہ مسلمان ہمیشہ کے لیے عذاب میں نہیں رہ سکتا۔

٧٥٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ

(٧٥٥٨) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، ان سے حماد بن زید نے بیان

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)). [راجع: ٥٩٥١] [مسلم: ٥٥٣٦؛ نسائي: ٥٣٧٦]

کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اسے زندہ بھی کرو۔“

٧٥٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً)). [راجع: ٥٩٤٣]

(٧٥٥٩) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ان سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس شخص سے حد سے تجاوز کرنے والا اور کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے ذرا وہ چنے کا دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں یا گیہوں کا ایک دانہ یا جو کا ایک دانہ پیدا کر کے تو دیکھیں۔“

تشریح: اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حیوان بنانا تو مشکل ہے بھلا نباتات ہی کی قسم سے جو حیوان سے ادنیٰ تر ہے کوئی دانہ یا پھل بنا دیں۔ جب نباتات بھی نہیں بنا سکتے تو بھلا حیوان کیا بنائیں گے۔

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

باب: فاسق اور منافق کی تلاوت کا بیان اور اس کا بیان کہ ان کی آواز اور ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی

تشریح: اس باب کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہی مسئلہ ثابت کیا کہ تلاوت، قرآن کے مغائر ہے جب تو تلاوت تلاوت میں فرق وارد ہے کیا معنی منافق اور فاسق کی تلاوت کو فرمایا کہ وہ حلق کے نیچے نہیں اترتی۔ پس تلاوت مخلوق ہوگی اور قرآن غیر مخلوق ہے۔

٧٥٦٠۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ

(٧٥٦٠) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور وہ مؤمن جو نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزا تو اچھا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں اور اس فاسق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہے اور جو فاسق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا ہے

لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا)). [راجع: ٥٠٢٠]

اور کوئی خوشبو بھی نہیں۔''

تشریح: قرآن شریف اپنی جگہ پر اللہ کا کلام غیر مخلوق اور بہتر ہے مگر اس کے پڑھنے والوں کے عمل واخلاق کی بنا پر وہ ریحان اور اندرائن کے پھلوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ مؤمن مخلص کے قرآن شریف پڑھنے کا فعل خوشبودار ریحان کی طرح ہے اور منافق کے قرآن شریف پڑھنے کا فعل اندرائن کے پھل کی طرح ہے۔ پس قرآن شریف اللہ کا کلام غیر مخلوق اور مؤمن ومنافق کا تلاوت کرنا ان کا فعل ہے جو فعل ہونے کے طور پر مخلوق ہے۔ ایسا ہی خارجیوں کے قرآن شریف پڑھنے کا حل ہے جو حدیث ذیل میں بیان ہو رہا ہے۔ ان کا یہ فعل مخلوق ہے۔ کتاب خلق افعال العباد کا یہی خلاصہ ہے کہ بندوں کے افعال سب مخلوق ہیں۔ جن کا خالق اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

٧٥٦١- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى ابْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ)). [راجع: ٣٢١٠]

(٧٥٦١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔'' ایک صاحب نے کہا: یا رسول اللہ! یہ لوگ بعض ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ صحیح بات وہ ہے جسے شیطان فرشتوں سے سن کر یاد رکھ لیتا ہے اور پھر اسے مرغی کے کٹ کٹ کرنے کی طرح (کاہنوں) کے کانوں میں ڈال دیتا ہے اور یہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔''

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ کاہن کبھی شیطان کے ذریعہ سے اللہ کا کلام اڑا لیتا ہے لیکن اس کا بیان کرنا یعنی تلاوت کرنا برا ہے منافق کی تلاوت کی طرح، اسی طرح شیطان کا تلاوت کرنا حالانکہ فرشتے جو اس کلام کی تلاوت کرتے ہیں وہ اچھی ہے تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن سے مغائر ہے۔

٧٥٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ سِيرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ

(٧٥٦٢) ہم سے ابو نعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون ازدی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن سیرین سے سنا، ان سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ

الْقُرآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتَّى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلَى فُوْقِهِ)) قِيْلَ: مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ: ((سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ -أَوْ قَالَ:- التَّسْبِيْدُ)). [طرفه في:٣٣٤٤]

دین سے اس طرح دور پھینک دیے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے، پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آ سکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آ جائے۔'' پوچھا گیا: ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا: ''ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔''

تشریح: عراق مدینہ سے مشرق کی طرف ہے وہاں سے خارجی نکلے، جنہوں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے خلاف بغاوت کی۔

حدیث قرن الشیطان والی اصلی معنوں میں: جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے سمجھنے کا ملکہ ہے اور جو حدیث مبارکہ کے نکات ودقائق اور رموز سے کماحقہ، واقف اور آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام پاک پر مغز اور مختصر ہوتا ہے کیونکہ خیر الکلام ما قل و دل کی خوبی یہی ہے کہ مختصر ہو لیکن مکمل اور پر از مطالب ہو۔

اس اصول کو مدنظر رکھ کر اب احادیث ذیل پر غور کرنے سے حقیقت امر ظاہر ہو جائے گی اور طالبان حق پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرق کی جانب رخ فرماتے ہوئے جس فتنہ اور جس شر اور زلزلہ کے خطرات سے ہمیں اطلاع دی دراصل اس اشارہ کا مشار الیہ عراق اور ہندوستان ہے۔ کیونکہ عراق تو فتنوں اور شرارتوں کی وجہ سے وہ نام پیدا کر چکا ہے کہ شاید ہی دنیائے اسلام کے ممالک میں کوئی ایسا بدترین فتنہ خیز ملک ہو۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بصرہ کے ذکر پر فرمایا کہ ((بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُوْنَ وَيُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ)) (ابو داود) یعنی یہاں کے لوگ ایسے شریر اور بداعمال ہوں گے اور ایسے متلون المزاج، بزدل اور ڈھل مل یقین اور ناقابل اعتماد واعتبار ہوں گے کہ رات کو کچھ خیالات لے کر سوئیں گے اور دن کو کچھ اور ہی بن کر اٹھیں گے، بندر اور سور ہوں گے۔

یا تو عادات میں دیوث، بے غیرت اور مکار، یا شکل وشباہت میں۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عراق کے لیے دعا نہ فرمائی حالانکہ آپ کو بار بار توجہ بھی دلائی گئی کہ یا رسول اللہ! ہماری وہاں سے بہت سی حاجتیں اور ضرورتیں ہیں۔ بلکہ اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے اس ملک کی غداری وفتن پروری کے متعلق کھری کھری باتیں فرما دیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ: اللهم بارك لنا فى مدينتنا۔ اللهم بارك لنا فى شامنا۔ اللهم بارك لنا فى يمننا، فقال رجل: يا رسول الله ! فالعراق فان فيها ميرتنا وفيها حاجاتنا فسكت ثم اعاد عليه فسكت فقال: بها يطلع قرن الشيطان وهناك الزلزال والفتن۔" (كنز العمال ، جلد١٤ ، صفحه٧٦ حديث ٣/ ٣٨٣)

حضرت حسن راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور شام ویمن کے لیے دعائے برکت فرمائی تو ایک صحابی دست بستہ عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! عراق کے لیے بھی دعا فرمایئے کیونکہ وہ ملک ہمارے پڑوس ہی میں ہے اور ہم وہاں سے غلہ لاتے ہیں اور تجارت وغیرہ اور بہت سے ہمارے کاروبار اس ملک سے رہتے ہیں تو آپ خاموش رہے۔ جب اس شخص نے باصرار عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس ملک سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا اور فتنے اور فساد ایسے ہوں گے جن سے امت مرحومہ کے افراد میں ایک زلزلہ سا پیدا ہو جائے گا تو چونکہ رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذہن نشین کرا دیا تھا کہ عراق ہی منشا فتن اور باعث فساد فی الامت ہوگا اس لیے یہی وجہ ہے کہ وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) اور ان کے بعد والے لوگ اور شارحین حدیث جو اپنی وسیع النظری اور تبحر علمی اور معلومات کی بنا پر نجد والی حدیث کا اصلی مطلب سمجھ کر عوام کے سامنے پیش کرتے رہے اور انہوں نے ''نجد'' ملک عراق کو قرار دیا جو دراصل ہے بھی۔

میں حیران ہوں کہ آج کل کے لوگ کس قدر تنگ خیال اور متعصب واقع ہوئے ہیں کہ ذرا سے اختلاف پر رافضیوں کی سی تبرابازی پر اتر آتے

ہیں اور اپنی اصلیت سے بے خبر ہو کر مؤمنین قانتین وصالحین پر لعنتیں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ انہی کا ہم خیال شیخ دحلان اپنی کتاب کے ص ۳۶ پر لکھتا ہے۔

''ایسے امر کے سبب سے جس کا ثبوت براہین سے ہے اہل اسلام کی تکفیر پر اقدام کیسے ہو سکتا ہے (تو پھر کیوں کرتے ہو۔ آہ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ) حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارے گا تو ان میں سے ایک پر یہ بات لوٹے گی۔ اگر وہ ایسا ہے جب تو اس پر پڑے گی ورنہ کہنے والے پر۔ اس بارہ میں احتیاط واجب ہے۔ اہل قبلہ میں سے کسی پر حکم کفر ایسے ہی امر کے باعث کیا جائے جو واضح اور قاطع ہو۔ (الدرر السنیۃ فی رد الوہابیہ اردو ص ۳۶)

میں متعجب ہوں کہ اتنی بین صراحت کے ہوتے ہوئے پھر یہ لوگ کیوں ''نجد ہائے نجد'' پکارتے ہوئے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشینوں کو کوس رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو کہ جو نجد فتنوں کا باعث ہے حقیقت میں وہ عراق ہی ہے اور جو مشرق ہے وہ ہندوستان میں "دار التکفیر" بریلی ہے۔ کنز العمال میں "اماکن مذمومه" کے تحت میں آتا ہے۔ "مسند عمر عن ابی مجلز قال اراد عمر ان لا يدع مصرا من الامصار الا اتاه فقال له كعب لا تاتی العراق فان فيه تسعة اعشار الشر۔" (كنز العمال صفحه ۷۷ جلد ۱٤) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ہر جگہ جائیں لیکن عراق کی طرف نہ جائیں کیونکہ وہاں تو نو حصے برائی اور شر موجود ہے۔

(۲) "عن ابی ادریس قال قدم علینا عمر بن الخطاب الشام فقال انی ارید ان اتی العراق فقال له كعب الاحبار اعيذك بالله يا امير المؤمنين من ذالك قال وما تكره من ذالك قال بها تسعة اعشار الشر وكل داء عضال وعصاة الجن وهاروت وماروت وبها باض ابليس وفرخ۔"

ابو ادریس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں سے پھر عراق جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! اللہ کی پناہ وہاں جانے کا خیال تک نہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے براہ استعجاب اس مخالفت اور کراہت عراق کا سبب پوچھا تو حضرت کعب نے جواب میں عرض کیا کہ حضور وہاں تو نو حصے شر اور فساد ہے۔ سخت سخت بیماریاں اور سرکش اور گمراہ کن جن، ہاروت وماروت ہیں اور وہی شیطان کا مرکز ہے اور اسی جگہ اس نے انڈے بچے دے رکھے ہیں۔''

اللہ اللہ کس قدر پر مغز کلام ہے جو کھلے کھلے اور صاف الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "بها يطلع قرن الشيطان وهناك الزلازل والفتن" کی صاف صاف صراحت کر رہے ہیں۔

اگر خود علم نہیں تھا تو کسی اہل علم ہی سے اس حدیث کی تشریح اور مطلب پوچھ لیتے، ماشاء اللہ پنجاب اور ہندوستان میں ہزاروں علمائے اہل حدیث موجود ہیں۔ (كثر الله سوادهم وعم فيوضهم) اور پھر اس کوتاہ نظری پر فخر کرتے ہوئے یہ لوگ شارحین حدیث رحمہم اللہ علیہم پر لے دے کرتے اور ان پر اعتراضات کرتے اور آوازے کستے ہیں۔

اب ان تصریحات کے ہوتے ہوئے پھر نجد ہی کو قرن الشیطان کا مطلع رٹے جانا کون سا انصاف اور کہاں کی عقل مندی ہے جب کہ مطالعہ حدیث سے یہ صاف صاف علم ہو چکا ہے کہ فتنہ اور شر اور قرن الشیطان عراق ہی سے طلوع ہوں گے جہاں بصرہ بغداد اور کوفہ وغیرہ شہر ہیں۔

قابل غور بات: یہ ہے کہ ایک طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے لوگوں یعنی بنو تمیم کی تعریف وتوصیف فرماتے ہیں اور ان کو غیور مجاہدین اور عقلمند کا خطاب دے رہے ہیں:

مسند ابی هريرة ذكرت القبائل عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: يا رسول الله! فما تقول فی بنی تميم الاخيرا۔ ثبت الاقدام عظام الهام رجح الاحلام هضبة حمراء لا يضرها من ناواها اشد الناس على الدجال فی اخرالزان۔" (رجاله ثقات) (كنز العمال، ج ۱۲/ ص ۲۹ حديث ۳۳۹۹۶)

’’یعنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے قبائل عرب کا ذکر ہو رہا تھا۔ پہلے ہوازن اور بنو عامر کا تذکرہ آیا پھر لوگوں نے بنی تمیم کے متعلق استفسار کیا تو نبی کریم ﷺ نے الفاظ ذیل میں ان کی تعریف وتکریم ظاہر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے بہتری کو اس قوم کے لیے واجب کر دیا (اللہ اللہ) یہ لوگ (یعنی نجدی) غیر متزلزل طبائع کے مالک، بڑے سر والے عقل مند باتدبیر مکمل سیاست داں اور سرخ ٹیلہ والے ہیں۔ کوئی طاقت خواہ کتنی ہی چیخ وپکار کرے اور ان کے برخلاف ہر چند پروپیگنڈہ پھیلائے ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی۔ ہاں ہاں وہ اخیر زمانہ کے دجال پر جو لوگ ان کے برخلاف نہایت متعصب اور ضدی بداخلاق ہوں گے اور جھگڑالو، اسلام کے دشمن اور پُرفتن دور ہوں گے نہایت سختی سے شعائر اسلام کی پابندی کرتے ہوئے باوجود ہزاروں دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کے غالب رہیں گے۔ وظهر امر الله وهم كارهون ۔یعنی اخیر زمانہ میں دجال کے مقابل بڑے مضبوط اور نہ ڈرنے والے لوگ ہوں گے۔ ولا يخافون لومة لائم۔

غور فرمائیے کہ اخیر زمانہ میں جب کہ حقیقی اسلام کی تعلیم دنیا میں بہت کم ہوگی، جہل وباطل، کفر وشرک، پیر پرستی اور قبہ پرستی عام ہوگی۔ قدم قدم پر ہر ایک آدمی لغزش کھائے گا۔ يصبح مؤمنا ويمسي كافرا اور وہ زمانہ ہوگا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’ من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد ۔‘‘یعنی’’ اس وقت جو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے ان میں کا ہر ایک درجہ میں سو شہید کے برابر ہوگا ‘‘غور کریں کہ ایسے زمانے میں جن لوگوں کی رسول اللہ ﷺ تعریف فرمائیں گے کہ اخیر زمانہ میں دجال پر بہت سخت ہوں گے۔ بھلا اللہ کے ہاں ان کی کہاں تک قدر ہوگی اور وہ کس عالی رتبہ کے لوگ ہوں گے۔

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے اور ہر ایک مخالف، مطابق اس بات کا قائل ہے کہ موجودہ اہل نجد اور مجدد اسلام شیخ محمد بن عبدالوہاب نور اللہ مرقدہ بنی تمیم ہی سے ہیں۔ اور اب موجودہ سلطان ايده الله بنصره اور ان کی قوم نجدی بھی بنی تمیم ہی سے ہیں ان کا زبردست معاند دحلان لکھتا ہے کہ ’’یہ بات صراحت سے معلوم ہو چکی ہے کہ یہ مغرور (یعنی محمد بن عبدالوہاب ؒ) تمیم سے ہے‘‘ اور سید علوی جلاء الظلام میں لکھتا ہے یہ مفرور محمد بن عبدالوہاب قبیلہ بنی تمیم سے ہے۔ نیز مولوی قطب الدین فرنگی محل لکھنو والے بھی اپنے رسالہ ’’آشوب نجد‘‘ میں تسلیم کرتے ہیں کہ ’’شیخ محمد بن عبدالوہاب انار الله برهانه قبیلہ بنی تمیم میں سے ہیں‘‘ اس کے علاوہ تاریخی طور پر بھی یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نجدی قوم بنی تمیم میں سے ہے۔ ان حالات کے بعد غور فرمائیے کہ حدیث میں اس قوم کو رسول اللہ ﷺ نے کس بلند پایہ کی قوم فرمایا:

”عن ابی هريرة قال ما زلت احب بنی تمیم منذ ثلاث سمعت رسول الله ﷺ يقول فيهم هم اشد امتی علی الدجال وقال وجاء ت صدقاتهم فقال هذه صدقات قومنا وكانت سبية منهم عند عائشة فقال اعتقيها فانها من ولد اسماعيل۔“ (بخاری احمدی ، ص: ٤٤٥)

ابو ہریرہ ؓ جیسے جلیل القدر صحابی فرماتے ہیں کہ بھائی! میں تو بنی تمیم کو بڑا عزیز رکھتا ہوں اس کی وجوہات ذیل ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ یہ لوگ میری تمام امت میں سے دجال پر سخت ہوں گے۔

(۲) جب بنو تمیم کی زکوٰۃ کا مال جمع ہو کر آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج ہماری قوم کے صدقات آئے ہیں۔

(۳) یہ لوگ (نجدی) اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ہیں ثبوت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس ایک نجدی لونڈی تھی رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا آپ نے فرمایا اے عائشہ (ؓ)! اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہے۔

اب غور فرمائیں کہ ایک طرف تو نبی کریم ﷺ نے نجدیوں کو اولاد اسماعیل سے فرمایا سچے مسلمان، عقل مند، مدبر اور باسیاست کا خطاب دیا۔ وہاں کے لوگوں کو جنت کی بشارت دی۔ ”جاء رجل الی رسول الله ﷺ من اهل نجد فاذا هو يسئل عن الاسلام فقال ﷺ من سره ان ينظر الی رجل من اهل الجنة فلينظر الی هذا۔“

یعنی ایک نجدی نے رسول اللہ ﷺ سے چند سوالات کیے اور ان کے جوابات تسلی بخش پا کر جب جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اس نجدی کو دیکھ لے۔

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اسی زبان سے رسول اللہ ﷺ اس قوم کی مذمت فرمائیں اور اس قوم کو قرن الشیطان سے تعبیر فرمائیں اور ان کے لیے دعا نہ فرمائیں (خدارا انصاف) کہ ان رسمی حنفیوں، بریلویوں، رضائیوں، دیداریوں اور جماعتیوں (هداهم الله الى صراط مستقيم) نے رسول اللہ ﷺ کی یہی عزت اور یہی قدر کی کہ پبلک کے سامنے عیاں کر دیا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ (معاذ اللہ) ایک طرف تو ایک شخص کی منہ پر تعریف فرماتے تھے اور جب وہ چلا جاتا پھر مذمت اور اس کے لیے بددعا۔آہ ثم آہ فما لهولاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا۔(انصاف۔انصاف)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ [الانبیا: ٤٧] وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْقُسْطَاسُ: الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ: الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ.

باب: سورۂ انبیا میں اللہ کا فرمان کہ

”اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازو رکھیں گے۔“ اور آدمیوں کے اعمال اور اقوال ان میں تولے جائیں گے۔ مجاہد نے کہا: قسطاس کا لفظ جو قرآن شریف میں آیا ہے رومی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ترازو کے ہیں قسط بالکسر مصدر ہے مقسط کا، مقسط کے معنی عادل اور منصف کے ہیں اور سورۂ جن میں جو قاسطون کا لفظ آیا ہے وہ قاسط کی جمع ہے مراد ظالم اور گناہگار ہیں۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں میزان یعنی اعمال کے تولے جانے کا اثبات کیا ہے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ یہ افعال یا اقوال خود تولے جائیں گے یا ان کے دفتر۔ بعض نے کہا کہ قیامت میں اعمال اور افعال مجسم نظر آئیں گے تو ان کے خود تلنے سے کیا مانع ہے۔ میزان کے ثبوت میں بہت سی آیات اور احادیث ہیں جیسے ”وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ اور فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ“ وغیرہ حافظ صاحب فرماتے ہیں: ”وحكى حنبل بن اسحاق فى كتاب السنة من احمد بن حنبل انه قال ردا على من انكر الميزان ما معناه قال الله ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ وذكر النبى ﷺ الميزان يوم القيامة فمن رد على النبى ﷺ فقد رد على الله عزوجل۔“ یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین میزان کے رد میں فرمایا کہ پھر اس ارشاد الٰہی کا کیا معنی ہے کہ ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور نبی کریم ﷺ نے قیامت کے دن میزان کا ذکر فرمایا پس جس نے میزان کا انکار کر کے خود رسول کریم ﷺ کے ارشاد کو رد کیا اس نے اللہ عزوجل کے ارشاد کو بھی جھٹلایا۔ الغرض میزان کا وقوع قیامت کے دن حق اور سچ ہے۔ لفظ قسط قاف کے کسرہ کے ساتھ انصاف کے معنی میں ہے جس سے مقسط ہے جس کے معنی عادل کے ہیں اور قسط قاف کے زبر کے معنی میں ظلم اور جور کے ہے جس سے لفظ قاسطون سورۂ جن میں وارد ہوا ہے جس کے معنی ظالمون کے ہیں۔ قسطاس المستقیم ق کے زیر کے ساتھ اور پیش کے ساتھ وقری بهما فى المشهور یعنی مشہور قراءت میں اسے دونوں طرح پڑھا گیا ہے: ”قلت اما ان يكون من القسط بالكسر واما ان يكون من القسط بالفتح الذى هو بمعنى الجور (فتح البارى) والحق عند اهل السنة ان الاعمال حينئذ تجسد او تجعل فى اجسام فتصير اعمال الطائعين فى صورة حسنة واعمال المسيئين فى صورة قبيحة ثم توزن ورجح القرطبى ان الذى يوزن الصحائف التى تكتب فيها الاعمال ونقل عن ابن عمر قال توزن صحائف الاعمال قال فاذا ثبت هذا فالصحف اجسام فيرتفع الاشكال ويقويه حديث البطاقة الذى اخرجه الترمذى وحسنه والحاكم وصححه وفيه فتوضع السجلات فى كفة والبطاقة فى كفة انتهى والصحيح ان الاعمال هى التى توزن وقد اخرج ابوداود والترمذى وصححه ابن حبان عن ابى الدرداء عن النبى ﷺ قال يوزن فى الميزان يوم القيامة من خلق حسن...... الخ۔“ (فتح البارى، جلد۱۳ / ص ٦٥٩)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک حق یہی ہے کہ اعمال اس دن جسم اختیار کر لیں گے۔ پس نیک کاروں کے اعمال حسنہ بہترین

خوبصورت شکل اختیار کرلیں گے اور بدکاروں کے اعمال بری صورت اختیار کریں گے۔ قرطبی نے اسے ترجیح دی ہے کہ اعمال کے صحائف تولے جائیں گے جن میں وہ اعمال لکھے ہوئے ہوں گے۔ قرطبی نے کہا ہے کہ پس جب یہ ثابت ہوا تو رفع اشکال اس طرح ہے کہ صحائف اجسام اختیار کرلیں گے اور حدیث بطاقہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ پس دفاتر اعمال ترازو میں رکھے جائیں گے۔ اور بطاقہ جو ایک پلڑے میں ہوگا۔ جس میں کلمہ طیبہ لکھا ہوگا اور وہ سجلات پر غالب آ جائے گا اور صحیح یہی ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ میزان میں سب سے زیادہ وزن دار بندے کے اخلاق حسنہ ہوں گے۔

"قال شيخنا سراج الدين البلقيني فى كلامه على مناسبة ابواب صحيح البخارى الذى نقلته عنه فى اواخر المقدمة لما كان اصل العصمة اولاً واخراً هو توحيد الله فختم بكتاب التوحيد، وكان آخر الامور التى يظهر بها المفلح من الخاسر نقل ثقل الموازين وخفتها فجعله آخر تراجم الكتاب فبدأ بحديث (الاعمال بالنيات) وذالك فى الدنيا وختم بان الاعمال توزن يوم القيامة واشار الى انه انما يثقل منها ما كان بالنية الخالصة لله تعالى وفى الحديث الذى ذكره ترغيب وتخفيف وحث على الذكر المذكور لمحبة الرحمن له والخفة بالنسبة لما يتعلق بالعمل والثقل بالنسبة لإظهار الثواب وجاء ترتيب هذا الحديث على اسلوب عظيم وهو ان حب الرب سابق وذكر العبد وخفة الذكر على لسانه تال ثم بين ما فيهما من الثواب العظيم النافع يوم القيامة انتهى ملخصاً۔" (فتح البارى جلد١٣ صفحه ٦٦٢)

یعنی ہمارے شیخ سراج الدین بلقینی نے کہا کہ صحیح بخاری کے ابواب کی مناسبت جسے میں نے اپنے اواخر مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان میں اول وآخر عصمت (پاکیزگی) کو ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی اصل اللہ کی توحید ہے۔ اسی لیے آپ نے کتاب کو کتاب التوحید پر ختم کیا اور آخر امر جس سے ناجی وغیر ناجی میں فرق ہوگا وہ روز حشر میں میزان کا بھاری اور ہلکا ہونا ہے اس کو اسی لیے کتاب کا آخری باب قرار دیا۔ پس حدیث انما الاعمال بالنیات سے کتاب کو شروع فرمایا اور نیتوں کا تعلق دنیا سے ہے اور اس پر ختم کیا کہ اعمال قیامت کے دن وزن کیے جائیں گے اس میں ادھر اشارہ ہے کہ وہ ہی اعمال خیر میزان حشر میں وزنی ہوں گے جو خالص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے کیے گئے اور حدیث جو اس باب کے تحت مذکور ہوئی اس میں ترغیب ہے اور تخفیف بھی ہے اور اس میں ذکر مذکور کی محبت رحمٰن کے لیے رغبت دلاتا ہے اور عمل کی نسبت سے اس میں ہلکا پن بھی ہے کہ مختصر سے الفاظ پر ثواب عظیم اور وزن کثیر کا ذکر ہے اور اس حدیث کی ترتیب بھی ایک بہترین اسلوب کے ساتھ رکھی گئی کہ رب تبارک وتعالیٰ کی محبت ان ہلکے الفاظ کو پورے طور پر حاصل ہے۔ اور بندے کا اللہ کو یاد کرنے کے الفاظ کا زبان پر ہلکا ہونا۔ پھر یہ بیان کہ ان کا ثواب عظیم بندے کو قیامت کے دن کتنا حاصل ہوگا۔

٧٥٦٣۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)).

[راجع: ٦٤٠٦]

(٧٥٦٣) ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، انہوں نے ابوزرعہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے وہ کلمات یہ ہیں ''سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔''

تشریح: "كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان فى الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"

اس حدیث کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو کا اثبات کیا اور آخر کتاب میں اس حدیث کو اس لیے بیان کیا کہ مؤمن کے معاملات جو دنیا سے متعلق تھے وہ سب وزن اعمال پر ختم ہوں گے اس کے بعد یا دوزخ میں چندروز کے لیے جانا ہے یا بہشت میں ہمیشہ کے لیے رہنا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کمال ہے کہ آپ نے کتاب کو حدیث انما الاعمال بالنیات سے شروع کیا اس لیے کہ ہر عمل کی مشروعیت نیت ہی سے ہوتی ہے اور نیت ہی پر ثواب ملتا ہے اور اس حدیث پر ختم کیا کیونکہ وزن اعمال کا انتہائی نتیجہ ہے غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں عجیب عجیب لطائف اور ظرائف رکھے ہیں جو غور کے بعد آپ کی کمال عقل اور وفور فہم اور دقت نظر اور باریکی استنباط پر دلالت کرتے ہیں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب الجامع الصحیح بتلاتی ہے کہ وہ فن فقہ میں امام الفقہا اور فن حدیث میں امیر المؤمنین وسید المحدثین تھے۔ روایت اور درایت ہر دو میں امام فن تھے۔ الجامع الصحیح کو کتاب التوحید پر ختم کرنا بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دقت نظر ہے۔ پھر توحید کے ذیل میں اسماء وصفات الٰہی کا بیان کرنا اور معتزلہ وجہمیہ وقدریہ وغیرہ فرق باطلہ کا رد کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ توحید کا عقیدہ اپنی وسعت کے لحاظ سے از اول تا آخر مسلک سلف کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ کتاب وسنت میں اللہ پاک کے لیے جو صفات مذکور ہوئی ہیں ان کو بغیر تاویل وتکییف بلا حیل وحجت تسلیم کرنا اقتضائے توحید ہے۔ مسئلہ استواء علی العرش نزول وصعود وکلام وسمع وبصر/ وید وکف وساق وجہ ان سب کے لیے ایک ہی اصول مسلک سلف ہے کہ معناہ معلوم وکیفیتہ مجهول والسؤال عنه بدعة۔

الغرض کتاب التوحید پر الجامع الصحیح کو ختم کرنا اور آخر میں ”الوزن یومئذ الحق کے تحت حدیث کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان...... الخ۔“ پر کتاب کا ختم عقائد حقہ کی تکمیل پر لطیف اشارہ ہے۔ تعجب ہے دور حاضرہ کے ان محققین پر جن کی نگاہوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ درایت حدیث سے محض کورے نظر آتے ہیں جو امام کو مجتہد مطلق تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں سچ ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ترجمہ اردو میں الفاظ کی رعایت کو بامحاورہ ترجمہ میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تشریحات کے ماخذ کتب شروح عربی وفارسی واردو ہیں خاص طور پر مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ وحواشی کو زیادہ سامنے رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سہو ونسیان خاصہ انسان ہے اسی لیے حضرات افاضل فن سے چشم عفو بشرط زندگی طبع ثانی میں ان اصلاحات پر پوری توجہ سے کام لوں گا۔

یا اللہ! آج مبارک ترین ساعت رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ میں تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاکیزہ مقدس ارشادات گرامی کے اس عظیم ذخیرہ کو ختم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو محض صرف تیرے ہی فضل وکرم کا صدقہ ہے ورنہ میں تیرا حقیر ترین گناہگار بندہ ہرگز اس خدمت کا اہل نہ تھا۔ میں تیرا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ مجھ سے محض تیری توفیق اور تیری غیبی نصرت وتائید سے اس عظیم خدمت کی تکمیل ہوئی۔

یا اللہ! تو ہی بہتر جانتا ہے کہ اس خدمت کی انجام دہی میں مجھ سے کہاں کہاں لغزش ہوئی ہوگی، تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی مرضی کے خلاف کہاں کہاں اشہب قلم نے ٹھوکریں کھائی ہوں گی۔ ان سب کے لیے تجھ سے معافی کا امیدوار ہوں بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

یا اللہ! نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس عظیم خدمت کو تیری بارگاہ عالیہ میں پیش کرتا ہوں تو قبول فرما کر اسے قبول عام عطا کر دے اور جن جن ہاتھوں میں یہ ذخیرہ پہنچے ان کو اسے بغور مطالعہ کرنے اور ہدایات رسول کریم ﷺ پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرما۔

یا اللہ! اس خدمت عظیم کا ثواب امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت سیدنا ومولانا محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا اور میرے جملہ اساتذہ کرام جن کا تعلق سلسلہ سند کے ساتھ ہے اور جن جن سے مجھ کو رسمی وغیر رسمی طور پر علمی وعملی وروحانی وقلبی فیض حاصل ہوا ہے جو تیری رحمت میں داخل ہو چکے ہیں اور جو بقید حیات موجود ہیں۔ میرے جملہ اکابر علمائے کرام جو حرمین شریفین میں ہوں یا برصغیر ہندوپاک میں ان سب کو اس کے ثواب عظیم سے حصہ وافر بخش دیجیے پھر میرے ماں باپ، اولاد، اعزہ واقارب پھر میرے جملہ معاونین کرام وشائقین عظام جن کی فہرست تیرے علم میں ہے ان سب کو اس کا پورا

پورا ثواب نہ صرف معاونین کرام بلکہ ان کے والدین اور جملہ بزرگان کو اس کے ثواب میں بھرپور طور پر شریک فرما۔ ہم سب کو قیامت کے دن اس خدمت کے صلہ میں جنت الفردوس میں داخلہ نصیب فرما۔ اور ہم سب کو یا اللہ! اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے دیدار سے مشرف فرما۔ آپ (ﷺ) کے دست مبارک سے جام کوثر اور آپ کی شفاعت کبریٰ نصیب فرما۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جلو میں بار بار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں رسائی نصیب فرمانا۔

یا اللہ! مکرر بصد خشوع وخضوع تیرے دربار میں دست دعا دراز کرتا ہوں کہ میرے جملہ معاونین عظام کو دونوں جہاں کی برکتوں سے مالا مال فرما، وہ معاونین جن کے تعاون سے اس عظیم خدمت کی تکمیل ہوئی ہے۔

یا اللہ! اس مبارک کتاب کا مطالعہ کرنے والے تمام میرے بھائیوں، بہنوں کو اس کی قدر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرما اور ان سب کو توفیق دے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں مجھ ناچیز خادم کو مشفقانہ طور پر یاد رکھیں اور میری نجات اور بخشش کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا کریں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

ضرورت تو نہ تھی مگر بزرگان سلف رحمۃ اللہ علیہم کی اقتدا میں عرض گزار ہوں کہ اس مبارک کتاب کی سند عالیہ پہلے مجھ کو حضرت الاستاذ مولانا ابو محمد عبدالوہاب صاحب ملتانی صدری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی مرحوم کے بعد حضرت الاستاذ مولانا ابو محمد عبدالجبار صاحب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ شکراوہ میوات سے شرف درس حاصل ہوا۔ اللہ آپ کو شفائے کامل عطا فرما کر آپ کے فیوض کا سلسلہ مزید دراز فرمائے۔ (آمین) حضرت کے بعد یہی دوراں حضرت الشیخ العلامہ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا جن کے مناقب بیان کرنے سے میری زبان اور قلم قاصر ہے جو بلدۂ کراچی کے قبرستان میں آرام فرما رہے ہیں۔ طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه (آمین) ان کے بعد مکۃ المکرمہ میں شیخ الحرمین الشریفین حضرت مولانا الشیخ عبدالحق محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ ثم المکی سے بہ تقریب حج مبارک ۱۹۷۰ء شرف اجازت حاصل ہوا جس کا پورا عربی متن بخاری شریف کے پارہ ۱۰ کے ساتھ مطبوعہ ہے اس حج میں روبروئے کعبہ شریف حضرت مولانا عبدالسلام بستوی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت کر کے شرف تلمذ کیا بفحوائے۔

تشبہوا ان لم تکونوا مثلهم ان التشبه بالکرام فلاح۔

ان جملہ اساتذہ عظام کو بالواسطہ یا بلاواسطہ استاذ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور مرحوم شیخ کو حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ان کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف سند حاصل ہے۔ آگے سند مشہور مطبوعہ حضرت حجۃ الہند کی مطبوعات میں موجود ہے۔

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

اللہ پاک محشر میں جملہ بزرگان سلف صالحین کا، ساتھ نصیب فرمائے:

وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى آله واصحابه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين آمين ثم آمين ورحم الله عبدا قال۔ آمین

تاریخ تحریر ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ مقیم حال جامع اہل حدیث بلدۃ دار السرور بنگلور حرسها الله الى يوم النشور۔

www.minhajusunat.com

DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in